قائدِ اہلِ سنّت نمبر



2015ء

چیف ایڈیٹر

ملک محبوب الرسول قادری

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

سہ ماہی

انوارِ رضا

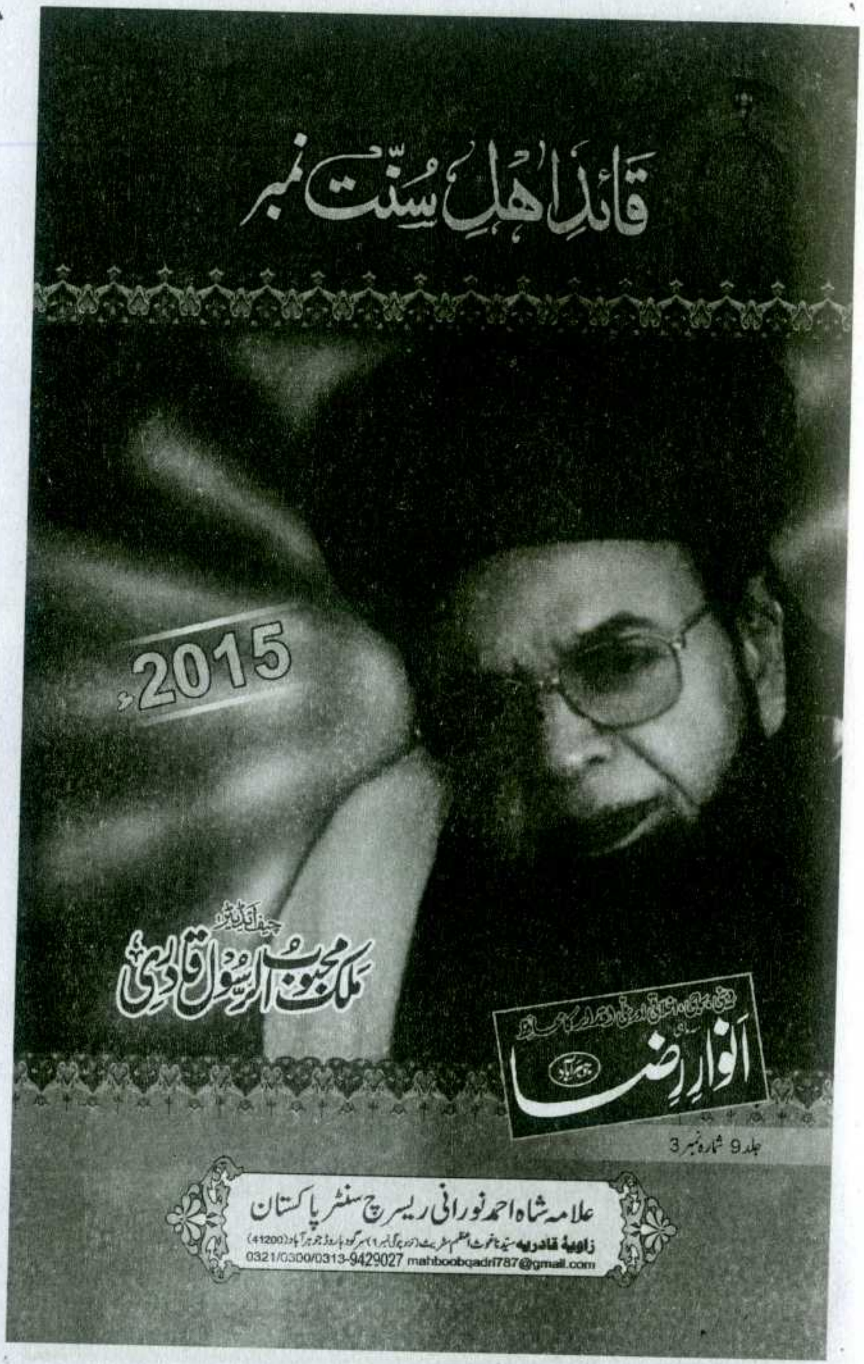
جوہر آباد

جلد 9 شمارہ نمبر 3

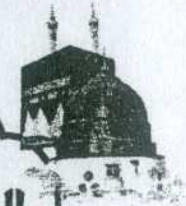
علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویۂ قادریہ سیّدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چونگی نمبر 1) سرگودھا روڈ جوہر آباد (41200)

0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com







بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین
الرحمٰن الرحیم مالک یوم
الدین ایاک نعبد وایاک
نستعین اھدنا الصراط
المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم غیر المغضوب
علیھم ولا الضالین

برائے ایصال ثواب جمیع امت محمدیہ بالخصوص

قائد اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی	حضرت پیر سید محمد عالم حسین شاہ کاظمی	حضرت یادگار اسلاف پیر سید محمد شاہ بخاری (بہاری شریف)
حضرت صوفی فضل محمد محمدی سیفی مدفون: چک نمبر 99 آر بی چک جھنڈا فیصل آباد	سلطان الشعراء حضرت طارق سلطانپوری	غازی اسلام جانثار پاکستان ملک عبدالرسول قادری (جوہر آباد)

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

دینی، سماجی، اخلاقی اور علمی اقدار کا محافظ — جوہر آباد

سہ ماہی

انوارِ رضا

بانی: ملک محبوب الرسول قادری

جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 1 تا 3

قائد اہل سنت نمبر

ایڈیٹر: ملک محمد قمر الاسلام قمر

چیف ایگزیکٹو: مفتی آصف محمود قادری

معاون ایڈیٹرز: سید غفران شرف گیلانی | علامہ محمد شاہد جمیل اویسی

زیر سرپرستی

★ حضرت علامہ پیر محمد عتیق الرحمن فیض پوری ★ سید عبداللہ شاہ قادری
★ علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی ★ حضرت علامہ سید محمد انور حسین کاظمی قادری
★ حضرت پیر محمد طفیل قادری ہجویری ★ پیر طریقت ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی
★ پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری (بہاری شریف) ★ پروفیسر صاحبزادہ محجوب حسین چشتی (بیربل شریف)
★ الحاج بشیر احمد چوہدری (لاہور) ★ پیر محمد افضل قادری ★ پیر اعجاز احمد ہاشمی

مجلس تحریر

★ محقق العصر مفتی محمد خان قادری ★ ادیب شہیر پیر سید محمد فاروق القادری
★ علامہ قاری محمد زوار بہادر ★ عبدالمجید ساجد
★ علامہ پیر زادہ محمد رضا قادری ★ سید وجاہت رسول قادری
★ مفتی محمد ابراہیم قادری ★ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی ★ مفتی عبدالحلیم ہزاروی
★ صاحبزادہ واحد رضوی ★ پروفیسر قاری محمد مشتاق انور ★ سید صابر حسین بخاری

مجلس مشاورت

پیر سید مرید کاظم بخاری، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان، پیر سید انعام الحسنین شاہ کاظمی
صوفی گلزار حسین قادری رضوی، علامہ محمد ادریس خان سواتی، الطاف چغتائی، ماہ رخ خان قادری،
مولانا صوفی غلام مرتضیٰ سیفی، پیر فیض الامین فاروقی سیالوی، ملک الطاف عابد اعوان،
علامہ محمد جاوید اقبال کھارا، الحاج ظفر حسین ظفر (خطاط)، سید عارف محمود مجبور رضوی، علامہ پیر محمد فراز چشتی
الحاج ملک محمد جمیل اقبال، حافظ محمد خان سابل ایڈووکیٹ

مجلس انتظامیہ

محمد فواد علی قادری

قیمت فی شمارہ

500 روپے

سالانہ رکنیت فیس

2000 روپے

انٹرنیشنل غوثیہ فورم زاویہ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (خود چنگی نمبر 1) جوہر آباد 41200

0300/0321/0313-9429027 Mahboobqadri787@gmail.com

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ ط

حسن ترتیب

اپنی بات

نفاذِ نظامِ مصطفٰے ﷺ کے لئے بیعت کی ضرورت

قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ محسن ملک وملت تھے اور ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین متین کے لئے وقف تھا وہ نظامِ مصطفٰے ﷺ کے مجاہد تھے اللہ تعالیٰ کے محبوب ومقرب بندے تھے قرآن پاک کے ساتھ ان کو عشق تھا ہماری تاریخ میں وہ واحد سیاست دان تھے جو ہر سال باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم باقاعدگی سے نماز تراویح میں سناتے تھے تہجد میں الگ سے تلاوت ہوتی، حفاظ وقراء کی ایک جماعت ان کے ساتھ نماز ظہر سے مغرب تک قرآن پاک کا دور کرتی تھی۔ جب تک آپ کی والدہ ماجدہ حیات رہیں آپ ہر روز اپنے قیامِ کراچی کے دوران ایک پارہ یا سوا پارہ انہیں سناتے تھے۔ اللہ کی زمین پر قرآن کے نظام کے عملی رواج کے لئے زندگی کی آخری سانس تک متعدد رہے۔ میں تو علیٰ وجہہ بصرت کہتا ہوں کہ "اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کو کیسا مسلمان پسند ہے تو میں اس کا جواب دے سکتا ہوں کہ جیسا مسلمان مولانا شاہ احمد نورانی ہے" وہ وحدتِ امت کے داعی وعلمبردار تھے اور اسی دھرتی پر ساری قوم نے جاگتی آنکھوں سے ان کی زیرِ نگرانی اتحادِ اُمت کے مناظر دیکھے ہیں۔ انہوں نے زندگی بھر رخصت پر عمل نہیں کیا بلکہ اپنے لئے عزیمت کا راستہ منتخب فرمایا۔ وہ صدیقی تھے لہٰذا اہل بیت اور صحابہ کرام کی محبت انہیں ورثہ میں ملی تھی۔ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی پسندیدہ شخصیت قرار دیتے تھے اور کربلا کے تذکار میں نہایت لطف وحظ محسوس کرتے تھے۔ جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام "قائدین، خادمین کی عدالت میں" کے اجتماع کے لئے اپنے پیغام میں انہوں نے کہا اور بارہا خطبات میں ارشاد فرمایا کہ:

"امام عالی مقام (امام حسین رضی اللہ عنہ) نے حزبِ اختلاف کی بنیاد رکھی، آپ نے اسلامی سیاست کو فروغ دیا، آپ نے حجرہ میں بیٹھ کر کنارہ کشی اختیار نہیں کی بلکہ حالات سے نبرد آزما ہونے کا فیصلہ کیا۔ آپ اگر چاہتے تو محراب ومسجد سے آپ کو کوئی الگ نہیں کرسکتا تھا، نذرانوں

میں کوئی رکاوٹ نہ تھی، ہاتھ چومنے والوں کی قطاریں تھیں، اس وقت آپ عالم اسلام کی سب سے بڑی شخصیت تھے۔ حکمرانوں کا کہنا تھا کہ ہم آپ کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتے آپ حکومت میں دخل نہ دیں مگر امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے حجرۂ مسجد کی بجائے میدان کارزار کو منتخب کیا۔ نذرانہ لینے کی بجائے اپنے عزیز واقارب، مریدین وخدام اور اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا۔ آپ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم دین، محدث، مفسر، خطیب، شیخ طریقت اور مرشد کامل تھے مگر آپ نے اپنے نانا ﷺ کے دین کے لیے اپنی تمام حیثیتوں کو قربان کر دیا۔ تخت نشینی کی بجائے کربلا کی خاک میں اپنا خون ملایا اور خاک وخون کے دریا سے گزر کر "سید الشہداء" کے مقام پر فائز ہوگئے۔ آج جمعیت علماء پاکستان ان ہی کی روشن کی ہوئی راہوں اور جگمگاتی صراطِ مستقیم پر چل کر روحانی انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے اور وقت کے یزیدوں سے پنجہ آزمائی کرکے حسینی انقلاب لانا چاہتی ہے۔ ختم خواجگان، تسبیح خوانی، گنج عافیت اور دولت کا حصول سب کچھ ممکن ہے مگر نظام مصطفی ﷺ کے بغیر ان امور میں لطف ولذت پیدا نہیں ہوسکتی۔"

(بحوالہ کتابچہ: قائدین خادمین کی عدالت میں، ص ۳۳، ۲۴، مرتبہ: علامہ شبیر احمد ہاشمی)

بیعت وطریقت کا مقصد اللہ رب العالمین کی معرفت اور حضور پر نور سیدنا خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی اطاعت وغلامی کا حلقہ اپنے وجود کی زینت بنانا ہے۔ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کرنے سے پہلے مرید صادق سے اس امر کا عہد لیتے تھے کہ وہ ساری زندگی حضور علیہ السلام کی غلامی میں گزارنے کی کوشش کرے گا اور ملک میں نفاذ نظامِ مصطفٰے ﷺ کے لئے جدوجہد کرے گا۔ اس حوالے سے آپ کا ایک مکتوب گرامی جو اپنے حلقۂ ارادت کے لئے ہے ملاحظہ ہو۔

"سلسلہ عالیہ کا شجرہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے اپنی روح کی بالیدگی کے لیے ذکر واذکار منتخب کرلیجئے۔ روح وجسم کے رشتے کو ذکرِ الٰہی اور شریعت مصطفٰے ﷺ سے آراستہ کرلیجئے، اپنی اصلاح کے لئے، اپنے اپنے اعزہ واقارب واحباب اور اپنے محلہ وشہر کی اصلاح پر بھی توجہ مبذول رہے اور پورے ملک کی اصلاح پر بھی نظر رہے، امر

بالمعروف نیکیوں کے پھیلانے کا حکم اور نہی عن المنکر برائیوں کو مٹانے اور ان کا راستہ روکنے کا بھی ارشاد ہے۔ اپنی اصلاح کے ساتھ امت مسلمہ کی اصلاح پر بھر پور توجہ دینی چاہیئے۔

یعنی اللہ کی زمین پر اللہ کے محبوب حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ نے جس طرح مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں قائم فرمائی۔ اسی بابرکت نظام کے نفاذ کی عملی جدوجہد اس سرزمین پر کی جائے، تاکہ یہ خطہ اللہ کی رحمتوں سے مالا مال ہو۔"

شیخ طریقت کو شارح علیہ السلام کے احکام کے تابع ہونا چاہیئے آج ضرورت اس امر کی ہے اور دینی غیرت وحمیت کا تقاضا ہے کہ ملک بھر کے تمام خانقاہ نشین پہلے نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے بیعت کریں اور پھر اپنے اپنے حلقۂ ارادت سے اسی مقدس نورانی نظام کے لئے بیعت لیں یاد رکھیے! نظامِ مصطفیٰ ﷺ بہر صورت اس دھرتی کا مقدر ہے جو حصہ لے گا سرخرو ہوگا اور جو شیطان کے بہکاوے میں آجائے گا محروم رہے گا۔ پاکستان انقلاب نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور عالمی غلبہ اسلام کا صدر دروازہ اور حضرت سیدنا امام مہدی کے مویدین کی سرزمین ہے اس لئے سوچ کے غرقاب میں ڈوبنے کے بجائے نصرتِ مہدی کی تیاری کرو اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا پرچم تھام لو۔

اللہ رب العالمین ہم سب کو انقلاب نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے نتیجہ خیز جدوجہد کے ساتھ سرخرو فرمائے۔ آمین

ملک محبوب الرسول قادری

(مدیر اعلیٰ)

0300/0321/0313-9429027

mahboobqadri787@gmail.com

28 جولائی 2015ء

پونے آٹھ بجے شب

پیغام

مترجم تفسیر کبیر، محقق العصر

مولانا مفتی محمد خان قادری

بانی و مہتمم: جامعہ اسلامیہ لاہور، امیر: کاروانِ اسلام

اللہ تعالیٰ نے خدمتِ دین کے لئے جن لوگوں کو توفیقات مرحمت فرمائیں ان میں حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع کر کے حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ تک ایک کہکشاں ہے جنہوں نے واقعتاً نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے کائنات کے طول وعرض میں شب وروز ایسی محنت کی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ آج بھی ان ہی کے نظریات کی قبولیت ہر جگہ دکھائی دیتی ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی سفیر اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کے پیغام کو عام کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کئے رکھی۔ انہوں نے اہل سنت کو درباری سیاست سے نکال کر انسانیت کی اعلیٰ اقدار اور مصطفوی سیاست کے بامِ عروج تک پہنچایا انہوں نے اعلیٰ اقدار کی بحالی کے ذریعے ساری دنیا کو بتادیا کہ ہر بڑے سے بڑا شخص ایک بوریا نشین کے پاس ہی آتا ہے اہل عرب کا یہ قول ان پر صحیح طور پر صادق ہوتا ہے کہ:

نعم الامیر علیٰ باب الفقیر

بئیس الفقیر علی باب الامیر

امیر وہ اچھا ہے جو کسی فقیر کے دروازے پر آئے اور وہ فقیر برا ہے جو کسی امیر کے دروازے پر پایا جائے۔

ساری دنیا نے دیکھا ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو سے پیر پگاڑا تک مسجد کے اس حجرے میں آتے رہے جہاں یہ فقیر بوریا نشین قیام فرما ہا وہ سچ مچ حق وصداقت کی نشانی تھے۔ ان کا وجود مسعود اظہارِ حق وجرأت کا علامتی نشان تھا۔ انہوں نے یحییٰ خان جیسے ڈکٹیٹر کو جس انداز میں ڈانٹ کر کہا کہ شراب اٹھاؤ اس جگہ ہم نہیں بیٹھ سکتے۔ اٹھاؤ گے تو تمہارے ساتھ بات ہو سکتی ہے ورنہ ہم جارہے ہیں اور یحییٰ خان کو تعمیل ارشاد کرنا پڑی۔ ٹانگیں توڑ دینے کی دھمکی دینے والے بھٹو کو بنگلہ دیش میں جلسہ کرکے آپ ہی نے للکارا کہ میں چٹا گانگ آ گیا ہوں جرأت ہے تو توڑ کے دکھاؤ۔ مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا محمد عبدالستار خان نیازی بسطۃ فی العلم والجسم کی مجسم تصویر تھے۔ اس کردار کی مثال کون پیش کرے گا کہ ساری دنیا کی سیاست پر کڑی نظر رکھنے والا سیاست دان مسجد کے مصلے پر اللہ کا قرآن سنا رہا ہو اور پورا ماہِ رمضان قرآن اور تفسیر قرآن کے بیان میں گزر رہا ہو۔ اگر ان کی نجی اور ذاتی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو سادگی ومتانت، سنجیدگی واخلاص، محنت ووقار، علم اور تقوی صرف ایک ہی شخصیت میں یکجا نظر آتے ہیں۔

اہل علم کے ساتھ حضرت کی محبت اور ان کے ساتھ تعاون بھی اس عہد میں اپنی نظیر خود ہے ریاض الصالحین، اربعین نووی اور الشفاء کی شروحات کا مطالعہ ان کا روزمرہ معمول تھا۔ ان کے مطالعہ کا عالم یہ تھا کہ جب ہماری کتاب "حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے؟" چھپی تو آپ نے لاہور ائیر پورٹ پر نامور صحافی محترم ممتاز طاہر کی والدہ کے جنازہ کے بعد مجھے الگ سے بلا کر فرمایا کہ میں نے آپ کی یہ کتاب دیکھی ہے اس میں فلاں فلاں مقامات توجہ طلب ہے دیکھ لیجیے گا کتابت کی اغلاط کی درستی ضروری ہے۔ سہ ماہی "انوارِ رضا" جوہر آباد کا قائد اہلسنت نمبر" قوم کے عظیم محسن کے اعترافِ عظمت کی عمدہ کوشش ہے۔

ہم اس کاوش کو قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں اللہ کریم محترم علامہ ملک محبوب الرسول قادری کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے وہ باقاعدگی سے ہر سال نورانی ڈائری کے علاوہ حضرت قائد اہل سنت کے حوالے سے خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کرتے ہیں جس سے اہل سنت کی تاریخ بھی بطریق آحسن مرتب ہو رہی ہے ایسے اہم اور مفید کام قوموں کے لئے کتنے مفید ہوتے ہیں؟ اس کا ادراک ذہنی اور فکری طور پر زندہ لوگوں کو ہوتا ہے۔

پیغام

وکیل تحریک تحفظِ ناموس رسالت

جسٹس میاں نذیر اختر

سابق جج: لاہور ہائی کورٹ، سابق رکن: اسلامی نظریاتی کونسل، سابق امین: پنجاب بیت المال

قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ قریب کے دور کی نامور دینی، سیاسی، علمی، روحانی شخصیت ہیں جنہوں نے تادمِ آخر، دین کی خدمت کی۔ ابلاغِ دین کے ذریعے ہزاروں لوگوں کو مسلمان کیا۔ انہیں ۹ زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ وہ علم وعمل کی مجسم تصویر تھے۔

وہ جب دنیا سے گئے تو بے شمار اعزازات کے (تمغے) ان کے وجود پر سجے تھے لیکن ان کا سب سے بڑا تمغۂ امتیاز، ردِ قادیانیت اور قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور مرزائیوں کو غیر مسلم قرارداد دلوانے کے لئے ان کا کلیدی اور اساسی کردار تھا۔ ملکی سیاست کے افق پر وہ ایک روشن ستارہ تھے۔ جنہوں نے غربت سادگی اور حق سچ کے ساتھ تادمِ آخر اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ انہوں نے دنیا کی مال ودولت جمع نہیں کی بلکہ ساری زندگی ایک کرائے کے مختصر سے گھر میں بسر کردی۔ ان کی عظیم الشان خدمات کے حوالے سے علامہ ملک محبوب الرسول قادری کے علمی جریدہ سہ ماہی "انوارِ رضا" جوہر آباد کا جو خصوصی شمارہ "قائد اہل سنت نمبر" قابلِ صد ستائش ہے اس کے مطالعہ سے حضرت شاہ احمد نورانی کی مبارک زندگی کے تقریباً تمام گوشے خوب اجاگر ہوئے۔ میں ملک صاحب کو مبارکباد اور ہدیۂ تحسین پیش کرتا ہوں۔

پیغام

حضرت امیر اہل سنت

پیر میاں عبد الخالق قادری مدظلہ

مرکزی امیر: جماعت اہل سنت پاکستان، سجادہ نشین: خانقاہِ قادریہ بھرچونڈی شریف (سندھ)

قیامِ پاکستان کا مقصد نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ تھا۔ اسی مشن کے لئے تحریک پاکستان کا آغاز ہوا۔ علامہ اقبال، قائداعظم اور تمام مشائخ اہل سنت اسی مقصد کے لئے میدانِ عمل میں اترے اور پاکستان بن گیا۔ پاکستان بنانے کے بعد علماء ومشائخ اہل سنت سر جوڑ کر بیٹھے اور جمعیت علماء پاکستان اس مقصد کے لیے بنائی گئی کہ یہ جماعت اس وطن کے استحکام اور ترقی کے لئے جدوجہد کرے گی۔ بھرچونڈی شریف سے ہمارے اجداد "بنارس سُنی کانفرنس" سے اس کارِ عظیم کی بجاآوری میں قائداعظم اور اکابر اہل سنت کے ساتھ مصروفِ عمل رہے۔ کراچی، ملتان، لاہور، سکھر، حیدرآباد، پشاور کے ساتھ ساتھ سندھ کے سنگم بھرچونڈی شریف میں بھی اجلاس ہوتے تھے۔ مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں خانقاہ بھرچونڈی شریف میں منعقد ہونے والے اہم جلسے اور اجلاس ہماری ملکی تاریخ کا اہم حصہ ہیں وہ یہاں تشریف لاتے ہیں وہ پروگرام اہل سنت کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کو سیاسی اُفق پر اپنی محنت اور صلاحیت کی بناء پر اوجِ کمال تک پہنچایا ان کی رحلت کے بعد ان کی خدمات اور جدوجہد کو جس انداز میں ہمارے محبوب دینی بھائی ملک محبوب الرسول قادری نے اُجاگر کیا ہے اور منظم طریقے سے شائع کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور مزید توفیق عطا کرے۔ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان اور خانقاہ قادریہ بھرچونڈی شریف اس کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

پیغام

مفکر اسلام مبلغ برطانیہ حضرت

علامہ پیر سیّد انور حسین شاہ کاظمی

بانی: جامعہ قادریہ جیلانیہ شاہدرہ ٹاؤن لاہور

درسِ نظامی کی تکمیل اور دستارِ فضیلت سے پہلے بالعموم اور اس کے بعد بالخصوص تنظیمی و تحریکی شوق وشعور پروان چڑھنے کی سبیل کچھ یوں ہوئی کہ حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت وسیادت ہمیں نصیب ہوگئی اور اس پر مستزاد یہ کہ ہمیں اُن کا قرب نصیب ہوگیا۔ الحمدللہ! صرف قرب اور قیادت ہی نہیں بلکہ مکمل اعتماد بھی حاصل ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں ایک نظریاتی کارکن تھا اور اب بھی ہوں اپنے کارکنوں سے شفقت کا رویہ تو کوئی قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی سے سیکھے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں کراچی میں حضرت قائد اہل سنت کی محافل ومجالس میں بیٹھ کر ہم نے بہت کچھ سیکھا۔ لاہور مراجعت پر جمعیت علماء پاکستان میں باقاعدہ شمولیت اختیار کی اور مختلف عہدوں پر ذمہ داریاں نبھائیں۔ اس دوران حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی کو ہم نے اُصولوں پر سختی سے عمل پیرا پایا۔ وقت کی پابندی، طبیعت کی سادگی، مزاج میں کمال درجہ سنجیدگی، اخلاق عمدہ، وسیع مطالعہ، عمل صالح کا ہمہ وقت اہتمام، جذبہ حب رسول کریم ﷺ، مسلکی تصلب، انتھک اور مسلسل محنت، ایسے اوصاف ہیں جو بیک وقت حضرت قائد اہل سنت کی شخصیت میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے اور انہی خوبیوں نے ہمیں ان کا گرویدہ بنا دیا تھا وہ سادات کرام کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ملک محبوب الرسول قادری صاحب سے ہمارا تنظیمی وتحریکی رابطہ اسی زمانہ سے ہے۔ جس طرح وہ اس وقت متعد تھے اسی طرح آج بھی سرعت وروانی کے ساتھ محوِ سفر ہے۔ اب "انوارِ رضا" کے "قائد اہل سنت نمبر" کی اشاعت تو ان کی معمول کی کارروائی ہے یہ وہ کام ہے جو قوموں میں شعور کی بیداری کا ذریعہ بنتا ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ملک صاحب کی اس کوشش کو بھی شرفِ قبول عطا فرمائے۔ آمین

جنوری اور دسمبر ۲۰۱۵ء میں یوم میلاد النبی ﷺ ۱۲ ربیع الاول

سہ ماہی انوارِ رضا — ملک محبوب الرسول قادری — دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ — جوہر آباد

خصوصی پیغام

سن 2015ء کا خاص اعزاز

اسے یومِ ولادتِ رسول ﷺ ۱۲ ربیع الاول

دو مرتبہ نصیب ہوا

سلسلہ سیفیہ کے نامور شیخ طریقت عاشق سیرت وسنت

حضرت پیر ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی

نے دُنیا بھر کے مسلمانوں کو مبارکباد کے ساتھ دردمندانہ اپیل

کی ہے کہ ۲۰۱۵ء کا پورا سال میلادِ رسول ﷺ سال کے طور پر منائیں

لہٰذا انوارِ رضا نے اپنا آئندہ شمارہ انہی کی مشاورت اور تحریک پر

ایک ہزار صفحات سے زیادہ ضخیم

عظیم علمی، تحقیقی، تاریخی ضخیم

میلادِ رسول ﷺ نمبر

کے عنوان سے شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے

جس میں اس موضوع پر علمی وتحقیقی مضامین ومقالات، اصلاحی تحریریں، حمد ونعت، نذرانے، اہل دل اور اہل نظر کے مشاہدات، برکاتِ میلاد کا بیان، چودہ صدیوں کا تسلسل، اُممِ سابقہ میں صاحبِ میلاد ﷺ کے ذکر کا روغلغلہ اور بہت ساری نادر ونایاب دستاویزات عرب اسکالرز کے جواہر پاروں کے اُردو تراجم شامل ہونگے۔

آپ اگر کچھ لکھنا چاہیں تو رابطہ کر کے موضوع طے کرلیں۔

ذکر میلاد کی برکات کے حصول کے لئے اپنی طرف سے اپنا پیغام تجویز یا اشتہار دیں یہ تعاون بھی ہے آپ کے موقف کے ابلاغ کا ذریعہ بھی۔

ایڈوانس ادائیگی کے ذریعے اپنے اور اپنے حلقۂ احباب کے لئے مطلوبہ تعداد میں "میلادِ رسول ﷺ نمبر" خریدلیں۔

طلباء، علماء، لائبریریوں اور جامعات کو تحفہ دیں کہ یہ صدقہ جاریہ ہے۔

برائے رابطہ

ملک محبوب الرسول قادری
انوارِ رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد (41200) پنجاب، پاکستان
0092-300/321-9429027
mahboobqadri787@gmail.com

سہ ماہی انوارِ رضا — ملک محبوب الرسول قادری — دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ — جوہر آباد

اولین علمی وتحقیقی کاوش

قائد ملت اسلامیہ نمبر

ایک اہم تاریخی دستاویز

جو ختم چہلم شریف کے موقع پر جنوری ۲۰۰۴ء کو منظر عام پر آگئی تھی

محدود کاپیاں موجود ہیں

صفحات: 448

محققین وشائقین فوراً منگوالیں

قیمت: 400 روپے

حضرت سفیر اسلام نمبر

550 روپے

حضرت خواجہ احمد میروی نمبر

300 روپے

حضرت طارق سلطانپوری نمبر

400 روپے

سلطان الشعراء نمبر

500 روپے

ملنے کا پتہ

انوارِ رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد (41200) پنجاب، پاکستان
0092-300/321-9429027
mahboobqadri787@gmail.com

حضرت قائد ملت اسلامیہ

مولانا شاہ احمد نورانی کا شجرہ طریقت

۱۔ حضرت حبیب کبریاء احمد مجتبیٰ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ
۲۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
۴۔ شیخ حبیبی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ شیخ معروف رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ شیخ سری رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ شیخ سیدت توا الفتی ابی القاسم رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ شیخ ابی بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ شیخ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔ شیخ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ شیخ ابی الفراحی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ شیخ ابی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ شیخ ابی سعیدی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۔ سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ
۱۶۔ شیخ سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔ شیخ سیدی عبد الصوالحی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۔ شیخ سیدی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۱۹۔ شیخ سیدی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۰۔ شیخ شمش الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۱۔ شیخ سیدی علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۲۔ شیخ سیدی نور محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۳۔ شیخ سیدی عبد الجلال رحمۃ اللہ علیہ
۲۴۔ شیخ سیدی بہاول قلندر رحمۃ اللہ علیہ
۲۵۔ شیخ ابی المعالی رحمۃ اللہ علیہ
۲۶۔ شیخ مخامد دینی رحمۃ اللہ علیہ
۲۷۔ شیخ شاہ امر رحمۃ اللہ علیہ
۲۸۔ شیخ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ
۲۹۔ شیخ درویش محمد دین رحمۃ اللہ علیہ
۳۰۔ شیخ شاہ احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۱۔ شیخ عبد لطیفی ثانی رحمۃ اللہ علیہ
۳۲۔ شیخ مدیح شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۳۔ شیخ سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۴۔ شیخ محمد غوث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۵۔ شیخ مولانا محمد عبد الحکیم رحمۃ اللہ علیہ
۳۶۔ شیخ احمد مختار صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
۳۷۔ شیخ مولانا عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ
۳۸۔ شیخ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ
۳۹۔ جانشین قائد ملت اسلامیہ شاہ محمد انس نورانی مدظلہ العالی

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
جوہر آباد
سہ ماہی
انوارِ رضا
ملک محبوب الرسول قادری حفظہ اللہ

قائد اہل سنت نمبر

حصہ اوّل

گفتارِ اکابر

مشمولات

علمی ذوق کے حامل

سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد

قارئین کی توجہ کے لیے

اسلامک میڈیا سنٹر...... سہ ماہی انوارِ رضا...... علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر ...... انوارِ رضا لائبریری...... ایسے پلیٹ فارم ہیں جو دین و دانش اور قلم و قرطاس کے حوالے سے ملک و ملت اور اُمت کی دینی و علمی، فکری و نظری سرحدوں کی حفاظت کے لیے میدانِ عمل میں ہیں۔ آپ بھی اپنی ضرورت و حیثیت کے مطابق ان سے استفادہ کر سکتے ہیں...... **ہم آپ کی مدد کریں گے اگر آپ ہمیں پکاریں......**

- تصنیف و تالیف کے حوالے سے
- کتابوں کی عمدہ، معیاری اور مناسب ریٹ پر چھپائی
- ختم نبوت، بزرگانِ دین یا کسی بھی حوالے سے رسالے کی خصوصی اشاعت
- سرکاری و غیر سرکاری اداروں کے تعارف، پراسپیکٹس اور دفاتر کے سٹیشنری کی طباعت و تیاری
- نظریاتی حوالے سے شائع کی جانے والی کتابوں کی تعارفی تقریبات و تبصرے
- قومی پریس میں اہلسنت کی نظریاتی تقریبات اور تہواروں کی بھرپور کوریج
- قومی اخبارات میں مضامین، مقالات، لیٹرز اور تصاویر وغیرہ کی اشاعت

اس کے علاوہ...... **وہ سب کچھ جو آپ چاہیں**

ملک محبوب الرسول قادری چیئرمین **اسلامک میڈیا سنٹر**

0300/0321-9429027.....

mahboobqadri787@gmail.com

میر کارواں

حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی ☆

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُر سوز یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

نابغہ عصر، علامہ دہر، فاضل اجل، عالم باعمل، خطیب بے بدل، مبلغ اسلام، قائدِ اہل سنت، میر کارواں ملت اسلامیہ، چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن، صدر "جمعیت علماء پاکستان" اور "متحدہ مجلس عمل" کے سربراہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ ۱۶ شوال ۱۴۲۴ھ بمطابق دسمبر ۲۰۰۳ء کو اسلام آباد میں حرکتِ قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قائد اہل سنت ایک دینی و علمی گھرانے کے قابل، ذہین اور صاحب فکر و نظر فرزند تھے۔ اپنے والد ماجد حضرت علامہ مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ کے لگائے ہوئے پودے کو شبانہ روز محنت سے تناور درخت بنا دیا اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے "ورلڈ اسلامک مشن" کے پلیٹ فارم سے دنیا بھر میں اسلام کی روشنی پھیلائی اور نومسلموں کو اسلامی تعلیمات سے آراستہ کرنے کے لئے مختلف ممالک میں علم و عرفان کے مراکز قائم کئے جو وہاں کے مسلمانوں کو تعلیم و تربیت کی سہولتیں فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ کفر و ضلالت کی ظلمتوں میں اسلام کی نورانی کرنیں بکھیرنے کا مقدس فریضہ انجام دے رہے ہیں اور یہ مبارک سلسلہ رشد و ہدایات مستقبل میں بھی جاری رہے گا۔ (ان شاء اللہ)۔

شاہ احمد نورانی صاحب نے جب خارزارِ سیاست میں قدم رکھا تو "جمعیت علماء پاکستان" کے صدر کی حیثیت سے وطن عزیز کی خانقاہوں کا دورہ کیا اور مشائخ و صوفیاء کرام کو کنج عزلت سے نکال کر نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا داعی اور اس کے نفاذ کے لئے عملی جدوجہد کا علمبردار بنا دیا اور خود اسوۂ شبیری کو مشعل راہ بناتے ہوئے ہر دور کی آمریت و استعماریت کو للکارا اور ہر موقع پر ایوان اقتدار میں کلمۂ حق بلند کیا جس کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں لیکن آپ کے پر عزم و استقامت میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ انسانی ضمیروں کے سوداگروں نے نورانی صاحب کو

☆ مولوی جی صاحب، آستانہ غوثیہ یکہ توت پشاور، مدیر اعلیٰ: الحسن پشاور

بھی بکاؤ مال سمجھ کر بارہا خریدنے کی کوشش کی لیکن انہیں ہمیشہ ناکامی ونامرادی کا سامنا کرنا پڑا۔قومی اسمبلی میں آپ نے ایک بہترین پارلیمنٹرین کا کردار ادا کرتے ہوئے جمہوری اقدار کی پاسداری کی اور حزب اختلاف کی رہنمائی جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے کرتے رہے۔اس عرصہ میں ۱۹۷۳ء کے آئین کی تیاری میں دستور ساز کمیٹی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور ممبر دفاعی کمیٹی کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہ ادا کرتے ہوئے مملکت خداداد پاکستان کی دفاعی صلاحیتوں کو بام عروج تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔نیز تحفظ ختم نبوت کے لئے تاریخ ساز کردار کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے لئے جوانتھک مساعی جمیلہ بروئے کار لائے،ان کی بدولت آپ کا نام ہمیشہ زندہ وتابندہ رہے گا۔

آپ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔شاعر مشرق کے بیان کردہ مذکورہ بالا اوصاف حمیدہ کے علاوہ شفقت،محبت، استقامت،حق گوئی،سنجیدگی،متانت،صبر وتحمل،معاملہ فہمی، حاضر جوابی،دوراندیشی اور اعتدال کی صفات نمایاں تھیں،اتحاد ویکجہتی اور اخوت ورواداری کو پسند کرتے تھے،فرقہ واریت،صوبائی،لسانی اور گروہی تعصبات کے خلاف تھے،اتحاد بین المسلمین کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔چنانچہ جب کبھی مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام اکٹھے ہوئے توانہوں نے قیادت ورہنمائی کا سہرا نورانی صاحب کے سر سجایا چنانچہ "ملی یکجہتی کونسل" اور "متحدہ مجلس عمل" اس سلسلے کی روشن مثالیں ہیں۔

اس مادہ پرستی کے دور میں نورانی صاحب کا وجود باجود پیارے محبوب ﷺ کی سیرت طیبہ کا نمونہ اور مینارۂ نور تھا،آپ علم وعمل اور اخلاص وللّٰہیت کے پیکر تھے۔سیاست کو بھی دین ہی کا ایک شعبہ سمجھ کر درویشانہ انداز سے خدمات بجالاتے رہے۔دراصل آپ کی یہ سیاست حضور ﷺ کے ارشاد گرامی الفقر فخری کی آئینہ دار تھی۔یہی وجہ ہے کہ اس عظیم عالمی مبلغ اسلام کا اپنا گھر تک نہ تھا اور تمام عمر کرائے کے ایک چھوٹے سے مکان میں گزاری اور جے یو پی میں متبادل قیادت کے فقدان کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کیونکہ موجودہ دور میں عموماً سیاست کو ایوان اقتدار تک پہنچنے کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

علامہ شاہ احمد نورانی صاحب کو پیارے محبوب ﷺ کی ذاتِ اقدس سے والہانہ عشق تھا

جس کی مہک آپ کی نشست وبرخاست،رہن سہن،خلوت وجلوت اور تقریر وتحریر میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔دینی،سیاسی اور تبلیغی اجتماعات میں آپ کے خطاب سے شمع رسالت مآب ﷺ کے پروانوں کے قلوب حب رسول ﷺ سے منور ہو جاتے تھے۔یہاں تک کہ متحدہ مجلس عمل کے جلسوں میں کی جانے والی تقاریر بھی ملکی وبین الاقوامی مسائل پر اظہار خیال کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی الفت ومحبت کی خوشبو سے معطر اور دیگر رہنماؤں کی تقاریر سے منفرد ہوا کرتی تھیں۔

نورانی صاحب نے ایک بھرپور اور افعال زندگی گزاری۔دن بھر تبلیغ،خطابت،مذاکرات اور مختلف مسائل کی گتھیاں سلجھنے میں گزرتا تو رات یاد الٰہی میں بسر ہوتی۔سفر ہو یا حضر آپ کے اوراد ووظائف کے معمولات میں کوئی فرق نہ آتا۔

آپ کی وفات حسرت آیات نہ صرف آپ کے خاندان اور بیوی بچوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے بلکہ سواد اعظم اہل سنت اپنے محسن،قائد وسرپرست اور پوری ملتِ اسلامیہ ایک عظیم الشان،صاحب کردار،صاحبِ عزیمت اور صاحب بصیرت رہنما سے محروم ہو چکی ہے۔چنانچہ تمام مکاتبِ فکر کے اکابرین نے یہ حقیقت تسلیم کی ہے کہ اس وقت عالم اسلام میں آپ کا نعم البدل موجود نہیں اور آپ کی وفات سے پیدا ہونے والا اخلاء مستقبل قریب میں پُر ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے پیارے حبیب پاک صاحب لولاک،عالم علوم اولین وآخرین،شفیع المذنبین،رحمت للعالمین،احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں نورانی میاں کی مغفرت فرمائے،انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے،ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے،خصوصاً برخوردار م انس نورانی صاحب کو اپنے والد مرحوم کے فیوض وبرکات سے بہرہ مند فرمائے۔نیز اہل سنت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد ہونے اور اپنے لئے ایک مخلص وفعال قیادت منتخب کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ سواد اعظم اہل سنت کا قافلہ اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہتے ہوئے محبت رسول ﷺ کی خوشبو سے اس جہاں رنگ وبو کو مہکاتا رہے۔(آمین ثم آمین وبجاہ نبی الرازق الرحیم علیہ التحیۃ والتسلیم)

(بشکریہ:پندرہ روزہ "الحسن" پشاور ۱۶ دسمبر ۲۰۰۳ء تا ۱۵ جنوری ۲۰۰۴ء)

روشن دریچے

علامہ جمیل احمد نعیمی ☆

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قائد اہلسنت امام انقلاب اور قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم المرتبت شخصیتوں میں سے ایک شخصیت تھے۔ جو برسہا برس کے بعد پیدا ہوتی ہیں۔ آپ نہ صرف حافظ، قاری، عالم اور متعدد زبانوں کے مبلغ تھے بلکہ اس ملک خداداد میں تحفظ مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے امین اور نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے پاسبان بھی تھے۔ حضرت قائد اہلسنت کی حیات مبارکہ کے مختلف گوشے تھے۔ آپ کی کن کن خوبیوں پر روشنی ڈالی جائے۔

سر دست احقر آپ کی ان بے شمار خوبیوں میں سے صرف استقامت، شجاعت، فراست، علم و حلم، خودداری اور خود اعتمادی کے مختلف شعبوں میں سے صرف باطل کے مقابلے میں ڈٹ کر نہ جھکنے، نہ بکنے اور نہ دبنے کی خوبی پر اپنے پیر و مرشد فدائے مدینہ حضرت علامہ عالم باعمل، صوفی باصفا، قطب مدینہ حضرت مفتی محمد ضیاء الدین صاحب مدنی قادری رضوی رحمۃ اللہ القوی کے حوالے سے ایک واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہے۔ یہ 1950ء کا واقعہ ہے کہ جب احقر اپنی اہلیہ کے ساتھ زیارت حرمین شریفین کے لئے حاضر ہوا، اس وقت قائد ملت اسلامیہ کو سیاست کی پرخار وادی میں قدم رکھے ہوئے دس سال ہی کا عرصہ ہوا تھا تو کچھ حضرات نے قائد اہلسنت کے سلسلہ میں مرشد کریم کے سامنے تبصرہ و تذکرہ کیا۔ حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ نے بلا تامل عالم جذب میں ارشاد فرمایا اور یہ کلمات کئی مرتبہ ارشاد فرمائے کہ "میرا نورانی نہ دبنے والا، نہ جھکنے والا، نہ بکنے والا ہے اور مولائے کریم نے اس کو یہ شجاعت و استقامت عطا فرمائی ہے کہ بڑے سے بڑے ظالم و جابر کے سامنے کلمہ حق کہنے کی ہمت و جرأت رکھتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کا اس پر کرم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم بھی ہے۔" اس ایک واقعے سے قائد ملت اسلامیہ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

احقر اسی ایک واقعے پر اکتفا کرتا ہے اور انشاء اللہ العزیز مستقبل قریب میں موصوف کے جو حالات و واقعات، شجاعت و استقامت، شفقت و محبت کا مفصل تذکرہ ہے، تحریر کرے گا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے دہر کو ویراں کر گیا

☆ ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث، دار العلوم نعیمیہ کراچی 0300-3532440

علامہ شاہ احمد نورانی کے غیر سیاسی شب و روز

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ☆

(۱)

مولانا نورانی زراندوزی کے دور میں بھی فقیری کی مثال رہے:

مولانا شاہ احمد نورانی جمعیت العلماء پاکستان کے صدر، ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین اور ملی یکجہتی کونسل کے صدر نشین ہیں۔ ان کی زندگی کا زیادہ حصہ سیاسی خارزاروں میں سفر کرتے گزرا ہے۔ وہ پاکستان کی مختلف سیاسی تحریکوں میں ایک مقتدر راہنمائی حیثیت سے نمایاں رہے ہیں۔ قید و بند کی صعوبتوں کو لبیک کہتے رہے۔ نیشنل اسمبلیوں اور سینٹ میں ان کے سیاسی کردار کو بڑی پذیرائی ملی۔ وہ اقتداری قوتوں کو للکارتے بھی رہے۔ انہیں اپنے سیاسی حریفوں اور حلیفوں سے واسطہ بھی رہا مگر ان کے قدم استقلال کو کبھی لغزش نہیں آئی۔

سیاسی زندگی کے برعکس مولانا شاہ احمد نورانی کی ایک غیر سیاسی زندگی ہے جس پر ہم جیسے غیر سیاسی لوگ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ مولانا 1928ء میں میرٹھ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی اپنے وقت کے بے بلند پایہ عالم دین تھے۔ وہ فاضل بریلوی کے فاضل تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا عبدالعلیم مرحوم کو اردو، انگریزی، فارسی اور عربی زبانوں پر یکساں عبور حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فاضل بریلوی نے آپ کو ہندوستان کے علاوہ دنیا کے مختلف ملکوں میں اسلامی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے منتخب کیا۔ چنانچہ آپ نے ساری زندگی یورپ، امریکہ، افریقی ممالک اور انڈونیشیا، فلپائن اور مشرق بعید کے کئی ممالک میں تبلیغ کی۔ انہوں نے امریکہ میں کئی اسلامی سنٹر قائم کئے۔ افریقی ممالک میں اسلام کی حقانیت کو پھیلایا، جنوبی افریقہ میں اسلامی مراکز قائم کئے، امریکہ، برطانیہ، ہالینڈ، فلپائن اور تھائی لینڈ میں اسلامی تبلیغ کے لئے کئی سفر کئے۔ آپ نے دنیا کے ان

☆ مدیر اعلیٰ، جہان رضا لاہور، ناظم مکتبہ نبویہ لاہور

خطوں کی زبانوں پر بھی عبور حاصل کیا اور وہاں کے پڑھے لکھے لوگوں کو اسلام کی حقانیت سے روشناس کیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی اپنے والد مکرم کے ساتھ دنیا بھر کے مختلف ممالک میں جاتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مولانا نورانی کو عربی، انگریزی، ڈچ، جرمنی، فرانسیسی اور افریقہ کی علاقائی زبانوں پر بڑا عبور ہے۔

وہ عراق، لیبیا، برطانیہ، ہالینڈ، فرانس، امریکہ، جنوبی افریقہ اور فلپائنی زبانوں میں یکساں طور پر بڑی روانی سے خطاب کرتے ہیں۔ وہ امریکہ کی یونیورسٹیوں میں انگریزی میں لیکچر دیتے ہیں۔ وہ عراق اور لیبیا کے اعلیٰ اجلاس میں عربی زبان میں خطاب کرتے ہیں۔ وہ ہالینڈ میں اور فرانس کے علمی مراکز میں کھل کر بات کرتے ہیں۔ آج پاکستان کا شاید ہی کوئی ایسا لیڈر ہو جو ترجمان کے بغیر ان ممالک میں براہ راست لوگوں کو مخاطب کر سکتا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے میرٹھ کے عظیم الشان دینی درسگاہوں سے مختلف علوم کی تربیت حاصل کی۔ تفاسیر و احادیث میں سند فضیلت لے کر پاکستان آئے۔ آپ نے پاکستان میں علماء دین اور مشائخ وقت کے ساتھ علمی اور روحانی رابطے پیدا کئے اور اپنے والد کے زیر تربیت رہ کر جن علمی مقامات اور روحانی احوال کا مطالعہ کیا تھا، اس میں اہل علم و فضل اور مشائخ کرام کی مجالس میں پہنچ کر اضافہ کیا۔ آپ کی ابتدائی زندگی ایک ابھرتے ہوئے عالم دین اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے سامنے آئی۔ آپ کے والد عمر کے آخری حصے میں اپنے ذاتی مکان مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی بھی اپنے والد گرامی کے زیر سایہ ایک عرصہ تک مدینہ پاک میں رہے۔ آپ کی شادی قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے بیٹے فضیلت الشیخ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدنی مدظلہ کی بیٹی (جو مدینہ یونیورسٹی کی فاضلہ اور جدہ یونیورسٹی کی ڈاکٹر ہیں) سے ہوئی۔ آپ کے والد مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں ہی واصل بحق ہوئے اور "جنت البقیع" میں راحت و سکون پایا۔

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ سے پاکستان آئے تو کراچی صدر میں ایک

کرائے کا فلیٹ لیا۔ الحمدللہ پاکستان نے ہزاروں رنگ بدلے مگر شاہ احمد نورانی چالیس سال سے اسی فلیٹ میں کرایہ دار کی حیثیت سے اپنے اہل و عیال کے ساتھ آج بھی رہ رہے ہیں۔ صبر و قناعت کی یہ مثال شاید ہی پاکستان کے کسی دینی یا سیاسی راہنما میں ملے۔

سابقہ تیس سال سے آپ کا معمول رہا ہے کہ صدر میں ایک مسجد میں ہر سال تراویح میں پورا قرآن سناتے ہیں۔ شبینہ کی طاق راتوں میں اضافی قرآن پڑھتے ہیں۔ آپ نے اپنے معمول میں کبھی ناغہ کیا ہے نہ کوتاہی کی ہے۔ آپ اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ سرکار مدینہ کی زبان عربی میں بات کرتے ہیں مگر پاکستانی ملاقاتیوں کے ساتھ دہلوی اردو میں گفتگو کرتے ہیں۔ سیاست میں آنے سے پہلے آپ مختلف وظائف کی ادائیگی میں ساری ساری رات گزار دیتے تھے۔ دعائے "حزب البحر" اور "قصیدہ بردہ" سیاسی مصروفیتوں کے باوجود آج بھی آپ کے معمولات میں شامل ہے۔

حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی صدر جمعیت علماء پاکستان کی رحلت کے بعد آپ کو جمعیت کا صدر چنا گیا۔ اس وقت تک جمعیت علماء پاکستان سنیوں کی ایک دینی اور تبلیغی جماعت تھی نہ الیکشن میں حصہ لیتی نہ انتخابی مہموں میں۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے علماء اہل سنت کا ایک قافلہ تیار کیا اور کراچی سے چترال تک اور کھوکھراپار سے خیبر تک علماء و مشائخ میں دینی بیداری اور اعتقادی یکجہتی کے لئے کام کیا اور شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ پہنچ کر علماء کرام کو حجروں، مدرسوں، خانقاہوں اور مسجدوں کو دینی اور روحانی مراکز بنانے کے لئے تیار کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ مولانا نورانی کی اس مہم میں ملک بھر کے سنی علماء و مشائخ نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور جو علماء صرف نماز، نکاح، جنازہ اور ختم درود تک محدود تھے، وہ علمی جرأت لے کر متحد ہو گئے۔ جو صاحبزادگان اور سجادہ نشین تعویذات، نذرانے اور روحانی مجالس تک محدود تھے، وہ تبلیغ دین پر آمادہ ہو گئے۔

مولانا نورانی ایک شب بیدار عالم دین ہیں۔ وہ سیاست کے طویل سفر میں رات کے آخری لمحوں تک ملک کے مختلف علاقوں میں سیاسی اور دینی جلسوں میں خطاب کرتے ہیں مگر مجال ہے کہ وہ نماز تہجد تک قضا کریں۔ ان کے معمولات روحانیہ میں "دعائے حزب البحر" اور

"قصیدہ بردہ" آج بھی اسی طرح تازہ ہے جس طرح آج سے چالیس سال پہلے اپنے والد کے زیر سایہ زندہ تھا۔ وہ زمین کے فرش پر سوتے، مساکین کے ساتھ بیٹھنے اور غرباء کی محفل میں وقت گزارنے سے نہیں اکتاتے۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم کے زمانہ اقتدار میں میر علی احمد خان تالپور مرحوم وزیر دفاع تھے۔ وہ میر بھی تھے، امیر بھی تھے اور وزیر بھی تھے، مگر ایک دانشور ہونے کی وجہ سے شاہ احمد نورانی کے علم و فضل کی قدر کرتے تھے۔ ایک وقت آیا کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم کی مخالفت کی وجہ سے شاہ احمد نورانی سے کبیدہ خاطر تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے مجھے ایک دن اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے بتایا کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے اکثر مولویوں کو دانہ دنکا ڈال کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے مگر یہ مولوی نورانی قابو نہیں آیا۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے مولانا کو رام کرنے کے لئے مجھے اشارہ کیا مگر مولانا نورانی نہ میرے قابو آئے نہ ضیاء الحق مرحوم کی انٹیلی جنس انہیں رام کر سکی۔ آخر کار جنرل ضیاء الحق نے فیصلہ کیا کہ ایئر مارشل اصغر خان کی طرح مولانا نورانی کو ان کے گھر میں نظر بند کر دیا جائے۔ میں نے جنرل ضیاء الحق کو بتایا اس مولوی کو چھوڑ دیں یہ عام لوگوں میں قرآن پڑھتا ہے تو لوگوں کے دل دہل جاتے ہیں۔ جب "قصیدہ بردہ" پڑھتا ہے تو میں دست بستہ کھڑا ہو جاتا ہوں مگر سنا ہے کہ وہ رات کو "حزب البحر" پڑھتا ہے۔ اس وظیفے کی مار سات سمندروں کی تہوں میں بھی اپنے مخالف کو نشانہ بناتی ہے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے مولانا کی نظر بندی کا خیال چھوڑ دیا۔

مولانا کا لباس اسلامی لباس کا نمونہ ہے۔ فقیرانہ لباس ہے، سر پر بنی ٹوپی پر گہرا اعنابی عمامہ، گلے میں رنگین پٹکہ اور ہاتھ میں عصائے عالمانہ۔ وہ جب نورانی لباس میں نورانی آن بان سے نکلتے ہیں تو ایک درویش مسلمان کی شبیہ سامنے آ جاتی ہے۔ انہوں نے کبھی دولت کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں نہیں مارے۔ وہ زراندوزی کے دور میں بھی فقیری کی مثال رہے۔ وہ اسمبلیوں میں رہ کر بھی تہی دست ہیں۔ سیاسی لیڈروں کی دولت مندی کو تو چھوڑیئے، آج اس کے بینک میں زکوٰتی مولویوں اور سرکاری سجادہ نشینوں سے بھی کم بینک بیلنس نکلے گا۔ آج جو علماء

اپنے آقایان ولی نعمت کو خوش کرنے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی کو برا بھلا کہتے ہیں، ان کی تجوریاں دیکھ کر سر ندامت سے جھک جاتے ہیں۔

سیاسی ہماہمی کے باوجود مولانا نورانی ملک اور بیرون ملک کی دینی درسگاہوں کی سرپرستی سے غافل نہیں رہتے اور ان کی ترقی اور استحکام پر نگاہ رکھتے ہیں۔ وہ ملت اسلامیہ کے ان فرزندان دین کی بے پناہ قدر کرتے ہیں جو مساجد اور مدارس میں دین کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں۔ وہ دینی مدارس کی تقسیم اسناد کی تقاریب پر پہنچ کر اساتذہ اور طلباء کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ وہ ایسے غریب اساتذہ اور طلباء کی مالی مدد کرتے اور کراتے ہیں جو دین کی خدمت کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ میں ایسے درجنوں علماء کرام کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جو مولانا نورانی کی توجہ سے مدرسے چلا رہے ہیں۔ مجھے ایسے مفلوک الحال علماء کا علم ہے جو مولانا نورانی کی مالی خدمت کے مرہونِ منت ہیں۔

سیاست میں مخالفین حملے کرتے ہیں اور کراتے ہیں۔ پھر آج تو تشدد کا اتنا زبردست زمانہ ہے کہ اندھیرے قتل ہماری زندگی کا لازمہ بن چکے ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی پر ایسے کئی حملے بھی ہوئے قتل کے منصوبے بھی بنے اور قاتلانہ گولیاں بھی سرسرائیں۔ مگر مجال ہے کہ اس شخص نے کبھی مقدمہ، کبھی استغاثہ، کبھی فریاد اور شکایت کی ہو، سارے معاملات اللہ کے سپرد ہوتے ہیں اور اللہ حفاظت بھی کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف انہیں اللہ اپنی پناہ میں رکھتا ہے بلکہ ایسے حملہ آوروں کو ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی اسلامی تبلیغ و تربیت کے ساتھ ساتھ اپنے مریدوں کی روحانی تربیت سے غافل نہیں ہیں۔ آج بلا مبالغہ ملک کے اندر اور ملک کے باہر پچیس ہزار سے زائد لوگ آپ سے بیعت ہیں۔ آپ سلسلہ قادریہ اور نورانیہ میں بیعت کرتے ہیں اور اپنے مریدوں کی اصلاح احوال پر مسلسل نظر رکھتے ہیں۔ انہیں سیاسیات کی مصروفیت سے جب بھی وقت ملتا ہے، وہ اپنے مریدوں کو خصوصی توجہ دیتے ہیں اور انہیں اپنی محافل میں قلب و ذکر کی تربیت کرتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر ان کے بہت سے مریدوں کو جانتا ہوں جن کے اندر بڑی اصلاحی تبدیلیاں آئیں اور وہ تزکیہ نفس سے ہمکنار ہوئے ہیں۔

(۲)

الشاہ احمد نورانی کے جانشینوں سے!

پاکستان کا قیام ایک نظریاتی مملکت کی حیثیت سے عمل میں آیا تھا۔ آزادی کی جدوجہد میں برصغیر کے مسلمانوں نے اسے دین اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کا عہد کیا تھا۔ اس کے لئے پاک وہند کے مسلمانوں نے بے پناہ قربانیاں دیں۔ سب کچھ لٹا کر ایک ایسا ملک حاصل کیا جہاں "نظام مصطفی" کی حکمرانی کا خواب پورا ہوگا۔ مگر نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ بے دین قوتیں ملک پر تسلط ہوتی گئیں اور اپنے مذموم مقاصد کے لئے اس پاک سرزمین کو استعمال کیا گیا۔ یہ قوتیں خواہ سیاست کے لباس میں آتی رہی ہیں خواہ آمریت کی وردی میں۔ مگر ہر قوت نے ملک کو ان مقاصد سے دور رکھا جس کے لئے بے شمار مسلمانوں نے قربانیاں دی تھیں۔

بایں ہمہ پاکستان میں دین سے محبت رکھنے والے لوگوں نے مسلسل جدوجہد جاری رکھی اور نظام مصطفی کے نفاذ کے لئے کام کرتے رہے۔ ملک کی ہر دینی جماعت اپنے اپنے دائرہ کار میں اپنے اپنے انداز میں نفاذ اسلام کے لئے کوشاں رہی۔ مگر جس جماعت نے سب سے بڑھ چڑھ کر "نظام مصطفی" کے نفاذ کے لئے اہم کردار ادا کیا وہ جمعیۃ العلماء پاکستان تھی۔ یہ جماعت ان علمائے کرام کی آواز تھی جنہوں نے تحریک پاکستان کے لئے کام کیا تھا قربانیاں دیں اور بانی پاکستان قائداعظم کی رفاقت میں تحریک پاکستان میں حصہ لیا تھا۔ ایک وقت آیا کہ جمعیۃ العلماء پاکستان کی قیادت قائد اہلسنت کے الشاہ احمد نورانی صدیقی کے سپرد کی گئی۔ قائد اہلسنت جمعیۃ العلماء پاکستان کو اتنا منظم کیا کہ پاکستان کے گوشے گوشے میں نظام مصطفی کے جھنڈے لہرانے لگے۔ انتخابی میدان میں اس جماعت کے قائدین نے بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ قومی اسمبلی میں اقلیت کے باوجود انہوں نے اسلام کو آئینی تحفظ فراہم کیا۔ آئین کو اسلام کے تابع بنایا۔ ایک وقت آیا کہ مرزائیوں کو مرتد قرار دینے کے لئے جمعیۃ العلماء پاکستان نے دوسری دینی اور سیاسی جماعتوں سے مل کر نہایت اہم کردار ادا کیا۔

قائد اہلسنت الشاہ احمد نورانی صدیقی نے جمعیۃ العلماء پاکستان کو ملکی سیاست میں ایک بلند مقام پر لا کھڑا کیا۔ آمریت کے ادوار میں اسے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر اس

جماعت کے بعض اہم افراد آمریت کی سازشوں کا شکار ہوتے گئے۔ جمعیۃ العلماء پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس جماعت کے بلند و بالا درخت کے پتے سیاسی خزاں کی زد میں آکر ایک ایک کر کے گرنے لگے۔ ایسے ایسے نامور فرزندان جمعیۃ خزاں دیدہ ہو کر جدا ہوئے جو کبھی آسمان جمعیۃ کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ مگر آج جدا جدا ہو کر خس و خاشاک کے ڈھیر بن کر رہ گئے ہیں۔

یہ ایک نہایت افسوسناک المیہ تھا جس نے جمعیۃ العلماء پاکستان کے بستے بستے گھر کو ویران کر کے رکھ دیا۔ وہ علمائے کرام جو کبھی جمعیۃ کی شان ہوا کرتے تھے آج مارے مارے پھر رہے ہیں۔ آج انہیں جہاں جہاں دیکھیں اجڑے دیار کے باسی نظر آتے ہیں۔ قائد اہلسنت شاہ احمد نورانی صدیقی ان خزاں زدہ ساتھیوں کو ارباب اقتدار کے دروازوں پر کھڑا دیکھتے تو افسردہ خاطر ہو جاتے۔ انہیں پاس بلاتے تو وہ بگڑے ہوئے شہزادوں کی طرح منہ پھیر لیتے۔ یہ ایک ایسی داستان ہے جو خونچکاں بھی ہے اور عبرت کا نشان بھی۔ "جو میں بت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری۔"

الشاہ احمد نورانی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آج علمائے اہلسنت کا بکھرا ہوا کاروان سیاست کے صحراؤں میں بھٹک رہا ہے۔ اپنا گھر اجڑ گیا تو بیگانوں نے بھی انہیں اپنے پاس نہ بیٹھنے دیا۔ جب پتے درخت سے گر جاتے ہیں تو خس و خاشاک کے ڈھیروں میں جا گرتے ہیں جب اچھے گھروں کے لاڈلے اپنے گھر سے روٹھ کر نکل جاتے ہیں تو وہ مزاروں کے لنگروں کی روٹیوں پر گزارا کرتے ہیں۔ جو لوگ اپنے قافلہ سے جدا ہو جاتے ہیں وہ غول بیابانوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ آج ان علماء کو سیاسی بھیڑیوں نے چیر پھاڑ دیا ہے۔ جو کبھی جمعیۃ العلماء پاکستان کا لشکر تھا۔ آج جمعیت کی قیادت قائد اہلسنت الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان بقیۃ السلف عمر رسیدہ افراد کے ہاتھ میں ہے جنہوں نے قائد اہلسنت کے ساتھ ایک طویل سفر کیا۔ یہ لوگ قابل ستائش ہیں جنہوں نے ہر قسم کے حالات میں اپنے قائد کا ساتھ دیا تھا۔ وہ قید و بند کی صعوبتوں کے علاوہ بے سرو سامانی کے بیابانوں کے سفر میں بھی اپنے قائد کے ساتھ رہے۔ ہم انہیں سلام کرتے ہیں ہم ان کی وفاداریوں، ریاضتوں اور محبتوں کو ہدیہ تحسین پیش کرتے

ہیں۔ وہ عظمت کے نشان ہیں۔ وہ نظام مصطفی کی آواز ہیں اور اپنے قائد کی نشانیاں ہیں۔

قائد اہلسنت کی رحلت کے بعد سنیوں کی جواں سال قیادت کے سامنے ایک خالی میدان تھا جس میں انہوں نے "ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا" کا نعرہ لگا کر اپنا کردار ادا کرنا تھا۔ مگر ہمیں نہایت دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جواں سال قیادت بھی سست روی اور انتشار کا شکار ہو رہی ہے۔ آسمان جمعیۃ کے ٹوٹے ہوئے تارے خدا معلوم کن خلاؤں میں گم ہو گئے ہیں۔ آج انہیں قریب ہو کر اہلسنت کے پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونا چاہئے تھا۔ انہیں کارواں نظام مصطفی ترتیب دینا چاہئے تھا۔ بھولے بسرے علماء کرام آج بھی واپس آ جائیں اور یکجان ہو جائیں تو ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ جمعیۃ کا شیرازہ مربوط ہو جائے گا۔ موجودہ جواں سال عہدہ داران عزیز اگر ایثار سے کام لیں اور اکٹھے ہو کر کام کریں۔ روٹھے ہوؤں کو منائیں۔ گرتے ہوؤں کو سہارا دیں۔ مایوس علماء کرام کو آواز دیں تو بات بگڑی ہوئی بن جائے گی ورنہ زمانہ کہے گا:

شب ہجراں کے جاگنے والو! کیا کرو گے اگر سحر نہ ہوئی؟

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج اقتداری قوتیں آمریت کے زیر سایہ اسلام کو "روشن خیالی" میں تبدیل کر رہی ہیں اور حکومت کا ہر ڈنڈھورچی اسلامی اقدار کے خلاف ہرزہ سرائی کر رہا ہے۔ مساجد سے اُٹھتی ہوئی آوازوں کو دبایا جا رہا ہے۔ مدارس کے ابھرتے ہوئے نوجوان کو "دہشت گرد" قرار دیا جا رہا ہے۔ دین کا نام لینے والے افراد کو ڈرایا دھمکایا جا رہا ہے۔ حق گو علمائے کرام خصوصیت کے ساتھ زیر عتاب ہیں۔ مگر اس کے باوجود ملت کے اولوالعزم افراد کو یکجہتی کے ساتھ اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ بکھری ہوئی دینی جماعتیں یکجا ہونی چاہئیں۔ ملک کی سنی اکثریت کے ٹولے اکٹھے ہونے چاہئیں۔ علماء کرام اور مشائخ عظام کے انتشار زدہ خانوادے یک جان ہونے چاہئیں۔ آج عوام کی نگاہیں اپنے دینی راہنماؤں پر لگی ہوئی ہیں۔ آج لوگ علماء و مشائخ کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ کب ان کی قیادت کو سنبھالتے ہیں۔ آج لاکھوں آنکھیں اس صبح کی منتظر ہیں جو "نظام مصطفی" کا پیغام لے کر آئے گی۔ آج لاکھوں نگاہیں پاکستان کی سرزمین پر نظام مصطفی کا لہراتا ہوا پرچم دیکھنے کے لئے بے تاب ہیں۔ آج پاکستان کا ہر فرد ان اندھیروں کو چیرتا ہوا نظام مصطفی کا سورج ابھرتا دیکھنے کے لئے بے تاب ہے۔

مندرجہ بالا سطور میں ہمارا روئے سخن اپنے گھر کی طرف رہا ہے۔ عین ممکن ہے کہ ہماری تحریر پڑھ کر بعض اپنے بزرگوں کی پیشانیاں شکن آلود ہو جائیں۔ اور ان کے نازک جذبات کے آئینوں کو ٹھیس لگے لیکن ہم تو ان کے نیازمندوں میں سے ہیں اور ان کی بے اعتنائیوں میں ہم خود بھی شریک ہیں۔ ہم جب "جہان رضا" کے صفحات پر اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہیں تو "قلم اپنا ہوتا ہے مگر بات ان کی ہوتی ہے" اور "انہیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ اپنا ہے رات ان کی" ہم اپنے گھر کی بات کرتے ہیں۔ ہم اپنے خانوادے کی بات کرتے ہیں۔ ہم اپنے علماء کی بات کرتے ہیں۔ ہم اپنے مشائخ کی بات کرتے ہیں۔ ہم اپنی جمعیۃ کی بات کرتے ہیں ہم اپنی "جمعیۃ العلماء پاکستان" کی بات کرتے ہیں۔ ہم اپنے قائد کے جانشینوں کی بات کرتے ہیں۔

اپنے دامن کو سی رہا ہوں میں ورنہ ان سے تو کوئی بات نہیں

خدا کرے ہم کروٹ لیں۔ خدا کرے ہم بیدار ہو جائیں۔ خدا کرے ہم ایک ہو جائیں۔ خدا کرے ہم "جادہ پیما" ہو جائیں۔

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے بادلو! ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے

(جہان رضا، اداریہ۔ مارچ ۲۰۰۵ء)

قرض دینے کی فضیلت و ثواب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں جب کوئی سائل آتا تو آپ اس کی ضرورت کے مطابق اُسے قرض دیتے اور اس سے واپسی کا تقاضا نہ فرماتے تا کہ آپ کو قرض کے برابر رقم روزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب ملتا رہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سائل کو ویسے خیرات کے طور پر دینے کی بجائے اس کی ضرورت کے مطابق اسے اس لیے قرض دیتا ہوں کہ ایک تو اسے کسی اور سے مانگنا اور دربدر پھرنا نہ پڑے اور دوسرے یہ کہ مجھے اسی قدر رقم روزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب ملتا رہے ورنہ اس قدر رقم روزانہ خرچ کرنا میری استطاعت میں نہیں۔

قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی کی یاد میں

علامہ محمد حسن حقانی ☆

قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا اچانک عالم اسلام کو داغ مفارقت دے جانا نہ صرف پاکستان بلکہ پوری امت مسلمہ کے لئے ایک ایسا خلا ہے جو شاید کبھی پُر نہ ہو سکے. اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ میں ایسی صلاحیتیں رکھی تھیں کہ جو ایک قائد میں، ایک امام میں، ایک مقتدا میں. ایک لیڈر میں، ایک صحیح اسلامی سیاستدان میں، ایک محب وطن میں، ایک عاشق رسول میں، ایک سیاح میں، ایک مبلغ میں، ایک ولی کامل میں، ایک عالم دین میں، ایک حافظ قرآن میں. ایک قاری قرآن میں، ایک دانا میں، غرضیکہ ایک انسان کے اندر جتنی بھی اچھائیاں ہو سکتی ہیں. اللہ تعالیٰ نے وہ تمام اچھائیاں حضرت قائد ملت اسلامیہ میں رکھی تھیں. ایسی جامع صفات شخصیت کا یوں اچانک داغ مفارقت دے جانا اور آنکھوں سے اوجھل ہو جانا ایسا صدمہ ہے کہ الفاظ میں اتنی ہمت ہی نہیں کہ اسے لکھا جائے. آپ کے انتقال سے نہ صرف پاکستان بلکہ پورا عالم اسلام یتیم ہو گیا۔

آہ وہ امام چل بسا جس کے انتقال پر دنیا کے تمام ممالک کے مندوبین کی چیخیں نکل گئیں، ہالینڈ والے، برطانیہ والے، جاپان والے، چین والے، امریکہ والے، افریقہ والے بلکہ عرب و عجم والے ان کے انتقال پر غمزدہ ہیں۔ امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر تو پردہ فرما چکے ہیں لیکن ان کا مشن، ان کا راستہ، ان کا سلیقۂ زندگی، ان کی خدمات و کردار دنیائے اسلام کے لئے مشعل راہ ہے. امتِ مسلمہ کا اتحاد و اتفاق ان کا دیرینہ خواب تھا، انشاء اللہ وہ ضرور پورا ہو گا۔

حضرت قائد ملت اسلامیہ کے حالات زندگی، خدمات، کردار، گفتار، سیاسی زندگی، مذہبی زندگی، تبلیغ، تقریر، تحریر اور عالم اسلام کے نام پیغامات پر ایک تفصیلی جامع تحقیقی رسالہ انشاء اللہ بہت جلد منظر عام پر آنے والا ہے۔

☆ مہتمم: جامعہ انوار القرآن گلشن اقبال، کراچی

قائد اہل سنت ـــــ ایک ہمہ جہت شخصیت

مفکر اسلام پروفیسر سید شاہ فرید الحق ☆

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جیسی جامع کمالات شخصیت میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی، وضع و قطع بھی منفرد، علم و عمل میں بھی ان کا ایک اپنا مقام، وہ ایک سچے عاشق رسول اور باعمل عالم دین تھے، جس محفل میں ہوتے اس محفل پر چھا جاتے۔ وہ حافظ قرآن بھی تھے۔ جنہوں نے مسلسل 66 سال تک رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی۔

میرا ان سے ذاتی تعلق تو 1970ء سے قائم ہوا جب پاکستان میں بھٹو صاحب کے نظریہ سوشلزم کے خلاف پورے ملک میں معرکہ آرائی ہو رہی تھی، میں اس وقت لیاقت کالج ملیر (کراچی) کا پرنسپل تھا۔ سیاسی نظریات میں ان سے مکمل طور پر متفق ہو گیا۔ ان کی جدوجہد سے اہل سنت میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوا۔ انہوں نے سوشلزم کے مقابلے میں نظام مصطفی ﷺ کا نعرہ دیا جو پورے پاکستان میں پھیل گیا، جس سے ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہوا۔ ان تمام معاملات میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ علماء و مشائخ اہل سنت کی کثیر تعداد تھی، یہ بھی ان کی ذاتی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مخلص ساتھیوں کی جدوجہد سے اہل سنت کو پاکستانی سیاست میں ایک خصوصی مقام حاصل ہو گیا۔ 1970ء کی قومی اسمبلی میں جو کارنامہ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیا وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں انہوں نے جو کردار ادا کیا ان کی مغفرت کے لیے یہی کام کافی ہے۔ عملی زندگی میں بہت سے علماء کرام و مشائخ عظام سے میرا واسطہ رہا ہے لیکن جو خصوصیات اور انفرادیت میں نے امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ میں پائی

☆ چیئرمین: سپریم کونسل آف جمعیت علماء پاکستان

وہ دوسروں میں نایاب تھی۔ میری یہ خوش قسمتی ہے کہ سفر و حضر میں کئی مہینوں تک ان کے ساتھ رہا، زندگی کا عملی نظارہ جو میں نے ان کی شخصیت میں دیکھا دوسروں میں نہیں پایا۔ سب سے اہم بات جو میں نے ان میں پائی وہ قول و فعل کی یکسانیت اور ہم آہنگی ہے۔ وہ ایک باعمل عالم دین تھے۔ میں نے کبھی بھی ان میں فرائض دینیہ ادا کرنے میں کوئی کوتاہی یا غفلت نہیں پائی اور نماز با جماعت ادا کرنے میں کوتاہی نہیں دیکھی۔ وہ اہل سنت کے عقائد و نظریات کے پابند تھے، پوری زندگی کسی بدعقیدہ مولوی کے پیچھے نماز ادا نہ فرمائی۔ وہ خوش شکل ہونے کے ساتھ ساتھ خوش پوش بھی تھے۔ ہر محفل میں ان کی انفرادیت صاف نظر آ جاتی تھی، وہ خوش لحن اور خوش آواز بھی تھے۔ ان کی قراءت سے لوگ جھوم اٹھتے تھے، پوری محفل نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت سے گونج اٹھتی تھی، ان کی تقریر سننے کے لیے لوگ بے چین رہتے تھے، ہر سیاسی اور دینی اجتماع میں ان کی موجودگی کامیابی کی ضمانت ہوتی تھی۔ تبلیغی سلسلہ میں عرصہ دراز تک ان کے ساتھ رہنے کی سعادت ہوئی۔ انگریزی، اردو، عربی اور دوسری کئی غیر ملکی زبانوں میں ان کی تقاریر سننے کا بارہا اتفاق ہوا جس مہارت اور یکسوئی سے وہ تقریر کرتے اس کا بیان کرنا مشکل ہے، اس کا تعلق صرف سننے سے تھا۔ زندگی میں انہوں نے ڈر اور خوف کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیا۔ مشکل سے مشکل وقت میں وہ ذرہ برابر بھی پریشان نہیں ہوتے تھے۔ جب کسی ساتھی کو پریشان دیکھتے تھے تو اس سے بھی یہی فرماتے کہ پریشان نہ ہوا کریں اللہ تعالیٰ مشکل حل فرما دے گا، اور ہو سکتا تو خود اس کی عملی مدد کرتے۔ قدرتی آفات کے وقت وہ پریشان نہیں ہوتے تھے بلکہ ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے تھے۔

ایک دفعہ ماریشس میں میں بھی ان کے ساتھ تھا کہ طوفان آ گیا، ہوا بہت تیز چل رہی تھی جس کے نتیجہ میں سینکڑوں درخت اور بجلی کے کھمبے گر گئے، مکانات تباہ ہو گئے، جہاں ہم لوگ مقیم تھے وہ مکان لکڑی کا بنا ہوا تھا اس نے ہچکولے کھانا شروع کر دیے جس سے میں گھبرا گیا۔ حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ٹہلنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی دعا پڑھنے لگ گئے اور تلاوت قرآن بھی۔ میں نے عرض کیا: حضرت کیا ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا: شاہ صاحب! گھبرائیں نہیں کیوں کہ فقیر نے دعا پڑھ لی ہے، تھوڑی دیر کے بعد سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ آخر کار ایسا ہی ہوا۔

میں نے ان جیسی استقامت کسی دوسرے میں نہیں دیکھی۔ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میں نے ان کی زندگی کا گہرا مطالعہ عملی طور پر کیا اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ بیرونی سفر کے دوران مجھے ان کے ساتھ حج کرنے کا اللہ تعالیٰ نے موقع عطا فرمایا۔ جس محبت اور خاکساری کا اظہار انہوں نے حج کے موقع پر کیا اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی عطا فرمائے۔ وہ ایسے مجاہد تھے کہ کام کرنے سے کبھی تھکتے نہیں تھے، ایک دن میں کئی کئی مجلسوں، محفلوں اور جلسوں میں شرکت کرتے تھے۔ جس سے جو وعدہ کر لیتے اسے ضرور پورا کرتے، بیماری و علالت کے باوجود اپنے وعدہ کی پاسداری کرتے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ وہ ایک مجدد وقت کی تمام صفات رکھتے تھے، ان کے تجدیدی کارنامے بے شمار ہیں جن کا ذکر ان کے احوال و آثار پر لکھی گئی کتب و رسائل میں موجود ہے۔ کبھی موقعہ ملا تو فقیر بھی ان کے تجدیدی کارناموں پر مشتمل تحریر سامنے لانے کی سعادت حاصل کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

آل انڈیا سنی کانفرنس سے جمعیت علماء پاکستان تک

جمعیت علماء پاکستان کا سارا سفر "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے نام سے ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد تحفظ پاکستان و ترویج نظریہ پاکستان ایک الگ ضرورت تھی جس کے پورا کرنے کے لئے ۱۹۴۸ء میں ملتان میں تحریک پاکستان کے انہی مجاہدوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام بدل کر جمعیت علماء پاکستان رکھ دیا جس کے پہلے صدر مجاہد کشمیر مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری اور ناظم اعلیٰ مولانا سید احمد سعید کاظمی مقرر کیے۔ ...... بعد ازاں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی، حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی، خطیب اسلام مولانا پیر سید فیض الحسن آلومہار شریف، حضرت پیر سید محمود شاہ گجراتی، حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی، حضرت علامہ پروفیسر شاہ فرید الحق، حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی کے بعد اس وقت حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر صاحبزادہ محمد زبیر، حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی اور جناب قاری محمد زوار بہادر اس سفر کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

قائدِ لاثانی امام الشاہ احمد نورانی

مفتی محمد جان نعیمی ☆

آج وہ شخصیات کہاں نظر آتی ہیں جن کے رگ و پے میں مستی کردار خون کی طرح محوِ گردش ہو جن کا قلب عشق مصطفی ﷺ سے سرشار، جن کی صورت وسیرت سنت نبوی کی عملی تصویر ہو، جن کا کردار وگفتار اللہ کی برہان جو مسند تدریس کی زینت ہوں یا مسند ارشاد کا فخر، بہر صورت اپنے خرمن کمالات کے خوشہ چینوں کو دنیا کی امامت کے پیش نظر صداقت، عدالت، سخاوت، شجاعت اور حق گوئی و بیباکی جیسے اوصاف سے متصف دیکھنے کے خواہاں ہوں، تاریخ گواہ ہے کہ جب تک بلند نگاہ، دلنواز سخن، پرسوز جان، قہاری وغفاری اور قدوسی وجبروتی صفات سے مزین میر کارواں امت مسلمہ کو میسر رہے، امت بحفاظت تمام سوئے منزل محوخرام رہی۔ لیکن جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئے سفینہ امت گرداب بلاؤں میں ہچکولے کھانے لگا۔

عبقری زماں نابغہ عصر قائد ملت اسلامیہ فخر اہلسنت حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی قدس سرہٗ العزیز کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے۔

اللہ جل شانہ نے آپ کے دامن شخصیت کو بے شمار محاسن اور خوبیوں کے گوہر ہائے آبدار سے لبریز کر رکھا تھا، آپ بیک وقت مفکر، مناظر، مفسر، مبلغ محقق مصنف، سیرت نگار بھی تھے، آپ بہترین خطیب، قاری، حافظ، دنیائے اسلام کے روحانی پیشوا، آپ کی خطابت سے ہزاروں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے اور ہزاروں مسلمان راہ طریقت طے کر کے معرفت کے بلند مقام پر پہنچے، آپ مذہبی رواداری کے پاسدار اور اتحاد بین المسلمین کے داعی، سچائی کے خوگر، امن و آشتی کے پیامبر، اخلاق نبوی، علم وفضل کمال عجز وانکساری کے پیکر تھے۔

غیرت اسلام، مہمان نوازی، قناعت ومتانت، وضع داری، ژرف نگاہی، گفتگو میں شیرینی، راست فکری، صبر و رضا، حلم وحیا، زہد وتقویٰ بھی آپ کے گلشن کے مہکتے پھول تھے، ان کی

مہتمم: جامعہ نعیمیہ مجددیہ صاحب داد گوٹھ کراچی 0300-9227642

گفتار بیانی ایسی مؤثر ہوتی تھی کہ غیر مسلم جب سنتا تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ آپ نے اپنی سیاست کا لوہا منوایا، آپ کا ختم نبوت کے مسئلہ میں قادیانیت کو ساری دنیا میں غیر مسلم قرار دلوانا عظیم کارنامہ ہے۔ آپ نے 1973ء کے آئین میں عقیدہ ختم نبوت، تحفظ تمام مصطفی ﷺ کے لئے قوانین پاس کروائے۔ آپ کی صداقت وامانت پر اپنے اور پرایوں کو یقین کامل تھا، وہ بھی آپ کو اپنا پیشوا و مقتدا مانتے تھے، آپ حق بات ببانگ دہل ہر ظالم وفاسق کو کہا کرتے کسی قسم کا خوف نہ کرتے۔

باوجود دشمنوں کے قاتلانہ حملوں کے اپنے اصولوں پر قائم رہے، آپ کے روشن کردار میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا مجاہدانہ کردار نظر آتا تھا۔ یقیناً آپ کی جدائی سے عالم اسلام عطیہ خداوندی سے محروم ہو گیا۔ وہ سایہ جو امت مسلمہ پر افگن تھا اٹھ گیا۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی — ایک شخص پورے عالم کو ویران کر گیا

خود احتسابی...... پیغام بیداری

"یہاں غیروں کا تو گلہ شکوہ ہی بے کار ہے کہ ان کا جو وطیرہ ہے اس پر وہ عمل کرتے ہی رہیں گے البتہ احتساب خود اپنا کرنا چاہئے کہ اپنی خدمات اور کثرت تعداد کے باوجود ہم سے بے توجہی اور ہماری یہ ناقدری کیوں ہے؟ عنداللہ ہمیں اپنے کاموں کا جو اجر ملے گا اس کا ہمیں جو کچھ کرنا چاہئے اس پر نہایت سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے ورنہ حالات جوں کے توں باقی رہیں گے اور مخالفین کی ظاہری بالادستی ہمارے اوپر اسی طرح قائم رہے گی ہمیں اپنی اصلاح کے لیے بلاتکلف اس حقیقت کا اعتراف کرلینا چاہیئے کہ ہمارے اندر جماعتی شعور اور تنظیمی صلاحیت کا افسوسناک حد تک فقدان ہے اور اس ایک کمی نے ہمارے وزن اور قدر کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔

(مولانا یسین اختر مصباحی ..... ماہنامہ حجاز دہلی صفحہ ۴ بابت ۱۹۹۰ء)

پندرھویں صدی کا مجدد کون؟

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم و بہ نستعین

اللہ رب العزت نے اپنے سچے دین، دین اسلام کی تبلیغ کے لئے رسالت کا نظام قائم فرمایا اور رسولوں کے آخر میں اوالعزم رسول و نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کو مبعوث فرما کر باب نبوت و رسالت کو ہمیشہ کے لئے بند فرما دیا اور اس کا اعلان حضور کی زبان مبارک سے اپنے ان الفاظ میں کرایا: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔

حضور شافع یوم النشور ختمی مرتبت ﷺ کے وصال حق کے بعد تبلیغ دین کا کام حضور ﷺ کے امتیوں کے سپرد ہوا اور اس کا حکم اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے امتیوں کو ان الفاظ میں دیا:

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

امت میں تبلیغ دین کا کام الحمدللہ ان افراد امت کے ذریعہ جاری ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے یہ حکم دیا کہ میرے بعد اس دین کو قائم رکھنا اور اس کی تبلیغ کا کام جاری رکھنا۔ تبلیغ دین کا کام اہل علم کا ہے اور اہل علم اللہ کے وہ محبوب بندے ہیں جن پر اللہ کو ناز ہے اور جن کی مساعی میں برکتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں رب کریم کا ارشاد ہے: والذین جاھدو فینا لنھدینھم سبلنا .... تبلیغ دین یا وعظ و ارشاد کا کام جس قیادت کا متقضی ہے وہ قیادت اللہ تبارک وتعالیٰ امت مسلمہ کو اہل علم سے مہیا فرماتا ہے اور جب کبھی اہل علم میں علم کی طرف توجہ اور کسی خارجہ فتنہ کے سبب کمزوری پیدا ہوتی

☆ رکن: اسلامی نظریاتی کونسل، چیف ایڈیٹر ماہنامہ فقہ اسلامی کراچی 0333-2376985

ہے اور بظاہر اسلام کمزور و مغلوب نظر آنے لگتا ہے حالانکہ یہ غالب رہنے والا دین ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ ان مسلمانوں کی قیادت و رہنمائی کے لئے جن کی کمزوری سے اسلام کمزور نظر آنے لگتا ہے، ایسے مردان کار پیدا فرما دیتا ہے جو آگے بڑھ کر کار نبوت کی یاد تازہ کرتے اور تجدید دین کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں ایسے قائدانہ صلاحیتوں کے مالک مجددین ہر صدی میں ہوئے ہیں اور ارشاد پیغمبر صادق و امین ہے: ان اللہ یبعث لھذا لامة علی راس کل مائة من یجدد لھا دینھا (سنن ابی داؤد) چنانچہ مسلمانوں کا شاندار ماضی اس بات پر گواہ ہے کہ ہر دور کے فتنوں اور چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے اور امت کی ہدایت کے راستے سے اترتی ہوئی گاڑی کو پھر سے پٹڑی پر چڑھانے اور اسے پھر سے راہ راست پر گامزن کرنے کے لئے مجدد آتے رہے ہیں۔ یاد رہے مجددین کے بھیجے جانے والی مذکورہ بالا روایت ہر لحاظ سے صحیح اور ثابت شدہ ہے اور محدثین عظام نے اس کی صحت کا اقرار کیا ہے۔

گزشتہ چودہ صدیوں میں ہر صدی کے سرے پر ایک یا ایک سے زیادہ مجددین تشریف لائے اور انہوں نے اسلام کو اپنے تجدیدی کام کے ذریعہ پھر سے حیات نو عطا کی، دنیا ان کی خدمات کی معترف اور تاریخ ان کے کام کی شاہد ہے۔ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد میں گزشتہ صدیوں میں جو اہل علم مجدد ہوئے ان کی ایک فہرست مذکور ہے جبکہ علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی نے تجلیات مہر انور میں مجددین کی ایک فہرست دی ہے۔ دونوں فہرستوں کے مطابق حسب ذیل اہل علم مجددیت کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ اور اعیان امت نے انہیں مجدد تسلیم کیا ہے:۔

پہلی صدی	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
دوسری صدی	حضرت امام شافعی حضرت حسن بن زیاد
تیسری صدی	حضرت امام ابوجعفر طحاوی یا امام ابوالحسن اشعری
چوتھی صدی	امام باقلانی یا امام اسفرائنی یا حضرت سہل امام ابوبکر خوارزمی
پانچویں صدی	امام محمد الغزالی، یا قاضی فخرالدین المعروف قاضی خاں
چھٹی صدی	امام فخرالدین رازی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

ساتویں صدی	امام تقی الدین ابن دقیق العید
آٹھویں صدی	امام سراج الدین بلقینی یا حافظ زین الدین عراقی
نویں صدی	امام جلال الدین سیوطی، امام شمس الدین سخاوی
دسویں صدی	امام شمس الدین بن شہاب الدین رملی، ملا علی قاری
گیارہویں صدی	حضرت مجدد الف ثانی یا امام ابراہیم حسن کردی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی
بارہویں صدی	حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ کلیم اللہ جہان آبادی، شیخ صالح بن محمد نوح، قاضی محب اللہ بہاری
تیرہویں صدی	حضرت شاہ عبدالعزیز محدیث دہلوی

جبکہ چودھویں صدی ہجری میں امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمہم اللہ مجدد ہیں۔

مذکورہ بالا ایان امت و مجددین ملت کو تین میں سے کسی ایک طریقہ سے مجدد تسلیم کیا گیا۔

1۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے مجددانہ کام کو دیکھ کر انہیں امت کی برگزیدہ ہستیوں (علماء و مشائخ) نے مجدد تسلیم کیا اور ان علماء و مشائخ کے تسلیم کرنے کے سبب عام افراد امت نے انہیں مجدد مانا۔ جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

2۔ یا ان کی زندگی میں ان کے ہم عصر اہل علم نے انہیں مجدد قرار دیا جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ و امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ۔

3۔ یا ان کی زندگی میں خود مجدد ہونے کا صراحتاً یا اشارۃً اعلان کیا اور ان کے انتقال کے بعد ان کے معاصرین یا بعد کے اہل علم نے ان کے اس اعلان پر انہیں مجدد تسلیم کیا۔ جیسے امام جلال الدین سیوطی، امام شمس الدین سخاوی، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہم اللہ۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے تجلیات مہر انور، از مفتی سید شاہ حسین گردیزی)

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں گزرا مجدد کسی صدی کے سرے پر ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا وضاحتوں کے بعد اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس صدی (پندرھویں) کا کوئی مجدد ابھی تک

ظہور پذیر ہوا ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب اس صدی کے اہم چیلنجز اور ان کو قبول کرنے اور ان کا مقابلہ کرنے والے اہل علم کی مساعی سے ہوگا۔ چنانچہ اس کسوٹی پر اس صدی کی شخصیات کو دیکھا اور پرکھا جائے گا۔

بعض اہل علم نے مجدد ہونے کے لئے جو معیار بیان کیا ہے اس کے مطابق جب ذیل صفات کی حامل شخصیت ہی مجدد ہونے یا مجدد قرار دیئے جانے کی اہل ہے۔

علوم قرآن وسنت (علوم ظاہری و باطنی) میں ثقاہت، قوت اصلاح، زہد و تقویٰ، حریت آموزی، اعلائے کلمۃ الحق، اخلاق کریمانہ، قبولیت عامہ، دنیا سے بے رغبتی عجز و انکسار، کارہائے۔ (شناخت مجدد از پروفیسر یوسف سلیم چشتی، ماہنامہ حقیقت اسلام لاہور ۱۹۳۵ء)

واضح رہے کہ مجدد ہونے کی پہلی شرط ثقہ عالم ہوتا ہے۔ لہٰذا ایسے تمام لوگ اس بحث سے خارج ہو گئے جو تبلیغ دین کی جدوجہد میں مصروف مگر علم سے کورے ہیں، کیونکہ تبلیغ و تجدید دین کا کام بے علم و جہالت کے ساتھ بے معنی و بے اصل ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

یہ صدی جس کا آغاز سن ۱۴۰۱ھ سے ہوا ہے اور جس کا اختتام ۱۵۰۰ھ پر ہوگا اسے ہم پندرھویں صدی کہیں گے، مجدد صدی کے سرے یعنی آغاز یا اختتام پر ہوتا ہے یا دونوں سروں پر مجدد موجود ہوتے ہیں، (جیسا کہ گزشتہ صفحات میں دی گئی مجددین کی فہرست سے ظاہر ہے) اس طرح ہمارے زیر بحث صرف ان شخصیات کا کام ہوگا جنہوں نے گزشتہ صدی کا اخیر (یعنی چودھویں صدی کا اخیر) اور پندرھویں صدی کا ابتدائی ربع (چوتھائی حصہ) پایا ہے۔

مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ معاصر علماء و مشائخ جن کی ولادت چودھویں صدی اور انتقال پندرھویں صدی میں ہوا مختلف اوصاف و کمالات کے مالک تھے، ان میں بعض مایہ ناز اساتذہ علوم اسلامیہ ہیں تو بعض اصحاب طریقت، ان میں سے بعض افق سیاست کے درخشندہ ستارے ہیں تو بعض بے بدل خطیب و واعظ۔ ہر ایک کا رنگ جدا جدا ہے مگر ہر ایک کائنات کی اس کہکشاں علم و حکمت ہی کا ایک ستارہ ہے۔ اس اعتبار سے مولانا کے معاصرین کو حسب ذیل

زمروں (Catageries) میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1۔ مشائخ طریقت

2۔ ناموراساتذہ/مدرسین

3۔ افق سیاست کے درخشندہ ستارے

4۔ بے بدل خطیب وواعظ

اس تقسیم کے اعتبار سے چودھویں صدی ہجری کے دوران تولد ہونے اور پندرھویں صدی میں انتقال کرنے والی معروف علمی شخصیات میں حسب ذیل نام نہایت محترم ہیں۔واضح رہے کہ شخصیات کی یہ فہرست کسی ترجیح کی بنیاد پر مرتب نہیں کی گئی بلکہ محض ذکر اسماء کے لئے یادداشت کی بنیاد پر ہے۔

1۔مشائخ طریقت:

قمر الملت حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر خورشید احمد صاحب فتح پور کمال رحمۃ اللہ علیہ

غزالئ زمان حضرت علامہ احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ مولانا حامد علی خان صاحب مجددی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ صاحب قادری نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

2۔ناموراساتذہ کرام(مدرسین علوم اسلام):

حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ

غزالیٔ زمان حضرت علامہ احمد سعید کاظمی

حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی

حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری

حضرت علامہ سید امیر شاہ صاحب گیلانی

حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی

حضرت علامہ مفتی سید وقار الدین قادری

حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قادری نعیمی

حضرت علامہ محمود احمد رضوی صاحب

حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی

حضرت علامہ مولانا حامد علی خان مجددی ملتانی

حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قصوری صاحب

حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ قصوری

حضرت علامہ مولانا غلام مہر علی صاحب

حضرت علامہ مفتی غلام قادر کشمیری

3۔زمرۂ ماہرین سیاست (افق سیاست کے درخشندہ ستارے):

حضرت خواجہ پیر قمر الدین سیالوی صاحب (صدر جمعیت علماء پاکستان)

حضرت علامہ عبدالستار خان نیازی صاحب (وزیر)

حضرت قبلہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری (مرکزی رہنما جمعیت علماء پاکستان)

حضرت علامہ محمود احمد رضوی صاحب (مرکزی رہنماو جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان)

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری (ایم این اے)

حضرت علامہ احمد سعید کاظمی

(مرکزی صدر جماعت اہل سنت و مرکزی رہنما جمعیت علماء پاکستان)

حضرت علامہ حامد علی خان (نائب صدر جمعیت علماء پاکستان)

حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی (رکن مجلس شوریٰ حکومت پاکستان وسینیٹر)

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی (مرکزی رہنما جمعیت علماء پاکستان وایم این اے)

4۔بے بدل خطیب وواعظ:

حضرت علامہ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ بالا شخصیات کے علمی مشاغل، دینی جذبہ، مذہبی، سیاسی خدمات، تدریسی و روحانی کمالات، تالیفات و تصنیفات، ملکی و ملی تحریکات میں ان کا حصہ اور دیگر کمالات سے ان کے معاصرین اور عوام کا ایک بڑا طبقہ بخوبی واقف وآگاہ ہے۔

ہم نے جن شخصیات کے نام درج کئے ہیں۔یہ اس صدی کے نامور علماء و مشائخ کی کوئی حتمی فہرست نہیں، ان کے علاوہ کوئی نام اس وقت ذہن میں مستحضر نہیں اور کسی شخصیت کا نام اگر سہواً درج ہونے سے رہ گیا ہو تو اس میں ہماری کوئی بدنیتی شامل نہیں۔

ان ناموں پر غور کیجئے تو ہر شخص یہ بات ب آسانی سمجھ سکتا ہے کہ ان میں ہر شخصیت ایسی ہے کہ ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است کا محاورہ ان پر صادق آتا ہے۔ مجددین کی فہرست پر نظر ڈالی جائے اور اس صدی کے اہل علم کی فہرست کا اس سے موازنہ کیا جائے تو ایسی جامع کمالات شخصیت جو معیار مجددیت پر پوری اترتی ہو ممکن ہے بعض کے نزدیک ایک سے زائد ہو، مگر ہمارے خیال میں ایسی شخصیت جو معیار مجددیت پر پوری اترتی ہو، جس نے اپنے دور کے فتنوں کا مقابلہ کیا ہو اور جس کے معاصرین، کار احیائے دین میں اس کے ہم رکاب رہے ہوں تو جو نام از خود ابھر اور نکھر کر سامنے آتا ہے وہ بلا شبہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آیئے اب معیار مجددیت پر رکھ کر ان کی شخصیت کا جائزہ لیں۔

1۔ پہلا معیار:

علوم قرآن وسنت (علوم ظاہری و باطنی) میں ثقاہت:

مولانا شاہ احمد نورانی کی علوم قرآن وسنت میں ثقاہت کے ان کے معاصرین معترف ہیں چنانچہ مولانا محمد صدیق ہزاروی تعارف علماء اہل سنت میں رقمطراز ہیں:

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ حفظ قرآن کریم کے بعد ثانوی تعلیم کے لئے اسکول میں داخلہ لیا جہاں ذریعہ تعلیم عربی تھا۔ عربک کالج میرٹھ سے بھی ڈگریاں حاصل کیں۔ درس نظامی کی کتب متداولہ مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ میں حضرت صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ استاذ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے پڑھیں۔ (تعارف علماء اہل سنت ص ۳۴)

دستار فضیلت صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم ہند شاہزادہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا شاہ مصطفی رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عطا کی۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اس پروقار تقریب دستار فضیلت میں رونق افروز تھے۔ (تعارف علماء اہل سنت ص ۳۴)

غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے سنی کانفرنس ملتان کے موقع پر

خود کو مولانا نورانی کا ادنیٰ سپاہی قرار دیا۔

ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے سنی کانفرنس کے موقع پر اپنے تاریخی خطاب میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا رہنما دیا ہے جس کی دیانت، خلوص اور پاک دامنی کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔

جبکہ مکتب خیر آبادی کے امین بقیۃ السلف حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں امام وقت کہا اور اس پر ایک مدلل رسالہ قلم بند کیا۔ جس میں انہوں نے دلائل کے ساتھ مولانا کو امام وقت ثابت کرنے کے بعد لکھا کہ "امامت کبریٰ کی تمام خصوصیات آپ میں پائی جاتی ہیں، ان کے دست مبارک پر بیعت کرنی چاہئے۔"

ان کے معاصر علماء میں سے کبھی کسی عالم نے ان کی علمی ثقاہت کا انکار نہیں کیا حتیٰ کہ دیگر مسالک و مکاتب فکر کے علماء بھی انہیں ایک درویش منش متقی و ثقہ عالم مانتے تھے۔ اور ان کی علمی شان، اخلاقی خوبیوں اور فہم و بصیرت کی بنا پر ہی ملک میں احیائے دین کے حوالہ سے چلنے والی تحریکوں میں انہیں ہمیشہ اپنا قائد بنایا۔ وہ سترہ زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور ہر زبان میں ابلاغ کی فی البدیہہ صلاحیت کے مالک تھے۔

آپ نے عیسائیت اور مرزائیت کے رد میں قلم سے بھی جہاد کیا ہے اور دلائل قاہرہ سے ان دونوں باطل مذہبوں کا رد کیا ہے۔ پاکستان کے قومی اسمبلی میں جب قادیانیوں کے حاضر امام مرزا ناصر نے اپنی صفائی میں گفتگو کرنا چاہی تو آپ نے نہ صرف اس کے چیلنج کو قبول کیا بلکہ اس کے تمام تر دلائل کو پورا ثابت کر کے اسے مبہوت و حیران کر دیا۔ مرزا ناصر کے جوابات میں آپ کی گفتگو پر بھٹو جیسے آمر نے بھی آپ کو قادر الکلام عالم تسلیم کیا۔

امریکہ میں سرینام کے مناظرہ میں آپ نے قرآن وسنت اور منطقی استدلال سے جس طرح مرزائی مدمقابل کو شکست دی وہ آپ کی علمی ثقاہت کے منہ بولتے ثبوت کے طور پر تاریخ کے اوراق پر ثبت ہے۔

رمضان المبارک میں آپ کے دروس قرآن میں جس شان سے قرآن کریم کی تفسیر

وتشریح بیان کی جاتی وہ اپنی مثال آپ ہے۔شہر بھر سے لوگ جناح مسجد میں تراویح ادا کرنے آتے اوران دروس قرآن سے مستفید ہوا کرتے تھے۔آپ کی تقاریر میں آپ کی گفتگو قرآن و سنت کے دلائل سے مزین ہوتی تھی۔صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ نے دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے اسباق کے سالانہ افتتاح کے موقع پر حضرت کو دعوت دی دوبار (دو سال) آپ نے اسباق کاافتتاح حدیث شریف کے سبق سے کیاجوعلماء کرام اس موقع پر موجود تھے جانتے ہیں کہ حدیث مبارکہ (انماالاعمال بالنیات) پر آپ نے کیسی مدلل اورطویل مگر جامع گفتگو فرمائی، جونہ صرف حدیث کی شرح پر مشتمل تھی بلکہ اس میں علم اصول حدیث پر بھی آپ نے نہایت خوبصورت انداز سے روشنی ڈالی۔

2۔دوسرامعیار:قوتِ اصلاح:

مجدد کے لئے مقررہ معیاراورشرائط میں ایک شرط یہ ہے کہ اس میں اصلاح عوام کی غیر معمولی قوت ہو،اور یہ خوبی اسی وقت پیدا ہوسکتی ہے جب وہ شخص اپنے احوال کی خود اصلاح کرچکا ہو۔مجدد وہی ہوسکتا ہے جس کی اصلاحی کوششوں کوقوت اصلاح وتائید غیبی کی بناء پر قبولیت عامہ حاصل ہو،مولاناشاہ احمد نورانی نے اپنی توانائیاں ہمیشہ اصلاح پر مرکوز کیں۔اصلاح کے جو ذرائع ہوسکتے تھے ان سب سے کام لیا،اس کے دوبڑے ذرائع میں سے ایک اصلاحی اداروں کاقیام اوردوسرااصلاحی لٹریچر کی تیاری وتقسیم ہے،اوراس غرض سے انہوں نے ملک کے طول وعرض میں مدارس اسلامیہ کے قیام کی تحریک برپا کی، قائم شدہ مدارس کی امداد اور سرپرستی ان کامعمول عام تھا۔نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ملک بھی انہوں نے متعدد مدارس قائم کرائے اوراصلاح کے بین الاقوامی مشن کو آپ نے ورلڈ اسلامک مشن کانام دیا۔ورلڈ اسلامک مشن کے تحت پوری دنیامیں اصلاح احوال کی کوششوں کومولانانورانی نے تیز تر کردیا،وہ ممالک جہاں مساجد نہیں تھیں وہاں مساجد تعمیر کروائیں،جہاں مساجد کی تعداد کم تھی وہاں مزید مساجد کی تعمیر کی عملی جدوجہد کی اور ہر مسجد کے ساتھ ایک مکتب،لائبریری،اسلامک سنٹر اور درسگاہ کے قیام پر ہمیشہ توجہ دی۔آزاد کشمیر اور پاکستان کے علاوہ برطانیہ،کینیڈا،فرانس،ہالینڈ، جنوبی افریقہ،دیگر افریقی ممالک،یورپ کے اہم ممالک میں مولانا کی اصلاحی کوششوں کا

منہ بولتا ثبوت وہاں کے مدارس ومساجد ہیں جہاں سے ہر سال ہزاروں بچوں اور جوانوں کی اصلاح کا کام اب بھی پوری آب وتاب سے جاری ہے۔

3۔زہدوتقویٰ:

معیارِ مجددیت میں ایک شرط زہدوتقویٰ ہے،مولاناشاہ احمدنورانی کے زہد کامعاملہ جو ان کے اوران کے رب کے مابین ایک راز ہے،اسے ناپنے تولنے کاکوئی پیمانہ نہ ہوسکتا ہے نہ تھا،لیکن یہ بات ان کے قریب کا ہر شخص جانتا ہے بلکہ جس کسی نے کبھی ان کے ساتھ سفر کیا ہو گواہی دے گا کہ مولاناسفروحضر میں پابندی صوم وصلوٰۃ کے علاوہ ذکرواذکار،تسبیح ودرود اور عبادت ہائے نیم شبی سے کبھی غافل نہ رہے۔رمضان المبارک میں ان کے زہدوتقویٰ پہ مزید بہار آجاتی وہ ایک جگہ تو قرآن کریم تراویح میں سناتے اور پھر دوسری جگہ تہجد کے نوافل میں اڑھائی پارے روزانہ سنایا کرتے،دیگر تمام مشاغل رمضان المبارک میں کم ہوجاتے اوراکثر ایسا بھی ہوا کہ اہم ملکی معاملات میں مشاورت کے لئے ان کے معاصر سیاست دان اور علماء ان سے مسجد یا گھر پر ملاقات کرتے،روزانہ بلاناغہ قرآن کریم کا گھر پر دور،پھر والدہ محترمہ کو قرآن سنانا،تادم زیست یہ معمول جاری رہا۔پیرزادہ اقبال احمد فاروقی لکھتے ہیں:

مولاناشاہ احمدنورانی ایک شب بیدار عالم دین ہیں،وہ سیاست کے طویل سفر میں رات کے آخری لمحوں تک ملک کے مختلف علاقوں میں سیاسی اور دینی جلسوں میں خطاب کرتے ہیں مگر مجال ہے کہ وہ نماز تہجد تک قضا کریں.......... ان کے معمولات روحانیہ میں،دعائے حزب البحر اور قصیدہ بردہ شریف آج بھی اسی طرح تازہ ہے جس طرح آج سے چالیس سال پہلے اپنے والد کے زیرسایہ زندہ تھا۔

بلاشبہ وہ ایسی عابدوزاہد شخصیت کے مالک تھے کہ ان کے تقویٰ وطہارت کی قسم کھائی جاسکتی تھی۔ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری نے سنی کانفرنس کے موقع پر اپنے تاریخی خطاب میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسارہنمادیا ہے جس کی دیانت،خلوص اور پاک دامنی کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔

ان کے زہد تقویٰ کی شان کی ایک بات یہ بھی ہے کہ طویل عرصہ تک ایک معمولی سے فلیٹ میں گزر بسر رہی۔

یہ ان کے تقویٰ ہی کی ایک تاریخی شہادت ہے کہ انہوں نے پارلیمنٹ کا ممبر منتخب ہونے کے بعد پہلی بار جب صدر پاکستان یحییٰ خان سے پارلیمانی پارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے ملاقات کی تو صدر کی میز سے شراب کے جام اٹھوا دیئے اور کہا کہ اس ناپاک و نامراد کے یہاں ہوتے ہوئے کوئی بات صدر صاحب سے نہیں ہوسکتی۔

جناب ظہیر احمد نے لکھا کہ مولانا نورانی ہی واحد سیاستدان تھے جنہوں نے یحییٰ خان جیسے بادہ نوش آمر مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور سنگ دل حکمران کو اس کے سامنے دھرے ہوئے جام ومینا اٹھانے کے لئے ڈانٹ پلائی۔ (مجلہ انوار رضا جوہر آباد قائد ملت اسلامیہ نمبر)

ان کے زہد وتقویٰ کا عالم یہ تھا کہ دوران سفر جس کسی کے ہاں پڑاؤ ہوتا نہایت سادگی سے فرش زمین پر دراز ہوجاتے۔ وہ کسی کروفر کے قائل نہیں تھے۔ نہ آسائشات دنیا کو انہوں نے کبھی خود پر غالب آنے دیا۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے بقول مولانا نورانی زمین کے فرش پر سونے، مساکین کے ساتھ بیٹھنے اور غرباء کی محفل میں وقت گزارنے سے نہیں اکتاتے ....

4۔ حریت آموزی:

جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتی لکھتے ہیں کہ مجدد کی ایک شناخت یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کو حریت کا درس دیتا ہو، وہ لوگوں میں ایمان کی شمع کو از سر نو روشن کرے نہ کہ انہیں غلامی کا سبق پڑھائے۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے ہمیشہ اغیار کی غلامی سے نجات و آزادی کا درس دیا، ان کی پرجوش اور ولولہ انگیز تقاریر کے کیسٹ آج بھی موجود ہیں وہ طاغوتی طاقتوں، سامراجی ایجنٹوں اور صیہونی قوتوں کے خلاف جس دبدبہ سے بولتے تھے وہ مسلمانوں کے دلوں میں ان اسلام دشمن قوتوں سے نفرت پیدا کرنے اور ان کی غلامی کو کسی صورت قبول نہ کرنے کا درس حریت آموزی کا بہترین نمونہ تھا۔

5۔ اعلائے کلمۃ الحق:

اعلائے کلمۃ الحق کے جو نمونے اسلاف نے چھوڑے ہیں مولانا شاہ احمد نورانی ان تمام کو اپنے اندر سمو کر چل رہے تھے، ایسے ایسے مقامات جہاں لوگ خوف اور رعب کے باعث کوئی بات کہنے سے کتراتے تھے مولانا بلاخوف وتردد اعلائے کلمۃ الحق فرماتے، بھٹو کا دور ہو یا یحییٰ خان کا زمانہ ضیاء الحق کا فوجی اقتدار ہو یا پرویز مشرف کا، مولانا نے کبھی کسی حاکم سے مرعوب ہو کر اعلائے کلمۃ الحق میں کمی نہیں کی۔ انہوں نے اس وقت بھی نظام مصطفی کے نفاذ کی بات کی جب سوشلزم کا نعرہ لگ رہا تھا اور اس وقت بھی مقام مصطفی کے تحفظ کی تحریک چلائی جب لوگ جمہوری آمریت سے خوفزدہ تھے۔

عوام کا موجیں مارتا ہوا سمندر ہو کہ خلوت کدۂ خواص، انہوں نے ہر جگہ اللہ ہی کا نام بلند کیا اور کسی لالچ دباؤ یا رعب کا شکار ہو کر کبھی اعلائے کلمۃ الحق کی ذمہ داریوں سے دستبردار نہیں ہوئے۔ حتیٰ کہ وقت کے فرعونوں نے آپ کو ٹھکانے لگانے کے احکامات صادر کئے، مسعود محمود کو جو ذمہ داری مولانا نورانی کے حوالہ سے حاکم وقت نے سونپی تھی اس کی ایک جھلک صحافت کے صفحات پر دیکھی جاسکتی ہے۔

جناب زاہد الراشدی نے لکھا ہے:

مولانا نورانی نے جس بلند آہنگ کے ساتھ عالم اسلام کے بارے میں امریکی عزائم اور جارحیت کے خلاف کلمۃ الحق بلند کیا وہ علماء کی نئی نسل کے لئے مشعل راہ اور دینی وسیاسی رہنماؤں کے لئے لائق رشک اور قابل تقلید ہے۔ (قائد ملت اسلامیہ نمبر)

6۔ اخلاق کریمانہ:

معیار مجددیت کی ایک شرط صاحب خلق کریم ہونا ہے، بقول پروفیسر یوسف سلیم چشتی مجدد وہ ہے کہ جس کی صحبت میں بیٹھ کر خلق محمدی ﷺ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجائے، مجدد وہ ہے جو دشمنوں کے حق میں بھی ہدایت کی دعا کرے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے اخلاق کریمانہ کا ہر خاص وعام معترف ہے۔

معروف مذہبی سیاستدان اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مولانا سمیع الحق کے صاحبزادے جناب راشد الحق سمیع حقانی مولانا شاہ احمد نورانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپ کی شرافت، میانہ روی اور اعلیٰ اخلاق پر مبنی معتدل طرز سیاست کے موافق و مخالف سبھی قائل تھے۔ پان سے لال ہونٹوں سے جاری شیریں گفتاری آپ کا خاصہ تھا، ان کے لہجے سے گویا مصری ٹپکتی تھی، گفتگو ایسے قرینے اور تواتر سے فرماتے جیسے رواں ندی کا پانی۔ آپ جیسی پرکشش اور باکمال شخصیت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ آپ جامع الصفات اور بزرگوں و اسلاف کے کمالات سے مزین، نجابت وشرافت کا نمونہ وقار وتمکنت کا خزینہ، ظاہری و باطنی لطافت ونظافت کا مجسمہ اور حسن و جمال و فضل و کمال کے عظیم پیکر تھے۔ آپ عاجزی وانکساری کی ایک اعلیٰ مثال تھے۔ (ماہنامہ کاروان قمر امام نورانی نمبر کراچی)

قاری حافظ اللہ دتہ چشتی مولانا نورانی کے ساتھ جیل کے چند ایام کے حوالہ سے کہتے ہیں:

میں نے انہیں شفقت، محبت، احترام، عزت اور دوسروں کے لئے ایثار کرنے میں ہمیشہ پیش قدمی کرتے ہوئے دیکھا۔ (ماہنامہ کاروانِ قمر امام نورانی نمبر)

بلاشبہ ان کی شفقتوں کا بچہ بچہ گواہ ہے۔

جناب پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:

سینیٹ اور متحدہ مجلس عمل کے کاموں کے سلسلہ میں دن رات ان کے ساتھ رہنے اور مل کر کام کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، ان کی شفقت، محبت، معاملہ فہمی، نرم گفتاری کے نقوش دل پر مرتسم ہیں اور یہ کہنے میں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ ہر روز ان سے تعلق کو گہرا کرنے کا باعث ہوا۔ (کاروان قمر) مجیب الرحمن شامی نے لکھا:

مولانا نورانی عقیدۃً سنی مسلمان تھے اہل سنت کے بریلوی مکتب فکر سے ان کا تعلق تھا لیکن ان کی شخصیت اتنی دل آویز تھی اور باتوں میں گلوں کی ایسی خوشبو ہوتی تھی کہ ہر شخص اس سے معطر ہو جاتا تھا۔ (مجلہ انوار رضا جوہر آباد)

7۔ قبولیت عامہ:

مجدد کی ایک اہم صفت اور شناخت اس کی قبولیت عامہ ہے، اس کی شخصیت میں ایسی مقناطیسیت ہوتی ہے کہ لوگ اس کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور یہ خاصیت روحانی ترقی سے پیدا ہوتی ہے، ورنہ دولت مندوں کے ڈیروں پر بھی مخلوق کثرت سے جاتی ہے اور دنیاوی منفعت رساں کے لوگوں کے ہاں بھی خلق کا ہجوم ہوتا ہے۔ مجدد سے لوگوں کا ربط و تعلق کسی دنیاوی غرض سے نہیں ہوتا بلکہ خالصتاً اللہ اور لوجہ اللہ ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے در پہ انبوہ کثیر اور بعض اعیان حکومت تک کے کھنچے چلے آنے ہی سے بادشاہ وقت کو یہ خوف لاحق ہو گیا تھا کہ شاید وہ اس کے خلاف کوئی سازش کر رہے ہیں۔

مولانا نورانی کی شخصیت میں کمال کی مقناطیسیت تھی، اور اللہ رب العزت نے انہیں قبول عام ہی نہیں قبول عالم کا درجہ عطا کیا تھا۔ ان کی مقبولیت بین الاقوامی نوعیت کی تھی وہ جس شہر اور ملک جاتے لوگوں کی ان سے والہانہ عقیدت کو دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ اس شہر یا اس ملک کے لوگ ان کے سب سے زیادہ چاہنے والے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ان کے مریدین کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی۔ عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت کے مؤلف محمد امین نورانی، نے ان کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں بتائی ہے۔ (عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص 24) ممکن ہے اندرون و بیرون ملک اتنی ہی بڑی تعداد میں ان کے مرید ہوں۔

دنیا سے بے رغبتی:

دنیا سے بے رغبتی کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ دنیا داروں سے منہ موڑ کر جنگل میں مستقل بسیرا کر لیا جائے، یہ تو ایسی رہبانیت ہے کہ جس سے اسلام نے دوری اختیار کرنے کو کہا ہے، ہاں دنیا میں اور دنیا والوں میں رہنا ان کی اصلاح کرنا اور دنیاوی اغراض سے خود کو بچا کر رکھنا، متوکل علی اللہ رہنا، دنیا کی چکا چوند سے متاثر ہوئے بغیر دنیا سے اس طرح گزر جانا کہ کوئی آلائش دنیا دامن کو داغدار نہ کر سکے، شان ولایت ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے 77 سالہ زندگی میں شعور کے 66 برس قرآن کریم اور

صاحب قرآن سے محبت کی، وہ چاہتے تو کاروباری زندگی بسر کرتے، اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو جاتے، سرکاری مراعات قبول کر لیتے، وہ عرب دنیا میں عیش کی زندگی گزار سکتے تھے، مگر انہوں نے اپنی زندگی کرایہ کے معمولی فلیٹ میں گزار دی۔ خود پیدل سودا سلف لینے نکل کھڑے ہوتے۔

مجیب الرحمن شامی نے لکھا ہے:

مولانا عمر بھر کرائے کے فلیٹ میں رہے، سادہ زندگی گزاری، پان کھاتے رہے، لیکن حرام کھانا تو کیا اسے چکھنا تک گوارا نہ کیا۔ ان کا گھر لوگوں کے دلوں میں تھا یا جنت میں .... ان کی زندگی بھی ایک مثال ہے اور موت بھی ایک مثال۔ وہ لوگ جو تجوریاں بھرنے میں لگے رہتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کی کوششوں کو جہاد اکبر سمجھتے ہیں دیکھیں تو سہی کہ باعزت اور باوقار زندگی خالی ہاتھ بھی گزاری جا سکتی ہے۔

(یادوں کے نقوش، صاحبزادہ فیض الرسول، ص 147)

دنیا کی رغبت ان کی طبیعت کے قریب بھی نہ پھٹکی تھی۔ وہ پوری دنیا گھوم چکے تھے وہ ہر نعمت سے آشنا تھے مگر ہر نعمت سے دور تھے۔ لباس کی سادگی تو انتہا پر تھی۔ سر تا پا درویشی۔

(اسد اللہ غالب، قائد تحریک نظام مصطفی علامہ شاہ احمد نورانی، مرتبہ ملک محبوب الرسول قادری، جاوید اقبال فاروقی 401)

لوگوں کو ان کا مختصر سا گھر اور سادہ طرز زندگی دیکھ کر حیرت بھی ہوتی تھی، معروف کالم نگار عرفان صدیقی کہتے ہیں:

میری ان سے پہلی ملاقات کراچی میں ان کے چھوٹے سے فلیٹ میں ہوئی تھی، صدر رفیق تارڑ ان کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کے لئے گئے تو میں بھی ان کے ہمراہ تھا، بیسیوں سیڑھیاں چڑھ کر ہم ایک نہایت ہی چھوٹے سے کمرے میں پہنچے جہاں ایک طرف دو تین کرسیاں رکھی تھیں اور نیچے ایک پرانا سا قالین بچھا تھا۔ مولانا نے صدر کو کرسی پر بیٹھنے کو کہا لیکن وہ قالین پر بیٹھ گئے۔ مجھے بے حد حیرت ہوئی کہ متعدد بار قومی اسمبلی اور سینٹ کا رکن رہنے والا نامور لیڈر اس حجرہ نما گھر میں اس بے سروسامانی کے ساتھ رہتا ہے۔

(یادوں کے نقوش 156)

روزنامہ آواز لاہور کے مدیر نے لکھا:

اتنا وسیع حلقۂ احباب و مریدین رکھنے کے باوجود 54 سال تک کرائے کے مکان میں رہے اور کچھ ہی ماہ پہلے اپنی اہلیہ کے وسائل سے ایک مکان خریدنے پر آمادہ ہوئے۔ مولانا کے کمالات کو دیکھا جائے اور ان کی جامع الصفات شخصیت پر نظر ڈالی جائے تو انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ (یادوں کے نقوش 173)

ایک اور صحافی سید سبط الحسن ضیغم نے لکھا،

نورانی میاں پیرزادہ بھی تھے کیونکہ مولانا عبدالعلیم صدیقی جیسے صاحب رشد و ہدایت کی مسند پر فائز شخصیت کے فرزند اور گدی نشین بھی تھے لیکن پیرزادوں کی طرح ان کے ہاں نہ تجوری تھی نہ کوئی آہنی سیف جس میں حاصل کی ہوئی فتوح رکھ سکیں، اور جو روپیہ نیاز و فتوح کے نام پر انہیں ملتا اسے مسلکی و تبلیغی کاموں پر خرچ کر دیتے تھے۔ (یادوں کے نقوش ص 204)

9۔ عجز و انکسار:

عجز و انکسار مجددیت کا ایک اور معیار و شناخت ہے، جو شخص انعامات خداوندی سے جتنا نوازا جائے گا اتنا ہی زیادہ نیاز مند اور منکسر المزاج ہو گا۔ عاجزی و انکساری ولایت کی شان اور زہد کی جان ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، نہایت بردبار، حلیم الطبع، منکسر المزاج اور عاجزی کا پیکر تھے۔

اسد اللہ غالب نے کہا:

سیاست میں آنے کے باوجود راست گوئی کو انہوں نے اپنا شعار بنایا وہ سخت سے سخت بات کا جواب بھی حسب عادت مسکرا کر دیتے تھے۔ وہ دھیمے لہجے میں گفتگو کرتے تھے۔ ملمع کاری سے کوسوں دور وہ عالم باعمل تھے۔ علم ان کا رعب تھا۔ علم ان کا دبدبہ تھا۔ سادگی ان کا جلال تھی۔ اور ان کی عاجزی جاہ و حشمت کو مات کرتی تھی۔

(قائد تحریک نظام مصطفی علامہ شاہ احمد نورانی، ملک محبوب الرسول قادری، جاوید اقبال فاروقی 401)

وہ علماء سے ملتے تو قدموں قدموں تک جھک جاتے تھے، خود بڑے عالم، بڑے عالم کے بیٹے، بڑے شیخ اور بڑے شیخ کے خلیفہ و داماد اور بڑے سیاستدان ہونے کے باوجود علماء کی

دست بوسی کرتے۔انہیں اپنی مجالس میں نمایاں مقام دیتے۔خود ان کی خدمت کرتے۔ان گناہ گار آنکھوں نے نورانی میاں کو ان کے آخری ایام میں بھی علماء کے سامنے کھانا چنتے انہیں کھانا کھلاتے ان کے ہاتھ دھلواتے اور ان کی خاطر مدارات کرتے دیکھا ہے۔وہ اس وقت تک کھڑے رہتے تھے جب تک ان کے مہمان اطمینان سے کھا پی کر فارغ نہ ہو جائیں۔وہ خود ان کی پلیٹوں میں کھانا ڈالتے اور ان سے کھانے کی فرمائش کرتے تھے۔

اپنی والدہ کی ہمیشہ دست بوسی و قدم بوسی کرتے تھے۔وہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے بعد سن 1974ء میں ٹرین کے ذریعہ کراچی پہنچے تو ہزاروں لوگوں نے ان کا پرتپاک استقبال کیا،ان کی والدہ محترمہ پیرانہ سالی کے باوجود اپنے غازی لختِ جگر کو اسٹیشن سے لینے آئیں کہ وہ معرکۂ ختمِ نبوت سر کر کے آرہا تھا،پھر چشمِ فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ......وہ سر جو سرورِ دوعالم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے معرکہ میں سربلندی کی عظمتوں کو چھو رہا تھا ہزاروں افراد کے مجمع کے سامنے ایک نحیف و ناتواں سی بڑھیا کے قدموں پر جھک گیا۔

کہ وہ ماں تھی.......... اور عظیم بیٹے کی عظیم ماں تھی۔ان کی عاجزی کی ان مٹ مثال ان کا اپنی والدہ محترمہ کے قدموں میں دفن ہونا ہے۔

3۔کارہائے نمایاں:

مجدد کی شناخت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہوں کہ اسے مجدد کہا جاسکے۔یہ کارہائے نمایاں ایسے ہوں کہ آنے والی نسلیں بھی ان کارناموں سے اس شخصیت کی عظمت و مرتبہ کا اندازہ لگاسکیں۔وہ کام جہاد سے متعلق ہو یا تقریر،تحریر سے۔اس کا تعلق تصنیف و تالیف سے ہو یا اصلاح رسوم سے۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء العلوم،امام رازی کی تفسیر کبیر اور شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی حجۃ اللہ البالغہ ایسی کتابیں ہیں کہ جن کو پڑھ کر ہر منصف مزاج شخص ان بزرگوں کی جلالت شان کا معترف ہو جاتا ہے۔مجدد کی ظاہری و باطنی زندگی ایسی ہو کہ اس کے ہم عصر اور آئندہ نسلیں جب اس کے کارنامے دیکھیں تو غلبہ ظن کی بناء پر اسے خود بخود مجدد کا لقب دے دیں۔

مجدد کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو کتاب و سنت کی طرف بلائے۔اسلام کو ازسرِ نو زندہ کر

دے۔مجدد کا کام یہ ہے کہ اسلام کی اصل تصویر دنیا کے سامنے پیش کرے اور اپنے طریق عمل سے لوگوں میں اسلامی شریعت پر عامل ہونے کی تحریک پیدا کر دے اور کوئی کام ایسا کر جائے کہ جس کو دیکھ کر آنے والی نسلیں اس کے مرتبہ کو بآسانی شناخت کر لیں۔

(پروفیسر یوسف سلیم چشتی ص ۳۶۶)

کتاب و سنت کی تعلیمات کے فروغ اور مسلمانوں کو سنت پر عملاً کاربند رکھنے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک طرف دعوت اسلامی کی داغ بیل ڈالی اور دوسری جانب جماعت اہل سنت کو منظم کیا۔مدارس کو مربوط کرنے اور مدارس کے علماء و اساتذہ میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی غرض سے مولانا نے تنظیم المدارس اہل سنت قائم کی۔جبکہ سیاسی محاذ پر جمعیت علماء پاکستان کو فعال کیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے کارہائے نمایاں پر کئی کتابیں لکھی جاچکی اور شائع ہو چکی ہیں، ہم یہاں مختصراً ان کے بعض کارہائے نمایاں کا ذکر کرتے ہیں۔

1۔غلبہ دین کی بحالی:

احیائے اسلام میں بنیادی نکتہ توحید و رسالت کے نظام کا غلبہ ہے۔جب کبھی یہ غلبہ دنیا میں کسی بھی جگہ کم ہونے لگا یا ختم ہونے کے قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وہاں اپنے کسی ایسے بندے کو بھیج دیا جو پھر سے توحید و رسالت کا سبق لوگوں کو یاد دلا دے۔پاکستان کی تاریخ میں کئی ایسے نازک دور آئے جب توحید و رسالت کے نظام کی بجائے کسی اور نظام یا دیگر اقوام کے نظام کو غالب کرنے کی تحریک اٹھی۔ایسے میں اگر احیائے دین کا فریضہ انجام دینے والے نفوس قدسیہ نہ ہوتے تو آج پاکستان میں مذہبی آزادی و رواداری کا مفہوم کچھ اور ہوتا۔

22 مارچ 1970ء کو مشرقی و مغربی پاکستان کے سوشلسٹوں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمع ہو کر کسان کانفرنس کے نام سے دراصل ایک سوشلسٹ اجتماع کا انعقاد کیا جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ

ماریں گے مرجائیں گے سوشلزم لائیں گے

اس کانفرنس میں بھاشانی نے سوشلزم کی یادگار کے طور پر ٹوبہ ٹیک سنگھ کا نام لینن گراڈ

قرار دیا۔ تو کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس کے خلاف آواز اٹھاتا۔ مجدد ملت مولانا شاہ احمد نورانی اٹھے اور انہوں نے اسی شہر میں اسی گراؤنڈ میں ایک عظیم الشان کانفرنس کی کال دے دی۔ چنانچہ 13 جون 1970ء کو آل پاکستان سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ منعقد ہوئی اور اس میں مولانا شاہ احمد نورانی نے سوشلزم کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے نظام مصطفی کا نعرہ دیا اور پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے کا نظریہ پیش کیا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کو لینن گراڈ کے نام سے موسوم کرنے کی بجائے اس کا نام دارالسلام قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے احیائے دین کے حوالہ سے جن چیلنجز کو قبول کیا اور پھر ان کا بھرپور مقابلہ کیا اس کی ایک مثال ذوالفقار علی بھٹو کا نعرہ مساوات و سوشلزم ہے جسے بعد ازاں سیدھے سادے عوام کو گمراہ کرنے اور ورغلانے کے لئے مساوات محمدی سے موسوم کیا گیا۔ اس تحریک کے بانی نے پاکستان کو ایک نیا دستور عطا کرنے کا اعلان کیا اس کا خیال یہ تھا کہ ایک سیکولر یا سوشلسٹ آئین پاکستان کے لئے بنا کر اس ملک کو سیکولرازم کی راہ پر ڈال دیا جائے۔ مگر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت اس کے اس خواب کو چکنا چور کر دیا اور سب سے پہلے یہ مطالبہ کیا کہ دستور میں یہ لکھا جائے کہ اس ملک میں کوئی بھی قانون خلاف شریعت نہیں بنایا جائے گا اور پہلے سے موجود قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔

پھر آپ نے دیگر مذہبی جماعتوں کے تعاون سے 208 دستوری ترامیم پیش کیں جن میں سے بیشتر آئین کا حصہ ہیں۔ ان میں سرفہرست مملکت کا سرکاری مذہب اسلام قرار دلوانا ہے۔

علاوہ ازیں آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کروانا اور ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان طے کروانا ہے۔

مولانا نورانی نے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان تسلیم کروا کر، ملک کا سرکاری مذہب اسلام قرار دلوا کر، اور ملک کی سربراہی کو مسلمان افراد تک محدود کر کے اور مسلمان کی تعریف دستور میں شامل کروا کر پاکستان میں احیائے اسلام کے حوالہ سے وہ سنہری کارنامہ انجام دیا کہ وہ اگر کوئی اور نمایاں کام نہ بھی کرتے تو ان کی دنیا و آخرت میں سرخروئی کے لئے اتنا بھی

شاید کافی ہوتا۔ مگر انہوں نے اس سے آگے بڑھ کر لادینیت کا راستہ روکا اور احیائے دین کا راستہ ہموار کیا۔

2۔ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مسلمان کا بنیادی فرض ہے اور جب بھی ناموس رسالت پہ حرف آنے کا خطرہ ہو تو جو مسلمان جان کی بازی لگا کر اس تحفظ کو یقینی بنائے وہی مرد مومن ہے۔

پاکستان میں فتنۂ قادیانیت نے ایک بار پھر پر پرزے نکالنے شروع کئے۔ چنانچہ قائد ملت اسلامیہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے آئینی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے قومی اسمبلی میں ایک قرارداد کے ذریعہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ 30 جون 1974ء کو مولانا نورانی نے قومی اسمبلی میں 37 ممبران کے دستخط سے وہ تاریخی قرارداد پیش کی جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس مطالبہ نے پوری حکومتی مشینری کو ہلا کر رکھ دیا۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے مولانا سے ملاقات کر کے مطالبہ سے دستبرداری کو کہا مگر مولانا نے اس مطالبہ کی حمایت میں ملک کے طول و عرض کے دورے کر کے فضا اس طرح سازگار بنائی کہ ملک کا بچہ بچہ اس مطالبہ کی پرزور حمایت کرنے لگا۔ اس مرد درویش نے اس قرارداد اور مطالبہ کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے رات دن سفر کیا۔ صرف پنجاب کے مختلف حصوں کے دورے کا سفر 40 ہزار میل سے زائد بنتا ہے۔

(سید محمد حفیظ قیصر، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی ص 35)

قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی کو اس مطالبہ سے دستبردار ہونے کے لئے بھاری بھرکم پیشکشیں کی گئیں حتیٰ کہ قادیانی لاہوری گروپ نے خفیہ ملاقات کر کے پچاس لاکھ روپے نقد پیش کرنے کی جسارت بھی کی جسے قائد اہل سنت نے پاء حقارت سے ٹھکرا دیا۔ حکومت اور اپوزیشن سب کے لئے یہ کڑا امتحان تھا اور اس سے زیادہ کڑا امتحان مولانا شاہ احمد نورانی کے لئے جو تجدید دین کی شمع لئے جان ہتھیلی پر رکھے قریہ قریہ گاؤں گاؤں بغیر کسی حفاظتی دستہ و گارڈز کے جا رہا تھا تاکہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے بیداری پیدا کی جا سکے۔ تائید ربانی مولانا کی دستگیر ہوئی اور 7 ستمبر 1974ء کو مسلم امہ نے یہ خبر نہایت مسرت سے سنی کہ نبوت کے جھوٹے

دعویدار غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ خود مولانا نورانی کے بیان کے مطابق اس تاریخ ساز فیصلہ کے اعلان کے بعد کوئی پچاس ہزار قادیانیوں نے دنیا بھر میں قادیانیت سے توبہ کی اور اسلام میں داخل ہوئے۔ (سید محمد حفیظ قیصر ص 37)

مولانا شاہ احمد نورانی کا یہ کارنامہ انہیں مجدد قرار دینے کے لئے تنہا کافی ہے لیکن ابھی مزید کارہائے نمایاں امر مرد درویش کے بیان ہونا باقی ہیں۔

3۔ اتحاد بین المسلمین:

لادینی قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کا داخلی اتحاد انتہائی اہمیت رکھتا ہے، تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی کبھی مسلمانوں کو کسی غیر مسلم قوت سے ہزیمت ہوئی تو اس کا بڑا سبب مسلمانوں کی آپس کی رسہ کشی اور نااتفاقی رہی۔ پاکستان میں بھی لادینی عناصر کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ مذہبی اکثریت کو فرقہ واریت میں تقسیم کرکے اور ان کے آپس کے فروعی اختلافات کو ہوا دے کر ان کی کثرت کو قلت میں تبدیل کر دیا جائے تاکہ ملک میں مذہبی طبقہ کبھی بھی برسر اقتدار آ کر مذہب کو اس ملک میں نافذ نہ کرسکے۔ ہر فرقہ کے علماء کو سرکاری ایجنٹ یہ باور کراتے رہے کہ تمہیں حق پر ہو اور تمہارے ہی خلاف فلاں فرقہ کے لوگ سخت نفرت وشدت کے خیالات و جذبات رکھتے ہیں تم انہیں مسلمان سمجھتے ہو مگر وہ تمہیں کافر گردانتے ہیں۔ اس طرح ہر اس حاکم نے جو مذہبی قوتوں کو زیر کرنا چاہتا تھا انہیں آپس میں باہم دست و گریباں رکھنے کے لئے نہ صرف نفرتوں کو ہوا دی بلکہ بعض فرقوں کو بھاری رقوم بھی فراہم کی گئیں۔ اور تو اور سعودی اور ایرانی حکومتیں بھی اپنے اپنے مسلک و نظریات کے فروغ کے لئے پاکستان کی بعض فرقہ پرست متشدد تنظیموں کو سرمائے فراہم کرنے لگیں۔ شیعہ فسادات میں استعمال ہونے والا اسلحہ اسی طرح کے سرمائے سے مہیا کیا گیا۔ پھر ایک دوسرے کے قاتلوں کو پناہ دی گئی۔ راقم کو بڑی حیرت ہوئی جب ایران کے ایک سفر میں اپنے ایک ہم سفر پشاوری عالم کو ایرانی بارڈر پہ ایرانیوں سے یہ احتجاج کرتے پایا کہ ظالمو ہمارے استقبال کے لئے جن پاکستانیوں کو لائے ہو یہ تو ہمارے قاتل اور مفرور ہیں۔

ان حالات میں جبکہ فرقہ واریت عروج پر تھی اور لا مذہبی قوتیں اپنے پیدا کردہ ان

حالات سے فائدہ اٹھا کر اسلام دشمن اصلاحات کے نام پر مذہبی جماعتوں پر پابندی اور مذہبی جلسے جلوسوں پر پابندی، لاؤڈ اسپیکرز پر پابندی اور مدارس و مساجد پر پابندیاں لگا کر اپنا کام آسان بنانا چاہتے تھے قائد اہل سنت نے مسلکی ہم آہنگی کو فروغ دیا اور مذہبی جماعتوں کو متحد کرکے آمروں اور ڈکٹیٹروں کا مقابلہ کیا۔

تحریک ختم نبوت ہو یا تحریک نظام مصطفی، مولانا نورانی نے اپنی سیاسی بصیرت و تدبر کی بناء پر ہر تحریک میں دیگر مسالک کے علماء کی حمایت حاصل کی اور انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا پھر خود ان کی قیادت کرتے ہوئے وقت کے جابر کے سامنے مذہبی ہم آہنگی کی دیواریں چن کر اور دینی اتحادوں کے بند باندھ کر لا مذہبیت کے سیلابوں کو روکا اور طاغوتی طوفانوں کا مقابلہ کیا۔ کہا جاتا رہا مولانا صلح کلی ہو گئے ہیں مگر مولانا نے اس مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کی کہ اس کی پرواہ کرتے تو تحریک احیائے دین کمزور پڑتی ان کا یہ مجددانہ اور مدبرانہ کارنامہ ہے کہ انہوں نے مسلکی سوچ سے اوپر اٹھ کر ہمیشہ مذہبی سوچ کو اپنایا، مذہبی مفاد کو پیش نظر رکھا اور مذہب ہی کی خاطر ایوانوں میں اور ایوانوں سے باہر جنگ لڑی۔ وہ متصلب سنی تھے اور یہ بات ہر مسلک کا شخص جانتا تھا مگر وہ کسی مسلکی مفاد کی خاطر کسی عظیم دینی مفاد کو قربان کرنے کے حق میں نہیں تھے۔

انہوں نے جہاد افغانستان کے حوالہ سے اس وقت کھل کر افغان جہاد کونسل کی حمایت کی جب یہ کہا جا رہا تھا طالبان آ رہے ہیں، اور اس دھمکی سے بہت سے مسلک کے پجاریوں پہ لرزہ طاری تھا۔ مولانا نورانی نے ملک میں مسلک کے نام پر پیدا کی جانے والی مصنوعی قتل و غارت گری کو روکنے کے لئے ملی یکجہتی کونسل تشکیل دی۔ جس نے یہ ثابت کر دیا کہ مذہبی قوتوں کو ایجنسیوں کے ذریعہ لڑایا نہیں جا سکتا۔

مولانا نورانی نے بھٹو کی لادینیت کے خلاف تحریک کو تحریک نظام مصطفی کا نام دیا اور نظام مصطفی کے نفاذ کا نعرہ اس زور شور سے بلند کیا کہ بھٹو کے وزیر اعظم بننے کے بعد آنے والی فوجی قیادت کو بھی مجبوراً نظام مصطفی کی بعض جزئیات نافذ کرنا پڑیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی کے مجددانہ کارناموں میں سے ایک دینی جماعتوں کو لادینی

قوتوں کے سامنے ہمیشہ ایک قوت کے طور پر مجتمع رکھنا تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تمام دینی جماعتیں جب بھی اکٹھی ہوئیں مولانا نورانی ہی کی قیادت میں اکٹھی رہ سکیں اور جس اتحاد کو مولانا نورانی نے چھوڑ دیا وہ متحد نہ رہ سکا۔ مولانا کی دینی جماعتوں کو متحد رکھنے کی پالیسی سے لادینیت ہمیشہ سراسیمہ رہی۔ دینی جماعتوں کے اتحاد کی برکت سے اسمبلیوں میں دینی اراکین کی تعداد کم ہونے کے باوجود لادینی قوتوں کو من مانی کرنے کی کھلی چھٹی نہ مل سکی۔ کہنے کو ہر مذہبی جماعت اور ہر مذہبی لیڈر اتحاد بین المسلمین کا داعی ہے۔ مگر حقیقتاً یہ تاج مولانا نورانی کے سر سجتا ہے کہ جنہوں نے اندرون و بیرون ملک ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کے فروغ کے لئے عملی جدوجہد کی۔

مولانا نورانی کی خدماتِ تجدید و احیائے دین کا موازنہ:

مولانا شاہ احمد نورانی کی تجدید و احیائے دین کے حوالہ سے خدمات کا موازنہ ماضی قریب کے رہنمایان دین سے کیا جائے تو قریب قریب کوئی شخصیت ایسی نہیں ملتی جس کی خدمات اتنی ہمہ جہت و ہمہ گیر ہو جتنی کہ قائد اہل سنت کی۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے گو تجدید و احیائے دین کے حوالہ سے اپنے دور میں نہایت گراں قدر خدمات انجام دیں مگر ان کی یہ خدمات برصغیر کی حد تک محدود تھیں۔ انہوں نے انگریزی اقتدار کی غلامی سے ہندوستان کے مسلمانوں کو نجات دلانے اور اسلامی اقتدار کی بحالی کی خاطر بے پناہ محنت و مشقت سے کام لیا۔ انگریز کے خلاف فتویٰ دینے اور بغاوت پر اکسانے کے جرم میں انہیں قید و بند کی اذیت سے دوچار کیا گیا، چنانچہ اسیری کے عالم میں انہوں نے جزائر انڈیمان کے عقوبت خانہ ہی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اللہ رب العزت انہیں اجر جزیل سے سرفراز فرمائے۔ ان کی مساعی کا دائرہ ہندوستان کو انگریز کی غلامی سے نجات دلانے کی حد تک محدود تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تجدید و احیائے دین کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وسعت و ہمہ گیری ہے۔ مولانا نورانی کی خدمات جلیلہ کا موازنہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات سے کیا جائے تو حسب ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔ واضح رہے کہ وہ موازنہ محض حالات واقعات کا ہے شخصیات کا نہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بلاشبہ

اپنے دور کی بے مثل و مثال شخصیت ہے، کسی کو ان کا ہم سر قرار دیا جا سکتا ہے نہ برابری کا کوئی تصور قائم کرنا مقصود ہے، مقصد اس موازنہ سے صرف کار تجدید و احیائے دین میں کسی قدر مماثلت کو تلاش کرنا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اکبری اور رافضی فتنہ سے مقابلہ درپیش تھا جبکہ مولانا نورانی کو بیک وقت کئی فتنوں کا سامنا تھا جن میں قادیانی فتنہ اور سوشلزم کا الحادی و اشتراکی فتنہ سرفہرست ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اکبری سے پھیلنے والے الحاد کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ جبکہ مولانا نورانی نے سوشلزم کے الحادی نعرہ کے خلاف تحریک چلائی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے رافضی فتنہ کے خلاف جہاد کر کے ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔

مولانا نورانی نے قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کر کے ناموس رسالت کے تحفظ کی تاریخ رقم کی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اکبری فتنہ کی سرکوبی کے لئے اس وقت شاہی محل میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے جب اکبر کا الحادی دین مکمل طور پر نافذ ہو چکا تھا اور اکبر کے انتقال کے بعد جہانگیر کے ذریعہ اکبری فتنہ کے تسلسل کا آغاز ہو رہا تھا۔

مولانا نورانی نے اس وقت ایوان (پارلیمنٹ) میں قدم رکھا جب الحاد کی بنیاد رکھنے کے لئے الحادی قوتیں مجتمع ہو رہی تھیں اور اس ملک میں سوشلزم نافذ کرنے کی اسکیم 1973 کے دستور کے ذریعہ مرتب کی جا رہی تھی۔ مولانا نورانی نے مذہبی قوتوں کو جمع کر کے آئین سے وہ تمام شقیں ختم کرائیں جن کے ذریعہ سوشلزم کو تحفظ دیا جانا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ اکبری کے خلاف آواز بلند کی اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے جب تک اس فتنہ کی باقیات ختم نہیں ہو گئیں۔

مولانا نورانی قادیانی فتنہ کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں اترے اور اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک اس فتنہ کی سرکوبی کر کے اس کے پیروکاروں کو غیر مسلم

قرار نہیں دلوا دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے مخالفین کی کوششوں سے گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کیا گیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ مخالفین نے جہانگیر کو باور کرایا کہ آپ کے مکاتیب دراصل بادشاہ کے خلاف بغاوت ہیں اور مکاتیب کا غلط مفہوم بیان کیا۔ پھر درباری علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور قتل کا مشورہ دیا۔ بادشاہ نے قتل کی بجائے گوالیار میں نظر بند کیا۔ معاصر درباری علماء کی آپ سے دشمنی دراصل تجدید و احیائے دین کی تحریک برپا کرنے، قوم کو راہ راست بتانے اور وقت کے حکام کو نصیحت کرنے کی بناء پر تھی جن میں روافض پیش پیش تھے۔ آپ ایک سال تک گوالیار میں نظر بند رہے اور تین سال دس ماہ تک شاہی فوج میں۔

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، شاہ ابوالحسن زید فاروقی)

مولانا نورانی کو تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفی کے دوران متعدد بار قید اور نظر بند کیا گیا اور گڑھی خیرو جیسی بدنام زمانہ جیل میں پابند سلاسل کیا گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے قید و بند اور دیگر مالی نقصانات کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی اور قید میں قرآن کریم حفظ کرنے کے علاوہ کئی قیدیوں کو دین کی دولت سے مالا مال کیا۔ اس قید و بند کا حال حضرت مجدد نے اپنے برادر طریقت خواجہ حسام الدین کو اس طرح لکھا:

یہاں کے فقراء کی کیفیت اور حال شایان حمد و شکر ہے کہ بلا میں ہوتے ہوئے ان کو عافیت اور تفرقہ میں رہتے ہوئے ان کو جمعیت حاصل ہے۔ برخورداران اور رفقاء میں سے جو بھی ساتھ ہیں ان سب کو وابستگی حاصل ہے۔ اور ان کے احوال میں ترقی ہے۔ ان کے واسطے یہ چھاؤنی گویا کہ خانقاہ بن گئی ہے۔ فوجیوں کی تلوینات میں ان کو تمکین نصیب ہے وہ ایسی جگہ رہتے ہوئے جہاں طرح طرح کی گرفتاریاں ہیں صرف ایک مطلب کے گرفتار ہو کر رہ گئے ہیں یعنی صرف اپنے مولیٰ کے طلبگار ہیں۔ البتہ ان کا اختیار ان سے مسلوب ہے اور وہ قید و بند کی نعمت میں گرفتار ہیں۔ کیا ہی قید و بند ہے کہ اس سے رہائی ایک پائی کے بدلے میں حاصل نہ کی جائے۔ اس نعمت اور تمام نعمتوں پر اللہ کے لئے حمد و ستائش ہے۔

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، شاہ ابوالحسن زید فاروقی)

مولانا نورانی نے قید و بند کو اپنے لئے کوئی آفت خیال کرنے کی بجائے سنت انبیاء و صالحین پر عمل کا موقع سمجھا، آپ حافظ قرآن تھے، آپ نے قید و بند میں تلاوت قرآن کریم سے خوب حظ اٹھایا اور دیگر اوراد و وظائف بھی جاری رکھے۔ جب آپ کو گڑھی خیرو سے خیر پور لایا گیا اور پھر خیر پور سے کراچی منتقل کیا گیا تو ایک اخباری نمائندہ نے سوال کیا، آپ کو بے حد تکلیف دی گئی جس کی وجہ سے آپ کی صحت بھی گر گئی ہے اس پر آپ کا ردعمل کیا ہے؟ آپ نے اس کے سوالوں کے جواب میں فرمایا:

پہلے مجھے گڑھی خیرو رکھا گیا بعد میں مجھے خیر پور لایا گیا۔ دونوں علاقوں کے نام میں خیر کا لفظ موجود ہے اس لئے آپ یہی سمجھیں کہ جو کچھ ہونا تھا خیر سے ہو گیا۔ کافی عرصہ سے نظام مصطفی کے نفاذ کے لئے جدوجہد میں مصروفیت اس قدر تھی کہ پوری یکسوئی کے ساتھ ذکر و فکر کا موقع نہیں ملا تھا۔ الحمد للہ گڑھی خیرو میں یہ موقع ملا۔ اور گڑھی خیرو میں میرے ساتھ جو سلوک کیا گیا مجھے اس پر کوئی شکوہ بھی نہیں کہ نظام مصطفی جیسے ارفع و اعلیٰ نصب العین کے لئے یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بادشاہ کی طرف سے شراکت اقتدار و مناصب عالیہ کی پیش کش ہوئی مگر آپ نے قبول نہ کی۔

مولانا نورانی کو بھی شراکت اقتدار کی بارہا پیش کش کی گئی مگر آپ نے اپنا مشن چھوڑ کر اقتدار و مناصب کی پیش کش کو ہمیشہ پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے ایک موقع پر بے خوف و خطر فرمایا:

پادشاہ بے دین است اعتبارے ندارد

(بادشاہ بے دین ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جملہ عید کے چاند میں اختلاف کے موقع پر بادشاہ کے مقربین کے سامنے فرمایا تھا۔

مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ وقت کے بے دین حکمرانوں کو براہ راست للکارا، آپ نے قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے کہا: یورپ میں کسی شرابی کو ڈرائیونگ لائسنس نہیں دیا

جاتا اور اگر کوئی شراب پی کر ڈرائیونگ کرے تو اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جاتا ہے لیکن ہمارے ایک شرابی نے شراب کی بوتل پر آدھا ملک توڑ دیا اور دنیا کی بہترین فوج کو ذلیل فوجوں میں شمار کرا دیا۔ گاڑی شرابی کے ہاتھ میں ہے اس لئے آگے چلنا محال ہے ملک کا ڈرائیور شرابی ہو گا تو ملک کو تباہ کر دے گا۔

اصلاح احوال کے لئے حضرت مجدد الف ثانی نے تمام شاہی امراء کو خطوط لکھے اور راہ راست کی طرف متوجہ کیا۔ بقول مولانا منظور احمد نعمانی آپ نے جہانگیر کے تخت نشیں ہوتے ہی یہ سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی۔ مولانا منظور احمد نعمانی)

مولانا نورانی نے اپنے کھلے خط میں حکام کو راہ راست کی طرف متوجہ کیا۔ اور ان کی غلط روش پر انہیں سخت تنبیہ کی۔ صدر ورلڈ اسلامک مشن اور ملی یک جہتی کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے حکمرانوں کے نام آپ نے اپنے ایک کھلے خط میں لکھا:

"ہم متنبہ کرنا اپنا دینی و ملی فریضہ سمجھتے ہیں کہ آئین کی مسلمہ اسلامی دفعات کو معطل رکھنے کے بجائے ہمہ وقت نافذ العمل اور ناقابل تنسیخ قرار دے کر پی سی او کا لازمی حصہ بنایا جائے۔ ابھی تک ہم ناصح اور مشفق کا رول ادا کر رہے ہیں ہم نے نرم سے نرم الفاظ میں حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی آواز اہل اقتدار تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ ہم ببانگ دہل اہلِ اقتدار کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے آئین کی اسلامی دفعات کو پی سی او کا موثر حصہ نہ بنایا۔ قانون توہین رسالت میں ترمیم کا فیصلہ واپس نہ لیا تو 1974ء کی تحریک ختم نبوت اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا احیاء بہت جلد عمل میں آئے گا اور کراچی سے خیبر اور واہگہ سے چمن تک پورا ملک متحد و منظم ہو کر سراپا احتجاج بنے گا اور اس سیلاب بلاخیز کے آگے سد راہ بننے والی ہر قوت خس و خاشاک کی طرح بہ جائے گی۔"

مولانا شاہ احمد نورانی کی تحریک تجدید و احیائے دین نے مختلف ادوار دیکھے اور مختلف حکمرانوں سے آپ کو سابقہ پڑا۔ آپ کی اس تحریک کو بسا اوقات انتہائی نازک مراحل سے گزرنا پڑا اور ایسا بھی ہوا کہ آپ کے تحریکی ساتھی اس جہد مسلسل سے تنگ آ کر الگ ہو گئے مگر آپ نے نہایت ثابت قدمی سے تاحیات تحریک کو جاری و ساری رکھا۔

رب العالمین حضرت کی مساعی کو قبول فرما کر بلندی درجات نصیب فرمائے۔

(آمین)

نوٹ:

یہ موازنہ محض حالات و واقعات کا ہے شخصیات کا نہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کی شخصیت بلاشبہ اپنے دور کی بے مثل و بے مثال شخصیت ہے، کسی کو ان کا ہمسر قرار دیا جا سکتا ہے نہ برابری کا کوئی تصور قائم کرنا مقصود ہے، مقصد اس موازنہ سے صرف کار تجدید و احیائے دین میں کسی قدر مماثلت کو تلاش کرنا ہے لہٰذا اسے صرف اسی تناظر میں دیکھا اور پڑھا جائے۔

تتمہ:

میں نہ تو مولانا شاہ احمد نورانی کا مرید ہوں نہ ان کی جماعت کا رکن۔ میری نہ تو مولانا نورانی سے کوئی عزیز داری ہے اور نہ ان کے خاندان کے کسی فرد سے کوئی رشتہ داری۔ میرا ان سے کوئی کاروباری تعلق ہے نہ کسی قسم کی مالی معاملہ داری. میں نے نہ ان سے کبھی ان کی زندگی میں کوئی مفاد حاصل کیا نہ ان کے انتقال کے بعد ان کے متعلقین سے اس کی کوئی خواہش کی۔

باعث تحریر فقط اینکہ..........

آج سے کوئی سال ڈیڑھ سال پہلے کراچی کے در و دیوار پر ایک سوال درج تھا،

اس صدی کا مجدد کون؟

میرے متعدد کرم فرما علماء کرام سے یہ سوال ہوا اور چند باریش نوجوان وقتاً فوقتاً ایک ایک کر کے میرے پاس بھی آتے رہے اور یہ سوال پوچھتے رہے کہ حضرت آپ کے خیال میں اس صدی کا مجدد کون ہے؟ میں لاعلمی کا اظہار کرتا رہا، مگر جب قائد اہل سنت و قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کا وصال ہوا تو مجلہ کاروان قمر کا امام نورانی نمبر شائع کرنے کا پروگرام بنا۔ برادرم مولانا محمد صحبت خان کوہاٹ صاحب سلمہ ربہ نے مجھے بھی حضرت کے حوالہ سے کچھ لکھنے کو کہا چنانچہ میں نے مختلف علماء اور حضرت کے قریبی ساتھیوں کی صدری معلومات پر اکتفا کرنے کی بجائے حضرت کی حیات و خدمات پر شائع ہونے والی متعدد کتب

اس عرصہ میں دیکھ ڈالیں۔ ان کی احیائے دین کی تحریک اور مجددانہ خدمات ایک ایک کر کے نظروں کے سامنے گھومنے لگیں۔ میں نے بہت دور تک دیکھا اور سوچا حقیقت یہ ہے کہ معاصر علماء و مشائخ میں، ان کی ہمہ جہت شخصیت کا مجھے کوئی ہم پلہ نظر نہیں آیا۔

حضرت قبلہ ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ اپنی خدمات دینیہ، قیام مدارس اسلامیہ، تصنیفات و تالیفات لاثانیہ اور اپنے بے شمار لائق و فائق شاگرد علماء کی بڑی جماعت، متقی، پرہیز گار خلفاء کرام اور خوبصورت و خوب سیرت کردار کے پیش نظر اس منصب کے مالک ہو سکتے ہیں، وہ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر رہے۔ میں نے دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ میں اپنے زمانہ طالب العلمی میں ان دونوں بزرگوں کی ملاقاتوں کا منظر دیکھا ہے، دونوں ایک دوسرے کی خدمات اور عظمتوں کے معترف تھے اور دونوں ہی ایک دوسرے سے بڑی عاجزی و انکساری سے ملتے تھے۔ حضرت ضیاء الامت، علامہ شاہ احمد نورانی کو اپنا قائد تسلیم کرتے تھے اور انہوں نے امام نورانی کی خدمات کو سنی کانفرنس ملتان کے تاریخی موقع پر اپنے تاریخی خطاب میں یوں خراج عقیدت پیش فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا رہنما دیا ہے جس کی دیانت، خلوص اور پاک دامنی کی قسم کھائی جا سکتی ہے۔"

امام نورانی کے مجدد ہونے کا خیال میرے ذہن میں روز بروز پختہ ہوتا گیا تا آنکہ میں نے چاہا کہ میں اپنے اس خیال کا ذکر اوروں سے بھی کروں مگر چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق اپنی حیثیت کو دیکھتے ہوئے ڈر لگتا تھا۔ پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور بالآخر میں نے علامہ شاہ احمد نورانی کے پہلے عرس کے موقع پر انجمن طلبہ اسلام کے ایک نورانی سیمینار میں یہ بات مجمع عام میں کہہ ڈالی۔ جب سے اب تک اصرار تھا کہ میں اس پر تفصیلی مضمون لکھوں چنانچہ چند معروضات پیش خدمت ہیں اگر میرا خیال درست ہے تو یہ حق و صواب کی توفیق من جانب اللہ ہے اور اگر درست نہیں تو اللہ تعالیٰ مجھے اس جسارت پر معاف فرمائے پھر اس صدی کا جو مجدد ہوگا، لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں گے۔ مگر میں نے اس خیال سے بھی اپنے خیال کا جلد اظہار مناسب جانا کہ آج کل ہر طرف حرص و ہوس کا دور دورہ ہے، دنیا پرست علماء اور جہلاء کو اپنے ناموں کے ساتھ

بڑے بڑے القابات لگانے کا بہت شوق ہے۔ کوئی خود ساختہ فقیہ امت ہے تو کوئی از خود محدث اعظم بن بیٹھا ہے۔ القابات و خطابات کی اس بندر بانٹ اور چھینا جھپٹی میں خطرہ ہے کہ کہیں کوئی بندۂ حرص و ہوس یا جاہل متصوف کل کلاں مجدد ہونے کا دعویدار نہ بن بیٹھے سوحق بہ حق دار رسید کے مصداق اگر مولانا نورانی کو معاصر علماء اس منصب کے لائق سمجھیں تو انہیں ان کا حق مل جائے گا۔ اور جہلاء کے دعویٰ کا راستہ بھی بند ہو جائے گا۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں اس وقت جتنے علماء و مشائخ موجود ہیں کوئی مجدد ہونے کا دعویدار نہیں اور نہ ماضی قریب کے علماء مشائخ میں سے کسی نے اس کا اشارہ یا عندیہ دیا ہے۔

اگر کوئی شخص خود کو مولانا شاہ احمد نورانی کی تمام صفات و کمالات کا مالک سمجھتا ہے یا خود کو ہر لحاظ سے ان سے بہتر خیال کرتا ہے اور اس کے ذہن میں مجددیت کے دعویٰ کی کوئی چنگاری سلگ رہی ہے یا کوئی امنگ انگڑائی لے رہی ہے تو وہ میدان میں آئے، اپنی ہمہ جہت تجدید و احیائے دین کی خدمات پیش کرے اور اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کرے۔ یا اپنے آباء و مشائخ میں سے کسی کو پیش کرے جو اس منصب کے لائق ہوں ورنہ ہمارا دعویٰ درست ہے کہ اس صدی کے مجدد (مجدد مائۃ حاضرہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی ہیں)۔

مضت الدھور وما اتین بمثلہ   ولقد انی فعجزن عن نظرانہ

میں نے اوپر عرض کیا کہ مولانا نورانی کی خدمات ہمہ جہت تھیں، ان کی تحریک تجدید و احیائے دین کا دائرہ محض ہند و پاک تک محدود نہ تھا بلکہ ان کا ٹارگٹ پوری دنیا تھی۔ اسی لئے انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن نامی تنظیم بنائی، اور انہوں نے تبلیغ دین کا مشن سات سمندر پار تک بلکہ دنیا کے تمام براعظموں تک پھیلا دیا تھا۔ ان کی نصف صدی پر محیط تحریک تجدید و احیائے دین اور ان کی عالمی سرگرمیوں کا اندازہ حسب ذیل گوشوارہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

1955ء میں عالم اسلام کی معروف جامعہ، جامعۃ الازہر مصر، کے علماء کرام سے مصر میں احیائے دین کے حوالہ سے ملاقاتیں کیں۔

1957ء میں مولانا عبدالحامد بدایونی صدر جمعیت علماء پاکستان کی قیادت میں

روس، لندن، سوئٹزرلینڈ، دمشق، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کا سفر۔ اس دورہ میں تاشقند میں 35 ہزار افراد کے اجتماع جمعہ سے خطاب کا منظر تاریخی نوعیت کا تھا۔ اس سفر کا حال جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی دفتر کی جانب سے مولانا شاہ احمد نورانی نے "تاثرات روس" کے نام سے خود طبع کرایا۔

1956-58ء میں مفتی اعظم روس کی دعوت پر روس کا تبلیغی و دعوتی دورہ کیا۔

1959ء میں مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا۔

1960ء میں سری لنکا اور شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔

1962ء میں نائیجیریا کے وزیر اعظم احمد و بیلو کی دعوت پر تین ماہ کا نائیجیریا کا تبلیغی دورہ کیا۔

1963ء میں صومالیہ، کینیا، ٹانگانیکا، یوگنڈا، ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، ماریشس، نائیجیریا اور اسکینڈے نیون ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔

اسی سال عوامی جمہوریہ چین کا دورہ کر کے وہاں سوشلسٹوں کے بلند بانگ دعووں اور مسلمانان چین کی حالت زار کا عملی مشاہدہ فرمایا۔

1964ء میں جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا۔

1965ء میں کینیا، تنزانیا، یوگنڈا، مالاگاسی اور ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔

1967ء میں برطانیہ اور امریکہ کا دورہ کیا۔

1968ء میں اسلامک ریویو لندن کے قادیانی ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں ساڑھے پانچ گھنٹے مناظرہ کیا۔

1969ء میں قادیانی فتنہ کے خلاف پاکستان میں جدوجہد تیز کر دی۔

1970ء میں قومی اسمبلی کا انتخاب لڑ کر پارلیمنٹ کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کی پارلیمانی انداز سے جدوجہد شروع کی۔

1971ء میں سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ کے بعض ممالک کا دورہ کیا۔

1972ء میں فتنہ مرزائیت کے حوالہ سے قومی اسمبلی سے تاریخی خطاب کیا۔

1973ء میں اشتراکیت کے خلاف متحدہ جمہوری محاذ کے نام سے مشترکہ جدوجہد شروع کی۔

1974ء میں بریڈفورڈ کے سینٹ جارجز ہال میں ایک عظیم الشان کانفرنس کی صدارت کی۔ اور ماریشس میں ایک ماڈل دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔

اور اسی سال قادیانیوں کو قومی اسمبلی کے فلور سے غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔

1975ء میں امریکہ افریقہ اور یورپ کا دورہ کر کے مساجد و مدارس کا جال بچھا دیا۔

1976ء میں پاکستان کے مختلف شہروں کا طوفانی دورہ کیا۔

1977ء میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور اس قاتلانہ حملہ سے اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔

1978ء میں کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا اس دورہ میں متعدد غیر مسلم افریقیوں نے اسلام قبول کیا۔

1979ء میں برمنگھم میں منعقدہ کانفرنس میں شرکت کی۔

1980ء میں امریکہ کے شہر نیویارک میں کولمبیا یونیورسٹی میں اسلام کی ہمہ گیریت پر خطاب کیا۔ جس سے غیر مسلموں کو اسلام کا پیغام ملا۔

1981ء میں کینیا کا دورہ کیا۔

1982ء میں ماریشس کا دورہ کیا اور متعدد قادیانیوں کو مسلمان کیا۔

1983ء میں ڈربن جنوبی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا۔

1984ء میں برطانیہ میں چھ مساجد کا سنگ بنیاد رکھا اور ماریشس میں غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔

1985ء میں برطانیہ میں عظیم الشان حجاز کانفرنس میں شرکت کی۔

1986ء میں برطانیہ، ہالینڈ اور ماریشس کا دورہ کیا اور عراق کا دورہ کر کے ایران، عراق جنگ ختم کرانے کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کیا۔

1987ء میں ہالینڈ میں مسجد کا افتتاح کیا اور اجتماعات سے خطابات کیا۔ علاوہ ازیں اسی سال تھائی لینڈ، جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور افریقی ممالک کا دورہ کیا اور عراق و ہالینڈ کا دورہ کیا۔

1988ء میں لیسٹر برطانیہ میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

1989ء میں بھارت کا تبلیغی دورہ کیا اور ہندومت اور اسلام پر لیکچر دیئے۔

1996ء میں اوسلو ناروے میں پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

یورپ اور افریقی ممالک میں تبلیغ اسلام مولانا نورانی کے مشن کا اہم حصہ تھا۔ وہ ان ممالک میں ایک شناخت رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگوں کو قبول حق کی توفیق دی۔

مکہ مکرمہ کے تاریخی مقام دار ارقم سے علامہ نورانی نے عالمی تحریک احیائے دین کا آغاز ورلڈ اسلامک مشن کے نام سے کیا تھا مختصر سے عرصہ میں یہ تحریک پوری دنیا میں پھیل گئی، یورپ، امریکہ، برطانیہ اور افریقہ میں بہت جلد اس کی شاخیں قائم ہوئیں اور اس کے تحت ہالینڈ، ماریشس، برطانیہ، امریکہ، کینیڈا میں تبلیغی ادارے قائم ہوئے۔

ملائشیا، انڈونیشیا، سرینام، سری لنکا، نیروبی، جنوبی افریقہ میں شاخیں قائم ہوئیں۔ برمنگھم میں ورلڈ اسلامک مشن نے ایک چرچ خرید کر اس کو مسجد میں تبدیل کر دیا۔

ماریشس میں حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون کے نام سے مرکز بنا۔

امریکہ میں مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ جارج ٹاؤن میں قائم ہوا۔

افریقہ میں اسلامک مشنریز گلڈ، اور برطانیہ میں حنفی مسلم سرکل قائم ہوا۔

ملائشیا میں آل ملایا مسلم مشنری کے نام سے سوسائٹی قائم ہوئی۔

اور ہالینڈ میں دار العلوم جامعہ مدینۃ الاسلام کے نام سے ادارہ قائم ہوا۔

اللہ رب العزت امام نورانی کی ان مساعی کو قبول فرما کر ان کے مراتب کو بلند فرمائے اور ان کے رفقاء اور کارکنوں کو ہمت واستقامت سے ان کی جلائی ہوئی شمع کو روشن رکھنے کی توفیق دے۔ (آمین)

اس مقالہ کی تیاری میں امام شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ کے سفر تجدید واحیائے دین کے چالیس برسوں کے رفیق کار حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم اور ان کے معتمد علیہ نوجوان عالم دین جناب مفتی صاحبزادہ محمد جان نعیمی زید مجدہم نے مواد کی فراہمی کے حوالہ سے

خصوصی تعاون فرمایا، میں ان حضرات علماء کرام کا تہ دل سے ممنون ہوں۔

امام نورانی کے معاصر علماء ومشائخ

مولانا نورانی کے وہ معاصر علماء ومشائخ جن کی ولادت چودھویں صدی اور انتقال پندرھویں صدی میں ہوا مختلف اوصاف وکمالات کے مالک تھے، ان میں بعض مایہ ناز اساتذہ علوم اسلامیہ ہیں تو بعض اصحاب طریقت، ان میں سے بعض افق سیاست کے درخشندہ ستارے ہیں تو بعض بے بدل خطیب وواعظ۔ ہر ایک کا رنگ جدا جدا ہے مگر ہر ایک کائنات کی اس کہکشاں علم وحکمت ہی کا ایک ستارہ ہے۔ اس اعتبار سے مولانا کے معاصرین کو حسب ذیل زمروں (Catageries) میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ زمرۂ اساتذہ/ مدرسین:

حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری علیہ الرحمۃ

حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمۃ

غزالئی زمان حضرت علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ

حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ

حضرت مفتی محمد عبد اللہ قادری نعیمی علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی علیہ الرحمۃ

حضرت مفتی سید وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ قصوری علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا غلام مہر علی صاحب علیہ الرحمۃ

2۔ زمرۂ خطباء وواعظین:

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ

3۔زمرۂ مشائخ عظام/اربابِ طریقت:

حضرت قمرالملت حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر خورشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غزالیٔ زمان علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حامد علی خان مجددی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مفتی محمد عبداللہ قادری نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سید امیر شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا حامد علی خان مجددی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ مفتی غلام قادر کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

زمرۂ ماہرین سیاست (افق سیاست کے درخشندہ ستارے):

حضرت خواجہ پیر قمرالدین سیالوی صاحب (مرکزی صدر جمعیت علماء پاکستان)

حضرت علامہ عبدالستار خان نیازی صاحب

(ایم این اے، سینیٹر، وفاقی وزیر، سیکرٹری جنرل JUP)

حضرت قبلہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری (نائب صدر جمعیت علماء پاکستان)

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری (ایم این اے)

حضرت علامہ احمد سعید کاظمی

(ناظم اعلیٰ جمعیت علماء پاکستان ومرکزی صدر جماعت اہلسنت پاکستان)

علامہ محمود احمد رضوی صاحب (سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان)

حضرت علامہ حامد علی خان (ایم این اے۔نائب صدر جمعیت علماء پاکستان)

حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی (سینیٹر/رکن مجلس شوریٰ)

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی (ایم این اے)

مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے سیاسی افکار

ملک محبوب الرسول قادری

جمعیت علماء پاکستان، ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل کے سابق سربراہ شیخ الاسلام قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت وطن عزیز کے دینی وسیاسی افق ایک روشن آفتاب کی مانند جگمگاتے ہوئے آج سے ٹھیک دس سال قبل اسلامیان پاکستان کو داغ مفارقت دے گئی وہ ایک ثقہ عالم ربانی، طریقت کے شاہسوار طبیب روحانی اور قوم نے ایک مسلمہ سیاسی پیشوا تھے۔زندگی کے ہر شعبے میں انہوں نے قوم کی بہترین راہنمائی فرمائی۔آج ہم ان کے سیاسی ودینی افکار کی روشنی میں ان کے ٹھوس موقف کا جائزہ لیں گے کہ انہوں نے دینی سیاست کے تقاضے کیونکر پورے کئے تحفظ ناموس رسالت کے قانون 295 سی کے حوالے سے ان کا موقف تھا کہ "گستاخ رسول جس روپ میں بھی ہو وہ واجب القتل ہے اس کی سزائے موت کو عمر قید، جرمانہ یا کسی دوسری سزا میں ہرگز تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔امریکیوں کے ایجنٹ اس حوالے سے منفی پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔یہ دھرتی رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کی دھرتی ہے یہاں کسی گستاخ کو من مانیوں کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی۔"

(جامع مسجد نورانی اڈہ لاریاں جوہر آباد میں خطاب)

پاکستان کی محبت کو وہ ایمان کا تقاضا خیال کرتے تھے۔جذبہ حب الوطنی کے حوالے سے آپ کا ارشاد ہے کہ "نظریہ پاکستان کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔پاکستان کا نام بدلنے بھارت کے ساتھ آزادانہ آمدورفت اور ویزہ ختم کرنے کی باتیں ایک ہی سازش کی کڑیاں ہیں۔نظریہ پاکستان کی مخالف قوتیں جمع ہو رہی ہیں۔ملک اور بیرون ملک سازشوں کے جال بنے جا رہے ہیں۔سازشیوں کو جان لینا چاہیے کہ پاکستان لسانی

عصبیتوں اور صوبوں کی وجہ سے نہیں بلکہ کلمۂ توحید اور غلامی مصطفی ﷺ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا اور جب تک غلامان مصطفی اس سرزمین پر موجود ہیں دشمن اپنے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہوسکے گا۔ حضرت استاذ العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یہی درس دیا ہے اور ہم اس موقف پر پوری استقامت سے ڈٹے رہیں گے۔"

(ہمدرد سنٹر لاہور میں حضرت استاذ العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی کی یاد میں کانفرنس)

(انوار رضا "افکار نورانی نمبر" ص ۳۱)

مولانا شاہ احمد نورانی ملک میں قتل و غارت گری، مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ کشیدگی سے بہت نالاں تھے انہوں نے بڑی حکمت عملی سے پہلے ملی یکجہتی کونسل اور پھر متحدہ مجلس عمل بنائی۔ اور ایک ہی پلیٹ فارم پر متضاد نظریات کے حامل انتہا پسند افراد کو بٹھا کر ان کی فکری تطہیر کی۔ اس کشیدگی کو وہ استعماری سازش خیال کرتے تھے گویا آپ نے فرمایا: "سپاہ صحابہ اور اس کے مقابل شیعہ گروپ کے درمیان دوبارہ خون ریزی کا کھیل استعماری امریکی سازش ہے۔ پاکستان کی حکومت اس جنگ میں شیطانی کردار ادا کر رہی ہے لیکن ملی یکجہتی کونسل کی تمام جماعتیں اس سازش کو ناکام بنادیں گی اور پھر سے امن کی فضا پیدا ہوجائے گی۔ قتل و غارت کا یہ کھیل ملی یکجہتی کونسل کو کمزور کرنے کی سازش ہے۔ موجودہ حکومت امریکی ایجنٹ ہے اس کا کردار شرمناک ہے۔ دو سال میں اس نے قوم کو کچھ نہیں دیا وہ اپنی حماقتوں سے مڈٹرم الیکشن کو قریب کر رہی ہے۔ ملک میں امریکی عمل دخل اس قدر بڑھ گیا ہے کہ عیسائی مذہبی تنظیموں نے پاکستان میں عیسائیت کے فروغ کے لیے ہر حربہ استعمال کیا ہے روپیہ پیسہ تقسیم کیا جارہا ہے مگر حکومت ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔ ملک میں اسلام سے مرتد کرنے کے لیے قادیانی بھی زوردار تحریک چلا رہے ہیں۔" (7 اکتوبر 95ء، بروز ہفتہ کبانہ ہال نزد شادمان چوک لاہور میں جمعیت علماء پاکستان ضلع لاہور کی طرف سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے ایک عظیم الشان استقبالیہ سے خطاب) (انوار رضا "افکار نورانی نمبر" ص ۳۳، ۳۴)

حالات نے ثابت کر دیا کہ مولانا نورانی نے جو تجزیہ کیا تھا وہی حقائق کا بیان تھا ان کی باتیں سچی تھیں اور ان کی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت تھیں۔ مسلمانوں کی نسل کشی کے اسلام دشمن

پلان کو انہوں نے بہت پہلے بھانپ لیا تھا۔ گویا مولانا نورانی نے پچھلی صدی کے آخیر میں متعدد مرتبہ اپنے موقف کا اظہار ان الفاظ میں کیا: "امریکہ اور مغربی ممالک اسلام دشمن ہیں۔ اکیسویں صدی میں مسلمانوں کی قوت کو بڑھتا ہوا دیکھ کر انہیں خطرہ محسوس ہو رہا ہے اور وہ اسلامی ممالک کو ہر طرح سے دبانا چاہتے ہیں۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ امریکہ کی کاسہ لیسی کرنے کی بجائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔ اسلامی ممالک کا مضبوط بلاک اس وقت قائم ہو سکتا ہے جب عرب اور عجم کے فرق کو ختم کر دیا جائے۔ امریکہ نے اقوام متحدہ کو اپنی لونڈی بنا رکھا ہے اور اپنے مفاد کے لیے اقوام متحدہ کو استعمال کرتا رہتا ہے۔ مٹھی بھر یہودیوں کو امریکہ کی پشت پناہی حاصل ہے۔ نام نہاد امن کے نام پر امریکہ بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ کروانا چاہتا ہے۔ کشمیر میں ساٹھ ہزار مسلمانوں کو بھارت کی دہشت گرد فوج نے شہید کر دیا۔ اقوام متحدہ کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنے میں پچاس سال گزرنے کے بعد بھی اپنی ہی پاس کردہ قرارداد کو عملی طور پر نافذ کرانے کے لیے دانستہ طور پر نظر انداز کر رہا ہے۔ بوسنیا میں سربیائی فوجوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا، بوسنیا میں اسلحہ کی فراہمی پر پابندی لگوائی اور مسلمانوں کا ہاتھ باندھ کر سربیائی فوجوں سے 90 ہزار مسلمانوں کا قتل عام کروایا۔" (انوار رضا "افکار نورانی نمبر" ص ۳۵)

لسانی تعصبات کو مولانا نورانی نے ہمیشہ ملک و ملت کے لئے سم قاتل قرار دیا۔ ہر طرح کے خطرات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور وطن دشمن قوتوں سے کسی بھی قیمت پر کمپرومائز روا نہ سمجھا۔ انہوں نے کراچی میں ساری زندگی گزاری اور ڈنکے کی چوٹ پر کہا کہ: "ایم کیو ایم والے کلاشنکوف کے بغیر الیکشن لڑیں اور پھر جیت کر دکھائیں۔ نواز لیگ، ایم کیو ایم اور اے این پی اتحاد میں پنجابستان، پختونستان اور مہاجرستان والے مل رہے ہیں خدا خیر کرے۔ الطاف حسین کو معاف کرنا ہے تو پھر ملک کے سارے قاتلوں اور ڈاکوؤں کو معاف کرنا ہوگا۔"

(جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے انتہائی اہم اجلاس کے شرکاء سے خطاب)

مولانا نورانی کی تنقید اور حق گوئی تو ضرب المثل ہے۔ وفاقی دارالحکومت میں وہ یوں للکارتے تھے کہ: "اسلام آباد میں اسلام کی بجائے بدبو پھیل رہی ہے اور قومی اسمبلی میں چور، لٹیرے، سمگلر اور شرابی اکٹھے ہوگئے ہیں۔ ان حالات میں غلامان نبی ﷺ اور "عاشقان

پاکستان" متحد ہو کر نظام مصطفی ﷺ کے کاروان کو مضبوط بنائیں۔ ملک کی زرعی پالیسی مکمل ناکام ہو چکی ہے۔ 47 لاکھ ایکڑ اراضی سیم و تھور کی نذر ہو چکی ہے۔ 20 لاکھ ٹن گندم کی بھیک مانگنے کے لیے آسٹریلیا اور امریکہ کے دروازے پر دستک دی جا رہی ہے۔ ہمارا ملک زرعی ہونے کے باوجود غلہ سے محروم ہے۔ بھارتی لالوں سے آلو مرچ اور پیاز تک مانگی جا رہی ہے۔ موجودہ حکومت ترقیاتی، صنعتی و زرعی اور امن و امان کے محاذ پر بھی مکمل ناکام ہو گئی ہے۔ موجودہ حکومت کے منحوس سائے ملک پر موجود ہیں۔ جس طرح جن بھوت کے سائے سے مکان ویران ہو جاتا ہے اسی طرح اسلام آباد پر بے دین حکمرانوں کے سائے سے ویرانی پھیل رہی ہے۔ ہماری خارجہ پالیسی صیہونی طاقتیں جس طرف چاہتی ہیں ملک کو چلا رہی ہیں۔ امریکہ کے کہنے پر حکومت نے بھارت کو پسندیدہ قوم قرار دے دیا ہے۔ اگر موجودہ حکومت کے نزدیک بھارت پسندیدہ قوم ہے تو سارے حکمران بھارت چلے جائیں۔ موجودہ حکومت عریانی، فحاشی اور بے حیائی کا سیلاب ٹی وی پر لے آئی ہے۔ اگر قوم کی بہو بیٹیاں ٹی وی پر ناچیں گی تو پھر محمد بن قاسم کیسے پیدا ہوں گے؟ موجودہ حکومت نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نافذ نہ کر کے آئین کا مذاق اڑا رہی ہے۔ ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم عورت کی حکمرانی کے حق میں ہیں۔ ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ عورت کی حکمرانی غیر شرعی ہے۔ متقی، پرہیزگار اور نمازی صدر سرکاری خرچ پر حج اور عمرے کر رہے ہیں۔ حج اور عمرے کو بھی ذہنی عیاشی بنا دیا گیا ہے۔ قوم ٹیکس، حکمرانوں کی عیاشی کے لیے نہیں دیتی۔ بھارت ہائیڈروجن بم کا دھماکہ کر رہا ہے، لیکن امریکہ کی آنکھیں پاکستان کی طرف ہیں۔ وطن عزیز کا دفاع کمزور ہاتھوں میں ہے۔ ہمیں ایٹمی دھماکہ کر لینا چاہیے۔ قرآن حکیم نے بھی ایٹم بم کی تیاری کی تلقین کی ہے لیکن ہم نے دفاعی تیاری کرنے کی بجائے دوپٹے اتار دیئے ہیں۔ بے حیائی، بے غیرتی کا سامان کر رہے ہیں۔ قوم کو تلوار کی بجائے سارنگی پکڑا دی گئی ہے۔ دفاعی نکتہ نظر سے افغانستان کے حالات بھی قابل افسوس ہیں۔ افغانستان میں پاکستان کا سفارتخانہ بند کر دیا گیا ہے۔ جبکہ بھارتی اور امریکی سفارت خانے وہاں قائم ہیں۔ غریبوں کا نام لے کر برسر اقتدار آنے والی حکومت نے اب تک کوئی لیبر پالیسی نہیں دی۔ غریب طبقہ مراعات سے محروم ہے۔" (جے یو پی کے 28 ویں یوم تاسیس کے موقع پر شاہی عید گاہ ملتان کے وسیع

سبزہ زار میں منعقدہ دو روزہ عظیم الشان "نظام مصطفی ﷺ کانفرنس" کی آخری نشست سے خطاب) (انوار رضا" افکار نورانی نمبر" ص ۳۹، ۴۰)

قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت حساس مزاج کی حامل تھی وہ کراچی کے حالات پر بے حد رنجیدہ رہتے تھے اور نہایت کھل کر پوری شرح و بسط کے ساتھ اظہار خیال کرنا ان کا معمول تھا۔ مولانا کی باتیں آج بھی ہماری ملکی تاریخ کا حصہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا: "کراچی کے حالات کا جہاں تک تعلق ہے۔ یہ ہر محب وطن پاکستانی کیلئے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے خیال میں کراچی کے حالات کو خراب کرنے کی ذمہ داری جنرل محمد ضیاء الحق سے لے کر اب تک جو لوگ اقتدار میں رہے ان سب پر آتی ہے۔ جنرل صاحب کے زمانے میں نسل پرست اور دہشت گرد تنظیم کی سرپرستی کی بنیاد ڈالی گئی۔ سندھ میں ایم کیو ایم اور جئے سندھ جیسی تنظیموں کو کھلم کھلا بغیر کسی خوف خدا کے ہتھیاروں اور مختلف ذرائع سے امداد دلوا کر مضبوط کیا گیا ایسا اس لئے ہوا تاکہ ملک کی سیاسی جماعتوں کے اثر کو کم کیا جا سکے۔ اس کام کے لئے علاقائی نسل پرست اور لسانی تنظیموں کو استعمال کیا گیا اس سلسلے میں صوبہ سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ سید غوث علی شاہ نے جنرل محمد ضیاء الحق کے دیانتدار کمیشن ایجنٹ کا کردار ادا کیا صوبے میں جہاں ایک طرف لسانیت و صوبائیت کی نفرتیں بڑھتی رہیں وہاں جیلوں سے ڈاکوؤں اور دہشت گردوں کو باہر نکالا گیا اس طرح سندھ دہشت گردی، قتل و غارت گری کی بھینٹ چڑھا اور کلاشنکوف کلچر عام ہو گیا۔ یہ خرابیاں مارشل لاء دور میں زیادہ ہوئیں تھیں بعد میں آنے والے حکمران اس پر قابو پا سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے اس پر توجہ نہیں دی۔ اب صورتحال یہ ہے کہ لاقانونیت، بدامنی کی وجہ سے سندھ میں بیروزگاری ہے۔ کلاشنکوف کے آزادانہ استعمال سے صوبہ مجرموں کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ سیاست میں کلاشنکوف داخل ہو گئی ہے۔ صوبہ سندھ دو لسانی یونٹوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ جو کہ ملک کی بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ یہ سارے جراثیم جنرل صاحب اور ان کے ساتھیوں کے ہی پیدا کردہ ہیں۔ ایسا کر کے انہوں نے ملک کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔

کراچی پاکستان کی اقتصادیات کے حوالے سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان کا سب سے زیادہ پڑھا لکھا شہر کراچی چار سال سے بلدیاتی انتخابات کے حق سے محروم

ہے۔ بنیادی ضروریات اور مختلف سماجی معاشرتی ضروریات سے محروم ہے۔ ظاہر ہے۔ اس صورتحال میں فسادات نہیں ہوں گے۔ تو اور کیا ہوگا۔ اب تو کراچی کے شہریوں کے ساتھ رینجرز اور پولیس وہ انسانیت سوز سلوک کرتی ہے۔ جس سے انسانیت بھی شرماتی ہے۔ رینجرز شہریوں سے یہودی پولیس سے بھی بدتر سلوک کر رہی ہے۔ آٹھ آٹھ گھنٹے شہریوں کو میدان میں کھڑا رکھا جاتا ہے، نوجوانوں کو عقوبت خانوں میں رکھا جا رہا ہے، مردوں کی غیر موجودگی میں پولیس اور رینجرز والے گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ خواتین سے توہین آمیز رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ گھروں میں لوٹ مار کی جاتی ہے، پولیس کراچی والوں کیلئے تو "مکتی باہنی" بنی ہوئی ہے۔ ایسے میں حالات ٹھیک کیسے ہوں؟ ان کی کارروائیوں کا ردعمل جتنا بھی شدید ہو وہ کم ہے۔ پولیس تھانوں اور رینجرز پر حملے بلاجواز نہیں ہیں۔ یہ "تنگ آمد بجنگ آمد" والی بات ہے۔ دو دو تین تین لاکھ کی بستیوں کو محصور کر لیا جاتا ہے۔ بے گناہ لوگوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ اور 15 ہزار سے 25 ہزار روپے رشوت وصول کرنے کے بعد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پولیس کی اوپر کی آمدن کا یہ بڑا ذریعہ بن گیا ہے۔ ان حالات میں خیر کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے؟" (انوار رضا "افکار نورانی نمبر" ص ۱۶۳،۱۶۴)

"احوال" کے پہلے دور میں جو تحفظ مقام مصطفی ﷺ اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ کی داعی تحریک، جمعیت علماء پاکستان کے عروج کا زمانہ تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے "احوال" کے لئے ایک انٹرویو میں ارشاد فرمایا کہ: "پنجاب اور سندھ کی طرح سرحد اور بلوچستان میں بھی جمعیت علماء پاکستان مقبول ہے اور پاکستان کے اکثریتی سنی عوام کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ 88ء کے انتخابات سے قبل چونکہ جونیجو لیگ نے ہمیں اچانک دھوکہ دیا اور ہم اپنی انتخابی مہم منظم نہ کر سکے اسی کے باعث سرحد اور بلوچستان سے ہم اپنے امیدوار پورے طور پر کھڑے نہ کر سکے۔ اگر ہمیں اچانک دھوکہ نہ دیا جاتا تو ہم وہاں بھی اپنے امیدوار ضرور نامزد کرتے۔"

آپ نے الیکشن میں ریکارڈ دھاندلی اور دینی قوتوں کو سائنٹیفک طریقے سے کھڈے لائن لگانے کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ: "جمعیت علماء پاکستان کے بارے میں یہ امکان نہیں ہے کہ وہ برسر اقتدار آسکے گی ایسی صورت میں نظام مصطفی ﷺ کا

آغاز ہے۔ ہم پاکستان کو ایک "سنی اسٹیٹ" بنانا چاہتے ہیں۔ جس کا پبلک لاء حنفی ہو ہم نظام مصطفی ﷺ کا فلاحی اور عدالتی نظام نافذ کر کے ملک کو ایک رفاہی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نظام مصطفی ﷺ صرف جمہوری راستے ہی سے نافذ ہو سکتا ہے۔ ہم جمہوریت پر یقین رکھتے اور یہ جانتے ہیں کہ جب تک ہمیں عوام کا اعتماد حاصل نہ ہو نظام مصطفیٰ نافذ نہیں کیا جاسکتا بہرحال موجودہ انتخابی ناکامی کے بعد ہم نے جے یو پی کو نئے سرے سے منظم کرنے کا آغاز کر دیا ہے اور ہم انشاء اللہ اس مقصد کے لئے جلد کامیاب ہو جائیں گے۔" (انوار رضا "افکار نورانی نمبر" ص ۳۱۱،۳۱۲)

ان کے شبانہ روز انتھک دورے، پروگرام اور خطبات و ارشادات ہمارے سیاسی افق کا روشن باب ہیں اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کی منزلیں آسان فرمائے اور ہمارے ملک کے سیاسی نظم کو شفافیت و دیانت کی دولت عطا کرے۔ آمین

نوٹ: قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے دسویں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان کے زیر اہتمام سیمینار میں ۲۰ اگست ۲۰۱۳ء کو پڑھا گیا۔

نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک معاشی انقلاب

بلاشبہ دور رسالت مآب ﷺ میں بالکلیہ نجی ملکیتوں کے خاتمے کا اعلان نہیں کیا گیا مگر حرمت سود۔ زکوٰۃ، صدقات، حرمت مزارعت کرایہ پر مکان یا زمین دینے کی ممانعت، خود کاشتی کے نظریہ کا فروغ، جاگیرداری پر پابندی، غیر حاضر زمیندار کے تصور کا استحصال، بلاوجہ زمینوں کو روک رکھنے کی ممانعت، تین سال تک جو زمین آباد نہ کرے اس سے جبراً زمین کی وصولی، زائد از ضرورت مال رکھنے کی ممانعت، ایسے زریں اصول جنہیں اپنا کر آج بھی آقا و مولیٰ، شاہ و گدا، غریب اور امیر کا طویل فاصلہ ختم کیا جاسکتا ہے۔

(محمد عثمان خان نوری)

(ہفت روزہ احوال، اپریل ۱۹۹۰، صفحہ ۲۷ تا ۲۹)

امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی تصویر؟

خالد محمود قادری ☆

سرخ وسپید رنگ، باوقار، پرجلال، بھرا ہوا اور من موہنا سا چہرہ، فکر و تدبر کی لکیروں سے مزین کشادہ پیشانی، آنکھوں کی پتلیاں روشن، ابرو کمان کی طرح کھنچے ہوئے، خوبصورت پلکیں، ابھرے ہوئے رخسار، ستواں ناک، ذہانت وفطانت کی غماز تیز، پریقین، روشن اور موٹی موٹی آنکھیں، گھنی حنائی داڑھی، چمکدار سنہری بال، مجسمہ ہمت واستقلال، میانہ قد، قدم موزوں، بالکل سیدھے سادھے، کم سخن، پرسکون اور متعین، بہت میٹھی اور فصیح زبان، بارعب اور نور میں نہائی ہوئی آواز، صوفیانہ رنگ کا لباس، گفتار و کردار میں جلال و جمال کا حسین امتزاج، متانت و سنجیدگی کا پیکر دل نواز، اعتماد اور یقین کی شان سے اٹھتے ہوئے قدم، چال میں تمکنت، گفتگو میں اعتدال، رائے میں توازن، سر پر عمامہ، کندھے پر دوشالہ، ہاتھ میں عصا، منہ میں پان کی گلوری لئے ہوئے گلاب کی سی پتیوں کی طرح کھلے ہوئے ہونٹ، دلکش مکھڑے پر ایک عجیب قسم کی دلفریب کھیلتی ہوئی ہلکی سے مسکراہٹ، صاف ستھرے براق سے لباس میں تن پوش، وقت کے پابند، قاعدہ و ضابطہ میں بندھے ہوئے، تکلفات سے پاک، تصنع سے نفور، گہرائی اور گیرائی لئے ہوئے دور رس سیاست و تدبر کی مظہر و حامل شخصیت، اخلاقی بلندی، اعلیٰ ظرفی، اعلیٰ سخنی اور وسعت فکر و نظر کے امین، فاخرہ اور زرق برق پہننے سے کوسوں دور، اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ راہِ حق میں لگا دینے والے، آزادانہ رائے کے اظہار میں کسی بھی خوف اور جبر کی پرواہ نہ کرنے والے، کمزوروں اور بے آسراؤں کے حامی، بدعنوان، کرپٹ، ظالم اور مرتشی حاکموں کے راستے کی دیوار، سرمایہ پرستوں اور جاگیرداروں کا شکنجہ توڑنے کی جدوجہد میں مصروف، ساتھیوں اور عقیدت مندوں کے خیر خواہ، دوستوں کے ہمدرد، بچوں کو بے پناہ پیار دینے والے، چھوٹوں کے سروں پر دست شفقت رکھنے والے، علماء کے قدردان، بزرگان دین اور مشائخ سے محبت اور تعلق خاطر میں

☆ سابق مدیر: ماہنامہ "احوال" لاہور

بے مثل، ہر لمحہ مستعد، ہر وقت محو سفر، ہر دم صراط مستقیم پر گامزن، ہر ساعت جذبہ و عمل سے سرشار، علم و فضل میں یکتا، فکر و دانش میں بے نظیر، تحقیق و کاوش میں منفرد، عبادت و ریاضت میں فرید، عزیمت و شجاعت میں غازیان صف شکن کے امین، جانبازی و سرفروشی میں عظمت کا مینار، فہم مسائل میں یگانہ اور ان کی تعبیر میں درجہ ممتاز پر فائز، وظائف و اوراد کے خوگر، تقویٰ و پرہیزگاری میں جنید زماں، مضبوط جسم اور قوی اعضاء کے انسان، تحریک آزادی وطن کے قائد، پروانہ شمع ختم نبوت، سیاسیات کے نباض اور اس کے نشیب و فراز پر نگاہ عمیق رکھنے والے، خوش خصال، خوش مقال، خوش اقبال، خوش خیال، خوش بیان، خوش الحان، خوش تدبیر، خوش تقریر، خوش طبع، خوش وضع، خوش پوشاک، خوش خوراک، خوش اقدار، خوش اطوار، خوش کردار، خوش رفتار، خوش عقیدہ، خوش سلیقہ، خوش فکر، خوش نظر، خوش خلق، خوش رو، خوش اسلوب، خوش اوقات، دانش و بینش ان کی کنیز بے دام، تدبر ان کا غلام، خطابت کا شہسوار، شب بیدار، تہجد گذار، بوحنیفہ اور احمد رضا کے افکار، اسلام کی تلوار، شجر سایہ دار، سیاسیات اسلام کا کلید بردار، قصر ملت بیضا کا معمار، عالمانہ وقار، صوفیانہ عادات، بزرگانہ اطوار، شاہانہ مزاج، بہادرانہ خصال، مجاہدانہ کردار، غازیانہ للکار اور شجاعانہ یلغار، اپنے قول کا سچا معاملات میں اچھا، عزم کا پکا، اور ہٹ کا پورا ایک ایسا انسان:

جسے کوئی دبا سکتا ہے نہ جھکا سکتا ہے۔
جسے کوئی ڈرا سکتا ہے نہ دھمکا سکتا ہے۔
جسے کوئی خرید سکتا ہے نہ خوف زدہ کر سکتا ہے۔
جسے حق کی حمایت سے روکا جا سکے نہ ٹوکا جا سکے۔
جس کے بشرے سے ہر وقت سرفرازی، وقار، شجاعت اور ہمت واستقلال مترشح ہوتا رہتا ہے۔
جن کی سحر نگاریوں میں ایک پرجوش دعوت عمل اور ولولہ انگیز تحریک پائی جاتی ہے۔
جن کی شخصیت مقناطیسی کشش کی حامل اور تلاوت و تقریر میں جادو کا اثر ہے۔
جن کی استعداد علمی اور مختلف زبانوں میں دستگاہ نے انہیں ایک نشان اعزاز عطا فرما

دیا ہے۔

جن کی شگفتگی جب مہمان ہوں تب یا میزبان اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

جن کو خدا کی طرف سے غیر معمولی ذہانت وفراست اور عجیب وغریب دماغی قابلیت عطا ہوئی ہے۔

جس نے اپنی شعلہ نوائی سے دنیائے اسلام کے مسلمانوں کے دلوں میں آتش عشق فروزاں کی ہے۔

جن کی عمر قرآن پڑھتے اور سناتے گذر گئی ہو۔

جنہوں نے اپنی تمام زندگی توحید ورسالت کے پرچم تلے گذار دی ہو۔

وہ مرد درویش جس پر عظمت ٹوٹ ٹوٹ کر برس گئی ہو۔

وہ مجاہد جس سے گفتگو کے لئے شیر کا دل، صوفی کی حکمت اور عالم کی دانائی درکار ہے۔

وہ شخص جو کہر اور دھوپ کے شدید موسموں میں بھی اپنی ملت کی تاریخ لکھتا رہا ہو۔

وہ انسان جو بے خبر اور مظلوم قوم کا حامی و بہی خواہ ہو۔

وہ فرد جس کی دین کی کھلے اور چھپے دشمنوں پر ایک ہی کاری ضرب انہیں تتر بتر کر دے۔

وہ بندہ حق جو سامنے آئے تو باطل غائب وخاسر ہو جائے۔

وہ کہ جھوٹے اور بے دین اس کے سامنے آئیں تو ایسے لگے جیسے ان کے چہروں پر سیاہی مل دی گئی ہو۔

وہ جسے اپنے فرض کی پکار ہر دم سرگرم عمل رکھے۔

وہ جسے اپنے عشق کا صلہ ملنے کی بجائے ہدف تنقید بننا پڑا ہو۔

وہ جو تاجر اور سیاست کار ہونے کی بجائے صرف دین کا سچا خادم ہو۔

جس نے اپنے فوائد اور نقصان کا بہی کھاتہ کھولنے کی بجائے صرف رضائے الٰہی کے حصول کو ہی سب کچھ یقین کر رکھا ہو۔

جس نے ملت کو خود بینی اور خود شناسی کا سبق دے کر خواب غفلت سے بیدار کیا ہے۔

جس کے افکار ونظریات کی سبک رفتاری، شفاف، خنک اور شیریں دریا کی طرح ترکستان کے میدانوں، افریقہ کے صحراؤں، عرب کے ریگزاروں، بحر ہند کے جزیروں، ہندو پاک کے میدانوں اور یورپ کے صنعت زاروں کو سینچتی چلی جارہی ہے۔

جو لوگوں کی صحبت کو عزیز رکھتے ہیں۔

جو ملت اسلامیہ کے افق پر امید کی کرن بن کر نمودار ہوئے اور بڑھتے بڑھتے ہوئے سیل نور میں تبدیل ہو گئے۔

جو فرط جوش میں بھی الفاظ کا خیال رکھتے ہیں۔

جو کچھ بھی فرماتے ہیں تو ذمے داری کو محسوس کر کے گویا ہوتے ہیں۔

جو روح عصر کے ترجمان اور قال اللہ وقال الرسول ﷺ کی صداؤں کے امین ہیں۔

جو بستیوں میں قصبات میں اور شہروں میں داخل ہو تو ایسے لگے جیسے چودھویں کا چاند نمودار ہو گیا ہو۔

جن کی حرکات وسکنات سے محبت والفت کا اظہار ہوتا ہے۔

جن کے لباس میں صفائی اور خوش وضعی ہوتی ہے۔

جن کی انقلابی فکر نے زندگی کے تمام شعبوں پر اثرات مرتب کئے ہیں۔

جن کی بصیرت نے سچائیوں کے لازوال چراغ روشن کئے ہیں۔

ایسے چراغ جن کی روشنی ادب، تاریخ، فلسفہ، منطق، سیاست، معاشرت، معاش، تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے کارواں کو انقلاب آشنا منزلوں کی جانب گامزن کرتی جارہی ہے۔

جو اپنے نظریات پر پہاڑ کی طرح ڈٹ جانے والا ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے لیکن ان کو متزلزل کرنا ناممکن ہے۔

بات کا دھنی، نہایت ہی محنتی، مستقل مزاج اور غیرت مند انسان جس کے قول وفعل میں کبھی تفاوت نہ ہو۔

بحث پر آئے تو دلائل وبراہین کے دریا بہا دے۔

بولے تو پھول برسائے۔

قرآن پڑھے تو دلوں پر سحر طاری کر دے۔

مسکرائے تو شبنم کی ٹھنڈک کو مات کر دے۔

تقریر کرے تو فصاحت و بلاغت کا ایک قلزم بے پایاں ٹھاٹھیں مارتا ہوا معلوم ہو۔

ان کی زندگی میں ایک لغزش بھی ایسی نظر نہ آئے جسے ان کی سیاسی فرد مائیگی سے تعبیر کیا جاسکے۔

ایک نابغہ روزگار، نادر و نایاب بلکہ کم یاب شخصیت جس سے طاغوتی ملوکیت اور جاگیردارانہ سیاست ہمیشہ لرزاں رہی اور ہے۔

ایک صاحب بصیرت قائد جس کی دانش کے سامنے یگانوں اور بیگانوں دونوں نے پانی بھرا ہو۔

ایک ایسا رہبر جس کی سچائی اور عظمت کردار کا لوہا اس کے دشمن بھی مانتے ہوں۔

یہ ایک مجمل سی قلمی تصویر اس لائق تعظیم اور واجب التکریم مسلم مجاہد، عاشق رسول، قائد ملت اسلامیہ، مجاہد اعظم، سیاح عالم، کفن بردوش عالم دین، روایات اسلاف کے امین، مجاہد لاثانی، عالم ربانی، حق و صداقت کی نشانی، الحافظ القاری الشیخ الفاضل حضرۃ العلامہ امام الشاہ احمد نورانی الصدیقی القادری صدر جمعیت علماء پاکستان و چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن کی ہے۔

بھلا میں ایسے بلند قامت انسان، اس کے کردار، اس کے افکار اور خاندان کی کہانی کیسے لکھ سکتا ہوں؟ اگر مجھ سے یہ ممکن ہو تو ضرور لکھوں گا مگر مجھے لگتا ہے کہ یہ کہانی لکھی نہیں جاسکتی صرف محسوس کی جاسکتی ہے۔ اپنے دل میں دہرائی اور اپنے عمل میں بپا کی جا سکتی ہے اس کہانی میں حیرتوں کے کئی باب ہیں اور ہر باب میں غور کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

وہ رہبر جس پر مادر وطن بجا طور پہ ناز کرسکتی ہے۔

جس کی سرشت میں قدرت نے حریت کی روح پھونک رکھی ہے۔

جس کی گھٹی میں جہاد انقلاب کی چاشنی رکھی گئی ہے۔

جس کی فطرت کو ماسوا کے خوف و خطرے سے بے نیاز کر دیا گیا ہے۔

وہ انسان جس کی صبحوں اور شاموں میں ہمیشہ تپاک اور گرمجوشی برقرار رہتی ہے۔

وہ بندہ حق جو اپنی زندگی کی ردا کا تانا بانا صرف امید اور ایمان سے بُنتا ہے۔

وہ شخص جس کی زندگی کا ہر لمحہ نئے مستقبل کی آئینہ داری کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

آج جب کہ زمانہ حوادث و انقلابات کے دور سے گزر رہا ہے ایسے میں ان کے افکار خطہ زمین پر مصروف جہد داعیان حق کے لئے مشام جاں کو معطر کر رہا ہے۔

ان کی بصیرت، تدبر، فکر و نظر اور حرکت و عمل کی روشنی میں اہل حق اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اسلام کی عالمگیر سچائیوں کو اجاگر کرنے کے لئے آج جو ہستیاں کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہیں ان کے اسمائے گرامی میں امام نورانی کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ امام نورانی کی حقیقی خوبصورتی اور دلربائی کی تعریف ان ابجد کے چند مرکب الفاظ میں نہیں سما سکتی جو اوپر مسطور ہوئے ہیں۔

یہ تو ظاہری آن اور خارجی شان مردانہ کے اظہار کا ایک نامکمل طریقہ ہے۔

امام نورانی کو تمام اوصاف میں قدرت نے حصہ وافر دل کھول کر عطا فرمایا ہے۔

وہ حسن صورت کے ساتھ ساتھ حسن سیرت سے بخوبی مالا مال ہیں اور اس آخری وصف نے تو انہیں دنیائے اسلام کے آسمان کا شہاب ثاقب بنا دیا ہے۔

پاکستان، نفاذ مصطفی کے لئے جن فرزندان توحید کی جاں فروشانہ کوششوں کا ممنون احسان ہے ان میں امام نورانی کا نام سرورق ہے۔

جو دنیائے جہاد و انقلاب میں ہمیشہ عزت و احترام سے لیا جائے گا۔

امام نورانی واقعی دنیائے اسلام کی ایک ایسی بے مثال، لازوال، باکمال اور جلال و جمال کی حامل شخصیت ہیں جن کا ثانی نظر نہیں آتا بالفاظ دیگر:

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں!

ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی اور عصری علوم کے حسین امتزاج پر مشتمل نصاب تعلیم کے مطابق

جامعہ غوث الاعظم و جامعہ تحفیظ القرآن للبنات جوہر آباد

داخلہ جاری ہے

جامعہ کے زیر انتظام حفظ قرآن و کریم ابتدائی عصری تعلیم کے لئے طالبات زیر تعلیم ہیں احباب سے مالی تعاون اور دعاؤں کی درخواست ہے۔

شعبہ جات

حفظ و تجوید کلاس پرائمری پاس

درس نظامی مڈل پاس حفظ + پرائمری

جدید عصری علوم مڈل تا میٹرک

مہتمم و ناظم اعلیٰ

استاذ القراء

صاحبزادہ قاری

محمد امین الحسنی

خصوصیات

پُرسکون اور صاف ستھرا ماحول

محنتی و تجربہ کار کوالیفائیڈ سٹاف

رہائش و کھانے کا بہترین انتظام

درس نظامی کے ساتھ مڈل تا میٹرک تعلیم کا اہتمام

تمام امتحانات تنظیم المدارس (اہلسنت پاکستان) سرگودھا بورڈ سے دلوائے جاتے ہیں

برائے رابطہ صاحبزادہ قاری محمد امین الحسنی 0300-6072053 0343-6650700

الداعی الی الخیر جامعہ غوث الاعظم غلہ منڈی و جامعہ تحفیظ القرآن للبنات جوہر آباد

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ

جوہر آباد

سہ ماہی

انوار رضا

ملک محبوب الرسول قادری

قائد اہل سنت نمبر

حصہ دوم

مقالہ خصوصی

تذکرہ

امام شاہ احمد نورانی علیہ رحمۃ اللہ

مرتب

علامہ محمد یٰسین قصوری نقشبندی

مشمولات

ماہنامہ انوار رضا جوہر آباد

جدید وقدیم علوم کے امتزاج کی حسین مثالی درسگاہ

ادارہ معین الاسلام

زیر نگرانی: یادگار اسلاف، آبروئے اہل سنت
حضرت علامہ صاحبزادہ محبوب حسین چشتی صاحب مدظلہ
سجادہ نشین: بیربل شریف

تعلیم اور تربیت
ایک ساتھ

حفظ وناظرہ قرآن پاک، تجوید وقرآت، عصری علوم اور بالخصوص

درس نظامی (مکمل)

کی کلاسیں جاری ہیں..... الحمد للہ! اس وقت طلبہ کی تعداد سات سو سے متجاوز ہے

مشنری جذبے سے سرشار، قابل اور محنتی اساتذہ کرام نسل نو
کی تعمیر میں شب وروز مصروف ہیں

علمی، فنی، اور حالات حاضرہ پر مذاکراتی پروگرام
کھیلوں اور ہم نصابی سرگرمیوں پر خاص توجہ

درس نظامی کے شائق طلبہ فوری رابطہ کریں
اور
اپنی دنیا وآخرت سنوارنے کی سبیل کریں

رابطہ کے لئے ایڈریس
ادارہ معین الاسلام بیربل شریف ضلع سرگودھا
0300-4699863, 0333-4997658

پہلا باب

خاندانی پس منظر

جانشین مصطفی ﷺ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنتے ہی ایک طرف منکرین زکوٰۃ کی تادیب وتہذیب کی اور دوسری طرف جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا اور انہیں منطقی انجام تک پہنچایا۔ آپ کے وصال کے بعد خاندان صدیقی نے آپ کے مشن کو جاری رکھا۔ اس خاندان کے افراد اپنے مشن کی تکمیل اور تبلیغ اسلام کی غرض سے روس کے مشہور شہروں خجند، بخارا اور سمرقند وغیرہ میں آباد ہوئے اور دینی ومذہبی خدمات انجام دینے میں مصروف ہو گئے۔

سولہویں صدی عیسوی میں "خجند" شہر میں خاندان صدیقی کے ایک بزرگ "حضرت صوفی حمید الدین صدیقی خجندی" تبلیغی، تدریسی، تصنیفی اور ملی خدمات کے باعث متعارف و مشہور ہوئے۔ مشہور مغل فاتح جناب ظہیر الدین بابر بھی ان کے شاگردوں میں شمار ہوتے تھے۔ جب ظہیر الدین بابر نے ہندوستان پر حملہ آور ہونے اور فتح کرنے کا پروگرام بنایا تو انہوں نے جہاں دیگر علماء، ومشائخ اور اہم شخصیات کو ہندوستان میں آنے کی دعوت دی وہاں حضرت صوفی حمید الدین صدیقی خجندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی درخواست کی جو آپ نے بلا تامل قبول کر لی۔ اس طرح صدیقی خان ہندوستان میں آباد ہوا اور تبلیغی وملی خدمات میں مصروف ہو گیا۔ (صلاح الدین سعیدی، ماہنامہ "لا نبی بعدی" شمارہ جنوری ۲۰۰۴ء ص ۷۵)

انیسویں صدی میں حضرت صوفی حمید الدین صدیقی خجندی کی اولاد سے سرزمین میرٹھ میں دو بھائی حضرت علامہ عبد الحکیم صدیقی جوش میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ محمد اسماعیل صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اپنی علمی، ادبی، تصنیفی اور ملی خدمات کے باعث مشہور ہوئے۔ حضرت علامہ عبد الحکیم صدیقی جوش 1908ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ وہ اپنے وقت کے ممتاز عالم دین، مبلغ اسلام، عاشق رسول اور شہرت یافتہ نعت گو شاعر تھے۔ اور جوش تخلص تھا۔ اپنے علم وفضل، بزرگی

اور ملی خدمات کے باعث عرصہ دراز تک شاہی مسجد میرٹھ میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ محبت رسول ﷺ کے حوالے سے آپ کے چند نعتیہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

ہے تو ہی تو اگر تجھے پہچان جائیں ہم — پھر یہاں سے کیوں بہ حسرت وارمان جائیں ہم
وہ علم دے ہمیں کہ تجھے جان جائیں ہم — بندے ہیں تیرے اور کو کیوں مان جائیں ہم
ہر شان میں ہے جلوہ نما تو ہی اے خدا — آنکھیں عطا ہوں کاش کہ پہچان جائیں ہم
یارب ہمارے ساقی کوثر ہوں میزبان — جب حشر میں بصورت مہمان جائیں ہم
شان جناب احمد مرسل حبیب حق — گر حق نما نظر ہو عطا جان جائیں ہم
برقع اٹھائیے رخ روشن سے یا نبی ﷺ — اللہ کے حبیب ہو قربان جائیں ہم
لاتقنطوا ہے سامعہ افروز جاں حکیم — واعظ کے قیل وقال کو کیوں مان جائیں ہم

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص ۱۲)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

خوش نصیب ایسی عطا ہوں میرے مولا آنکھیں — دیکھیں جی بھر کے جمال شہ بطحا آنکھیں
ہوں شرف جو زیارت سے رخ انور کی — ایسی دے اپنی عنایت سے خدایا آنکھیں
آرزوئے در احمد میں جو بیتاب ہے جوش — شوق سے دیکھتی ہیں سوئے مدینہ آنکھیں

وصال سے چھ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جوش کو آخری بیٹا مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ عطا فرمایا۔ وصال کے وقت اہلیہ محترمہ نے آپ سے سوال کیا کہ حضور! آپ کے وصال کے بعد یہ چھوٹا بچہ کیسے پرورش پائے گا؟ تو آپ نے جواب دیا:

"اس بچے کی مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک عزت وتکریم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو مبلغ اسلام بنائے گا"۔

دنیا نے دیکھا کہ ولی کامل کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ پورا ہوا یعنی حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مبلغ اعظم بنے، پرچم اسلام دنیا بھر میں بلند کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور

زندگی گزاری اور 1898ء میں وصال فرمایا۔

حضرت علامہ شاہ محمد اسماعیل صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ بھی صاحب علم وفضل، ممتاز ادیب اور شہرت یافتہ شاعر تھے۔ آپ کی شاعری نعت گوئی کی حد تک نہیں تھی بلکہ بچوں کے لیے خوبصورت، مفید اور سبق آموز نظمیں بھی لکھیں جو پاک وہند کے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہیں۔ انہوں نے میرٹھ میں "گرلز ہائی سکول" کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی جو بعد میں "گورنمنٹ اسماعیل گرلز کالج" کے نام سے مشہور ہوا۔ صدیقی خاندان کے ایک بزرگ حضرت علامہ عبدالحئی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے میرٹھ میں "فیضان عام ہائی سکول" کے نام سے ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جس کو بعد میں کالج کا درجہ حاصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جوش کو سات صاحبزادیاں اور سات صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے اسمائے گرامی مع مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت علامہ شاہ مختار احمد صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جوش کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ 1294ھ میں میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ مبلغ اسلام، ممتاز عالم دین اور ولی کامل تھے۔ خاندانی وجاہت کے علاوہ مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت واجازت کا بھی اعزاز رکھتے تھے۔ والد گرامی کی طرح آپ کو بھی شہرت یافتہ نعت گو شاعر ہونے کا فخر حاصل تھا۔ آپ کے نعتیہ کلام کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

اللہ وہ جمال شہ بطحا دیکھو — نور خدا جلوہ نما ہے رخ زیبا دیکھو
اسم اللہ کا مظہر ہے وہ جمال احمد — قابل دید ہوں آنکھیں تو یہ جلوہ دیکھو
جن کو فردوس بریں کی ہو تمنا مختار — ان سے کہہ دو کہ چلو پہلے مدینہ دیکھو

دوسرے مقام پر لکھا:

مجھے اس کا جلوہ دکھا دے خدایا — جسے تو نے آئینہ اپنا بنایا
نبی کی حقیقت کے ہوں ہم شناسا — وہ چشم بصیرت عطا کر خدایا
خدا نور ہے آسمان و زمین کا — محمد ہے اس کا نور پہلا

خدا کے حبیب آپ ہیں یا حبیبی — رسولوں میں یہ مرتبہ کس نے پایا
یہ مختار عاصی بھی پہنچے مدینہ — کوئی راہ ایسی بتا دے خدایا

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد حاضر رواں کی ایک عبقری شخصیت ص ۱۳)

حضرت علامہ مختار احمد صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک سرزمین میرٹھ میں تبلیغی خدمات انجام دیتے رہے۔ پھر جنوبی افریقہ کے مشہور شہر ڈربن میں چلے گئے اور وہاں مرکزی جامع مسجد تعمیر کروائی اور اس میں 35 سال تک خطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ علاوہ ازیں ڈربن شہر میں کثیر تعداد میں دینی مدارس قائم کیے۔ ان کا ۱۳۵۷ھ مطابق 1938ء کو میرٹھ میں وصال ہوا۔

☆ حضرت علامہ شاہ نذیر احمد صدیقی خجندی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت علامہ عبدالحکیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جوش کے دوسرے صاحبزادے ہیں جو ممتاز عالم دین اور خطیب العصر تھے۔ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت وخلافت کا اعزاز حاصل تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے گہری عقیدت تھی، دینی وسیاسی معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے اور آزاد میدان پارک بمبئی کی جامع مسجد میں آپ کی اقتداء میں نماز پنجگانہ، نماز جمعہ اور نماز عیدین ادا کرتے۔ جب قائد اعظم نے رتن بائی (پارسی خاتون) سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے آپ سے مشورہ کیا، رتن بائی نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا بلکہ نکاح مسنونہ بھی آپ نے پڑھایا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم محمد علی جناح نے سپیشل ہوائی جہاز کے ذریعے آپ کو حج بیت اللہ کے لیے بھیجا تھا۔ یہ آپ کی زندگی کا آخری سفر ثابت ہوا۔ مدینہ منورہ میں آپ نے انتقال کیا اور جنت البقیع میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں مدفون ہوئے۔

جناب خلیل احمد رانا صاحب آپ کے مختصر احوال وآثار، خدمات اور کارناموں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

علامہ نذیر احمد خجندی میرٹھ کے رہنے والے تھے اور چونکہ ان کا تعلق پرانی وضع کے علمی گھرانے سے تھا اس لیے انہوں نے پہلے تو درس نظامی کی تکمیل کی اور پھر طب کا مطالعہ کیا،

اگرچہ طبیب کی حیثیت سے وہ بمبئی میں صرف تھوڑے سے عرصہ کے لئے جلوہ گر ہوئے، ان کے ایک بھائی (علامہ مختار احمد صدیقی) تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جنوبی افریقہ میں مقیم ہو گئے تھے، ان کے دوسرے بھائی (علامہ عبدالعلیم صدیقی) سنگاپور، ماریشس وغیرہ علاقوں میں مدتوں تبلیغ کا کام کرتے رہے، جہاں ان کے قائم کردہ ادارے آج بھی مصروف تبلیغ ہیں۔

خجندی نظم ونثر دونوں پر یکساں قدرت رکھتے تھے، ان میں ایک وصف یہ تھا کہ وہ مقرر کی تقریر کو ساتھ کے ساتھ نظم کا جامہ پہناتے جاتے تھے۔

ان کی ایک دو خدمات تو ایسی ہیں جنہیں بمبئی والے کبھی فراموش نہیں کر سکتے، انہوں نے محمد زکریا منہیار اور حکیم ابو یوسف اصفہانی کے ساتھ مل کر آزاد میدان میں عیدین کی نماز کا ڈول ڈالا اور سر غلام حسین سے جو ان دنوں محکمہ رفاہ عامہ کے وزیر تھے، آزاد میدان کے ایک حصہ میں نماز باجماعت ادا کرنے کی اجازت حاصل کر لی، اس وقت سے وہاں عیدین کی نمازیں بڑی شان سے ادا ہوتی ہیں۔

ان کی دوسری خدمت یہ تھی کہ وہ شہر بمبئی کے تمام مسلم اداروں کی طرف سے عید میلاد کی تقریب نہایت شاندار طریقہ سے کاؤ سجی جہانگیر ہال میں مناتے تھے، ان جلسوں میں سب مذاہب کے لیڈروں کو شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔ مسز نائیڈو، سردار تیجا سنگھ اور پارسی موبد اس پلیٹ فارم سے ایک سے زائد مرتبہ تقریریں کر چکے ہیں۔ محمد علی جناح، نواب بہادر یار جنگ، مولانا شوکت علی اور دوسرے مسلم اکابر بھی ان موقعوں پر پبلک سے خطاب کر چکے ہیں۔

تقریباً 1930ء میں بمبئی کے چند دوستوں نے "بزم خیال" کی تشکیل کی تھی، راقم الحروف اس بزم کا صدر تھا اور خجندی نائب صدر، سوائے میرے باقی سب عہدے دار شاعر تھے، اس کی زیر سرپرستی ہم نے دو تین دفعہ آل انڈیا مشاعرے منعقد کئے جو بے حد مقبول ہوئے، اسی بزم کی بدولت اہل بمبئی جوش ملیح آبادی، آزاد انصاری، سیماب اکبر آبادی، بسمل الٰہ آبادی، ساغر میرٹھی، احسن مارہروی جیسے شعراء سے متعارف ہوئے، علامہ خجندی ان مشاعروں کے انعقاد میں تن، من، دھن ایک کر دیتے تھے۔

علامہ صاحب برسوں مسجد خیر الدین کے امام رہے، یہ وہ مسجد ہے جسے مولانا ابوالکلام

آزاد کے والد ماجد نے تعمیر کرایا تھا اور آج بھی وہ انہی کے نام سے موسوم ہے۔ اس مسجد کی آمدنی اور مصارف کبھی متوازن نہیں ہوئے۔ لیکن اس کے باوجود اس سے لپٹے رہے حالانکہ انہیں ہر مہینہ مصارف پورا کرنے کی غرض سے اچھی خاصی تگ ودو کرنی پڑتی تھی۔

خجندی رشتہ میں (بچوں کے مشہور شاعر) مولانا محمد اسماعیل میرٹھی (پ 12 نومبر 1844ء ف یکم نومبر ۱۹۱۷ء) کے بھتیجے تھے اور اس اعتبار سے شاعری ان کی خاندانی چیز تھی ان میں غضب کی آمد تھی۔ وہ ہر وقت شعر کہہ سکتے تھے۔

انہیں مشاعرے منعقد کرانے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔ وہ عرسوں کے موقعوں پر بھی مشاعرے منعقد کراتے تھے۔ شیخ مصری کا درگاہ (بمبئی) میں انہوں نے متعدد مشاعرے منعقد کیے۔ ایک موقع پر طرح تھی!

"باتیں کرے گی آج اجل مجھ سے پیار کی"

کئی ایک شعراء نے اس پر گرہیں لگائیں لیکن علامہ صاحب کو منشی اختر وارثی کی گرہ سب سے زیادہ پسند آئی اور وہ دیر تک داد دیتے رہے۔ وہ گرہ یہ ہے!

بالیں سے مٹے آپ سے دیکھا نہ جائے گا   باتیں کرے گی آج اجل مجھ سے پیار کی

ان کا داد دینے کا انداز بھی مخصوص تھا۔ کبھی کہتے واہ کیا شعر کہا ہے۔ کبھی فرماتے دونوں مصرع برابر کے ہیں۔ کبھی فرماتے خوب سوچ کے کہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ناممکن تھا کہ اچھا شعر پڑھا جائے اور وہ چپ رہیں۔ ایک دفعہ باندرہ میں "مولانا کی مسجد" کی ملحقہ درگاہ میں مشاعرہ ہوا۔ خجندی صدر تھے۔ اختر وارثی نے ذیل کا شعر پڑھا جس پہ حاضرین نے انہیں خوب داد دی۔

زاہد کو بڑا ناز ہے مسجد پہ الٰہی   رندوں کی دعا ہے اسے میخانہ بنا دے

علامہ صاحب نے داد میں بالکل حصہ نہیں لیا، مگر اتنا فرمایا: اختر صاحب۔ وارثی ہو کر ایسی باتیں؟

خجندی بڑی پاکیزہ سیرت کے مالک تھے۔ وہ بے حد متوکل اور صابر انسان تھے کڑے وقتوں کو انہوں نے جس صبر وشکر سے جھیلا وہ انہیں کا حصہ تھا۔

ایک رات وہ مسجد سے گھر جا رہے تھے کہ موٹر کی جھپیٹ میں آ گئے اور بری طرح زخمی ہوئے۔ سب کا خیال تھا کہ وہ جانبر نہ ہو سکیں گے۔ لیکن خدا نے فضل کیا اور وہ بچ گئے۔ اس کے بعد یکا یک ان کے دل میں حج بیت اللہ کا شوق پیدا ہوا اور وہ عازم حج ہو گئے۔ حج کے بعد وہ بیمار پڑے اور ۱۳۵۵ھ میں شعبان کی کسی تاریخ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے۔ زندگی میں وہ دعائیں مانگا کرتے تھے کہ انہیں سرزمین حجاز میں موت نصیب ہو۔ بالآخر خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی"۔ (عظمت رفتہ از ضیاء الدین احمد برنی۔ تذکرہ علماء اہل سنت از مولانا سید محمود احمد قادری۔ قائد تحریک نظام مصطفےٰ ص ۱۲۶)

☆ حضرت علامہ شاہ بشیر احمد صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت علامہ جوش کے تیسرے باکمال صاحبزادے ہیں۔ مذہبی وسیاسی راہنما کے طور پر متعارف ہوئے اور تا حیات باطل قوتوں کے خلاف آواز حق بلند کرتے رہے۔ انہوں نے تحریک خلافت میں حصہ لیا اور بھرپور کردار ادا کیا۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں افریقہ میں تشریف لے گئے اور وہیں وصال فرمایا۔

☆ حضرت علامہ شاہ صدیق احمد میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ:

والد گرامی کی طرح آپ بھی عالم وفاضل ممتاز شاعر اور سیرت وکردار کے مالک تھے۔ انہوں نے پانی پت میں انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

☆ حضرت شاہ خلیل احمد میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ علامہ جوش کے پانچویں صاحبزادے تھے جو علمی ادبی اور شاعری خدمات کے سبب متعارف ومشہور تھے۔

☆ حضرت شاہ حمید احمد میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ چھٹے صاحبزادے تھے جو صاحب علم وفضل ادبی ذوق کے حامل اور نعت گو شاعر تھے۔

☆ مبلغ اسلام حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ

آپ حضرت علامہ جوش کے ساتویں اور سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے لیکن مذہبی وسیاسی خدمات اور سیرت و کردار کے اعتبار سے سب سے بڑے تھے۔ 3 اپریل 1892ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ 37 واسطوں سے آپ کا نسب نامہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی پھر مدرسہ عربیہ قومیہ میرٹھ میں داخل ہوئے، اور درس نظامی کا آغاز کیا۔ 16 سال کی عمر میں علوم اسلامیہ کی تکمیل کی اور سندو دستار فضیلت حاصل کی۔ 1917ء کو میرٹھ کالج سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ والد گرامی حضرت علامہ شاہ عبدالحکیم صدیقی جوش، مجدد دین ملت امام احمد رضا بریلوی، برادر اکبر حضرت شاہ احمد مختار صدیقی، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، حضرت علامہ عبدالباری فرنگی محلی، حضرت شیخ احمد الشمس اور حضرت شیخ السنوسی رحمہم اللہ سے روحانی فیوض حاصل کیے۔ 1919ء میں حرمین شریفین کی زیارت و حج بیت اللہ سے واپسی پر امام احمد رضا بریلوی کی عظمت و شان میں ایک طویل منقبت لکھی جس کے چند اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شاہ احمد رضا تم ہو

غریق بحر الفت مست جام بادہ وحدت
محب خاص منظور حبیب کبریا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا، مدار اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کو وہ قطب الاولیاء تم ہو

آپ نے جدید تقاضوں کے مطابق دنیا بھر میں دینی مدارس، مساجد، لائبریریاں اور اسلامی مراکز قائم کیے جن میں زیادہ مشہور سلطان مسجد سنگاپور، جاپان مسجد ٹوکیو، حنفیہ مسجد کولمبو، اسلامی کتب خانہ، جامع مسجد نائجیریا، عربی یونیورسٹی ملایا، اسلامک سروس سینٹر ڈربن، یتیم خانہ ہانگ کانگ، اسلامی مشن سرابیا اور نیشنل ہائی سکول پونا وغیرہ شامل ہیں انہوں نے 1937ء میں شاہ ابن سعود سے ملاقات کی اور نومسلم یورپین کو حج کے دوران پیش آنے والی مشکلات کو دور کرنے کا مشورہ دیا۔ 1946ء میں شاہ ابن سعود سے دوبارہ مذاکرات کیے جس میں سعودی حکومت کی طرف سے حجاج کرام پر لگائے گئے ٹیکس معاف کرائے۔ آپ نے کمیونزم اور

دہریت کے خلاف محاذ قائم کیا۔ جس کے تحت تمام مذاہب و مسالک پر مشتمل ایک کانفرنس طلب کی۔ اس کانفرنس کے موقع پر آپ کی خدمات کے اعتراف میں متفقہ طور پر آپ کو "فضیلت مآب" کا لقب دیا گیا۔ 1935ء کو مشہور فلاسفر جارج برنارڈ شا سے ملاقات کی جس میں مضبوط دلائل سے انہیں "حقانیت اسلام" پر قائل کیا۔ تحریک پاکستان کے دوران انہوں نے مفتی اعظم فلسطین امین الحسینی، اخوان المسلمین مصر کے بانی حسن البنا، اردن کے شاہ عبداللہ اور شاہ ابن سعود وغیرہ قائدین سے ملاقاتیں کیں اور انہیں مطالب پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے لیے قائل کیا۔ اپنے برادر اکبر حضرت علامہ شاہ احمد مختار صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں شرف بیعت حاصل کیا جبکہ اجازت و خلافت کا اعزاز مجدد دین و ملت حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔ دنیا بھر کے تبلیغی دورے کیے اور ایک لاکھ سے زائد غیر مسلموں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ تحریک خلافت اور تحریک قیام پاکستان میں حصہ لیا اور فعال کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر آپ نے مختلف ممالک کا دورہ کیا اور حصول پاکستان کے اغراض و مقاصد سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی نماز عید قائد اعظم محمد علی جناح نے آپ کی اقتداء میں ادا کی۔ قائد اعظم نے آپ کو مصر کا سفیر بنانے کی پیش کش کی لیکن مذہبی و تبلیغی مصروفیات کے باعث آپ نے قبول نہ کی۔

1954ء میں حج بیت اللہ کی غرض سے حجاز مقدس گئے اور مدینہ طیبہ میں روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ اسی موقع پر مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں مدفون ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کو تین صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے عطا فرمائے۔ صاحبزادگان کے اسماء گرامی مع مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت شاہ محمد جیلانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے اور ہونہار

صاحبزادے تھے جو مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے کوشاں رہے۔ ایک عرصہ تک لندن میں مقیم رہے پھر زندگی کے آخری سالوں میں پاکستان میں مقیم ہو گئے۔ نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے لیے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے جدوجہد میں شریک رہے۔ اور قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا دست و بازو بن کر ان کے مشن کی تکمیل کے لیے جہد مسلسل کی۔ انہوں نے اپنے برادر اصغر امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی خدمات کے اعتراف میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

"میں شاہ احمد نورانی سے عمر میں بڑا ضرور ہوں مگر مقام و مرتبہ میں شاہ احمد نورانی مجھ سے بہت بڑے ہیں اور میرے والد کے حقیقی جانشین ہیں"۔

(صلاح الدین سعیدی، ماہنامہ "لانبی بعدی" شمارہ جنوری ۲۰۰۴ء ص ۶۷)

وہ جمعیت علماء پاکستان کے ممتاز راہنما بھی تھے جو جمعیت کے جلسوں، جلوسوں اور دیگر پروگراموں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے اور کارکنوں کی حوصلہ افزائی کرتے۔ چند سال پہلے کراچی میں ان کا وصال ہوا۔

☆ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ علامہ صدیقی کے دوسرے صاحبزادے، عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور مبلغ اعظم ابن مبلغ اعظم تھے۔ انہوں نے تاریخ ساز مذہبی اور سیاسی خدمات انجام دیں جس کا تفصیلی تذکرہ آئندہ صفحات میں آ رہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز۔

☆۔ جناب شاہ حامد ربانی (مقیم مدینہ منورہ)

☆۔ شاہ حماد سبحانی (مقیم مدینہ منورہ)

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی ہمشیرہ حضرت امت السبوح رحمۃ اللہ علیہا تھیں جنہوں نے خاندانی روایات کے مطابق "المرکز الاسلامی" کے نام سے کراچی میں ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جس میں خواتین کو علوم اسلامیہ کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جاتا تھا۔ ان کے شوہر حضرت علامہ فضل الرحمان انصاری (متوفی 1974ء) تھے جو حضرت مبلغ اعظم علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ انہوں نے عربی اور انگریزی میں کتب تصنیف

فرمائیں۔ ایک عرصہ تک علی گڑھ یونیورسٹی سے وابستہ رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی تبلیغ اسلام اور اشاعت اسلام میں صرف کر دی۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی چھوٹی ہمشیرہ محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد ایم۔ این۔ اے اپنے برادر اکبر حضرت قائد اہل سنت کی طرز پر مبلغہ اسلام، متحرک راہنما اور جمعیت علماء پاکستان شعبہ خواتین کی سربراہ ہیں۔ انہوں نے اپنی عظیم مشن کے لیے گلشن اقبال کراچی میں "خواتین اسلامک مشن ہال" قائم کر رکھا ہے جس میں خواتین کے مختلف پروگرام اور نشستیں منعقد ہوتی ہیں۔ وہ خواتین کو اعتقادی، علمی، عملی اور سیاسی تربیت دیتی ہیں۔ گفتگو اور خطاب کا لب و لہجہ حضور قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے موافقت رکھتا ہے۔

محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد ایم۔ این۔ اے کے شوہر جناب محمد احمد صدیقی ہیں جو ممتاز دانشور، ادیب، مصنف اور ممتاز صحافی ہیں۔ انہوں نے کراچی سے ہفت روزہ "احوال" جاری کیا جو اپنی نوعیت کا واحد رسالہ اور جمعیت علماء پاکستان کا ترجمان تھا۔ جناب محمد احمد صدیقی جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما اور امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے معاون و دست راست رہے ہیں۔

☆ حضرت علامہ شاہ محمد انس نورانی دامت برکاتہم العالیہ:

حضرت علامہ شاہ محمد انس نورانی صاحب عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور مبلغ ابن مبلغ ہیں۔ انہوں نے علوم اسلامیہ اور علوم جدیدہ میں مہارت حاصل کی۔ 1994ء میں انہوں نے کراچی یونیورسٹی سے ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ایک عرصہ سے علوم اسلامیہ کی تدریس میں مصروف عمل ہیں۔ والد گرامی امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر شرف بیعت اور اعزاز خلافت و اجازت حاصل کیا۔ قائد اہل سنت کی خواہش کے احترام اور حکم کے مطابق ایک مہینہ تک گوشہ نشینی میں گزارا اور سلسلہ عالیہ قادریہ علیمیہ کے اوراد و وظائف بالخصوص حزب البحر کی خوب تلاوت کی۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے بعد ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین اور جمعیت علماء پاکستان کے سرپرست ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم و عمل، اور عمر میں برکت اور مشن میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ عالمہ فاضلہ، عابدہ، زاہدہ، صابرہ شاکرہ اور ولیہ کاملہ تھیں۔ جو 1898ء کو مظفر نگر میں پیدا ہوئیں۔ اپنے شوہر مبلغ اسلام حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی فرمانبردار اور خدمت گزار تھیں۔ انہوں نے اپنی اولاد بالخصوص قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی تعلیم و تربیت اعلیٰ اصولوں اور اپنی نگرانی میں کی۔ شوہر کے وصال کے بعد اپنے صاحبزادگاں میں سے حضرت قائد اہل سنت کے ہاں قیام کو ترجیح دی۔ اپنے لخت جگر امام نورانی صدیقی پر جو شفقت و مہربانی فرماتیں اس کی کیفیت تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ قائد اہل سنت کو بھی والدہ محترمہ سے نہایت درجہ کی عقیدت و محبت تھی۔ جب کسی پروگرام، تبلیغی مشن اور سفر پر جانا ہوتا تو والدہ محترمہ سے ضرور اجازت حاصل کرتے اور قدم بوسی کرتے۔

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے باپردہ اور گمنامی کی زندگی گزاری البتہ دو مواقع پر اخبارات و جرائد اور عالمی میڈیا نے خوب کوریج دی۔ پہلی مرتبہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ جب 1973ء کے آئین کو اسلامی بنانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کے بعد بذریعہ ٹرین کراچی تشریف لائے تو تاحد نگاہ لوگ آپ کے استقبال کے لیے ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو اپنے لخت جگر کے عظیم کارنامہ کی خوشی میں والدہ محترمہ بھی باپردہ ریلوے اسٹیشن، کراچی میں تشریف لائیں۔ اس موقع پر قائد اہل سنت نے حسب عادت فرط محبت سے والدہ محترمہ کی قدم بوسی کر کے عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ دوسری مرتبہ جب 1977ء کو تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے دوران بھٹو حکومت کی طرف سے قائد اہل سنت کو گرم ترین علاقہ گڑھی خیرو کی ٹوٹی پھوٹی جیل میں رکھا گیا تو والدہ محترمہ کو وطن عزیز کے طول و عرض سے ٹیلی فون آئے، جس پر انہوں نے عوام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اخبارات کو ایک ایمان افروز بیان جاری کیا جو مندرجہ ذیل ہے:

مجھے گزشتہ چند روز کے اندر سینکڑوں ٹیلی فون اور پیغامات ملے ہیں جن میں میرے لڑکے نورانی کے ساتھ کی جانیوالی زیادتیوں کے سلسلے میں استفسار کیے گئے تھے اور اظہار ہمدردی کیا گیا تھا۔ میں ان تمام لوگوں کو جو نورانی میاں کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی پر آزردہ

ہیں، انہیں یہ ہدایت کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اظہار افسوس کی بجائے خدا کا شکر ادا کریں کہ اس نے ان کے راہنما کو حق بات کہنے اور پھر حق بات کے لیے سختیاں جھیلنے کی سعادت عطا کی۔

انہوں نے کہا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے اگرچہ میں عمر کی ایسی منزل میں ہوں کہ ہمہ وقت اپنے بیٹے کی قربت کی خواہش محسوس کرتی ہوں مگر اس کے باوجود مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے اس نے عظیم باپ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی لاج رکھ لی اور اس ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریک کو اس منزل پر لے جا رہا ہے جہاں سے کامیابی کا راستہ مختصر نظر آ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جنت البقیع مدینہ منورہ میں میرے شوہر اپنے بیٹے کی اس کامیابی پر نازاں ہونگے۔ حق وصداقت کے راستے میں نورانی میاں نے جو سختیاں جھیلی ہیں وہ ایک ماں کے دل کے لیے بظاہر تکلیف دہ ضرور ہیں مگر ان کے پیشروؤں کو حق کے لیے اس سے بڑی قربانیاں دینی پڑی ہیں۔

مجھے خوشی ہے کہ نورانی میاں کا حوصلہ بلند ہے اگر قومی زندگی کے اس نازک مرحلے پر وہ کسی کمزوری کا مظاہرہ کرتے تو میں مرتے دم تک انہیں اور خود کو معاف نہ کر پاتی خود کو یہ سوچ کر کہ کہیں میری تربیت میں کوئی کمی تو نہیں رہ گئی تھی مگر آج میں خوش ہوں کہ حشر میں حضور ﷺ کے روبرو مجھے شرمندگی نہیں اٹھانا پڑے گی اور نہ ہی میں اپنے شوہر کے روبرو شرمسار ہوں گی۔ میں ان تمام بہنوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں جن کے بچوں، شوہروں اور بھائیوں نے نظام مصطفیٰ ﷺ کی راہ میں جانیں دی ہیں یا جن کے بچے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، میں انہیں یقین دلاتی ہوں کہ ظلم کی تاریکی چھٹنے والی ہے اور وہ صبح ضرور طلوع ہوگی جو نظام مصطفیٰ ﷺ کی روشنی لیے ہوئے ہوگی اور جس کے ذریعے اس ملک میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگا۔ (محمد فروغ القادری، مولانا: جام نور دہلی شمارہ، مارچ ۲۰۰۴ء ص ۱۷)

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ کا وصال 21 مئی 2001ء کو کراچی میں ہوا۔ مزار حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں مدفون ہوئیں۔

قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاندان کی مذہبی اور سیاسی خدمات کو یوں واضح کیا:

ہم قیام پاکستان سے قبل میرٹھ شہر میں رہائش پذیر تھے جو یو۔پی میں واقع ہے۔ یہ ہندوستان کا ایک اہم صوبہ تھا۔ اگرچہ اس صوبے میں مسلمانوں کی کافی تعداد تھی لیکن پھر بھی وہ اقلیت میں تھے۔ اعداد و شمار کے مطابق صوبے میں مسلمانوں کی آبادی پورے صوبے کی آبادی کا 30 فیصد تھی لیکن مسلمان بااثر تھے۔ تعلیم کا تناسب بھی ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں رہنے والے مسلمانوں سے کچھ بہتر تھا۔ اس لیے قدرتی بات تھی کہ صوبے میں مسلمانوں کے حقوق کی بات زیادہ منظم طریقہ سے کی جاتی۔ ان کی ترقی کے لیے جدوجہد ہوتی اور انگریز سامراج کے ساتھ ساتھ ہندو ساہوکاروں کے ظلم وستم کے خلاف موثر آواز اٹھائی جاتی۔ میرے دادا بھی اردو کے بہت بڑے ادیب و شاعر تھے۔ وہ سیاسی میدان میں مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے قیام کو ضروری خیال کرتے تھے۔ ان کا اسم تھا مولانا محمد اسماعیل میرٹھی تھا۔ ان کی بے شمار نظمیں قیام پاکستان سے قبل ہی اردو کی نصابی کتابوں میں شامل تھیں۔ میرے حقیقی چچا مولانا نذیر احمد صدیقی میرٹھ سے بمبئی (جسے اس وقت بمبئی کہتے تھے) تشریف لے گئے۔ وہاں وہ بہت جلد مسلمانوں کو منظم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہیں "آزاد میدان بمبئی" کی بڑی مسجد کا خطیب اور امام مقرر کیا گیا۔ اس مسجد میں قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ بھی نماز کے لیے آتے تھے۔ وہ مولانا نذیر احمد صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر سے بہت متاثر ہوئے اور پھر دونوں کے مابین نظریاتی ہم آہنگی اور جدوجہد کے سلسلے میں ہم خیالی نے دونوں کو بہت قریب کر دیا اور یہ قرب اتنا بڑھا کہ قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی نے مولانا نذیر احمد صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور مولانا نے ہی ان کا نکاح پڑھایا اور رشتہ ازدواج میں منسلک کیا۔ اس ایک واقعہ سے ہی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کے تعلقات بانی پاکستان کے ساتھ کتنے قریبی تھے۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۲۲۸)

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے حوالے سے والد گرامی اور دیگر اکابر کی جدوجہد کو یوں واضح فرمایا:

ہمارے بزرگوں نے 1930ء سے ہی اس (تحریک قیام پاکستان کی) طرف توجہ دینا شروع کی۔ ان کی سوچی سمجھی رائے تھی کہ مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی کے ساتھ ساتھ

ہندو ساہوکاروں کی اقتصادی گرفت کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور بیک وقت دونوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کو اپنا نصب العین قرار دینا چاہیے۔ اس طرح حصول پاکستان کی جدوجہد کے پہلے مرحلے میں ہمارے بزرگوں نے مسلمانوں کے سواد اعظم اہل سنت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، حضرت سید محدث کچھوچھوی، مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی، غزالی زماں حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہم اللہ اور دوسرے بے شمار علماء و مشائخ کبار نے سنیوں کو منظم کرنے کے لیے ملک بھر کے طوفانی دورے کیے۔ میرے والد محترم مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سال سے زائد کا عرصہ پورے ملک کے تنظیمی دورے میں گزارا۔ اس جدوجہد کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے اور سنی کانفرنسیں منعقد ہونے لگیں۔ ان کانفرنسوں کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ گئی کہ اس دور کے کچھ نام نہاد مسلمان "قوم پرستی" کی آڑ میں کانگریس کے ساتھ تھے اور مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے قیام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اس طرح انگریز حکومت کو یہ تاثر دیتے تھے کہ مسلمانوں کی اکثریت ان کے ساتھ ہے، تو ہمارے بزرگوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ سنی کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا جائے اور ان میں قیام پاکستان کی حمایت کی جائے۔ چنانچہ 1946ء میں بنارس سنی کانفرنس نے قیام پاکستان کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کیا"۔

(فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۲۲۸)

فتنہ قادیانیت اور علامہ شاہ احمد نورانی

۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد ۲۳ اپریل ۱۹۷۲ء کو پاکستان میں اسمبلی کا اجلاس بھٹو نے بلایا۔ اس میں پہلے ہی روز قائد اہلسنت علامہ امام شاہ احمد نورانی نے قادیانیت کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس سے پہلے یحییٰ خان سے قائد اہلسنت نے ڈھاکہ میں مذاکرات کیے۔ اس میں بھی مشہور قادیانی ایم ایم احمد کی سازشوں سے صرف قائد اہلسنت نے پردہ اٹھایا۔ جمعیت کا وفد شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر مجیب الرحمن سے مذاکرات کرنے گیا تھا۔ جس کی قیادت قائد اہلسنت نے فرمائی جس میں جناب پیر محمد کرم شاہ اور ظہور الحسن بھوپالی مرحوم شامل تھے۔

(علامہ شبیر احمد ہاشمی)

(ہفت روزہ احوال و آثار، مارچ ۱۹۹۸ء، صفحہ ۲۳ تا ۲۷)

دوسرا باب

نورانی احوال و آثار

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن — گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت — یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن — قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

ولادت باسعادت:

قطب وقت، مبلغ اعظم، مجدد سیاست شرعیہ، قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ مطابق یکم اپریل 1926ء کو صدیقی خاندان میں مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی خلیفہ مجاز امام احمد رضا بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں علماء خیز شہر میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ (محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۲)

نام والقاب اور نورانی شجرہ نسب:

والد گرامی مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شاہ احمد نورانی" نام تجویز فرمایا۔ علوم اسلامیہ کی تکمیل و مہارت فنون کے باعث "علامہ مولانا" اور خاندانی نسبت سے "صدیقی" کہلائے۔

اسم "نورانی" تجویز کرنے کے سلسلے میں حضرت علامہ مفتی منیب الرحمان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

وہ صرف نام ہی کے "نورانی" نہیں تھے بلکہ اپنی صورت و سیرت، ظاہر و باطن، قلب و قالب اور جسم و روح ہر اعتبار سے "نورانی" تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان کے عظیم والد گرامی نگاہ عمیق، فراست مومنانہ، دیدہ بینا اور مستقبل بینی کا ملکہ تامہ رکھتے تھے، اسی لیے انہوں نے اپنے ہونہار فرزند کی فطری صلاحیتوں و کمالات کا کامل ادراک کرتے ہوئے ان کا نام ہی "نورانی" رکھ دیا تھا

اللہ جل شانہ کے حبیب کریم ﷺ کے اسم مبارک "محمد" کی طرح جو بھی ان کا نام لے، وہ حق مدح بھی ساتھ ہی ادا کرتا چلا جائے"۔

(مفتی منیب الرحمان نعیمی، علامہ: ماہنامہ "النعیم" کراچی شمارہ جنوری، فروری ۲۰۰۴ء، ص ۴)

حضرت پیر سید محمد فاروق القادری صاحب آپ کے اسم گرامی سے قبل لفظ "مولانا" کی توجیہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

"مولانا" کے لفظ میں آج جو ہلکا پن، مخصوص ذہنیت، چند قدیم علوم سے واقفیت اور اپنے گنبد کے خول میں بند رہنے کا تصور پیدا ہو گیا اور وہ کچھ ایسا غلط بھی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے "شاہ احمد نورانی" کا تعارف "مولانا" کے لفظ سے کرانا نہ صرف ان سے پرلے درجہ کی ناواقفیت بلکہ ان کے ساتھ ظلم بھی ہے"۔ (سید محمد فاروق القادری، پیر: شاہ احمد نورانی ص ۳)

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مختلف القاب عطا فرمائے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ، حضرت نوح علیہ السلام کو نجی اللہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم اللہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کو خاتم النبیین کا لقب عطا فرمایا۔

بارگاہ مصطفی ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف القاب عطا ہوئے جن سے وہ معروف و مشہور ہوئے۔ مثلاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسد اللہ، دس معروف صحابہ کرام علیہم الرضوان کو عشرہ مبشرہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو امین الامت، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو طیار اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء کا لقب عطا ہوا۔

اسی طرح اولیاء کرام کی نورانی جماعت بھی مختلف القاب سے مشہور ہوئی۔ مثلاً سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ "امام اعظم" حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی "غوث اعظم" حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری "غریب نواز" حضرت علی بن عثمان ہجویری "داتا گنج بخش" حضرت خواجہ قطب الدین بختیار "کاکی" حضرت بابا فرید الدین "گنج شکر" حضرت شیخ عثمان "شہباز مست قلندر" حضرت امام فضل حق خیر آبادی "امام المجاہدین" حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی "محقق علی الاطلاق" حضرت شیخ احمد سرہندی "مجدد الف ثانی" امام احمد رضا فاضل بریلوی "اعلیٰ حضرت"

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری "شیر ربانی" علامہ عبد العزیز مبارکپوری "حافظ ملت" حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی "صدر الافاضل" حضرت علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی "مبلغ اعظم" حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی "قطب مدینہ" حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی "شیخ الاسلام" حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی "غزالی زماں" حضرت علامہ حامد علی خاں "بے تاج بادشاہ" حضرت علامہ شاہ مصطفی رضا خاں بریلوی "مفتی اعظم" حضرت علامہ مفتی سید محمد غلام جیلانی "صدر العلماء" اور حضرت علامہ محمد عبد الستار خان نیازی "مجاہد ملت" کے لقب سے معروف و مشہور تھے جبکہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کثیر القاب سے مشہور ہوئے۔

آپ اسم با مسمّٰی تھے۔ مہد سے لے کر لحد تک عظیم اور تاریخ ساز کارنامے انجام دیے جن کے باعث کثیر الالقاب سے ملقب ہوئے۔ آپ کے القاب میں سے چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

عاشق رسول، فنافی الرسول، محبوب حبیب خدا، کشتۂ عشقِ رسول، عالم ربانی، قاری سبعہ عشرہ، قطب الوقت، قائم اللیل، صائم الدہر، مرشد کامل، بے مثل ادیب، بے بدل خطیب، ولی کامل، عارف کامل، محافظ مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، قائد تحریک نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، مناظر ختم نبوت، فاتح ختم نبوت، داعی تحریک ختم نبوت، مجاہد تحریک ختم نبوت، امام اہل سنت، محسن اہل سنت، مفتی اہل سنت، نازش اہل سنت، تاجدار اہل سنت، قائد اہل سنت، شیخ الاسلام والمسلمین، شہید عشق نبی، محبوب الاولیاء، ناشر عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، نائب صدیق اکبر، نائب امام اعظم، نائب مجدد الف ثانی، نائب امام احمد رضا، رہبر شریعت، شیخ طریقت، مبلغ اعظم، سفیر اسلام، پیکر صبر و رضا، آفتاب ملت اسلامیہ، امام انقلاب، قائد حزب اختلاف، امام العصر، سربراہ ورلڈ اسلامک مشن، قائد جمعیت علماء پاکستان، امیر کاروانِ اسلام، داعی اتحاد بین المسلمین، قائد ملت اسلامیہ، حق و صداقت کی نشانی، حکمرانوں کے زوال کی نشانی، مجدد سیاست شرعیہ، خالق آئین پاکستان، صدر ملی یکجہتی کونسل، سربراہ متحدہ مجلس عمل، شہید تحفظ ناموس رسالت۔

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب نجیب الطرفین یعنی والد گرامی اور والدہ محترمہ دونوں کی طرف سے خلیفۂ رسول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ غار ثور میں سیدنا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو سانپ نے ڈسا تھا۔ اس کا نشان جو قدرتی طور پر تل کی شکل میں نسل بعد نسل چلا آ رہا ہے۔ امام نورانی کے پاؤں کے انگوٹھے پر موجود تھا۔ جس کی اہل محبت نے بار بار زیارت کی۔ آپ کا مختصر شجرہ نسب یوں ہے:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی بن علامہ محمد عبد العلیم بن علامہ شاہ عبد الحکیم جوش صدیقی رحمہم اللہ۔

حلیہ مبارک:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک کچھ یوں تھا:

قد مبارک دراز، رنگ سفید، چہرہ روشن، آنکھیں موٹی، بینی مبارک درمیانی، لباس سنت کے مطابق (جو پاجامہ، جبہ، دستار اور ٹوپی پر مشتمل تھا) گلے میں کلیجی رنگ کا دوپٹہ، ریش مبارک گھنی، ہاتھ میں عصا، گفتار و رفتار میں وقار، میانہ روی، خوراک سادہ، تلاوت قرآن و درود پاک محبوب وظیفہ، شفقت و محبت کا پیکر اور عاجزی و انکساری کا مجسمہ تھے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ علمی و ادبی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ خاندان کے سب افراد خواتین و حضرات علم و فضل کی دولت سے مالا مال تھے۔ خاندانی بزرگوں کے طریقہ کے مطابق ایک پر وقار تقریب سعید میں چار سال، چار ماہ اور چار دن کی عمر میں والد گرامی سے رسم "بسم اللہ" خوانی سے تعلیم کا آغاز کیا۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ دس سال کی عمر میں والدین کی معیت میں پہلا حج کیا، حج بیت اللہ سے فراغت کے بعد ایک سال میں مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں تجوید و قراءت کی تعلیم مکمل کی۔

امام نورانی صدیقی نے اپنا بچپن والدین کی نگرانی میں نہایت صاف ستھرے اور علمی ماحول میں گزارا۔ چنانچہ اپنے گھریلو ماحول کے بارے میں آپ نے یوں فرمایا:

ہمارے گھر کا ماحول بہت زیادہ مذہبی تھا۔ تعلیم کے سلسلے میں آغاز حفظ قرآن سے کیا تھا۔ آٹھ برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ دس سال کی عمر میں والد صاحب کے ساتھ

پبلاج کیا۔ اس موقع پر والدہ محترمہ اور بڑے بھائی بھی ساتھ تھے۔ وہاں قریباً ایک برس تک ہم رہے"۔ (محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: نورانی قیادت ص: ۱۳۳)

دوسرے مقام پر بیان کیا:

گھر سے زیادہ دور نہیں جاسکتے تھے، صرف مسجد جاتے تھے اور وہ بھی گھر کے برابر میں تھی۔ بچپن مسجد سے گھر اور گھر سے مسجد کی حد تک محدود رہا لیکن جب ہائی سکول میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی تو پابندی ذرا نرم ہوگئی لیکن اس سے پہلے گھر سے باہر کے لیے نہیں نکل سکتے تھے"۔

(محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: نورانی قیادت ص ۱۳۴)

آپ نے میٹرک پاس کرنے کے بعد نیشنل عریبک کالج، میرٹھ سے نمایاں پوزیشن میں انٹر کا امتحان پاس کیا جہاں ذریعہ تعلیم عربی تھا۔ میرٹھ شہر کے مشہور مدرسہ "دارالعلوم اسلامیہ عربیہ" میں صدرالعلماء، امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم اسلامیہ (درس نظامی) کی تکمیل کی۔ آپ نے الہ آباد یونیورسٹی سے گریجوایشن اور فاضل عربی کی ڈگریاں حاصل کیں۔

اپنی تعلیم کی تکمیل اور دستار فضیلت کی پروقار تقریب کے حوالے سے یوں بیان کیا:

ہمارے استاد محترم صدرالعلماء مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب میری دستار بندی ہوئی اور مجھے دستار فضیلت عطا کی گئی تو اس تقریب میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفی رضا خاں بریلوی، صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، والد ماجد سفیر اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم میرٹھی صدیقی اور میرے استاد محترم حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہم جیسے مقتدر اور جید حضرات شریک ہوئے"۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۴۸)

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی معارف وعلوم وفنون کے اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (والد گرامی) رحمۃ اللہ علیہ

☆ صدرالافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

☆ صدرالعلماء حضرت علامہ شاہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

☆ قطب مدینہ حضرت علامہ محمد ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ

بیس سال کی عمر میں اپنی تعلیم مکمل کی تو مذہبی تبلیغ اور سیاسی خدمات کا آغاز کیا۔

زبانوں پر عبور:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کو سترہ (۱۷) زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ عالمی تبلیغی دوروں کے مواقع پر ہر ملک کی مقامی زبانوں میں خطاب کرتے اور لیکچر دیتے۔ آپ نے خود اس سلسلے میں یوں بیان کیا:

مجھے اردو، عربی، فرانسیسی، سوحلی، ڈچ، انگریزی اور افریقہ کی زبانوں پر عبور حاصل ہے جبکہ مقامی علاقائی زبانیں بھی سمجھ سکتا ہوں"۔

(فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۴۶۱)

حافظ عبدالرحمن نورانی صاحب آف کراچی لکھتے ہیں:

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو سترہ (17) زبانوں پر عبور حاصل تھا جن میں بالخصوص عربی، انگریزی، فرنچ، افریقن، اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، سرائیکی اور دیگر زبانیں شامل ہیں"۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: یادوں کے نقوش ص ۴۷)

پیر طریقت حضرت سید محمد فاروق القادری صاحب لکھتے ہیں:

وہ ہفت زبان عالم تھے نام کے نہیں حقیقی مبلغ تھے کہ ان کے ہاتھ پر دو لاکھ سے زیادہ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ وہ عربی، فارسی، انگریزی، سنسکرت، اور متعدد زبانیں مادری زبان اردو کی طرح بولتے تھے۔ وہ مجاہد تھے، انہوں نے ہر آمر، ہر غیر انسانی، غیر اسلامی فکر اور شخصیت کے خلاف عمر بھر جہاد کیا۔ وہ بولتے تو منہ سے پھول جھڑتے تھے، وہ متقی، متورع اور شب زندہ دار تھے۔ وہ اونچے درجہ کے باعمل سیاستدان تھے، ان کو دیکھنے والے کے لیے ممکن ہی نہ تھا کہ وہ ایک نظر دیکھنے کے بعد نگاہیں ان کے چہرے سے ہٹالے۔ غالباً سیف الدین سیف نے انہی کے لیے کہا تھا:

پھر پلٹ کر نظر نہیں آئی   تجھ پر قربان ہو گئی ہو گی

(محمد فاروق القادری، سید پیر: شاہ احمد نورانی ص ۴)

علامہ قمر الحسن بستوی مصباحی لکھتے ہیں:

ہم نے ان کی علمی جلالت کو وہاں دیکھا کہ لوگ مختلف زبانوں میں ان سے سوالات کر رہے تھے اور وہ ہر ایک کا جواب اس کی زبان میں دے رہے تھے۔ عربی، اردو، فارسی، انگریزی، فرانسیسی وغیرہ۔ وہ ایک ایسے قائد تھے جس پر ہمیں فخر ہے اور ان کی قائدانہ صلاحیتوں کو ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں"۔

(قمر الحسن بستوی مصباحی، علامہ: ماہنامہ "کنزالایمان" دہلی شمارہ مارچ ۲۰۰۴ء ص ۴۵)

علمی اسناد و شجرات:

امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی چند مشہور علمی اسناد و شجرات کا خاکہ سطور ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ مستقبل میں آپ کی حیات طیبہ اور خدمات پر کام کرنے والوں کے لیے علمی اور اہم دستاویز محفوظ ہو سکیں:

......(1)......

☆ ۔امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت علامہ شیخ محمد بن یوسف الفربری علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت شیخ ابولقمان یحییٰ بن عامر الختلانی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت شیخ محمد بن شاذ بخت فرغالی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت بابا یوسف الہروی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت حافظ نور الدین ابو الفتوح الطاوس علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت شیخ احمد النہر والی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت شیخ محمد النہر والی رحمہ اللہ تعالیٰ

☆ ۔حضرت شیخ ابو وفا احمد برزنجی بن محمد العجل الیمنی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت شیخ محمد بن سنہ علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت علامہ شیخ صالح المعروف الفلانی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت سید اسماعیل البرزنجی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت علامہ سید احمد برزنجی مفتی شافعیہ مدینہ منورہ علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت علامہ محمد عبد الباقی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی علیہ الرحمۃ

☆ ۔قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ

......(2)......

☆ ۔غوث اعظم حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت شاہ عبد الرزاق علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت سید عبد العزیز حبشی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت سید محمد بن علی السنوسی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت عبد الرحمن سراج مکی علیہ الرحمۃ

☆ ۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ

☆ ۔قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی قادری علیہ الرحمۃ

☆ ۔قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ

......(3)......

☆ ۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

☆ ۔سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

☆ ۔عارف باللہ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمان ملاوی علیہ الرحمۃ

☆ ۔حضرت علامہ شیخ احمد علیہ الرحمۃ

☆ ۔مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی علیہ الرحمۃ

☆ ۔قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ

......(4)......

☆ ۔استاذ الہند حضرت علامہ قطب الدین شہید سہالوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔استاذ الکل حضرت علامہ ملا نظام الدین سہالوی رحمۃ اللہ علیہ (مرتب نصاب درس نظامی)

☆ ۔بحر العلوم حضرت علامہ عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔حضرت علامہ محمد اعلم سندھیلوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔حضرت علامہ عبد الواجد خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔حضرت علامہ شاہ فضل امام رحمۃ اللہ علیہ (صاحب مرقات)

☆ ۔حضرت علامہ شاہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔حضرت علامہ ہدایت اللہ جونپوری رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔بحر العلوم، امام النحو حضرت علامہ شاہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

......(5)......

☆ ۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔بحر العلوم، امام النحو حضرت علامہ شاہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔قائد ملت اسلامیہ علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

(علی احمد سندھیلوی، علامہ: قائد تحریک نظام مصطفےٰ ۱۸۷۔۱۹۱)

نمبر 1 میں چودہ (۱۴) واسطوں سے آپ کا سلسلہ تعلیم امیر المومنین فی الحدیث حضرت ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ تک، نمبر 2 میں چھ (۶) واسطوں سے غوث اعظم حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک، نمبر 3 میں چار (۴) واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک، نمبر 4 میں نو (۹) واسطوں سے استاذ الہند حضرت شیخ قطب الدین شہید سہالوی (والد گرامی حضرت علامہ ملا نظام الدین سہالوی مرتب نصاب درس نظامی

رحمۃ اللہ علیہ) رحمہ اللہ تعالیٰ تک اور نمبر 5 میں دو (۲) واسطوں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ جاتا ہے۔

بیعت وخلافت:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا اور اعزاز خلافت و اجازت بھی۔ علاوہ ازیں قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری اور حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی۔ (محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص ۲۸)

جامع شریعت وطریقت ہونے کے سبب آپ سلسلہ عالیہ قادریہ علیمیہ رضویہ میں بیعت کرتے تھے۔ مذہبی وتبلیغی اور قومی وسیاسی مصروفیات کے باوجود بہت کم لوگوں کو بیعت کرتے تھے، تاہم آپ کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں جن میں علماء ومشائخ، مصنفین، سیاستدان، اور عوام سب شامل ہیں جبکہ عقیدتمندوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچتی ہے۔

حج وعمرہ کی سعادت:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا حجاز مقدس بالخصوص مدینہ منورہ سے روحانی اور جسمانی اعتبار سے گہرا تعلق تھا۔ حضور اقدس ﷺ سے جنون کی حد تک عشق ومحبت کے باعث ایک سال تک مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ میں تجوید وقراءت کی تعلیم مکمل کی۔ قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ زوجہ محترمہ کا تعلق بھی مدینہ منورہ سے تھا۔ دس سال کی عمر میں والدین کے ساتھ پہلا حج ادا کیا۔ آپ نے سولہ (16) سے زیادہ بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی جبکہ عمروں کی ادائیگی اور بارگاہ مصطفی ﷺ میں حاضری کا شرف بے شمار مرتبہ حاصل کیا۔ (محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص ۲۸)

شادی خانہ آبادی:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول اور سراپا سنت مصطفی ﷺ پر عامل تھے۔

1963ء میں قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی اور حضرت صاحبزادہ علامہ فضل الرحمان مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے شادی خانہ آبادی ہوئی۔ یہ پرمسرت و پروقار تقریب سعید مسجد نبوی شریف میں منعقد ہوئی۔ ایجاب و قبول مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی نے کرایا۔ (ماہنامہ "النعیم" کراچی شمارہ جنوری، فروری ۲۰۰۴ء ص ۳۶)

خطبہ نکاح تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی نے پڑھا اور گواہوں میں حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی شامل تھے جبکہ دعائے خیر و برکت قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری نے کرائی۔ شادی کے بعد ایک عرصہ تک آپ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ علماء پاکستان کے پرزور اصرار پر آپ پاکستان میں تشریف لائے۔ آپ نے اہل سنت و جماعت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کی کامیاب کوشش کی جو آپ کا ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔

تاثیر زبان:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں قدرت نے اس قدر تاثیر رکھی تھی کہ بڑے سے بڑا مخالف بھی آپ کا خطاب سن کر جھوم جاتا تھا اور حمایت و تائید کی شکل میں داد دیے بغیر نہ رہتا، آپ کی ہر بات دل و دماغ میں اتر جاتی تھی۔

حضرت پیر سید محمد فاروق القادری صاحب لکھتے ہیں:

وہ ہاتھ کے سخی تھے، دل کے غنی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوی اخلاق کا وافر حصہ عطا کیا تھا۔ ان کی طبیعت اور گفتگو میں بلا کا سکون، وقار، شائستگی، تحمل اور دھیماپن تھا۔ بولتے تو دل چاہتا کہ: وہ کہیں اور سنا کرے کوئی۔ سٹیج پر بولتے تو ہر لفظ "از دل خیزد بر دل ریزد" کا مظہر ہوتا۔ وہ اپنی طرز خطابت کے خود موجد تھے۔ الفاظ کا چناؤ ہو کہ لہجہ کا زیر و بم، زبان پر حاکمیت ہو کہ معلومات کی فراوانی، ہر بات میں وہ منفرد تھے۔ غالباً فیض نے آپ ہی کے لیے کہا تھا:

ندانم چہ جادو یست بطرز گفتارش — کہ باز بستہ زبان سخن طراز اں را

شاہ احمد نورانی جہاں جاتے وہاں ایک پرکیف فضا قائم ہو جاتی۔ میرا احساس ہے کہ یہ ان کی روحانیت کا عکس اور پرتو تھا۔ ان کی سادگی و درویشی پر تکلفات نثار ہوتے دکھائی دیتے تھے۔ ان کی محفل میں بیٹھ کر مصنوعی قد کاٹھ والے لوگ بونے محسوس ہوتے تھے۔

اس مرد خود آگاہ و خدا مست کی صحبت — دیتی ہے گداؤں کو شکوہ جم و پرویز

(محمد فاروق القادری، سید پیر: شاہ احمد نورانی ص ۱۰۔۱۱)

نورانی حاضر جوابی:

اللہ تعالیٰ نے امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو استحضار و حاضر جوابی کا اس قدر ملکہ عطا فرمایا تھا کہ علماء و مشائخ اور سیاسی قائدین میں آپ کی حاضر جوابی ضرب المثل بن چکی تھی۔ اس سلسلے میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

ایک دفعہ مولانا کوثر نیازی نے اپنے لیڈر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے امام نورانی کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ: یہ ہیں مولانا شاہ احمد نورانی، بھٹو نے طنزیہ انداز میں کہا: اچھا یہ ہیں مولانا نورانی جو حکومت کے کاموں سے کیڑے نکالتے ہیں۔ آپ نے برجستہ جواب دیا: اگر حکومت اپنے کاموں میں کیڑے نہ پڑنے دے تو ہمیں نکالنے کی کیا ضرورت ہے؟

(فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۱۸)

ایک دفعہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے وزیر اعظم پاکستان ہونے کی حیثیت سے بنگلہ دیش کا دورہ کیا۔ واپسی پر پانوں کا ٹوکرا لائے جو امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا۔ پیپلز پارٹی کے کچھ راہنماؤں نے بطور طنز امام نورانی سے کہا کہ: ہم مولانا نورانی کی طرح پان تو نہیں کھاتے۔ آپ نے فوراً جواب دیا: میں آپ کی طرح شراب بھی نہیں پیتا۔ (محمد محبوب الرسول قادری، ملک: قائد تحریک نظام مصطفیٰ ۱۸۶)

ملی یکجہتی کونسل کے ایک اجلاس میں سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا ضیاء القاسمی نے امام نورانی صدیقی پر طنز کرتے ہوئے کہا: ہم مولانا نورانی سے حلوہ کھائیں گے۔ آپ نے برجستہ جواب دیا: حلوہ کھانے کے لیے منہ چاہیے! اس جواب سے وہ تاحیات آپ کے سامنے منہ اونچا کر کے بات نہ کر سکے۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۱۸)

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ مولانا ضیاء القاسمی نے امام نورانی کی عظمت کا اعتراف کیا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہوئے کہا:

قائد اہل سنت مولانا نورانی میرے قائد اور مخدوم ہیں میں مولانا نورانی کا سب سے

بڑا مخالف تھا مگر انہیں قریب سے دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں، وہ بہت عظیم انسان ہیں۔ پاکستان کا وہ واحد لیڈر رہے۔ جس کا جو نظریہ 1970ء میں تھا اب بھی اسی پر جما ہوا ہے۔

(مولانا ضیاء القاسمی، ۲۳ اپریل ۱۹۹۵ء کو آواری ہوٹل لاہور میں خطاب)

حق گوئی و بے باکی:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ حق گو، آتش گفتار اور نڈر و بے باک قائد تھے۔ حکمرانوں، سیاسی قائدین اور کارکنوں میں آپ کی حق گوئی مشہور تھی۔ ان کا موقف تھا کہ حکمرانوں کے دربار میں جانا نہیں چاہیے اگر جانے کی ضرورت پڑ جائے تو ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہہ کر جہاد کرنا چاہیے۔ آپ کی حق گوئی کے حوالے سے چوہدری ظہور الٰہی کا بیان ہے کہ:

سابق صدر یحییٰ خاں نے شاہ احمد نورانی سے میرا تعارف کرایا تھا اور کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کے لیڈروں سے مذاکرات کے دوران جب مغربی پاکستان کے تمام لیڈر خاموش بیٹھے رہتے تھے، شاہ احمد نورانی واحد آدمی تھا جو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مجھ سے بات کرتا تھا۔ اور جس نے کہا تھا: تم کسی کو غدار قرار دینے والے کون ہوتے ہو؟ عوام کے نمائندوں کو اقتدار منتقل کر دو اس کے بعد سیاسی معاملات کو حل کرنا ہمارا کام ہوگا"۔

(روزنامہ مشرق لاہور، ۲۶ جولائی ۱۹۷۷ء)

جنرل ضیاء الحق کی طرف سے وطن عزیز کو دیوالیہ اور مقروض بنانے پر کڑی تنقید کرتے ہوئے امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس وقت پاکستان چودہ (14) بلین ڈالر کا مقروض ہے۔ نوکر شاہی اور جنرل شاہی نے پاکستان کا سودا کر رکھا ہے۔ معاشی طور پر ہمیں تباہ برباد کر دیا گیا ہے۔ 1955ء تک ملک قرضوں کے بغیر چلتا رہا حالانکہ مہاجرین آئے۔ پاکستان کے اثاثے بھارت نے نہ دیئے قومی خزانہ خالی تھا۔ 1948ء میں جنگ کشمیر بھی لڑی گئی مگر اس کے باوجود پاکستان نے کسی کے سامنے دست سوال نہ پھیلایا اور پھر قرضہ بھی امداد کے طور پر نہیں ہے۔ سُود سے دوگنا خون چُوس لیا جاتا ہے۔ اگر 1955ء تک ملک قرضوں کے بغیر چل سکتا ہے اب کیوں نہیں چل سکتا۔ حالانکہ ہندوستان نے ہمارا 55 کروڑ روپیہ روک لیا تھا اس کے باوجود قرضہ نہ لیا گیا مگر

1955ء کے بعد نوکر شاہی نے یہودیوں سے کمیشن کے سودے کئے اور امداد کے نام پر پرانے شکاری نیا جال لے کر آئے اور ہم قرضے میں اس طرح بندھ گئے کہ ہم اپنی مرضی سے ان قرضوں کو خرچ بھی نہیں کر سکتے۔ ورلڈ بنک نہ صرف مشورہ دیتا ہے بلکہ قیمتوں اور ٹیکسوں کے بڑھانے کا حکم بھی وہی دیتا ہے۔

1977ء تک ہم نے ساڑھے پانچ بلین ڈالر قرض لیا تھا مگر جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے پاکستان کو اقتصادی غلامی میں باندھنے کے لیے 1977ء سے لے کر 1987ء صرف دس سال میں ساڑھے آٹھ بلین ڈالر کا قرض لیا جب کہ 1955ء سے 1977ء تک ساڑھے پانچ بلین تھا یعنی بیس سال میں ساڑھے پانچ اور صرف دس سال میں ساڑھے آٹھ بلین ڈالر کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس طرح فوجی جنرلوں نے پوری قوم کا سودا کیا۔ امریکہ کا غلام بنایا۔ غیر ملکیوں کو ہم پر مسلط کیا۔ اب بھی ضرورت ہے کہ قوم امداد کے خلاف میدان میں نکل آئے اور اس کو مسترد کر دے اور خود کفالت، کفایت شعاری کو اپنا کر امریکہ کی غلامی سے نجات حاصل کرے۔ 1948ء میں جنگِ کشمیر ہوئی تو بھارت یو۔ این۔ او میں گیا مگر 1971ء میں ہم نے یو۔ این۔ او سے امن کی بھیک مانگی۔ 1948ء میں قوم کے منتخب وزیر اعظم نے ہندوستان کو مکا دکھایا تھا۔ مگر آج جنرل ضیاء الحق خوشامد کرنے کے لیے بھارت میں کرکٹ میچ دیکھنے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ قوم کے لیے باعث رسوائی ہیں۔ پاکستان اور جنرل ضیاء الحق اکٹھے نہیں چل سکتے۔ ابھی ہمارے سامنے کی بات ہے ارجن ٹائن کے فوجی ٹولے نے برطانیہ کے لندن سے دس ہزار میل دور ایک جزیرہ پر قبضہ کر لیا مگر برطانیہ کی خاتون وزیر اعظم نے اس وقت تک چین کا سانس نہ لیا جب تک ارجنٹائنی فوجوں کو اپنے ایک ایک انچ زمین سے باہر نکال نہیں دیا۔ ادھر جس وقت ارجنٹائن کی فوجوں کو برطانوی افواج سے مار پڑی اور برطانیہ کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ تو ارجنٹائن کے عوام سڑکوں پر نکل آئے اور فوجیوں کا تختہ الٹ دیا اور انہیں بیرکوں میں واپس جانے پر مجبور کر دیا مگر یہاں سیاچین گلیشیئر طشتری میں رکھ کر بھارت کو پیش کر دیا اور پاکستانی سربراہ میں ایک خاتون کی غیرت کے برابر بھی غیرت نہیں ہے۔

(محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: لوٹا گروپ ص ۳۲)

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، جرنیلوں کے پالتو اور حمایت یافتہ نام نہاد علماء و مشائخ کی بھی پرزور مذمت و مخالفت کرتے تھے۔ آپ حق بات پس پشت نہیں بلکہ منہ پر اور جلسہ عام میں کہنے کے عادی تھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں علامہ محمد بشیر القادری نورانی صاحب لکھتے ہیں:

جامعہ مجددیہ نعیمیہ، کراچی کا سالانہ جلسہ دستار فضیلت منعقد ہو رہا تھا جس میں امام نورانی صدیقی خطاب فرمانے والے تھے۔ ہوا یوں کہ جب آپ سٹیج پر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ سٹیج پر دائیں طرف پیر ایوب جان مجددی بیٹھے تھے اور راقم حروف حضرت قائد اہل سنت کے پیچھے ان گدوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا ہوا تھا جن کے ساتھ آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی دوران آپ پیر ایوب جان صاحب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ماشاء اللہ! پیر صاحب آپ بھی حنیف طیب کے ساتھ جنرل صاحب کی دعوت پر چلے گئے۔ پیر صاحب نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر کیا ہوا؟ پیر صاحب نے کہا: جنرل صاحب نے کہا: میں سید سنی ہوں، پانچ وقت کا نمازی ہوں اور میں نے عمرے بھی کیے ہیں۔ قائد اہل سنت نے فرمایا: پیر صاحب پھر کیا کرنا چاہیے؟ پیر ایوب جان نے کہا: حضرت وہ سنی ہے، اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ آپ نے فرمایا: پیر صاحب! آپ تو جاہل ہیں۔ آپ کو کیا معلوم اصل حقیقت کیا ہے؟ شاہ احمد نورانی کہتا ہے کہ جنرل صاحب شرابی ہیں اور امریکی اتحادی ہیں۔ یہ سن کر پیر ایوب جان مجددی نے حضرت قائد اہل سنت سے ہاتھ جوڑ کر معافی طلب کی۔ آپ نے مزید فرمایا: پیر صاحب! آپ جس کی اولاد ہیں، کہ گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے" اور آپ کی گردن پرویز مشرف کے آگے جھک گئی۔ یہ گفتگو جاری تھی کہ پیر صاحب کو سٹیج سیکرٹری نے تقریر کے لیے بلایا اور پیر صاحب نے تقریر کے لیے جانے سے پہلے حضرت سے اجازت طلب کی اور آپ نے ہاتھ ہلا کر پیر صاحب کو اجازت دی"۔

(سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: قائدین خادمین کی عدالت میں، ص ۴۲،۴۱)

مہمان نوازی:

مہمان نوازی کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ مہمان نوازی امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ آپ دروازے پر مہمانوں کا استقبال کرتے، مسرت و شفقت سے بغلگیر ہوتے اور عزت و احترام کے ساتھ بٹھاتے، اپنے مہمانوں کے ہاتھ دھلاتے، کھانا

گھر سے خود لاتے اور اپنے ہاتھوں سے پیش کرتے۔ اگر خدام و مریدین عرض کرتے کہ حضور! آپ تشریف رکھیں ہم خود یہ خدمت انجام دے لیتے ہیں تو آپ فرماتے: آپ مہمان ہیں اور میں میزبان ہوں لہٰذا یہ خدمت مجھے خود انجام دینی چاہیے۔ سنت نبوی ﷺ کے مطابق مہمانوں کو گھر سے باہر سڑک تک الوداع کرنے کے لیے تشریف لے جاتے۔ کاشانہ نورانی پر علماء، مشائخ، سیاسی قائدین، حکمران، عقیدت مند، مریدین، صحافی، کارکن اور عوام الناس مہمان بننے کی سعادت حاصل کرتے۔ 1989ء کی بات ہے کہ راقم الحروف کے ماموں جان الحاج محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1994ء) حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد بذریعہ بحری جہاز وطن واپس آرہے تھے۔ راقم الحروف اور عزیزم مولانا منیر احمد صاحب دونوں ان کا استقبال کرنے کے لیے کراچی گئے۔ دو دن تک ہمارا قیام جامعہ شمس العلوم، کراچی میں رہا۔ امام نورانی صدیقی کی زیارت کا پروگرام پہلے سے ہی تھا۔ اسی دوران مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک بھی میمن مسجد، کراچی میں بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ ہم محفل عرس میں حاضر ہوئے تو امام نورانی مسند صدارت پر جلوہ افروز تھے، جبکہ مفکر اسلام حضرت علامہ سید شاہ فرید الحق صاحب کھڑے ہو کر خطاب کر رہے تھے۔ محفل کے اختتام پر آپ کی دست بوسی کا شرف حاصل ہوا اور کاشانہ نورانی پر پہلی اور آخری بار مہمان بننے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ اس موقع پر آپ کی بے شمار نوازشیں، مہربانیاں اور شفقتیں دیکھنے میں آئیں جن کا احاطہ تحریر میں لانا دشوار ہے۔

اکابر کے حضور خراج تحسین:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اکابر سے انتہائی درجہ کی عقیدت و محبت تھی جس کا اظہار ان کے اعراس کے مواقع پر خطاب کے دوران کرتے، بلکہ اپنی خدمات اور کارناموں کو ان کا فیضان اور تسلسل قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ اکابر کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آپ نے کہا:

90 سالہ جاری فتنہ قادیانیت کا سدباب کرنا اور مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا میرے اور جمعیت علماء پاکستان کے کارناموں کے بس میں نہ تھا۔ یہ تو ہمارے اکابر کی محنت و

برکت تھی جن میں سرفہرست حضرت امام اہل سنت امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی، تاجدار گولڑہ قطب وقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، غزالی زماں رازی دوراں حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی، ملتان کے بے تاج بادشاہ غازی تحریک نظام مصطفی ﷺ مولانا حامد علی خاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں"۔ ("امام احمد رضا کانفرنس" منعقدہ لاہور سے خطاب بتاریخ ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۰)

قومی اسمبلی میں ذکرِ رضا:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اکابر میں سے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خصوصی عقیدت تھی جس کا اظہار "یوم رضا" اور "امام احمد رضا کانفرنس" کے موقع پر کرتے۔ ایک دفعہ "یوم رضا" کی پروقار تقریب سعید میں آپ نے "امام احمد رضا" کے حضور اظہار عقیدت کرتے ہوئے فرمایا:

جب میں مدرسہ عربیہ، میرٹھ سے فارغ ہوا تو میرے استاد گرامی امام النحو حضرت قبلہ علامہ صدر العلماء مولانا غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فتویٰ نویسی پر مقرر فرمایا۔ اس دوران فتاویٰ رضویہ دیکھنے کا موقع ملا۔ فتاویٰ رضویہ کی عبارات کو سمجھنے کے لیے کئی بار استاذ گرامی کی خدمت میں جانا پڑتا۔ ایک دن حضرت امام النحو مجھے فرمانے لگے: فتاویٰ رضویہ کو سمجھنے کے لیے تم دوبارہ درس نظامی پڑھو"۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۱۸)

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کامل امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر قومی اسمبلی میں بھی کیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں "امام احمد رضا کانفرنس" سے اپنے صدارتی خطاب کے دوران یوں انکشاف کیا:

میں نے قومی اسمبلی کے فلور پر تقریر کے دوران کہا تھا دو قومی نظریہ کی بنیاد امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی اور اس کی آبیاری اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ پھر اسی دو قومی نظریہ کو پاکستان کی صورت میں منصہ شہود پر لانے کے لیے علامہ اقبال اور قائد اعظم محمد علی جناح نے قابل فخر خدمات انجام دیں"۔

("امام احمد رضا کانفرنس" منعقدہ لاہور سے خطاب، بتاریخ ۲۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

پسندیدہ اشیاء:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو ہر وہ چیز پسند تھی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء عظام کی طرف ہوتی۔ اہل محبت کی افادیت کے لیے سطور میں آپ کی چند پسندیدہ اشیاء مع تاریخ ولادت و مولد پیش کی جاتی ہیں جو آپ کی مصدقہ بھی ہیں:

پسندیدہ کتاب:	قرآن کریم
پسندیدہ لباس:	سفید
پسندیدہ رنگ:	سبز
پسندیدہ زبان:	عربی
پسندیدہ ملک:	حرمین شریفین، حجاز مقدس
پسندیدہ شہر:	مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
پسندیدہ پھل:	کھجور
پسندیدہ پھول:	گلاب
پسندیدہ شخصیت:	والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ
پسندیدہ شعر:	وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاء
پسندیدہ شاعر:	سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
پسندیدہ مقرر:	والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ
پسندیدہ موضوع:	اسلام
پسندیدہ ڈش:	دال چاول
پسندیدہ مشروب:	سبز چائے

(فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۳)

فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی

احترام مشائخ عظام و توقیر علماء کرام:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ عالم ربانی، ولی کامل اور ملت اسلامیہ کے قائد اعظم تھے۔ آپ دلی طور پر علماء کرام اور مشائخ عظام کا ادب و احترام اور تعظیم و توقیر کرتے۔ جمعیت علماء پاکستان کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دینے کے لیے امام المناطقہ حضرت علامہ عطاء محمد گولڑوی بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خود جاتے اور ان کی دست بوسی کرتے۔ حضرت مفتی عبدالغفور شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کا بیان ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کے زمانہ میں حضرت صاجزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری سجادہ نشین شرقپور شریف، جمعیت علماء پاکستان کے دفتر میں آئے تو امام نورانی نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا اور جاتے وقت باہر دروازے تک ان کو الوداع کرنے کے لیے تشریف لیگئے۔ آپ دفتر میں تشریف فرما ہوئے تو صاجزادہ صاحب دوبارہ آئے تو آپ نے دوبارہ کھڑے ہو کر پہلے کی طرح استقبال کیا اور احترام سے بٹھایا اور روانگی کے وقت الوداع کیا۔ تھوڑی دور جا کر صاجزادہ صاحب پھر دفتر میں آئے تو آپ نے تیسری بار بھی کھڑے ہو کر ان کا نہایت پرتپاک انداز میں استقبال کیا اور تعظیم و توقیر سے بٹھایا۔

جامعہ نعیمیہ، لاہور کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر سٹیج پر امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے معذرت خواہانہ اور معافی کے انداز میں فرمایا: مجھ سے دانستہ یا نادانستہ کوئی غلطی یا گستاخی ہوگئی ہو تو آپ مجھے معاف فرما دیجیے۔

"امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصال مبارک سے چند ماہ قبل شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر فاتحہ خوانی کے لیے شرقپور شریف میں تشریف لائے۔ اس موقع پر حضرت صاجزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے ملاقات کی اور علماء کرام کی ایک پروقار تقریب میں اپنے خطاب کے دوران صاجزادہ صاحب کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا کر فرمایا: مومن عفو و درگزر سے کام لیتا ہے اگر میں نے

آپ کی کوئی گستاخی کی ہو تو میں معذرت چاہتا ہوں۔"

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر مدارس اہل سنت کی سرپرستی فرماتے رہے۔ (آپ کی جدوجہد سے دینی مدارس کی اسناد کو حکومت پاکستان کی طرف سے ایم۔ اے عربی و اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا گیا جس کے نتیجہ میں ہزاروں علماء کرام محکمہ اوقاف کی مساجد، پاکستان آرمی اور سرکاری و نیم سرکاری تعلیمی اداروں میں باعزت طور پر امامت و خطابت اور تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں)۔ جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور تو روز اول (1970ء سے تا وصال) آپ کی مذہبی و سیاسی سرگرمیوں کا مرکز رہا اور آج بھی آپ کے مشن کا علمبردار ہے۔ 1970ء میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور نقشبندی شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ بانی و ناظم و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور کی خصوصی دعوت پر آپ پہلی مرتبہ جمعیت علماء پاکستان کے قائد اور پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے جامعہ میں تشریف لائے۔ بعد ازاں پرہجوم مصروفیات کے باوجود گاہے بگاہے سالانہ جلسہ عام سے خطاب فرمانے کے لیے تشریف لاتے رہے۔

5 اکتوبر 1985ء کو جامعہ سے متصل مسجد "جامع مسجد فاروقیہ رضویہ" کا افتتاح فرمانے کے لیے تشریف لائے۔ 5 نومبر 2001ء کو حضرت علامہ مولانا صاجزادہ محمد عبدالرؤف نورانی مدظلہ العالی مدرس و نائب ناظم جامعہ فاروقیہ رضویہ کی شادی خانہ آبادی کے موقعہ پر نکاح مسنون پڑھانے کے لیے تشریف لائے اور صاجزادہ صاحب کو بطور حوصلہ افزائی اپنی جیب سے 1000 روپے عنایت فرمائے۔ 30 اگست 2003ء کو بعد از مغرب تا عشاء آخری بار تشریف لائے۔ حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت قائد ملت اسلامیہ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا دلی احترام و اکرام بجا لاتے۔ ولی راولی شناسد کے مطابق حضرت مفتی صاحب بغیر وضو کے قائد اہل سنت سے مصافحہ نہیں کرتے تھے اور امام نورانی کی بھی آپ پر شفقتیں تھیں، بیان سے باہر ہیں۔ یہ قرب اور جامعہ میں آمد و رفت کا طویل سلسلہ حضرت قائد اہل سنت اور قبلہ مفتی صاحب کا

تحفظ مقام مصطفی ﷺ اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے لیے جدو جہد کے نقطہ پر اتحاد و مراسم کا نتیجہ ہے۔

ایک دفعہ آپ کو معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کو بطور حوالہ کتاب "تاریخ دمشق" کی اشد ضرورت ہے جسے وہ خرید نہیں سکتے۔ تو آپ نے کتاب کی قیمت معلوم کر کے پچاس ہزار روپے کا چیک علامہ سعیدی صاحب کے پاس روانہ کر دیا اور خط بھی لکھا جس کا متن مندرجہ ذیل ہے:

حضرت محترم ذو المجد والفضل علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی مع الخیر ہوں گے، تاریخ دمشق کی خریداری کے لیے خدمت میں چیک بھیج رہا ہوں قبول فرمائیں۔ مزید برآں کتابوں کی مزید ضرورت ہو تو یاد فرمالیجیے گا، تعمیل ارشاد کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سایہ عاطفت کو اہل سنت پر کرم گستر رکھے۔ امین۔ چیک کی رسید پر فرمالیجیے گا۔

طالب دعا: فقیر شاہ احمد نورانی غفرلہ ۱۴۲۴ھ

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص ۴۱)

حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

آپ بہت سادہ تھے، بڑے وضعدار تھے، احسان کر کے نہ جتاتے تھے اور نہ ہی بتاتے تھے۔ مجھے اسلامی نظریاتی کونسل کا رکن بنایا۔ بڑے عرصے بعد پتہ چلا کہ آپ ہی کے حکم سے ایسا ہوا ہے۔ مجھے تاریخ دمشق دلائی اور میرے شکریہ کہنے پر فرمایا: میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس خدمت کا موقع عنایت فرمایا۔

(غلام رسول سعیدی، علامہ: "ماہنامہ النعیم" کراچی شمارہ جنوری، فروری ۲۰۰۴ء، ص ۳۲)

سطور بالا سے امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی علماء و مشائخ پر شفقت و محبت اور تعظیم و توقیر ظاہر و عیاں ہے۔

"شاہ احمد نورانی" سے قائد ملت اسلامیہ تک:

حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے موقع پر ایک قومی اخبار نے "مہد سے لے کر لحد تک کردار ہی کردار" کی سرخی شائع کی تھی۔ یہ صرف عقیدت نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ آپ مادرزاد ولی اللہ تھے اور آپ کے کردار و خدمات کا آغاز روز اول سے ہو چکا تھا، پھر روز بروز اس میں ترقی و اضافہ ہوتا چلا گیا۔ 1926ء میں پیدا ہوئے تو "شاہ احمد نورانی" نام تجویز ہوا۔ نابغہ روزگار اور وسیع علم و فضل کے حامل اساتذہ صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور صدر العلماء حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کے باعث 1944ء کو "علامہ شاہ احمد نورانی" بنے۔ 1947ء میں تحریک پاکستان میں حصہ لینے کے سبب "تحریک پاکستان کے ممتاز راہنما" قرار پائے۔ 1954ء میں والد گرامی مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال فرمانے پر عالمی تبلیغی خدمات کا آغاز کیا تو "عالمی مبلغ اعظم علامہ شاہ احمد نورانی" کہلائے۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے عملی طور پر سیاسی میدان میں اتر کر قومی و ملی خدمات بھرپور انداز سے انجام دینا شروع کیں تو پھر روز بروز ترقی و مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ کل پاکستان "سنی کانفرنس" ملتان کے موقع پر آپ کی خدمات کے اعتراف میں علماء و مشائخ اہل سنت کے متفقہ فیصلہ کے مطابق "قائد اہل سنت" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ 1974ء میں قومی اسمبلی میں آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے پر "فاتح مرزائیت" تسلیم کیے گئے۔ 1995ء میں "ملی یکجہتی کونسل پاکستان" پھر 2001ء میں "متحدہ مجلس عمل" قائم کرنے اور اس کے صدر کی حیثیت سے عالم کفر کے مقابلے میں ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کے لیے مجاہدانہ کردار ادا کیا جس کے نتیجہ میں آپ "قائد ملت اسلامیہ" قرار پائے۔

توکل وللّٰھیت:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل تھے، اس لیے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کامل تھا۔ دہشت گردوں کی طرف سے آپ پر دو مرتبہ قاتلانہ حملہ چکا تھا۔ 1990ء میں ڈی ایس پی اپنی پولیس گارڈز لیکر آپ کی رہائش گاہ واقع نزد کچھی میمن مسجد، کراچی میں حاضر ہوئے اور آپ سے کہا: ہمیں خفیہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کا نام دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر ہے۔ لہٰذا ہم نے حفاظت کا انتظام کیا ہے، امام نورانی نے ڈی ایس پی اور پولیس گارڈز کو واپس کرتے ہوئے فرمایا:

مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور وہ میری حفاظت کرے گا۔ جہاں تک دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ کا تعلق ہے میرا اس پر ایمان نہیں ہے، ہماری ہٹ لسٹ شب براءت کو ساتویں آسمان پر بنتی ہے۔ جس دن ہمارا نام ہٹ لسٹ پر آ گیا تو کوئی پولیس گارڈز اور فورس مجھے نہیں بچا سکے گی"۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: یادوں کے نقوش ص ۴۵)

ذریعۂ معاش:

قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کرام علیہم السلام کو حلال وطیب رزق کھانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ حدیث مصطفیٰ ﷺ ہے:

"اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ" یعنی رزق حلال کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام نے کسب رزق حلال کے لیے مختلف پیشے اختیار فرمائے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام نے زراعت، حضرت داؤد علیہ السلام نے زرہ سازی، حضرت ادریس علیہ السلام نے درزی گیری اور امام الانبیاء علیہ السلام نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا۔ رب کائنات نے سب سے زیادہ برکت پیشہ تجارت میں رکھی ہے۔ سید الانبیاء ﷺ نے تجارت اختیار فرما کر معاملات میں اصول وقواعد کا عملی طور پر اپنی امت کو درس دیا ہے۔ صحابہ کرام، تابعین اور صالحین وقواعد کا عملی طور پر اپنی امت کو درس دیا ہے۔ صحابہ کرام، تابعین اور صالحین امت نے ذریعۂ معاش تجارت کو بنایا۔ امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور امام

اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بطور ذریعۂ معاش تجارت کو اختیار کیا۔

عصر حاضر کے عظیم مفکر، عالمی مبلغ اسلام، مجدد عصر، قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام الانبیاء ﷺ کی محبت وعقیدت اور اپنے اسلاف کی پیروی میں تجارت کی۔ آپ قیمتی پتھروں مثلاً زمرد اور لعل یاقوت وغیرہ کی خرید وفروخت کرتے۔ تمام تبلیغی کام مثلاً امامت وخطابت اور تحریری وتقریری کام محض رضاء الٰہی اور خوشنودیٔ مصطفیٰ ﷺ کی غرض سے انجام دیتے۔ آپ نے تمام رسمی طریقوں مثلاً نذر ونیاز اور عوض و معاوضہ سے تاحیات اجتناب کیا۔

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے حقیقی محبت کا تقاضا:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ومحبت کا تقاضا ہے کہ جمعیت علماء پاکستان جوان کے دل کی آواز تھی، میں شامل ہو کر نظام مصطفیٰ ﷺ کے سپاہی کی حیثیت سے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے کارواں کو مضبوط تر بنا کر مقام مصطفیٰ ﷺ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کے لیے کوشش کی جائے۔ ان ایمان افروز اہداف ومقاصد کے حصول کے لیے زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو دعوت دی جائے۔ اس سلسلے میں حضرت علامہ مفتی منیب الرحمان صاحب آف کراچی لکھتے ہیں:

حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے حقیقی محبت وعقیدت کا کامل تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے عزائم کو مجتمع کریں۔ کمر ہمت کس لیں، نئی صف بندی کریں، عزیمت واستقامت کے اس جادہ مستقیم پر جس کے روشن نقوش حضرت نے چھوڑے ہیں، اپنا سفر جاری وساری رکھیں اور اپنی صفوں میں اہل افراد کو اہلیت وقابلیت اور صلاحیت (Merit and ability) کی بنیاد پر آگے لائیں، انہیں اپنی مکمل تائید وحمایت سے تقویت عطا کریں، ان میں اگر کسی جہت سے کمزوری ہے تو اس کی اصلاح کریں۔ علامہ نورانی کے قائم کردہ معیار قیادت کو ماڈل بنائیں اور ان کے مشن کے جو اہداف ہنوز تشنۂ تکمیل ہیں اور ان کے جو خواب ابھی تک منتظر تعبیر ہیں، ان کے حصول کو ممکن بنائیں"۔

(مفتی منیب الرحمان نعیمی، علامہ: ماہنامہ "النعیم" کراچی شمارہ جنوری، فروری ۲۰۰۴ء، ص ۱۷)

تیسرا باب

امام نورانی کی مذہبی خدمات

یہی ہے آرزو تعلیم قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

رب کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات کی حیثیت سے تخلیق فرمایا تو جہاں اس کے لیے خورد و نوش کی بے شمار چیزوں کا انتظام فرمایا وہاں اس کی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام فرمایا۔ تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں جبکہ اس سلسلہ کی آخری کڑی حضور پرنور، شافع یوم محشر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے حوالے سے فرمایا:

خَیْرُ کُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ — تم میں سے سب سے زیادہ بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور (دوسروں کو) اس کی تعلیم دی۔

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً — تم میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ — عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا لہٰذا آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ امت محمدیہ کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کی ذمہ داری صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ کرام، اغیاث، اقطاب، اولیاء، مجددین اور علماء ربانی پر عائد ہوتی ہے۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے ادوار میں ملت اسلامیہ کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے، دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عالمی تبلیغی دورے

کے لیے اپنے خلیفہ مجاز مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1954ء والد گرامی امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ) کا انتخاب فرمایا۔ اور انہیں عالمی تبلیغی دورے کے لیے روانہ فرمایا۔ علوم اسلامیہ اور عصری علوم کے جامع ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں پر بھی عبور رکھتے تھے۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے مختلف ممالک میں تبلیغی دوروں کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کا انداز تبلیغ علمی، تحقیقی اور عقلی و منطقی ہونے کے علاوہ مقامی زبان کی ادبی چاشنی سے بھی معمور اور دلنشین ہوتا۔ مسلم و غیر مسلم سب لوگ دلچسپی سے آپ کا خطاب سننے کے لیے جلسوں میں آتے اور اسلامی افکار و حقائق سے فیض یاب ہوتے۔ غیر مسلم لوگ نورانی خطاب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے بلکہ بہت سے لوگ اسلام قبول کر لیتے۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مبلغ ابن مبلغ، عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ حافظ قرآن تھے قاری قرآن بھی، عالم ربانی تھے مبلغ اسلام بھی، مفسر قرآن تھے محدث زمان بھی، مفتی تھے مدبر عوام بھی۔ انہوں نے اپنی تعلیم مکمل کرتے ہی بیس سال کی عمر میں تبلیغی خدمات انجام دینے کا آغاز کیا جو تا وصال جاری رہا۔ عالمی تبلیغی دوروں کا سلسلہ اپنے والد گرامی مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد 1955ء میں شروع کیا۔

کامیاب عالمی مبلغ اسلام کا ماہر علوم اسلامیہ، ماہر عصری علوم و فنون، خلوص و محبت، اعتدال و رواداری کے اوصاف کا حامل ہونا اور ذاتی مفاد و شہرت سے دور ہونا ضروری ہے۔ الحمدللہ! یہ تمام اوصاف حضرت قائد اہل سنت میں بطور کمال پائے جاتے تھے۔ سطور ذیل میں آپ کی عالمی تبلیغی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

بیرون ممالک میں مذہبی خدمات کی جھلکیاں:

1946ء میں تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے نوجوانوں پر مشتمل "نیشنل گارڈ" کے نام سے تنظیم قائم کی۔ اس تنظیم کے ارکان جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کرتے اور مسلم لیگی راہنماؤں کو بحفاظت سٹیج پر لانے اور واپس گھر چھوڑ کر آنے کی خدمات سرانجام دیتے۔

1958ء میں آپ علماء ازہر کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے۔ عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی" جامعہ ازہر" اور دیگر جامعات کا دورہ کیا اور علماء کے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ یہ آپ کا پہلا غیر ملکی دورہ تھا۔

1958ء میں پاکستان میں متعین روسی سفیر اور اور مفتی اعظم روس مفتی ضیاء الدین بابا خانوف کی خصوصی دعوت پر علماء اہل سنت گے وفد کے ہمراہ روس کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران آپ نے غیرت ایمانی اور حمیت دینی کا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ وہ اس طرح کہ روسی حکومت کی روایت کے مطابق روس کے مشہور قومی لیڈر اور سوشلسٹ راہنما "لینن" کی سمادھی پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ایک کافر کی یادگار پر پھول چڑھانا، اس کی تعظیم کرنا ہے جو ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے"۔ اس دورے کے دوران آپ نے علماء روس اور مسلمانوں کی ممتاز شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال کیا۔ مسلمانوں کے اکثریتی علاقہ "زنجبار" میں سوشلسٹوں کے خونی انقلاب کی تباہ کاریوں، مسلمانوں پر ڈھائے گئے مظالم، مساجد کی بے حرمتی، اسلامی اقدار و روایات کی پامالی اور مزارات کی توہین و تذلیل کا قریب سے مشاہدہ و مطالعہ کیا۔

1959ء میں عرب ریاستوں کا طویل خیر سگالی دورہ کیا اور ممتاز علماء و راہنماؤں سے ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال کیا۔

1961ء میں سری لنکا اور شمالی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا اور تاریخی خدمات انجام دیں۔

1962ء میں نائیجیریا کے وزیر اعظم احمد ڈبلیو شہید کی خصوصی دعوت پر تین ماہ کا تفصیلی تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران یوگنڈا، ماریشس، کینیا اور صومالیہ میں اجتماعات سے خطاب کیا اور اسلام کا پیغام پہنچایا۔

1963ء میں ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، چین اور سپین کا تبلیغی دورہ کیا۔

1964ء میں امریکہ، کینیڈا اور جنوبی امریکہ کا تفصیلی تبلیغی دورہ کیا اور اسلام کی روشنی پھیلائی۔

1953ء تا 1964ء آپ ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔

1968ء میں آپ نے یورپ کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران تاریخی خدمت یہ سر انجام دی کہ مشہور قادیانی رسالہ "اسلامک ریویو، لندن" کے ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں چھ گھنٹے تک مناظرہ کر کے شکست فاش دی جس کے نتیجہ میں وہ کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

1968ء میں آپ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے جنرل سیکرٹری بنے اور اسرائیل کے خلاف جہاد میں عملی حصہ لیا۔

1969ء میں آپ نے قادیانی فتنہ کے خلاف اخباری بیان جاری کیا۔ اسلام کے خلاف قادیانیوں کی سرگرمیوں اور سازشوں کو تفصیل سے بیان کیا اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کو کچلنے کے لیے بیدار ہونے اور میدان عمل میں اترنے کی دعوت دی۔

1971ء میں حجاز مقدس (سعودی عرب) اور دیگر عرب ممالک کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ اس دورے کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ تھا۔

1972ء میں مکہ مکرمہ میں دار ارقم کے تاریخی مقام پر ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی جس کے آپ چیئرمین اور علامہ ارشد القادری (انڈیا) جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔

1973ء میں آپ نے ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین کی حیثیت سے امریکہ، افریقہ، یورپ، کینیا، برطانیہ، جنوبی امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، سپین، تیونس، لیبیا، الجزائر، مصر، سعودی عرب اور ترکی کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران تقریباً ایک لاکھ میل کا سفر کیا، چھ سو سے زائد تقریریں کیں اور کثیر تعداد غیر مسلموں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

1974ء میں بریڈفورڈ (برطانیہ) کے مشہور سینٹ جارجز ہال میں عالمی اسلامی کانفرنس کی صدارت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک سے متعلق پچاس ممتاز علماء جمع ہوئے، جنہوں نے متفقہ طور پر آپ کو ورلڈ اسلامک مشن کا صدر منتخب کیا۔ آپ نے چوبیس سے زائد ممالک میں مشن کی شاخیں قائم کیں اور کنوینر مقرر کیے جن میں بھارت، سری لنکا، انڈونیشیا،

تنزانیہ، پرتگال، صومالیہ، جنوبی افریقہ، سینی گال، نائیجیریا، مصر، شام، عراق، افغانستان، مغربی جرمنی، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، سرینام، ارجنٹائن، سعودی عرب، ٹرینی ڈاڈ اور پاکستان شامل ہیں۔ آپ ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ کی حیثیت سے تاحیات خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مشن کی شاخوں کو دنیا بھر میں بالخصوص یورپ اور امریکہ میں خوب منظم وفعال کیا۔

1978ء میں امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کا دورہ کیا۔ کیپ ٹاؤن کے میئر اور شہریوں کی طرف سے عظیم الشان استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔ آپ نے اس استقبالیہ میں "اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے" کے موضوع پر انگریزی زبان میں تاریخی خطاب فرمایا جس میں اسلام کی جامعیت، اکملیت اور حقانیت کو خوب واضح فرمایا۔ کیپ ٹاؤن کے میئر نے اپنی جوابی تقریر میں آپ کو خراج تحسین پیش کیا اور "سفیر اسلام" کا خطاب دیا۔ اس دورے کے دوران 105 غیر مسلموں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

1979ء میں برمنگھم (برطانیہ) میں عظیم الشان "نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس" میں شرکت کی اور تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ برطانیہ کی تاریخ میں یہ مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع تھا جس میں مفتی اعظم قبرص ڈاکٹر رفعت مصطفی اور ترکی کے ڈاکٹر محمد یوجل نے بھی شرکت کی اور خطاب کیا۔

1980ء میں امریکہ کا دورہ کیا اور امریکہ کے مشہور شہر "نیویارک" میں کولمبیا یونیورسٹی کے انٹرنیشنل ہال میں "اسلام کی ہمہ گیریت" کے موضوع پر انگریزی میں تاریخی خطاب کیا۔ آپ کے خطاب سے متاثر ہو کر یونیورسٹی کی ایک خاتون پروفیسر نے اسلام قبول کیا۔ نیویارک سے ریاست ٹرینی ڈاڈ کے مسلمانوں کی خواہش پر ٹرینی ڈاڈ ایئر پورٹ پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کا عظیم الشان استقبال کیا گیا اور ریاست میں عام تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ یہاں پچیس دن تک قیام رہا اور چالیس اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ ٹرینی ڈاڈ سے سرینام، آساد اور آئی لینڈ کا دورہ کرتے ہوئے جرمنی گئے جہاں اسلامک سینٹر کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ کولمبیا یونیورسٹی میں "افغانستان میں روسی جارحیت اور افغان

مہاجرین" کے موضوع پر تاریخ ساز خطاب کیا۔ بعد ازاں کیلیفورنیا اور لاس اینجلس کا دورہ کیا۔ ورلڈ اسلامک مشن کی چوتھی کانفرنس کی صدارت کی جو پاپ ایڈن ہال، ہالینڈ میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر سے ممتاز علماء اور سکالرز نے شرکت کی۔ آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا: ورلڈ اسلامک مشن پوری دنیا میں اسلام کا پیغام پھیلانے اور مسلمانوں کے درمیان باہمی اخوت استوار کرنے کے لیے وجود میں آیا ہے"۔

1981ء میں مسلمانوں کی دعوت پر آپ کینیا کے دورے پر روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کی پھر مدینہ منورہ میں بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی بعد ازاں کینیا، ماریشس، جنوبی افریقہ، زمبابوے ملاوی، جزائر فجی، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہانگ کانگ اور سنگاپور کا طویل دورہ کیا، جس کا دورانیہ چھ ماہ تھا۔

1982ء میں امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران پینتالیس اجتماعات سے خطاب کیا، تمام خطابات ریڈیو ماریشس نے براہ راست نشر کیے۔ دورہ کے اختتام پر علیمیہ مشنری کالج، ماریشس کا معائنہ بھی کیا۔

1983ء میں امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈربن (جنوبی افریقہ) کا دورہ کیا جہاں عالمی "میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس" سے خطاب کیا۔ اس کانفرنس سے ممتاز سکالر پروفیسر سید شاہ فرید الحق اور علامہ شاہ تراب الحق نے بھی خطاب کیا۔ دار العلوم علیمیہ رضویہ، ڈربن کی عظیم الشان عمارت کا افتتاح کیا۔ حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی نے سعودی عرب سے شرکت کی۔ کیپ ٹاؤن کے اجتماعات میں آپ نے خصوصی خطاب کیا جس کے نتیجہ میں چار سو (400) مرزائیوں نے تائب ہو کر آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے والے خواتین وحضرات کو قرآن پاک اور ترجمہ قرآن "کنز الایمان" کے نسخے پیش کیے گئے۔ ہالینڈ کے مشہور شہر "ہیگ" جہاں انٹرنیشنل کورٹس آف جسٹس کا دفتر بھی ہے، کے پاس کالج فار مسلم اسکالرز" کا افتتاح کیا۔ ہالینڈ کے ایک ماہ کے دورے کے دوران سینکڑوں اجتماعات جن میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے، خطاب کیا۔ یہاں بھی بہت سے قادیانیوں اور عیسائیوں نے تائب ہو کر آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا۔ وہاں سے لندن گئے اور وہاں برلن ہال میں عظیم الشان اجتماع سے

تاریخ ساز خطاب کیا۔ بعد ازاں وکٹوریہ پارک مانچسٹر، اسلامک لرننگ سینٹر ایڈی لیڈ، اسلامک کونسل آف برطانیہ اور آکسفورڈ میں مختلف پروگراموں اور اجتماعات سے خطاب کیا۔ خطابات سے متاثر ہو کر مسلمان ہونے والے خواتین و حضرات کے آپ نے اسلامی نام تجویز فرمائے۔

1984ء میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے ماریشس تبلیغی دورہ کیا جہاں کثیر تعداد غیر مسلموں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اجمیر شریف میں حاضری کی غرض سے براستہ بمبئی واپس تشریف لائے۔ بمبئی ایئر پورٹ پر پانچ دن انتظار کیا لیکن ہندوستانی حکومت نے اجازت نہ دی۔ اسی سال آپ نے برطانیہ کا بھی دورہ کیا جہاں چھ تاریخی مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

1985ء میں ورلڈ اسلامک مشن، برطانیہ کے زیر اہتمام ویمبلے ہال، لندن میں عظیم الشان "حجاز کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے چار ہزار علماء و مشائخ اور اکابر نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں اہم شخصیات میں سے نبیرہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں الازہری، علامہ ارشد القادری، سید آل مجتبیٰ اجمیری، علامہ ابو طاہر علاء الدین گیلانی، مجاہد ملت علامہ محمد عبد الستار خاں نیازی، پیر سید برکات احمد شاہ آف جلال پور، صاحبزادہ فیاض الحسن سجادہ نشین حضرت سلطان باہو، پیر معروف حسین نوشاہی، پروفیسر غلام سیدین، علامہ ڈاکٹر محمد احمد بداوی (مصر)، صاحبزادہ عتیق الرحمان فیض پوری (آزاد کشمیر) اور علامہ سید ہاشم رفاعی (کویت) وغیرہم نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین، قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں سعودی حکومت پر زبردست تنقید کی اور مطالبہ کیا کہ ہر مسلمان کو اپنے عقیدے کے مطابق حجاز مقدس میں رہنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ حجاز مقدس میں رہنے والے سنی مسلمانوں کا محفل میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے، دلائل الخیرات شریف کا وظیفہ پڑھنے اور کنز الایمان کا مطالعہ کرنے کے باعث حجاز مقدس سے اخراج کی پالیسی سعودی حکومت کو ترک کرنی چاہیے۔

اسی سال آپ نے ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) میں تاریخی "جامع مسجد طیبہ" کی تکمیل پر

افتتاح کیا۔ یہ یورپ کی پہلی مسجد ہے جس میں باقاعدہ پانچ وقت لاؤڈ سپیکر میں اذان اور جمعۃ المبارک کا خطبہ ہوتا ہے۔

اسی سال آپ نے حکومت سری لنکا کی خصوصی دعوت پر سری لنکا کا تبلیغی دورہ کیا جس کا دورانیہ دو ہفتے تھا۔

1986ء میں آپ نے برطانیہ، ہالینڈ اور ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔ اسی سال ایران عراق جنگ بند کرانے کی غرض سے ورلڈ علماء کانفرنس کی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے آپ عراق گئے۔ اسی سال فرانس، جرمنی، برطانیہ، جنوبی افریقہ اور کینیا کا طویل دورہ کیا۔

1987ء میں ہالینڈ کا تبلیغی دورہ کیا جہاں ایک عظیم الشان و تاریخی مسجد کا افتتاح کیا اور کئی اجتماعات سے خطاب کیا۔ وزارت اوقاف، عراق کی خصوصی دعوت پر عراق کا تبلیغی دورہ کیا۔ لیبیا میں "بین الاقوامی اسلامی" کانفرنس میں شرکت کی اور ایران عراق جنگ بندی کے حوالے سے کرنل قذافی سے ملاقات کی۔ علاوہ ازیں اسی سال یورپ اور برطانیہ وغیرہ ممالک کا بھی تبلیغی دورہ کیا۔

1988ء میں آپ نے برطانیہ کا تبلیغی دورہ کیا اور وہاں جامع مسجد لسٹر کا سنگ بنیاد رکھا جو بیس لاکھ پونڈ سے پانچ سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔

1989ء میں بھارت کا طویل دورہ کیا، جہاں مختلف شہروں میں اجتماعات سے خطاب کیا۔ دار العلوم علیمیہ، احمد آباد میں جلسہ عام کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔ آپ نے اسلام کی حقانیت، جامعیت، اصلاحی، معاشی اور سماجی نظام کے حوالے سے تفصیلی روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں "ہندومت اور اسلام کا تقابلی جائزہ" کے موضوع پر بھی مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ اسی سال آپ نے سوئٹزرلینڈ اور لیبیا کا بھی تبلیغی دورہ کیا۔ علاوہ ازیں "جامعۃ الازہر" (مصر) اور مساوات یونیورسٹی کے سینٹ کے اجلاسوں میں رکن کی حیثیت سے شرکت کی۔

1990ء میں عراقی صدر صدام حسین کی خصوصی دعوت پر "بین الاقوامی مسلم کانفرنس" بغداد میں مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور تاریخی خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں عالم

اسلام کو درپیش مسائل اور اس کے سد باب کے لیے تجاویز پیش کیں۔

1993ء میں جب بھارت میں تاریخی "بابری مسجد" شہید کی گئی تو حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس سانحہ پر سب سے پہلے صدائے احتجاج بلند کی پھر آپ کی تقلید و اعلان پر عالم اسلام سراپا احتجاج بن گیا۔ آپ نے اس موقع پر ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین کی حیثیت سے بھارتی حکومت کو پیش کش کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:

"ورلڈ اسلامک مشن کو اپنے خرچے پر اسی جگہ مسجد بنانے کی اجازت دی جائے، ہم ایسی ہی مسجد بنائیں گے جیسی پہلے تھی"۔

1996ء میں آپ نے ناروے میں عظیم الشان مسجد کا افتتاح کیا جو اس خطے کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ اس طرح دنیا کے آخری کونے میں بھی پرچم اسلام لہرایا اور اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اسی دوران پوپ جان پال (جو مذہب عیسائیت کے سب سے بڑے رہنما تھے) نے افریقہ کا دورہ کیا اور اعلان کیا کہ: اگلی صدی میں افریقہ کا مکمل مذہب عیسائیت ہوگا"۔ عالم اسلام سے صرف قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے چیلنج کیا اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے اعلان کیا کہ:

"آئندہ صدی میں افریقہ میں عیسائیت نہیں بلکہ اسلام ہی بڑا مذہب ہوگا"۔

آپ ہر سال ربیع الاول شریف میں ماریشس جاتے جہاں عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی قیادت فرماتے اور محافل میلاد مصطفی ﷺ سے خطابت فرماتے۔ وزیر اعظم ماریشس نے آپ کے حضور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

ربیع الاول میں مولانا شاہ احمد نورانی ماریشس تشریف لاتے ہیں تو آپ کا استقبال سربراہ مملکت کی طرح ہوتا ہے۔ اور ماریشس میں امن وسکون کا سہرا مولانا نورانی کے سر پر ہے"۔

2003ء میں آپ نے آئیر لینڈ کی تبلیغی دورہ کیا۔ اس موقع پر مختلف مقامات پر عظیم الشان کانفرنسوں کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔ اس دورے کا دورانیہ ڈیڑھ ہفتہ تھا۔ یہ آپ کی زندگی کا آخری دورہ تھا۔ (افکار نورانی ص ۳۰ تا ۳۱، یادوں کے نقوش ص ۳۰۲ - ۲۹۸)

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے دنیا بھر میں دینی مدارس، مساجد، یونیورسٹیوں اور لائبریریوں کا جال بچھا کر تاریخی اور قابل تقلید خدمات انجام دیں۔ آپ کی سرپرستی میں 1800 کے لگ بھگ مرکزی دینی مدارس اور مساجد قائم ہوئیں۔ آپ کی سرپرستی میں چلنے والے ہزاروں اداروں میں سے چند ایک کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆ علیمیہ دار العلوم	ماریشس
☆ علیمیہ اسلامک مشن کالج	ماریشس
☆ مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ، جارج ٹاؤن	امریکا
☆ آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی	ملائشیا
☆ حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام	ماریشس
☆ ورلڈ اسلامک مشن	ماریشس
☆ حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون	سری لنکا
☆ ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن	گیانا
☆ اسلامک مشنریز گلڈ	ساؤتھ امریکا
☆ حنفی مسلم سرکل، پریسٹن	برطانیہ
☆ دار العلوم جامعہ مدینۃ الاسلام، ڈین ہاگ	ہالینڈ
☆ دار العلوم علیمیہ، ضلع بستی	انڈیا
☆ ورلڈ اسلامک مشن، کراچی	پاکستان
☆ الصفہ اسلامک یونیورسٹی، لاہور	پاکستان
☆ علیمیہ انسٹی ٹیوٹ، کراچی	پاکستان
☆ ورلڈ تبلیغی کالج گلشن اقبال، کراچی	پاکستان
☆ بابا فرید الدین گنج شکر ویلفیئر ایجوکیشن سوسائٹی	پاکستان
☆ المرکز الاسلامی، لاہور	پاکستان

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۴۹)

وطن عزیز میں مذہبی خدمات کی جھلکیاں:

عالمی سطح پر آپ کی مذہبی وتبلیغی خدمات کی طرح وطن عزیز کے اندر بھی مذہبی خدمات کا ایک طویل سلسلہ ہے، جن کا احاطہ تحریر میں لانا دشوار ہے تاہم آپ کی چند خدمات سطور ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں:

1949ء میں آپ اپنی تعلیم مکمل کر کے پاکستان تشریف لائے۔ کچھی میمن مسجد، کراچی میں امامت وخطابت اور درس وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا جو تاحیات جاری رہا۔ پاکستان میں تشریف لاتے ہی آپ نے پہلا اخباری بیان قادیانیوں کے خلاف جاری کیا تھا۔

1949ء میں جامع مسجد آرام باغ، کراچی میں تین روزہ "سنی کانفرنس" منعقد کی جس میں پیر پگارا کو وطن واپس لانے اور ان کی گدی بحال کرنے کا مطالبہ کیا، جس پر حکومت کی طرف سے فوری عمل ہوا۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت میں اہم اور فعال کردار ادا کیا اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

1970ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل پاکستان "سنی کانفرنس" میں فعال کردار ادا کیا۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کی منشور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا آپ کو چیئرمین منتخب کیا گیا۔ آپ نے جمعیت کے منشور میں مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی اصطلاحات پہلی مرتبہ شامل کیں۔

1970ء میں ہی مفتی اعظم پاکستان ابو البرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ اشرفی امیر حزب الاحناف، لاہور رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپ اکٹھے ہوئے تو حضرت امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے مشترکہ سربراہی اجلاس کی صدارت کی اور سب دھڑوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔ اسی سال آپ نے سابق صدر مملکت مسٹر یحییٰ خاں سے ملاقات کے موقع پر بارعب لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

شراب خانہ خراب کو یہاں سے ہٹاؤ ورنہ ہم یہاں سے جا رہے ہیں"۔

1972ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی لیڈر اور رکن قومی اسمبلی کی حیثیت سے قومی اسمبلی کے اجلاس سے پہلا خطاب کیا اور اپنے خطاب کے دوران قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بھرپور مطالبہ کیا۔

1973ء میں تحریک نفاذ نظام مصطفی ﷺ کی منزل کو قریب تر کرنے کے لیے قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی جماعتوں پر مشتمل "متحدہ جمہوری محاذ" کے نام سے اتحاد تشکیل دیا جس کے آپ جنرل سیکرٹری جبکہ خاں ولی خان صدر مقرر ہوئے۔ آپ نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے مرکزی کردار ادا کیا۔

1973ء میں آپ آئینی کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے اور وطن کو آئینی لحاظ سے "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کا نام دیا۔

1973ء کے آئین میں اسلامی دفعات شامل کرنے بلکہ پورے آئین کو اسلامی بنانے کے لیے تاریخی جدوجہد کی۔ صدر مملکت، وزیر اعظم، وفاقی وصوبائی وزراء اور ارکان اسمبلی کے لیے اٹھایا جانے والا حلف نامہ آپ نے تحریر کیا۔

1973ء کے آئین کے لیے آپ نے دوصد (200) سے زائد ترامیم و دفعات مرتب کیں جو مستقل طور پر آئین کا حصہ قرار پائیں۔

1973ء کے آئین میں سربراہ مملکت کا مسلمان ہونا اور مسلمان کی جامع مانع تعریف شامل کروائی۔

1974ء میں چلائی جانے والی "تحریک ختم نبوت" میں آپ نے فعال اور فیصلہ کن کردار ادا کیا۔

1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے آپ نے قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی۔ آپ کی جہد مسلسل سے 7 ستمبر 1974ء میں آئینی طور پر حکومت پاکستان کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

1974ء میں ہی حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی سند کو حکومت کی طرف سے ایم۔اے اسلامیات اور ایم۔اے عربی کے مساوی تسلیم

کروا کر علماء کرام پر احسان عظیم فرمایا لیکن اس پر عملدر آمد ضیاء الحق کے دور میں ہوا۔

1977ء میں "پاکستان قومی اتحاد" کے نام سے ایک اتحاد قائم ہوا جس کے منشور میں "نفاذ نظام مصطفی ﷺ" کو پہلی ترجیح قرار دیا گیا۔ اور 1977ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کے لیے "تحریک نظام مصطفی ﷺ" کا نام آپ نے تجویز فرمایا تھا۔

1978ء میں مدینۃ الاولیاء، ملتان میں کل پاکستان "سنی کانفرنس" منعقد کر کے آپ نے اہم کردار ادا کیا۔

1979ء میں کل پاکستان "میلاد مصطفی ﷺ" مصطفی آباد (رائے ونڈ) منعقد کر کے تاریخی خدمت انجام دی اور اہل سنت کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے بیدار کیا۔ عاشقان رسول کریم ﷺ کی مشہور زمانہ تنظیم "دعوت اسلامی" آپ نے قائم فرمائی اور تاحیات اس کی سرپرستی وتہذیب فرماتے رہے۔

1984ء میں آپ نے "یارسول اللہ کانفرنس" لاہور میں شرکت فرمائی اور تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ سابق صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو سگریٹ نوشی سے آپ نے نجات دلوائی۔

1995ء میں تمام اسلامی جماعتوں پر مشتمل "ملی یکجہتی کونسل" قائم کر کے تمام مکاتب فکر کے درمیان پائی جانے والی نفرت، عداوت، کدورت اور بغض وکینہ کو حرف غلط کی طرح ختم کر کے باہم شیر وشکر بنا کر وطن عزیز میں پائی جانے والی قتل وغارت کی فضا کو ختم کیا۔

2001ء میں "ملی یکجہتی کونسل" کو "متحدہ مجلس عمل" کا نام دیا گیا جو تاریخ پاکستان میں پہلا مذہبی اور سیاسی اتحاد ہے۔ اس اتحاد نے قائد ملت اسلامیہ کی قیادت میں بائیں بازو کی قوتوں کے مقابلے میں "عام انتخابات" میں حصہ لیا اور زبردست کامیابی حاصل کی۔

(فیض الرضا نورانی، مولانا: افکار نورانی، ص ۳۱)

66 سال تک آپ نے مسلسل جناح جامع مسجد کراچی، میں رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی لیکن ایک پائی تک نذرانہ وغیرہ وصول نہیں کیا۔

خدمت لوح وقلم:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور، ہنگامہ خیز اور نہایت مصروفیت سے زندگی گزاری جس کے باعث تصنیف وتالیف کے لیے وقت بہت کم ملا۔ چونکہ آپ قرطاس وقلم کی اہمیت اور افادیت سے خوب واقف تھے اس لیے تحریری میدان میں بھی اپنے موضوع کے لحاظ سے گرانقدر اور قابل تحسین خدمات انجام دیں۔ آپ کی تصانیف مبارکہ انگریزی اور اردو میں ہیں، تصانیف کے نام مع مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ۔دی سیل آف پرافٹ (مہر نبوت)   انگریزی

آپ نے اس کتاب میں ایک سو سے زائد آیات قرآنی اور تین سو سے زائد احادیث مبارکہ سے عقیدہ "ختم نبوت" کو ٹھوس بنیادوں پر ثابت کیا ہے۔ قادیانیوں کی تاویلات اور مغالطوں کا بھی دنداں شکن جواب دیا ہے۔

☆ ۔جیس کرائسٹ ان دی لائٹ آف قرآن (حیات مسیح قرآن کی روشنی میں) انگریزی

قادیانی لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے "وفات عیسیٰ علیہ السلام" کو ثابت کرتے ہیں۔ قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں مضبوط دلائل وشواہد سے "حیات عیسیٰ علیہ السلام" کو ثابت کر کے قادیانی عزائم اور ان کے گمراہ کن پروگراموں کے سامنے مضبوط چٹان کی طرح بند باندھ کر تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔

☆ ۔جیل کے دن جیل کی راتیں   (اردو)

اس کتاب میں آپ نے مشہور زمانہ قید کے دوران حکومتی مظالم کی تفصیل اور اپنے نظریہ نظام مصطفی ﷺ کی وضاحت کی ہے۔

☆ ۔ترجمہ قرآن وتفسیر (انگریزی)

(خلیل احمد رانا: نورانی میاں کی تبلیغی مصروفیات، ص ۳۵)

حضرت امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ عدم فرصت کی بنا پر اپنی تصانیف کو شائع نہ کر سکے لیکن آپ کی یہ تصانیف مبارکہ غیر مطبوعہ مسودات کی شکل میں محفوظ ہیں۔ کاش ورلڈ اسلامک مشن یا جمعیت

علماء پاکستان یا کوئی اور اشاعتی ادارہ ان کتب کی اشاعت کا اہتمام کرے تاکہ یہ علمی ورثہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو سکے۔

علاوہ ازیں امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہزاروں خطبات (جو کیسٹوں کی شکل میں موجود ہیں)، بے شمار بیانات (جو اخبارات کے صفحات پر محفوظ ہیں)، مقالات (جو مختلف رسائل میں محفوظ ہیں)، اور سینکڑوں انٹرویوز (جو اخبارات و جرائد کے صفحات کی زینت بنے) کو جمع کر کے کتابی شکل میں "افکار نورانی" کے نام سے شائع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ (یہ علمی سرمایہ بارہ ضخیم جلدوں سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے)۔ کاش آپ کے جانشین حضرت صاحبزادہ شاہ انس نورانی چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن و سرپرست جمعیت علماء پاکستان اس طرف توجہ فرمائیں اور یہ عظیم خدمت سرانجام دینے کا اہتمام فرمائیں۔

نشر و اشاعت کے حوالے سے خدمات:

قائد اہل سنت کا امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں سینکڑوں ادارے قائم ہوئے جنہوں نے نشر و اشاعت کے میدان میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ آپ کی سرپرستی میں اور ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام لاکھوں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں مذہبی و اسلامی کتب شائع کر کے مفت تقسیم کی گئیں۔ آپ کی سرپرستی میں کثیر تعداد میں ماہانہ رسائل شائع ہوتے رہے جن میں سے چند ایک نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ماہنامہ الدعوہ:

یہ رسالہ انگریزی اور عربی زبان میں آپ کی سرپرستی میں مفکر اسلام حضرت سید شاہ فرید الحق کی ادارت میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے اور اس کی مفت ترسیل کی جاتی ہے۔ اسی پرچے کا ایک انگلش ورژن "دی میسج انٹرنیشنل" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

☆ ماہنامہ الجمعیۃ:

یہ رسالہ آپ کی سرپرستی میں اور جمعیت علماء پاکستان کے شعبہ نشر و اشاعت کے زیر اہتمام لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ اس پرچہ میں آپ کے اہم خطبات اور پیغامات شائع کیے

جاتے تھے۔

☆ ماہنامہ احوال و آثار:

یہ رسالہ آپ کی سرپرستی میں محمود قادری کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ اس رسالہ نے آپ کے افکار اور خدمات کی اشاعت کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا۔

☆ ماہنامہ ترجمان اہل سنت:

یہ رسالہ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما علامہ جمیل احمد نعیمی کی ادارت میں کراچی سے شائع ہوتا رہا۔ اس رسالہ نے تحفظ مقام مصطفی ﷺ نفاذ نظام مصطفی ﷺ اور جمعیت علماء پاکستان کی تنظیم و استحکام کے حوالے سے گرانقدر خدمات انجام دیں۔

☆ ہفت روزہ افق:

یہ رسالہ آپ کی سرپرستی اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما اور ممتاز صحافی جناب ظہور الحسن بھوپالی کی ادارت میں کراچی سے شائع ہوتا رہا۔ اس رسالہ نے افکار نورانی کی ترجمانی اور جمعیت علماء پاکستان کے تنظیمی امور کے حوالے سے اہم خدمات انجام دیں۔

☆ ندائے اہل سنت:

یہ رسالہ جمعیت علماء پاکستان کے راہنما جناب قاری زوار بہادر کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ نے مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ، نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ اور افکار نورانی کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔

☆ ماہنامہ لانبی بعدی:

یہ رسالہ آپ کی سرپرستی اور محمد افضل رشید نقشبندی صاحب کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ جو تحفظ ختم نبوت اور تحفظ مقام مصطفی ﷺ کے حوالے سے قابل تقلید خدمات انجام دے رہا ہے۔

عالمی علمی اداروں میں رکنیت:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بہت سے عالمی تعلیمی اداروں کے رکن کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس سلسلے میں آپ نے یوں فرمایا:

بغداد شریف میں سیدنا امام اعظم سے منسوب ایک کالج ہے "کلیۃ الشرعیۃ الاعظمیۃ" عام طور پر "کلیہ اعظمیہ" کہا جاتا ہے، یہاں سے علماء تربیت پاتے ہیں، میں اس کا رکن ہوں۔ ایک یونیورسٹی ہے "جامعہ صدام الاسلامیہ" کی سینٹ یعنی انتظامی کمیٹی کے 25 رکن ہیں جن میں 12 ارکان باہر کے ہیں، ان میں سے ایک میں ہوں۔ بھارت کے ممبر ابوالحسن ندوی ہیں۔ ان کے علاوہ مصر، افریقہ اور امریکہ سے بھی کچھ حضرات اس کے رکن ہیں۔ لیبیا میں ایک کالج کا نام "الدعوت الاسلامیہ" ہے، اس کا بھی ممبر ہوں۔ قاہرہ کے "جامعہ ازہر" کا میں تین برس رکن رہا۔ دوسرا انتخاب عمل میں آسکتا تھا مگر میں نے خود اس کا رکن بننا قبول نہ کیا کیونکہ "جامعہ ازہر" کے سرکاری علماء نے مقامی علماء کی مرضی کے خلاف خلیج کی جنگ میں عراق کے خلاف فتویٰ دیا تھا۔ میں نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا اور لکھ کر بھیج دیا کہ میرا نام اب اس ادارے کے ارکان میں پیش نہ کیا جائے، ورنہ میں چاہتا تو کوئی رکاوٹ نہیں تھی"۔

(فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۲۸۲)

بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں لیکچرز:

امام نورانی نے بہت سی بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں تاریخ ساز لیکچرز دیے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

☆۔ کیلی فورنیا یونیورسٹی، امریکہ

☆۔ بین الاقوامی یونیورسٹی، نیویارک

☆۔ اکسفورڈ یونیورسٹی، برطانیہ

تکمیل مقصد:

مبلغ اعظم ابن مبلغ اعظم، عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور جانشین ہونے کی حیثیت سے

آپ نے عالمی سطح پر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے جو اہداف و مقاصد متعین کیے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔ اسلام کی حقانیت اور اس کا پیغام امن و سلامتی دنیا کے تمام انسانوں تک پہنچانا۔

☆۔ اسلام کے خلاف عیسائی راہنماؤں کی مذموم تحریک اور ناپاک عزائم کا عالمی سطح پر سدباب کرنا تاکہ مسلمانوں کا ایمان محفوظ ہو سکے۔

☆۔ قادیانی فتنہ کی عالمی سطح پر سرکوبی کرنا اور اسے کچلنا تاکہ دوبارہ سر اٹھا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش نہ کر سکیں۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول رحمت ﷺ کی نظر عنایت سے حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ان تمام مقاصد میں بطریق احسن کامیاب ہوئے۔ آپ نے تقریباً نصف صدی تک عالمی سطح پر تبلیغی خدمات انجام دے کر دنیا بھر میں اسلام کی شمع فروزاں کی اور مستقل بنیادوں پر اسلام کا نورانی پرچم بلند کیا جو کبھی سرنگوں نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مدارس دینیہ اور امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

قائد اہلسنت علامہ امام شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ اسلام کا مرکز دینی مدارس ہیں۔ یہیں سے غزالی رومی جامی اور امام احمد رضا پیدا ہوئے ہیں۔ آج جبکہ ملت اسلامیہ مغربی استعماری قوتوں کے سیاسی اور معاشی جبر کا شکار ہے اس وقت یہ ادارے نظام مصطفی ﷺ کے تربیتی مراکز کا کام دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ یہودی عیسائی اور ہندو تہذیبوں اور ان کے اسلام دشمن سیاسی پروگرام کا مقابلہ کرنے کے لئے اہلسنت کے دینی اداروں کو مستحکم کریں۔

(جامعہ فاروقیہ رضویہ گھوڑے شاہ کے سالانہ جلسہ تقسیم اسناد سے خطاب)

(ماہنامہ ندائے اہلسنت، جولائی ۱۹۹۶، صفحہ ۳۰)

چوتھا باب

امام نورانی کی مذہبی و تبلیغی خصوصیات

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن ملاں کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی مذہبی و تبلیغی خدمات تاریخ اسلام کا سنہری باب ہے۔ ان کے وصال کے بعد قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے مذہبی و تبلیغی میدان میں ایسی شمع روشن کی جو تاقیامت فروزاں رہے گی۔ عالمی سطح پر آپ کی تبلیغی خدمات کی چند امتیازی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

☆ اسلامی اخوت و مساوات کا درس دینا:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی مذہبی و تبلیغی خصوصیات میں سے پہلی یہ ہے کہ آپ نے خاص لسانی، علاقائی، ملکی اور کسی گروہ کے لیے کام کرنے کی بجائے اسلام کی حقیقی روح اخوت و مساوات کی بنیاد پر کام کیا۔ انہوں نے لسانیت، قومیت، علاقیت اور گروہی بتوں کو پاش پاش کر کے ملت اسلامیہ کو ایک مالا میں پرونے کی جدوجہد کی۔ انہوں نے "کناڈا" میں عظیم الشان اسلامی مرکز قائم کیا جس کے پاکستان، انڈیا، ماریشس اور دیگر ممالک بطور نمائندہ ارکان ہیں۔ اسی طرح "ٹورنٹو" میں انہوں نے رنگ و نسل، لسان، قومیت اور ملک سے بالاتر ہو کر ایک تاریخ ساز ادارے کی بنیاد رکھی جس کی شناخت جذبہ توحید باری تعالیٰ اور عشق مصطفی ﷺ قرار دی۔ جتنے بھی ادارے آپ نے قائم کیے یا سرپرستی فرماتے رہے سب کو یہی فکر و شعور عطا کیا۔ (شاہد رضا نعیمی، مولانا: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۴۰)

☆ دینی اداروں کی انتظامیہ کا سیاسی وابستگیوں سے اجتناب کرنا:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی و مذہبی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دینی

اداروں کی انتظامیہ کو سیاسی وابستگی سے دور رہتے ہوئے کام کرنے کی تلقین فرماتے۔ وطن عزیز پاکستان میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے صف اول کے راہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے سیاسی حلیفوں اور حریفوں سے خوب پنجہ آزمائی بھی کرتے تھے لیکن دین اور اسلام کو سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے کبھی استعمال نہیں کیا۔ وطن عزیز میں یا عالمی سطح پر جو ادارے آپ نے قائم کیے ان کی انتظامیہ کو ہمیشہ یہی ہدایت و شعور دیا کہ سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر صرف فروغ اسلام اور خدمت دین کے جذبہ سے کام کریں۔ ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیتے: جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔ اسی نظریہ کا نتیجہ ہے کہ بین الاقوامی کانفرنسوں میں آپ کا خطاب سننے کے لیے آپ کے سیاسی مخالفین بھی شرکت کرتے، خوب داد دیتے اور آپ کے نقطہ نظر کی حمایت کرتے۔

☆ علاقائی مالی وسائل پر انحصار:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے قائم کردہ یا سرپرستی میں چلنے والے اداروں کی انتظامیہ کو آپ یہی ہدایت کرتے کہ غیر ملکی معاونت وامداد پر نظر رکھنے کی بجائے علاقائی سطح پر مالی وسائل پر انحصار کریں کیونکہ غیر ملکی مالی معاونت غیر یقینی ہوتی ہے جس کے ختم ہونے سے ادارہ بھی ختم ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں جو لوگ اپنی مدد آپ کے تحت اور علاقائی مالی وسائل کی بنیاد پر کام کرتے ہیں ان کو اپنے ادارہ سے دلی لگاؤ بھی ہوتا ہے، جو ترقی و فروغ کا باعث ہوتا ہے۔ اسی خصوصیت کے تحت آپ نے کبھی بھی غیر ملکی مدرسہ یا مسجد کی معاونت کا اعلان کیا اور نہ حوصلہ افزائی کی۔ البتہ علاقائی سطح پر ادارے کی ذاتی طور پر معاونت کرتے اور لوگوں کو بھی معاونت کی ترغیب و ہدایت فرماتے۔

☆ دینی اداروں کی معاونت، کی روح پھونکنا:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ جب بھی کسی ادارہ یا مسجد کی بنیاد رکھتے تو مقامی لوگوں سے خطاب فرماتے۔ آپ کی گفتگو اور روحانی قوت سے متاثر ہو کر لوگوں میں ادارہ کی مالی معاونت وامداد کا جذبہ و شوق پیدا

ہو جاتا جس کے نتیجہ میں ایک ہی نشست میں لاکھوں روپے جمع ہو جاتے تھے۔ کچھ لوگ عقیدت ومحبت کی بنا پر ذاتی طور پر صرف آپ کی مالی معاونت کرنے کی کوشش کرتے لیکن آپ دامن جھاڑ کر کھڑے ہو جاتے، اور سب رقوم مقامی مسجد یا ادارہ کو عنایت فرما دیتے۔ آپ جس شہر یا علاقہ یا ملک میں تشریف فرما ہوتے وہاں کے لوگوں میں جذبہ محبت دین فروزاں ہو جاتا۔

☆ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کرنا:

آپ کی بین الاقوامی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر محفل و مجلس اور کانفرنس میں قادیانیوں کے باطل عقائد ونظریات اور اسلام کے خلاف ان کی سرگرمیوں سے لوگوں کو ضرور آگاہ فرماتے تاکہ مسلمان ان لوگوں کی ڈاکہ زنی سے اپنے ایمان کو محفوظ کر سکیں۔ آپ نے نہ صرف 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا بلکہ اپنے والد گرامی کی طرح تا حیات تحفظ ختم نبوت کے لیے جہاد کرتے رہے اور عالمی سطح پر فتنہ قادیانیت کا تعاقب کیا۔ (شاہد رضا نعیمی، مولانا: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۴۱)

☆ اسلامی فرقوں پر تنقید سے اجتناب کرنا:

آپ کی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دوران تبلیغ قرآن وحدیث اور عقلی دلائل سے مزین خطاب کرتے جس سے حاضرین وسامعین متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ بین الاقوامی کانفرنس یا جلسہ عام پر خطاب کے دوران کسی مسلمان جماعت یا گروپ پر تنقید نہ کرتے۔ بلکہ وقار ومتانت سے حقانیت اسلام کو اس انداز سے پیش کرتے جس سے مسلمانوں کے عقائد ونظریات میں پختگی آجاتی اور غیر مسلم متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے۔ نو مسلم لوگوں کے آپ اسلامی نام تجویز فرماتے اور انہیں اسلامی عقائد ونظریات اور اعمال کے حوالے سے خصوصی لیکچر دیتے۔

☆ خطاب مختصر مگر جامع ہونا:

رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

خیر الامور اوسطها   یعنی میانہ روی بہترین کام ہے۔

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رسول رحمت ﷺ کی پیروی میں آپ کا خطاب مختصر مگر جامع و پر مغز ہوتا۔ خطاب علمی ہوتا ادبی بھی، تعمیری ہوتا اور تنقیدی بھی، شعلہ بیان ہوتا اور رواں بھی، احکام الٰہی بیان کرتے محبت رسول کریم ﷺ بھی۔ سامعین وحاضرین کی خواہش ہوتی کہ آپ کا پر مغز خطاب تا دیر جاری وساری رہے۔ راہگیر اور مخالفین آپ کی تلاوت قرآن سن کر رک جاتے تا اختتام خطاب محفل میں شامل رہتے۔

☆ مقتضی الحال کے مطابق خطاب کرنا:

امام نورانی کی ایک تبلیغی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ کا ہر خطاب عقلی و نقلی دلائل سے مزین، مقامی زبان اور مقتضی الحال کے مطابق ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول رحمت ﷺ کی نظر عنایت سے آپ علوم اسلامیہ کے ماہر، حافظ وقاری، عدیم النظیر ادیب اور شعلہ بیان مقرر ہونے کے علاوہ سترہ زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ دنیا بھر کے دورے کیے، مقتضی الحال کے علاوہ مقامی زبان میں خطاب کرتے۔ اس طرح دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام امن وآشتی نہایت موثر انداز سے پہنچایا۔

☆ خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفی ﷺ:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر کردار ادا کرتے وقت خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفی ﷺ کو پیش نظر رکھتے تھے۔ جو بھی عمل صالح خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفی ﷺ کے لیے کیا جاتا ہے اس کی تاثیر بھی ہوتی ہے اور وہ بارگاہ خداوندی میں مقبول بھی۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے موسم کی گرمی وسردی اور سفری مصائب ومشکلات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محض خوشنودی باری تعالیٰ اور رضائے مصطفی ﷺ کے لیے کام کیا۔ آپ کی دنیا بھر میں جلائی ہوئی شمع ہدایت صدیوں تک فروزاں رہے گی۔ آپ کے تجدیدی کارنامے دیکھ کر آپ کی مجددیت کا نہ صرف احساس ہوتا ہے بلکہ یقین بھی۔ ملت اسلامیہ کے ہر فرد کا دل آپ کی عظمت کو سلام کرنے کے لیے جھک جاتا ہے اور سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔

☆عمل کے ذریعے درس دینا:

آپ کی تبلیغی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ جس بات کا دوسروں کو درس دیتے خود بھی اس پر عمل کر کے دکھاتے۔ رسول کریم ﷺ کا انداز تبلیغ بھی یہی تھا کہ جس چیز کا ارشاد و ہدایت فرماتے اس پر خود بھی عمل کرتے یعنی ارشاد و عمل کے ساتھ درس و تبلیغ فرماتے۔ امام نورانی بھی اس طریقہ نبوی ﷺ کے مطابق تبلیغ کرتے جس سے موافقین و مخالفین سب متاثر ہوتے اور غیر مسلم عملی نمونہ دیکھ کر اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر کے اسلام قبول کر لیتے۔

☆نماز کی ادائیگی میں احتیاط کرنا:

عالم ربانی، عابد و زاہد، ولی کامل، قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے دنیا بھر کے ممتاز علماء، مشائخ، اسلامی تحریکوں کے پیشواؤں اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین سے مراسم و روابط تھے۔ سفر و حضر میں آپ اہتمام کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرتے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ آپ نماز تہجد بھی اہتمام و باقاعدگی سے ادا فرماتے۔ آپ کی مذہبی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ زندگی بھر کسی گستاخ رسول، گستاخ صحابہ، گستاخ اولیاء اور یا بدعقیدہ امام کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کی لیکن دوسرے لوگ آپ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔ ممتاز مذہبی سکالر مولانا کوثر نیازی، امام نورانی صدیقی کے مسلکی تصلب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

انتخابی دھاندلیوں کے خلاف شروع ہونے والی تحریک اب "نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ" کی تحریک میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت کے خلاف ایجی ٹیشن کو نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی تحریک میں تبدیل کرنے میں مرکزی کردار جمعیت علماء پاکستان نے ادا کیا۔ میں نے چیلنج دیا تھا کہ شاہ احمد نورانی، مفتی محمود کی امامت میں نماز ادا کریں پھر اس کی قضا بھی ادا نہ کریں اگر ایسا ہو گا تو میں پیپلز پارٹی کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ پی۔ این۔ اے کے امیدواروں کے مقابلے اپنے تمام امیدوار بٹھا دیں گے۔ بھٹو صاحب گھبرا گئے اور مجھے رات کو فون کر کے کہنے لگے کہ: یہ تم نے کیا چیلنج دیا؟ میں نے بھٹو

صاحب کو فون پر تسلی دی کہ وہ پریشان نہ ہوں۔ مگر مفتی محمود نے مولانا شاہ احمد نورانی کی اقتداء میں نماز ادا کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انہوں نے میرا چیلنج قبول کر لیا ہے۔ میرے اس چیلنج کا ہر دو جانب بڑا گہرا اثر ہوا۔ پی۔ این۔ اے والے بھی جانتے تھے اور میں بھی کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی گردن پر اگر تلوار بھی رکھ دی جائے تو وہ کسی بدعقیدہ کی امامت میں بھی نماز نہیں پڑھیں گے۔ میں نے اسی شام ایک جلسے میں اپنا چیلنج دہرایا اور کہا کہ: میں نے چیلنج دیا تھا کہ شاہ احمد نورانی، مفتی محمود کی امامت میں نماز ادا کریں، یہ نہیں کہا تھا کہ مفتی محمود، شاہ احمد نورانی کی امامت میں نماز ادا کر کے دکھائیں" اس پر پی۔ این۔ اے کو سانپ سونگھ گیا۔ اگلے روز لاہور ایئر پورٹ پر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی سے اتفاقاً میری ملاقات ہو گئی انہوں نے مجھ سے مشفقانہ گلہ کیا بولے" تم نے ہماری دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا ہے"۔

(کوثر نیازی، مولانا: لائن کٹ گئی، مجلہ "انوار رضا" قائد ملت اسلامیہ نمبر ص ۱۵۲)

مولانا مجاہد الحسینی صاحب اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

وہ لائل پور (فیصل آباد) میں ایک صنعت کار جاوید انور صاحب کے گھر کے۔ ایم۔ اظہر صاحب کے ساتھ تشریف لائے تو مولانا فضل الرحمان اور حاجی گل محمد مرحوم رکن قومی اسمبلی یعنی جمعیت علماء اسلام اور جمعیت علماء پاکستان کے مشترکہ اجلاس میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس روز کی نمایاں بات یہ تھی کہ مولانا فضل الرحمان اور مولانا نورانی نے ظہر کی اپنی الگ الگ نمازیں ادا کی تھیں۔ بعد ازاں کا ایک تاریخی واقعہ ضرور قابل ذکر ہے کہ سابق صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں سیرت کانفرنس کے آخری اجلاس میں جب جنرل محمد ضیاء الحق خطاب کر رہے تھے تو اس دوران نماز عصر کی اذان ہو گئی۔ جنرل صاحب نے تقریر روک کر پہلے نماز ادا کرنے کا فرمایا اور اسمبلی ہال کے ساتھ ہی واقع نماز کے مخصوص کمرے میں سب حاضرین نماز ادا کرنے چلے گئے، مسجد میں نماز عصر کی دوسری یا تیسری رکعت تھی، جنرل صاحب دوسری صف میں اور ہم تیسری صف میں سجدے کی حالت میں تھے کہ اس کمرے سے ملحقہ حصے میں جہاں انتظامیہ صاحب لوگوں کو بوٹ اتارنے اور غیر ضروری سامان رکھنے کی سہولت فراہم کرتی ہے وہاں مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبد الستار خاں نیازی نے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ

الگ جماعت کھڑی کر دی۔ جب ان کے امام نے اللہ اکبر کہا تو ہم نے سمجھا کہ ہمارے امام نے اللہ اکبر کہا ہے چنانچہ ہم سب نے جنرل ضیاء الحق سمیت سر اٹھایا تو دیکھا کہ ہمارا امام ابھی سجدے کی حالت میں ہے اس پر ہم سجدہ ریز ہو گئے۔ اب دوران نماز ہمارے لیے فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ تکبیر ہمارے امام نے کہی ہے یا ساتھ والے امام نے۔ بہرنوع نماز سے فراغت کے بعد ہر شخص اس پریشان کن صورت پر افسردہ تھا، ایک صاحب نے جنرل صاحب کو اس جانب متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر جنرل صاحب مسکراتے ہوئے سیرت کانفرنس میں چلے گئے"۔ (مجاہد الحسینی، مولانا: "انوار رضا" قائد ملت اسلامیہ نمبر، ص ۲۴۳)

ختم نبوت پر مولانا نورانی کا استدلال

ذوالفقار علی بھٹو سے میں نے کہا: آپ ایک مسلمان ملک کے مسلمان وزیراعظم ہیں، اب اگر باہر چوراہے پر کھڑا ہوا ایک شخص کہے کہ میں وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوں تو اولاً لوگ کہیں گے کہ یہ پاگل ہے۔ لیکن جب پتہ چلے کہ وہ دانا و بینا بھی ہے، تحریر و تقریر پر بھی عبور ہے۔ اس نے اپنے ہمنوا لوگوں کی ایک جمعیت بھی تیار کر لی ہے جو اس کے اس دعوے کو سچا سمجھتے ہیں تو پھر کہا جائے کہ یہ شخص ملک کا غدار ہے، پارلیمنٹ، جمہوریت اور نظام مملکت و حکومت کی توہین کر رہا ہے، اسے جیل میں ڈال دو، ورنہ لوگوں کو گمراہ کرے گا، انتشار پیدا ہو گا۔ اسی طرح منصب ختم نبوت کا مسئلہ ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو خاتم النبیین بنایا ہے، وہ ختم الرسل ہیں، سید الانبیاء ہیں، تاجدار کائنات ہیں، محبوب رب العالمین ہیں اور یہ عقیدہ ہمارے ایمان کا جزو لازم ہے تو اب اگر کوئی شخص اس منصب کا ادعاء کر رہا ہے تو وہ شان الوہیت کی بھی توہین کر رہا ہے، گستاخ رسول بھی ہے، امت کے مسلمہ اجماعی عقیدے کو رد کر کے پوری امت کی تذلیل کر رہا ہے اور وہ پاگل بھی نہیں ہے، کتابیں تصنیف کر رہا ہے، اپنا جتھہ منظم کر رہا ہے تو یہ اسلام کا غدار ہے، کافر اور مرتد ہے اور لازم ہے کہ اس بارے میں آج کی اسلامی مملکت وہی فیصلہ کرے جو ختم المرسلین ﷺ کے اولین خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب، سجاح اور اسود عنسی کے بارے میں کیا تھا۔

(مولانا نورانی کا تفصیلی انٹرویو از مفتی منیب الرحمٰن)

(ہفت روزہ احوال و آثار، اگست ۲۰۰۰ء، صفحہ ۳۰ تا ۳۶)

پانچواں باب

عشق و محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خدا شاہد ہے میرا کامل ایمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر

انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت الٰہی ہے۔ اس مقصد کی تکمیل اطاعت مصطفی ﷺ کے بغیر ممکن نہیں۔ عبادت و محبت خداوندی کا زینہ اطاعت نبوی ہے اور اطاعت نبوی کا زینہ محبت و عشق رسول کریم ﷺ ہے۔ اس قانون کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اے محبوب) آپ فرما دیجیے کہ (اے مسلمانو!) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو تب اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے"۔

محبت و عشق رسول کریم ﷺ مسلمانوں کی میراث اور لازوال دولت ہے جس پر جتنا بھی ناز کیا جائے کم ہے۔ قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول کریم ﷺ تھے۔ انہوں نے سن شعور سے لے کر تا وصال محبت و عشق رسول کریم ﷺ کا پوری دنیا کو درس دیا۔ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ اشعار اور مشہور زمانہ سلام "مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام" اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر محبت و عشق رسول کریم ﷺ کا اظہار کرتے۔ انہوں نے اس بات کا التزام کر رکھا تھا کہ خطاب سے پہلے خطبہ میں رسول کریم ﷺ کے حضور صلوٰۃ و سلام کا ہدیہ پیش کرتے اور قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر پڑھتے:

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

زندگی بھر نظام مصطفی ﷺ کے فیوض و برکات اور پیغام کی دنیا بھر میں تبلیغ فرمائی

اور کفر کے مقابلے میں دین مصطفی ﷺ کا پرچم بلند کیا۔ جمعیت علماء پاکستان کا منشور "مقام مصطفی ﷺ کا تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کا عملی نفاذ" قرار دیا۔ اس پاک نظام کے لیے اپنوں کی بے اعتنائی، بیگانوں کی مخالفت، دین دشمنوں کے قاتلانہ حملوں اور گولیوں کی بارش کی پرواہ کیے بغیر کوشاں رہے حتی کہ اسی نظام کی جدو جہد کے محاذ پر وصال فرمایا۔

ورلڈ اسلامک مشن تنظیم قائم کی۔ اس کی شاخیں عالمی سطح پر قائم کیں، دینی مدارس، مساجد، یونیورسٹیوں اور لائبریریوں کا دنیا بھر میں جال بچھایا۔ لاکھوں کتب شائع کروا کر دنیا بھر میں مفت تقسیم کیں۔ جن میں لاکھوں طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور کروڑوں مسلمان علمی استفادہ کر رہے ہیں۔ دنیا کے وہ ممالک اور خطے جہاں کفر ہی کفر تھا وہاں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اس طرح نظام مصطفی ﷺ کے فیوض و برکات اور عشق و محبت رسول کریم ﷺ کا درس دنیا کے ہر خطہ میں دیا۔

جب کسی حکومت یا غیر مسلموں نے امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو عام روایت کے مطابق خریدنے کی کوشش کی تو آپ نے ہمیشہ ان کی پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے جواب دیا:

"ہم دربار مصطفی ﷺ میں بک چکے ہیں۔ اب دنیا کا کوئی حکمران، کوئی غیر مسلم ہماری بولی نہیں لگا سکتا، ہم سرکار مدینہ ﷺ کے دربار کے بھکاری ہیں"۔

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۴۶)

آپ نے عشق و محبت رسول کریم ﷺ کے باعث اپنی زندگی نظام مصطفی ﷺ کے عملی نفاذ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔

1973ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے غیر ملکی اہم شخصیات کے اعزاز میں ایک پرتکلف ضیافت کا اہتمام کیا گیا جس میں وطن عزیز کی بھی چند مشہور شخصیات کو دعوت دی گئی تھی۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس میں شریک ہوئے۔ تمام شرکاء چھری کانٹوں سے کھانا کھا رہے تھے جبکہ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ چھری کانٹے کی بجائے سنت طریقہ کے مطابق ہاتھ سے تناول کر رہے تھے۔ مسٹر بھٹو نے اس کیفیت میں آپ کو دیکھ لیا۔ جب غیر ملکی مہمان روانہ ہو گئے تو بھٹو صاحب آپ کے پاس آئے اور کہا: مولانا! آپ پوری دنیا میں

گھومتے ہیں اور آکسفورڈ وغیرہ میں لیکچر بھی دیتے ہیں، دنیا کی تمام تہذیبوں سے واقفیت رکھتے ہیں، آپ چھری کانٹے کی بجائے ہاتھ سے کھانا تناول فرما رہے تھے؟ حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے وقار و متانت سے جواب دیا: بھٹو صاحب! اپنے ہاتھ سے کھانا سنت نبوی ﷺ ہے۔ میرے آقا پیارے نبی ﷺ اسی طرح کھانا تناول فرماتے تھے، اور یہی ہماری تہذیب ہے۔

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے عاشق رسول کریم ﷺ تھے کہ سفر و حضر میں قرآن کریم، ریاض الصالحین، قصیدہ بردہ شریف اور حزب البحر وغیرہ کتب اپنے پاس رکھتے۔ باقاعدگی سے تلاوت کرتے، مطالعہ کرتے اور وظائف پڑھتے۔ آپ کا لباس، خوراک، گفتار اور نشست و برخاست بلکہ تمام معمولات سنت رسول کریم ﷺ کے مطابق تھے۔

آپ کو دیار حبیب ﷺ سے اس قدر محبت و عقیدت تھی کہ اپنی دعا میں اس کی زیارت اور وہاں کی موت کی تمنا کرتے، آپ عموماً اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتاً فِيْ بَلَدِ حَبِيْبِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اِلٰهِيْ نَجِّنَا مِنْ كُلِّ هَمٍّ وَغَمٍّ بِجَاهِ الْمُصْطَفٰى مَوْلَى الْجَمِيْعِ، وَهَبْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِهٖ قَرَارًا بِالْاِيْمَانِ وَدَفْنٍ بِالْبَقِيْعِ۔

اے اللہ تو ہمیں اپنی راہ میں شہادت اور اپنے محبوب ﷺ کے شہر میں موت عطا فرما۔ اے اللہ! تو ہمیں اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہر پریشانی اور غم سے نجات عطا فرما۔ اور تو ہمیں دیار محبوب ﷺ میں ایمان کے ساتھ ٹھہرنے اور جنت البقیع میں دفن ہونے کی دولت عطا فرما۔

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۴۵)

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور اپنی راہ میں یعنی نظام مصطفی ﷺ کی جدو جہد کے محاذ پر شہادت سری کی موت عطا فرمائی۔

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے کمال عشق رسول کریم ﷺ کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ امت مصطفوی ﷺ جو کہ مختلف گروپوں اور ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے، کو کفر کے مقابلے

میں ایک قوت بنانے اور متحد کرنے کے لیے بھی جدوجہد کی۔ آپ نے متحدہ جمہوری محاذ، پاکستان قومی اتحاد، پاکستان ملی یکجہتی کونسل، متحدہ مجلس عمل اور ورلڈ اسلامک مشن ایسی تنظیمات قائم کرکے اپنے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی سعی فرمائی۔

اکتوبر 1999ء میں جنرل پرویز مشرف نے منتخب حکومت کو برطرف کر کے وطن عزیز کا نظم ونسق سنبھالا تو 1973ء کا آئین معطل کر دیا اور اپنا آئین پی سی او نافذ کر دیا جس میں اسلامی دفعات بالکل نہیں تھیں۔ قادیانیوں نے پھر سے سر اٹھا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنا شروع کر دیا۔ قادیانیوں کے متوقع خطرہ سے امام نورانی نے حکومت کو آگاہ کیا لیکن حکومت نے خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے حالات کی نزاکت کے پیش نظر دینی ومذہبی قوتوں کو "تحفظ ختم نبوت" کے لیے جمع کیا اور ملک کے مختلف حصوں میں "ختم نبوت کانفرنسیں" منعقد کیں۔ آپ نے سب سے بڑی اور کل پاکستان "تحفظ ختم نبوت کانفرنس" 27 مئی 2000ء کو نشتر پارک، کراچی میں منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک کھلا خط میڈیا، اخبارات اور عوام کے نام جاری کیا جس میں مسلمانوں کو تحفظ ناموس رسالت مآب ﷺ کے جلسہ میں شرکت کی دعوت دی اور آپ کے عشق ومحبت رسول کریم ﷺ کا مظہر تھا۔ اس کا مکمل متن مندرجہ ذیل ہے:

عزیزان وطن! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آج آزادی کے ساڑھے 53 برس گزرنے کے باوجود ہم من حیث القوم ایک نازک موڑ پر کھڑے ہیں بلکہ بند گلی میں کھڑے ہیں۔ قوم پژمردگی واضمحلال اور یاس وحرمان کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ اللہ جل شانہ کی نگاہ کرم اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کے وسیلہ رحمت کے سوا اس انبوہ مسائل سے سرخرو ہو کر نکلنے کے لیے ظاہری اسباب تقریباً معدوم ہیں۔ ہم اقوام عالم کے درمیان یکہ وتنہا کھڑے ہیں۔ ہمیں ایک ایک کر کے عالمی اداروں اور مختلف مقامات سے معطل کیا جا رہا ہے اور ایک بھی مؤثر وجاندار آواز ہمارے حق میں بلند ہوتی سنائی نہیں دیتی، قوموں کی بربادی میں ایک ایک کر کے ہمدردوں، دوستوں اور بہی خواہوں کی حمایت سے محروم ہو جانا سفارتی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

برادران ملت! یہ کیفیت آناً فاناً یا اچانک کسی حادثہ اتفاقیہ کے نتیجہ میں رونما نہیں

ہوئی بلکہ یہ ہماری 53 سالہ غفلتوں، نادانیوں اور کوتاہیوں کا منطقی نتیجہ ہے یہ لمحہ فاجعہ دیوار پر لکھا ہوا تھا۔ اہل نظر اسے پڑھ کر کانپ اٹھتے تھے لیکن اقتدار کے نشہ میں سرمست ومدہوش ٹولہ داد عیش دے رہا تھا۔

؎ بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

فدایان ختم نبوت ﷺ! دستور کسی آزاد ملک کی اساس ہوتا ہے یہ قومی یکجہتی، ملکی سالمیت، ملی وحدت اور جغرافیائی ونظریاتی سرحدوں کے تحفظ کی ضمانت ہوتا ہے۔ یہ کسی قوم کی یکجہتی وسالمیت کی مقدس دستاویز ہوتی ہے۔ یہ پوری قوم کا میثاق اور پیمان وفا ہوتا ہے۔ پاکستان کی دستوری تاریخ نہایت تلخ ہے۔ 1956ء میں جاکر مساوات کے اصول پر پہلا دستور بنا مگر قبل اس کے کہ اس کے تحت انتخابات ہوتے وہ منسوخ کر دیا گیا۔ اسکے بعد ایک آمر نے کتاب جمہوریت میں بعض نئی اصلاحات کا اضافہ کر کے دستور دیا لیکن وہ اپنے خالق کے اقتدار کے زوال کے ایک دن بعد تک بھی قائم نہ رہ سکا۔

آخر کار 1973ء میں جمہوری طریقہ پر منتخب اسمبلی نے ایک جامع، متفقہ، پارلیمانی جمہوریت پر مشتمل دستور تشکیل دیا اس منزل کو پانے میں قوم آدھے سے زیادہ ملک گنوا چکی تھی اس دستور پر قوم کے تمام منتخب ارکان پارلیمنٹ کے تائیدی وتوثیقی دستخط ثبت تھے اور آج تک تمام تر دستوری تعطل، دستور سے انحراف اور عارضی طور پر دستور کو ایک جانب رکھ دینے کے افسوس ناک اقدامات کے باوجود آج بھی ملک کی وحدت، بقاء، سلامتی اور بحیثیت ایک قوم اور ملک مل جل کر رہنے کی واحد آئینی وقانونی اساس یہی دستور ہے۔ خدانخواستہ اسے چھیڑا گیا، اس کے حقیقی ڈھانچے کو بدل کر رکھ دیا گیا، اس میں من مانی ترامیم کر کے اس کی روح کو مسخ کر دیا گیا، اس دینی ملی قومی اور ملکی اساس کو پامال کر دیا گیا تو پھر خاکم بدہن شاید ہم ملکی وحدت وسالمیت اور قومی یکجہتی کا آخری موقع بھی گنوا بیٹھیں گے۔ اور پھر قوم خواہ بنی اسرائیل کی طرح چالیس سال تک وادی تیہ میں بھٹکتی رہے گی، یہ منزل آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گی۔

لہٰذا ہم متنبہ کرنا اپنا دینی وملی فریضہ سمجھتے ہیں کہ آئین کی مسلمہ اسلامی دفعات کو معطل رکھنے کے بجائے ہمہ وقت نافذ العمل اور ناقابل تنسیخ قرار دے کر PCO (عارضی آئین) کا لازمی

حصہ بنایا جائے۔ ابھی تک ہم ناصح اور مشفق کا رول ادا کر رہے ہیں، ہم نے نرم سے نرم الفاظ میں حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی آواز اہل اقتدار تک پہنچانے کی کوشش کی ہے تا کہ مسلح افواج کا احترام بحیثیت ادارہ قائم رہے۔ ان کا وقار مجروح نہ ہو یہ ہماری خواہش بھی ہے ضرورت بھی اور مجبوری بھی۔

کیونکہ ملک کسی انارکی، ہنگامہ آرائی اور شکست و ریخت کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ سرحدوں پر حالات مخدوش ہیں، داخلی طور پر اندرونی و بیرونی دہشت گردی کا نیٹ ورک قائم ہے اور چنگاری سلگنے کی دیر ہے ایسا نہ ہو کہ سب کچھ بھسم ہو کر رہ جائے، ہماری جد وجہد آئین و قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے نہایت پر امن و پر سکون ہے لیکن اگر امن پسندی کو کمزوری پر محمول کر کے نگاہ استحقار سے نظر انداز کر دیا گیا تو پھر معاملے کو آخری حد تک لے جانا ہمارا دینی، ملی اور ایمانی فریضہ ہے۔ ہم محتاط اس لیے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ مفاد پرست طبقات ہماری اجتماعی مہم کی لہروں میں گھس کر اپنے مذموم عزائم پورے کریں۔

عاشقان سید الابرار ﷺ! ہم بانگ دہل اہل اقتدار کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے آئین کی اسلامی دفعات کو PCO (عارضی آئین) کا موثر حصہ نہ بنایا، قانون توہین رسالت ﷺ میں ترامیم کا فیصلہ واپس نہ لیا تو 1974ء کی تحریک ختم نبوت ﷺ اور "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کا احیاء بہت جلد عمل میں آئے گا اور کراچی سے خیبر تک اور واہگہ سے چمن تک پورا ملک متحد و منظم ہو کر سراپا احتجاج بنے گا اور اس سیلاب بلاخیز کے آگے سد راہ بننے والی ہر قوت خس و خاشاک کی طرح بہ جائے گی۔

حکومت کو چاہیے کہ ہوش کے ناخن لے اور شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کا تقابل حریصان اقتدار اور محرومین اقتدار کے ساتھ نہ کرے وہ داد عیش پانے کے لیے جیتے ہیں اور یہ خاتم النبیین رحمۃ للعلمین ﷺ کی ناموس پر مر مٹنے کی خواہش میں زندہ ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ عوام اور افواج آمنے سامنے ہوں بلکہ ہماری تمنا ہے کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ اور وطن کی بقاء و سالمیت اور دفاع کے لیے عوام اپنی مسلح افواج کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں۔

ہم نے اسی لیے تشدد، دہشت گردی، اسلحہ بندی اور اسلحے کی نمائش سے پاک روح

پرور ایمان افروز اور نورانیت سے معمور پر امن عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کرانے کا اعلان کیا ہے اور ملت کے تمام طبقات، دینی تنظیمات، سیاسی ناصر، علماء، مشائخ، وکلاء، ادبائ، زعماء، طلباء، اساتذہ، تاجر، صنعت کار، اہل صحافت، قومی اخبارات حتیٰ کہ ہر درد مند پاکستانی اور غیور و جسور غلام مصطفی ﷺ سے دردمندانہ اور عاجزانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے ذاتی، گروہی، جماعتی، تنظیماتی اور طبقاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اس عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کو اپنا ایمانی تقاضا اور دینی و ملی فریضہ سمجھیں کیونکہ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

ہم چیف ایگزیکٹو سے بھی یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ غیر ملکی مالی امداد سے پنپنے والے اور اپنے بیرونی آقاؤں کے مفادات کا پرچار کرنے والے این جی اوز (غیر حکومتی اداروں) پر اعتماد کرنے اور ان کو اپنا سیاسی اتالیق بنانے کی بجائے ان حساس دینی، ملی اور قومی مسائل میں راہنمائی حاصل کرنے اور پورے ملک کو فکری انتشار میں مبتلا کرنے اور مسلح افواج کی نظریاتی کمٹمنٹ (پابندی) کو موضوع بحث بنانے کے بجائے محب وطن دینی جماعتوں سے رابطہ کریں اور ان کا موقف سنیں۔

برادران اسلام! آئیے اپنی قومی، ملی اور دینی شناخت کے لیے 27 مئی 2000ء کو نشتر پارک میں جمع ہو کر اپنے عقیدے اور ایمان کی پختگی کا ثبوت پیش کریں، نیز صیہونی، صلیبی اور استعماری ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا پردہ چاک کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ سب کا محافظ ہو، آمین ثم آمین"۔ (محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۴۹)

جلسہ کے دن وزیر مذہبی امور جناب عبد المالک کانسی صاحب نے امام نورانی سے ملاقات کی اور پی سی او میں اسلامی دفعات کو شامل کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ چنانچہ حسب معاہدہ حکومت کی طرف سے ایک آرڈیننس جاری کیا گیا جس میں آئین کی تمام اسلامی دفعات کو شامل کیا گیا اور بعد میں یہی آرڈیننس پی سی او کا حصہ بن گیا۔ اس طرح حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے عشق رسول کریم ﷺ میں آنکھ کھولی، عشق و محبت رسول کریم ﷺ میں کام کیا اور عشق مصطفی ﷺ میں وصال فرمایا۔

چھٹا باب

تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ کا تاریخ ساز مظاہرہ

دردِ دلِ مسلم مقام مصطفیٰ است — آبروئے ماز نام مصطفیٰ است

مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبد العلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جد امجد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تقلید میں مسلمانوں کے بنیادی اور اجتماعی عقیدہ "ختم نبوت" کا تحفظ کرتے ہوئے دنیا بھر میں فتنہ قادیانیت کا تعاقب کیا اور قادیانیوں سے مناظرے کر کے شکست فاش دی۔ آپ کی تبلیغی کوششوں سے بہت سے قادیانی متاثر ہو کر تائب ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ کامیاب اور بھرپور زندگی گزارنے کے بعد انہوں نے 1954ء میں اپنی دلی خواہش کے مطابق مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہونے کا شرف حاصل کیا۔

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے والد گرامی کی تقلید میں عالمی تبلیغی دوروں کا سلسلہ شروع کیا اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب کر کے "تحفظ ختم نبوت" کا پرچم بلند کر کے عملی طور پر تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ کا تاریخ ساز مظاہرہ کیا۔ سیاسی میدان میں آپ کے ورود کا بنیادی مقصد سیاست کو زینہ بناتے ہوئے آئینی طور پر پہلے وطن عزیز "اسلامی جمہوریہ پاکستان" میں پھر دیگر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر "تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ" کا پرچم بلند کرنا تھا۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے ممتاز علماء کرام پر مشتمل منشور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی تو آپ کو اس کمیٹی کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ آپ نے معیاری و منفرد منشور تیار کیا جس میں "تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ" اور "نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ" کی اصلاحات منشور میں شامل کیں۔ 1970ء میں وطن عزیز میں پہلی مرتبہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ عام انتخابات منعقد ہوئے۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا اور

حلقہ کھارادر، کراچی سے پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور روز اول سے ہی قادیانی فتنہ کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے جدوجہد کا آغاز کر دیا۔

ختم نبوت کی کہانی امام نورانی کی زبانی:

15 اپریل 1972ء کو قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں عبوری آئین کے حوالے سے اپنے خطاب میں "تحفظ ختم نبوت" کا نعرہ بلند کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"جو آئین ہمارے سامنے عمدہ فریم میں سجا کر پیش کر دیا گیا ہے، اس میں اسلام کو قطعاً کوئی تحفظ نہیں دیا گیا۔ میں اس دستور کو اس معزز ایوان کے لیے قابل قبول نہیں سمجھتا ہوں۔ اور میں اس دستور کی مخالفت کرتا ہوں۔ اگر اس دستور کو نافذ ہی کرنا ہے تو وہ دفعات جو اس کے اندر اسلام کے متعلق ہیں۔ ان دفعات کے متعلق کسی کمیٹی کے سامنے میں بیان دے سکتا ہوں۔ بہت سے یہاں عالم موجود ہیں۔ وہ بھی بیان دیں گے۔ اسلام کے مطابق دستور کی دفعات بنانے میں تعاون کریں اور ان دفعات کی تصحیح کی جائے جو اسلام کے خلاف ہیں۔ پھر اس عارضی دستور میں ترمیم کر دی جائے، تب یہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے، پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا۔ مگر مسلمان کی تعریف کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے۔ ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس ملک میں اسلام کے بدترین قسم کے دشمن موجود ہیں وہ مسلمان بن کر یہاں حکمران بن سکتے ہیں اور چور دروازے سے حکومت کرنے کے لیے وہ یہاں آ سکتے ہیں۔ میں مسلمان کی تعریف کروں گا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہو اور حضور انور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہو وہ مسلمان ہے ورنہ مرزائی قادیانی ہے اس قسم کی تعریف اور پابندی اس کے اندر موجود نہیں ہے۔

میں عرض کر رہا تھا۔ وہ یہ ہے کہ دستور میں مسلمان کی تعریف نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان نہیں ہے اور جو لوگ حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ہم ان کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو پھر یہ کسی چور دروازے سے آ کر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں۔ اور تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔ میں وزیر قانون کی خدمت میں عرض کروں گا کہ دستور جو ہو وہ اسلام کے مطابق ہو یہ آئین وزیر قانون کے نزدیک صحیح ہو سکتا

ہے اور مکمل ہو سکتا ہے، مگر ہم اس میں ترمیم (Amendment) کرنے کے بغیر اسے ٹھیک نہیں سمجھتے۔ اسے بڑا خوشنما بنا کر ہمارے سامنے سجا کر رکھا گیا ہے۔ اس میں صرف خوشنمائی ہی ہے۔ مگر کام کی بات نہیں رکھی گئی۔ اور اس کے اندر اسلامی روح موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی روح کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ (روداد قومی اسمبلی مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء، ص ۱۱۸)

آپ کے اس خطاب پر حکومتی رکن قومی اسمبلی اور وزیر مذہبی امور جناب مولانا کوثر نیازی نے نکتہ اعتراض اٹھاتے ہوئے کہا کہ علماء "مسلمان" کی تعریف پر متفق نہیں ہیں۔ اگر تمام مکاتب فکر کے علماء "مسلمان" کی کسی تعریف پر متفق ہو جاتے ہیں تو وہ ہم آئین میں شامل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ چنانچہ حضرت امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسلمان" کی جامع مانع تعریف کی اور اس پر تمام مکاتب فکر کے علماء کے تائیدی دستخط کروا کر ایوان میں پیش کی دی جو منظوری کے بعد آئین میں شامل کی گئی۔ وہ تعریف بایں الفاظ کی گئی تھی:

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"میں قسم کھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں۔ خدا اور رسول کی آخری کتاب قرآن پاک پر مجھے پورا یقین ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میں قیامت کے دن، رسول اللہ ﷺ کی سنت و حدیث اور قرآن پاک کے احکامات پر بھی ایمان رکھتا ہوں"۔ (محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۶۵)

وقت کے ساتھ ساتھ امام نورانی کی شبانہ روز جدوجہد کے نتیجہ میں ایوان کے اندر اور باہر ماحول بن چکا تھا کہ قادیانی فتنہ کچل دیا جائے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ایوان میں پیش کرنے کے لیے آپ نے قرارداد تیار کی اور حکمرانوں کے ذہنوں کو بھی تیار کیا اور "تحریک ختم نبوت" کے ذریعے حکمران طبقے پر دباؤ بڑھایا۔ اس دوران قادیانیوں کے لاہوری گروپ کے چند افراد نے آپ سے ملاقات کی اور کہا کہ: ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے لہذا آپ قرارداد سے "لاہوری گروپ" کے الفاظ خارج کر دیں اور اس کے عوض ہم آپ کو پچاس لاکھ پیش کرتے ہیں۔ امام نورانی نے ان کی اس پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا کہ: ہماری قرارداد سے ایک لفظ بھی کم نہیں ہوگا اور تمہاری پیشکش ہمارے جوتے کی نوک

پر کیونکہ ہمارا جوتا تمہاری پیش کش سے زیادہ قیمتی ہے۔ اور ساتھ ان لوگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔

چنانچہ اس سلسلے میں آگرہ کے اکبر عادل صاحب سی۔ ایس پی (ریٹائرڈ) سیکرٹری وزارت صنعت وحرفت حکومت پاکستان نے کراچی میں ایک دعوت کے موقع پر حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی صاحب اور مفکر اسلام پروفیسر سید شاہ فرید الحق صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

آپ کے صدر جمعیت عجیب آدمی ہیں کہ محض اپنی قرارداد سے دو لفظوں کے اخراج پر انہیں بہت بڑی رقم مل رہی تھی جو انہوں نے ٹھکرا دی، مفصل واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت تھی کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ بعض آدمی مرزائی فرقہ کے لاہوری گروپ سے متعلق تھے وہاں آئے اور پوچھا کہ معلوم ہوا ہے آپ کے ہاں مولانا نورانی تشریف فرما ہیں ہم ان سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں، میں ان کو اندر لے گیا اور حضرت نورانی صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ ان لوگوں میں تین چار سرکاری افسر بھی تھے ایک صاحب نے کہا: جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے حالانکہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے لہذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے، آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔

علامہ نورانی نے فرمایا: آپ کی پیش کش ہمارے جوتے کی نوک پر ہے اس لیے کہ ہمارا جوتا اس پیشکش سے قیمتی ہے، مرزا مدعی نبوت ہے اور جو اسے مجدد، مصلح یا مسلمان مانتا ہے وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا، آپ لوگ یہاں سے نکل جائیں وہ لوگ چلے گئے تو علامہ نورانی نے فرمایا کہ کبھی ایسے سرکاری افسر ہیں کہ وہ بار بار ان لوگوں کی سفارش کرتے ہیں کہ صاحب ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر لے آئے ہیں یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمد للہ! اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی ہے یہ پیسے آنی جانی چیز ہے اصل دولت ایمان ہے اور سرمایہ آخرت"۔ (ابو داؤد محمد صادق، مولانا: شاہ احمد نورانی حصہ اول، ص ۱۵۷)

اب سوال یہ ہے کہ قادیانیوں کو پہلے وطن عزیز میں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلانے پھر دیگر اسلامی ممالک میں، کا احساس قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کو کیسے پیدا ہوا؟ اس کا جواب آپ نے یوں ارشاد فرمایا:

"قادیانیت پچھلی صدی کا منحوس فتنہ ہے جس نے اسلام کے نام پر مسلمانوں کو کافر بنانے کا کام سنبھال رکھا ہے۔ مرزا قادیانی 1908ء میں مرا۔ اور پچھلی صدی کا وہ سب سے بڑا فتنہ پرور شخص تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبیاں، گستاخیاں کیں۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کا عقیدہ وہ نہیں جو ایک مسلمان کا ہونا چاہیے۔ اس نے خدا تعالیٰ کے وجود کو اس انداز میں بیان کیا جیسے ہندوؤں وغیرہ کا تصور ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کا بارہا انکار کیا۔ اس نے درجنوں دعوے کیے وہ ایک مخبوط الحواس اور فاتر العقل شخص تھا۔ وہ کہتا تھا کہ "میں ہی محمد اور میں ہی احمد ہوں" لیکن اس کو بے وقوف، احمق، جاہل اور بے عقل لوگوں نے اپنا سب کچھ مان لیا۔ بلکہ جو کچھ وہ بکتا گیا وہ مانتے گئے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ فتنہ ہندوستان میں انگریزوں نے برپا کیا۔ ان کا پیسہ اور پلاننگ تھی۔ یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور مرزا خود ملکہ برطانیہ کے گن گاتا تھا۔ میرے حضرت والد ماجد، خلیفہ اعلیٰ، سفیر اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک مبلغ و مصلح تھے۔ انہوں نے ساری زندگی خدمت دین میں گزاری۔ جنوبی امریکہ میں انہوں نے مرزائیت کے خلاف عملی جہاد کیا۔ تبلیغ دین کے لیے سب سے پہلے 1953ء میں وہ سرنیام (جنوبی امریکہ) گئے ان کے ہاتھ پر الحمدللہ! ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا۔

ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کے درمیان ایک متفقہ اور اجتماعی عقیدہ ہے اور سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور مرتد ہے۔ اس امت میں فتنہ ارتداد اور فتنہ انکار ختم نبوت کو بیج و بن سے اکھاڑنے والے سب سے پہلے اور سچے عاشق رسول، حضور ختمی مرتبت ﷺ کے پہلے خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھ کر فتنہ ارتداد، فتنہ انکار ختم نبوت کی سرکوبی کی، مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ میں ہزاروں صحابہ کرام شریک ہوئے، جن میں سینکڑوں حفاظ و قراء قرآن بھی تھے، اور بالآخر مسیلمہ کو کیفر کردار تک

پہنچایا۔ برصغیر میں متنبی قادیان کے خلاف بھی علماء حق نے کفر و ارتداد کے فتاویٰ جاری کیے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، اعلیٰ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، مولانا لطف اللہ علی گڑھی اور دیگر تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر کی، علماء حق نے مناظرے اور مباہلے کے چیلنج دیئے اور قبول کیے، یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی محض ایک چھوٹی سی تعداد کو اپنا ہمنوا بنانے میں کامیاب ہوسکا اور امت مسلمہ کا سواد اعظم اس فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہا۔

تو چونکہ میرے والد گرامی کا موضوع ردّ قادیانیت و مرزائیت تھا۔ ایک حوالے سے تو یہ موضوع مجھے ورثہ میں ملا۔ اور پھر اس موضوع کا مطالعہ انسان کے ضمیر کو جھنجوڑتا ہے۔ انسان سوتے سے جاگتا ہے اسے احساس ہوتا ہے کہ اے مصطفی ﷺ کے غلام، اٹھ اور جاگ، تیرے ہوتے ہوئے تیرے نبی ﷺ کے گستاخ کیسے جراءت و جسارت کے ساتھ دندنا رہے ہیں؟ یہ قادیانی سیاہ بخت، اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کی محبت ختم کر کے ہندوستان کے جھوٹے نبی کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

ایسے میں ہر صاحب ایمان کا فرض ہے کہ وہ اٹھ کھڑا ہو اور میدان میں کود پڑے۔ اس فتنہ کی سرکوبی ہر بڑے فریضے سے اہم فریضہ ہے۔ یہ ایسا زہر ہے جو گڑ کی شکل میں کھلانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

ایسے حالات میں، بہت ضروری ہے کہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے موثر اقدام اٹھائے جائیں۔ مرزا قادیانی 1908ء میں مرا، وہ اپنی موت مرا۔ اس کی موت بدترین قسم کی موت تھی، وہ ہیضہ میں مبتلا ہوا اور علماء عصر کے چیلنج کا مقابلہ نہ کرسکا۔ سانپ مرگیا لیکن لکیر ابھی باقی ہے۔

اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے سب سے پہلے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، حضرت اقدس پیر مہر علی شاہ گولڑوی، امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری جیسے بزرگوں نے ابتدائی ایام میں مرزائیت کا محاسبہ کیا اور بعد میں اور لوگ بھی اس قافلہ میں شامل ہوتے چلے گئے۔

تو میں نے عرض کیا کہ میرے والد گرامی حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے سرنیام (جنوبی امریکہ) میں اس فتنہ کے خلاف جہاد کیا اور پھر میں بھی کچھ عرصہ وہاں رہ کر خدمت کرتا رہا۔ قادیانی پاکستان میں ربوہ کو "منی اسرائیل" بنانا چاہتے تھے، اس سلسلہ میں ہم نے بھی پلاننگ کی اور ہر موڑ پر اس فتنے کا تدارک کیا۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں کراچی میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر جید علماء کرام کے ساتھ شریک رہا۔ پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلا بیان قادیانیت کے خلاف جاری کیا اور اس بے دین ٹولے کے خلاف کام کرتے رہنا ہی ایمان کا تقاضا ہے۔ پھر 30 جون 1944ء کو قومی اسمبلی کے فلور پر یہ تاریخی قرارداد بھی اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار کو پیش کرنے کی سعادت بخشی۔ اس قرارداد پر حزب اختلاف کے 22 ارکان نے دستخط کیے۔ بعد میں یہ تعداد بڑھتی گئی، حتیٰ کہ 37 ہوگئی۔

قسمت کی بات ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جس سے چاہے کام لے لے اور جس کو چاہے محروم کردے، عبدالولی خان جیسے افراد نے بلا تردد صرف ہمارے کہنے پر فوراً دستخط کر دیئے، میر غوث بخش بزنجو نے کوئی اعتراض نہ کیا اور بلا تامل دستخط کر دیئے۔ لیکن جمعیت علماء اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم بار بار کہنے کے باوجود یہ سعادت حاصل نہ کر سکے۔

بہر حال 30 جون 1974ء کی اسی قرارداد کے نتیجے میں تحریک ختم نبوت چلی۔ جو اس قدر کامیاب ہوئی کہ بالآخر پارلیمنٹ نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ الحمد للہ علی ذالك۔ (محمد محبوب الرسول قادری، ملک: عقیدہ ختم نبوت اور تحریک ۱۹۷۴ء، ص ۷۵)

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک ختم نبوت 1953ء کے حوالے سے فرمایا:

1953ء کی تحریک ختم نبوت کیسے شروع ہوئی؟ مرزا قادیانی کی کتابوں اور جعلی نبوت کا ایک مقصد مسلمان کے سینے سے جذبہ جہاد کو ختم کرنا بھی تھا۔ وہ خدا کی نہیں بلکہ انگریز کی خوشنودی کے لیے جدو جہد کرتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد منکرین جہاد نے فوج میں بھرتی ہونا شروع کر دیا اور ایک سازش کے تحت ملک کی کلیدی آسامیوں پر پہنچ گئے۔ وہ ملک کو قادیانی

اسٹیٹ بنانا چاہتے ہیں اسی غرض سے انہوں نے فوج اور دیگر محکموں میں اثر و رسوخ بڑھانا شروع کر دیا ہے لیکن وہ اس راز کو زیادہ دیر تک چھپا نہ سکے بلکہ مرزا بشیر الدین محمود کے نام نہاد بیٹے اور جانشین نے کہا کہ ہم بلوچستان میں منظم کام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں مرزائی حکومت قائم کریں گے۔ بس پھر مسلمان الرٹ ہو گئے اور ان کے خواب مٹی میں ملا دیئے۔ چوہدری سر ظفر اللہ ڈسکہ کا قادیانی تھا، ملک کا وزیر خارجہ بن بیٹھا۔ اس کو انگریزوں نے سازش کر کے وزیر خارجہ بنوایا۔ پھر اس نے وزارت خارجہ میں قادیانی بھرتی کرنے شروع کیے اور اپنے اثر و رسوخ سے قادیانیوں کو ملک کے دیگر محکموں میں بھرتی کروایا۔ اس نے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف کھلم کھلا تقریریں کیں، عقیدہ ختم نبوت کے خلاف زہر اگلا۔ 1952ء میں جہانگیر پارک کراچی میں اس نے ہرزہ سرائی کی اور مسلمان نوجوانوں کے احتجاج پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا آنسو گیس پھینکی۔ اور یہاں سے 1953ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا جس کی قیادت ابوالحسنات حضرت مولانا سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی، ہزاروں کفن بردار نوجوان جانیں قربان کرنے کے لیے سڑکوں پر نکل آئے، جیلیں بھر گئیں اور جیلوں میں مزید جگہ نہ رہی۔ حکومت وقت نے بے بسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مارشل لاء نافذ کر دیا۔ اسی زمانے میں ایک عدالت نے مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد خلیل احمد قادری (فرزند حضرت مولانا ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ) اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو سزائے موت سنائی۔ ملک گیر احتجاج کے پیش نظر اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ ان کی سزا ملتوی ہوتی گئی، حکومت مارشل لاء لگا کر مظاہروں کی روک تھام میں کامیاب ہو گئی۔ اس تحریک میں کئی سو نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، پولیس اور فوج کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ پھر ملک میں حکومت تبدیل ہو گئی اور کچھ عرصہ کے لیے قادیانیت دب گئی مطالبہ تو مسلمانوں کا یہ تھا کہ امت کے جسم میں قادیانیت ایک زہریلا پھوڑا ہے ناسور ہے اس کو کاٹو لیکن یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا۔ قوت اور طاقت سے سوچوں پر کب پہرے بٹھائے جا سکتے ہیں؟ یہی ہوا کہ پھر دوبارہ 1974ء میں تحریک چلی اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی"۔ (محبوب الرسول قادری، ملک: "تہلکہ خیز انٹرویو" ص ۱۸)

امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک تحفظ ختم نبوت 1974ء کے بارے میں فرمایا:

"ایمان ایک ایسی قوت ہے جس کی بے شمار برکات ہیں۔ اور تحفظ ختم نبوت خالصتاً ایمانیات کا مسئلہ ہے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ قادیانیوں نے ربوہ کو اسرائیل کی طرز پر اپنا مرکز و مستقر بنالیا تھا، وہاں کے تمام سرکاری ادارے بھی ان کے تابع تھے اور یہ دراصل ریاست کے اندر ایک خود مختار ریاست تھی۔ جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ملی و ریاستی مفادات کے خلاف سرگرم عمل تھی۔ مئی 1974ء میں کچھ طلبہ جو اپنے مطالعاتی اور تفریحی دورے پر تھے، دوران سفر ایک ٹرین میں ربوہ کے اسٹیشن پر رکے تو ربوہ کے غنڈوں نے ان پر حملہ بول دیا، مارا پیٹا اور ختم نبوت مردہ باد کے نعرے لگائے، یہ قادیانیوں کی جانب سے ملت اسلامیہ پاکستان کی دینی حمیت اور جذبہ عشق مصطفی ﷺ کی ایمانی قوت کو پرکھنے کے لیے ایک ٹیسٹ کیس تھا، اگر اس موقع پر غلامان مصطفی ﷺ جذبہ عشق مصطفی ﷺ سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے نہ ہوتے تو قادیانیوں کے حوصلے اور بلند ہو جاتے اور وہ اسٹیبلشمنٹ میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مملکت کے اقتدار اعلیٰ پر قبضے کی تدبیریں بھی کر سکتے تھے جو ان کا اصل ہدف تھا لیکن الحمد للہ علی احسانہ! ان کا یہ خواب نا تمام رہا، بلکہ "عدو شرے برانگیزد مرا خیرے دراں باشد" کے مصداق یہ سازش ان کے لیے پیام اجل ثابت ہوئی اور یہ دراصل خاتم الانبیاء ﷺ کا معجزہ تھا اور ہمیں یہ دعا قبولیت کے پیکر میں ڈھلتی ہوئی نظر آئی کہ، اے اللہ تو ان (باطل پرستوں) کے مکر و فریب ہی میں ان کی تباہی و بربادی کے اسباب مقدر فرما"

ہم نے تحریک کو دو محاذوں پر منظم کیا۔ ایک پارلیمنٹ کے اندر اور دوسرا پارلیمنٹ سے باہر۔ بیرونی محاذ پر کام کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کے اتفاق رائے اور اجماع سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی گئی، جس نے ملک بھر میں مسلمانوں کو منظم کیا اور ایسی فضا پیدا ہوئی کہ حکومت کے لیے اس مسئلے کو نظر انداز کرنا ممکن نہ رہا، مولانا محمد یوسف بنوری اس مجلس عمل کے صدر اور علامہ سید محمود احمد رضوی ناظم اعلیٰ تھے۔ اور جس طرح 1953ء کی تحریک میں اس خانوادے کا قائدانہ کردار تھا، اسی طرح 1974ء کی تحریک میں انہوں نے اسی روایت کو قائم رکھا۔ علامہ سید ابو الحسنات قادری، علامہ رضوی کے تایا تھے اور تحفظ ناموس ختم نبوت کی پاداش میں سزائے موت پانے والوں میں ایک ان کے تایا زاد بھائی مولانا سید خلیل احمد قادری

تھے۔ پارلیمنٹ کے اندر 1974ء کے بجٹ اجلاس کے فوراً بعد میں نے قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کے لیے قرارداد پیش کی، اسمبلی کے اندر جو دیگر علماء کرام تھے یعنی مفتی محمود صاحب، علامہ عبد المصطفی الازہری صاحب، مولانا سید محمد علی رضوی صاحب، مولانا محمد ذاکر مولانا عبد الحق صاحب اور پروفیسر غفور احمد صاحب وغیرہم اس کے مویدین میں سے تھے۔

اگرچہ پاکستان کی پچھلی اسمبلیوں میں بھی علماء ارکان رہے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت مجھے نصیب فرمائی اور مجھے یقین کامل ہے کہ درگاہ شفیع المذنبین ﷺ میں میرے لیے یہی سب سے بڑا وسیلہ شفاعت و نجات ہوگا۔ اس دوران متنبی قادیان کے خلیفہ نے پیش کش کی کہ وہ اسمبلی میں پیش ہو کر اپنا موقف پیش کرنا چاہتے ہیں، ہم نے خوش آمدید کہا، قادیانی اور لاہوری دونوں گروپوں کے سربراہان آئے۔ پوری قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کی شکل دے دی گئی اور اس کے In camera اجلاس شروع ہوئے، جن میں صرف ارکان کو شرکت کی اجازت تھی، طریقہ کار کے مطابق ہم یعنی تمام علماء کرام اپنے سوالات تحریری شکل میں جناب یحییٰ بختیار صاحب اٹارنی جنرل آف پاکستان کو دیتے تھے اور وہ قواعد و ضوابط کے مطابق وہ سوالات پوچھتے، ان کا اس مسئلے میں کردار بلاشبہ بہت جاندار تھا، ان سوالات کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت کا دجل و فریب کھل کر ارکان اسمبلی کے سامنے آ گیا اور سب کی غیرت ایمانی جاگ اٹھی اور اب ان کے سامنے دو راستے تھے یا تو مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے کو تسلیم کر کے خود کو اور پوری امت مسلمہ کو غیر مسلم تسلیم کریں اور یا انکار ختم نبوت اور جھوٹے ادعاء نبوت کے سبب مرزا غلام احمد قایانی کو نبی ماننے والے قادیانی گروپ اور مجدد ماننے والے لاہوری گروپ کو کافر و مرتد قرار دیں۔ اس طرح الحمد للہ! پاکستان میں یہ معجزہ خاتم الانبیاء ﷺ ہم عاجز و ناکارہ غلامان مصطفی ﷺ کی مساعی اور پوری ملت اسلامیہ پاکستان کی تائید و حمایت اور پارلیمنٹ کے اندر اور باہر تمام مکاتب فکر کے علماء کی بھرپور جدوجہد کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا۔ اور 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔ اس مہم میں علماء اراکین کے علاوہ بعض دیگر ارکان مثلاً موجودہ اسمبلی کے اسپیکر جناب الٰہی بخش سومرو کے والد حاجی مولا بخش سومرو کا کردار بڑا موثر اور مجاہدانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر سے

نوازے"۔(محبوب الرسول قادری ,ملک :"تہلکہ خیز انٹرویو" ص ۲۲)

اس طرح وطن عزیز پاکستان میں امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے قادیانیوں کو 7 ستمبر 1974ء کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔بیرونی ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول رحمت ﷺ کی نظر عنایت سے اپنے عظیم ترین مقصد میں کامیاب ہوئے۔اس سلسلے میں آپ نے یوں وضاحت فرمائی:

الحمدللہ! بیرونی مملک میں متعدد بار قادیانیوں سے واسطہ پڑا ہے۔نیروبی، دارالسلام، ماریشس اور لاطینی امریکہ میں۔سرینام، برٹش، گیانا اور ٹرینی ڈاڈ کے مقامات پر بھی سابقہ پڑا اور مناظرے بھی ہوئے۔ان مناظروں میں جو پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے جاری رہتے تھے۔مجمع عام میں قادیانیوں کو مکمل شکست دی۔قادیانیوں کا لندن سے رسالہ نکلتا ہے۔"اسلامک ریویو" اس کے ایڈیٹر سے 1968ء میں ٹرینی ڈاڈ میں مناظرہ ہوا جو ساڑھے پانچ گھنٹے چلتا رہا۔ اور بالآخر کتابیں لے کر بھاگ گئے۔دوسرا مناظرہ جنوبی امریکہ میں سرینام کے مقام پر ہوا۔

قادیانیوں کے مشہور مناظر موجود تھے۔اور انہوں نے راہ فرار اختیار کی، نیروبی میں مرزائی مناظر مبارک احمد کے نام سے تھا۔مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی لیکن وہ فرار ہو گیا۔اور اس طرح بے شمار مناظرے ہوتے رہے۔اور یہ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے۔اس طرح میں نے عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کیا اور ان کے کفر کو باطل کیا۔(فاتح مرزائیت ,ص ۱۳)

حضرت امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے قائد اہل سنت ہونے کی حیثیت سے تقریری اور تحریری دونوں میدانوں میں فتنہ قادیانیت کا تعاقب کیا اور اسے منطقی انجام تک پہنچا کر تاریخی خدمات انجام دیں۔قادیانیت کے حوالے سے اپنی تحریری خدمات کو یوں واضح فرمایا:

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبہ دینی میں کوئی شبہ نہیں۔لیکن اس کا عملی مظاہرہ کچھ دیر سے ہوتا ہے۔تحریری طور پر ختم نبوت پر انگریزی زبان میں میرے پاس ایک کتاب ہے۔جس میں میں نے ایک سو سے زائد آیات اور تین سو سے زائد احادیث نبوی ﷺ سے صراحتاً حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔لیکن وہ کتاب طبع نہیں ہو سکی۔ اور نہ ابھی اس کے طبع ہونے کی امید ہے اس لیے کہ وہ ضخیم بھی ہے اور اس کی طباعت کے

اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں۔پہلے اس کی طباعت پر 25 ہزار کے خرچ کا اندازہ تھا۔اب کاغذ کی گرانی کے سبب اس کے اخراجات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔اس لیے فی الحال اس کی طباعت ممکن نہیں۔اور دوسری کتاب میں نے اس سلسلے میں لکھی تھی جس کو مرزائی اپنے عقیدے کی بنیاد بناتے ہیں" حیات مسیح علیہ السلام" اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد کے دعویٰ کہ میں مسیح ہوں جھوٹ پر مبنی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ابھی نہیں ہوا ہے۔باہر کی دنیا چونکہ مرزائیوں کے حالات سے ,بہت ہی کم باخبر ہے اور ان کو دھوکہ دینے کا موقع با آسانی مل جاتا ہے,اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ انگریزی اور فرانسیسی میں لٹریچر زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے اور تقسیم کیا جائے۔اگر صاحب خیر مسلمان اس طرف توجہ فرمائیں اور ان کی طباعت کا انتظام کروا دیں اور انہیں مفت تقسیم کروا دیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ان کا معاوضہ لوں۔کوئی بھی انہیں شائع کرا کے کسی بھی قیمت پر فروخت کر سکتا ہے۔میرا مقصد مسلمانوں کو قادیانیوں اور مرزائیوں کے خطرناک عزائم سے آگاہ کرنا ہے۔(فاتح مرزائیت ,ص ۱۳)

امتناع قادیانیت کی آئینی ترمیم کے بین الاقوامی اثرات کے حوالے سے امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں وضاحت کی:

چونکہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت سے ہم مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرا چکے تھے,یہ مسئلہ تحفظ ختم نبوت کے لیے ہماری آئینی وقانونی نظام کی خشت اول تھی۔پھر قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دینے کی آئینی ترمیم سے اس کی تکمیل ہو گئی۔بعد ازاں پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کے فارم میں مسلمان کے لیے ختم نبوت کے اقرار اور مرزائیوں کے قادیانی ولاہوری گروپ سے براءت کا حلفیہ بیان لازمی قرار دیا گیا,اس طرح ناموں کے اشتباہ سے جو قادیانی ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے مسلم ہونے کا دعویٰ کرتے تھے بلکہ مکروفریب سے مسلمانوں میں شامل ہو جاتے تھے,اس کا سد باب ہو گیا۔بعد میں جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں جداگانہ انتخاب کی طرف پیش رفت ہوئی جو شروع ہی سے ہمارے مقاصد واہداف میں شامل تھا,اور قادیانیوں کے ناموں کا اندراج غیر مسلموں کی فہرستوں میں کرنا لازمی قرار پایا۔سعودی عرب, ملائشیا, انڈونیشیا اور دیگر مسلم ممالک کی حکومتوں نے قادیانیوں کو غیر مسلموں کا درجہ دینا شروع کیا,حتیٰ کہ

جنوبی افریقہ کی غیر مسلم عدالت نے بھی اس کی توثیق کی کہ قادیانی مسلم نہیں ہیں۔ قادیانیوں پر مسجد کے نام سے اپنی عبادت گاہ بنانے پر پابندی عائد کر دی گئی، صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامے میں ختم نبوت کا اقرار لازمی قرار پایا۔ ابھی بہت سے اہداف ہیں جن کا حصول باقی ہے اور الحمد للہ! اس کے ضمن میں ہمارا اجہاد جاری ہے اور ہم اپنے دینی اہداف کے حصول تک چین سے نہیں بیٹھیں گے"۔ (محمد محبوب الرسول قادری، ملک: عقیدہ ختم نبوت اور تحریک ۱۹۷۴ء، ص ۷۹)

تحریک ختم نبوت کی کہانی پروفیسر سید شاہ فرید الحق کی زبانی:

ہم گزشتہ صفحات میں تحریک ختم نبوت اور قادیانیوں کو پاکستان میں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالے سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی توضیحات پیش کر چکے ہیں۔ تاہم کچھ پہلو وضاحت طلب اور تشنہ رہ گئے تھے کیونکہ ان کا تعلق امام نورانی کی ذات اور خدمات سے تھا، جن کو آپ نے انکساری کی بنا پر بیان نہیں کیا۔ سطور ذیل میں مفکر اسلام، ورلڈ اسلامک مشن کے مرکزی راہنما اور جمعیت علماء پاکستان کے (موجودہ) سربراہ حضرت پروفیسر سید شاہ فرید الحق مدظلہ العالی کے الفاظ میں تحریک ختم نبوت، قرارداد کی تیاری، ایوان میں پیش کرنے کے لیے حکمرانوں کی ذہن سازی اور قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالے سے امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ساز خدمات قدرے تفصیل سے پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ مفکر اسلام حضرت پروفیسر سید شاہ فرید الحق صاحب نے کہا:

22 جون 1974ء کو نوجوانان اسلام نے ربوہ اسٹیشن پر حضور ﷺ کے مقام کے تحفظ کا نعرہ لگا کر جھوٹے مدعی نبوت کی جھوٹی امت کے دل پر ایک کچوکہ لگایا۔ بھلا کفار کو برداشت کی کہاں طاقت، حالانکہ کفار اور مشرکین اپنے انجام سے باخبر ہیں اور انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ جب بھی وہ دین اسلام سے نبرد آزما ہوئے منہ کی کھائی۔ یہ بات اور ہے کہ بعض وقت مسلمانوں کے نقصان کی وجہ سے کبھی کبھی شکست ظاہری فتح معلوم ہوئی۔ ربوہ کے منافقین اور کفار کو یہ بات گراں گزری کہ نبی کریم ﷺ کو آخری نبی قرار دیا جائے یا ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے جائیں۔

29 مئی 1974ء کو جب کہ نوجوانان اسلام سفر سے واپس آ رہے تھے ان منافقین اور

مرتدین نے سوچی سمجھی سازش کے تحت ان پر حملہ کر کے زد و کوب کیا۔ ان کے لہو بہائے، بعض کو شدید ضربات پہنچائیں اور نہیں کافی دنوں تک ہسپتال میں زیر علاج رہنا پڑا۔ کسی کا منہ توڑا گیا، کسی کی ناک اور ہڈی توڑی گئی، غرضیکہ بربریت کا سماں تھا۔ ٹرین باضابطہ روک کر یہ ساری کاروائی نام نہاد بہادر منافقین اور مرتدین نے چند نوجوان مسلمان طلباء کے خلاف کی۔

قدرت کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے ان نوجوانوں کا خون رنگ لایا۔ ان مرتدین اور منافقین کے خلاف دبا ہوا لاوا پھوٹ پڑا پورے ملک میں آگ لگ گئی۔ بالخصوص پنجاب کے نوجوان طلباء میدان میں آ گئے۔ ربوہ کے گرد و نواح کی بستیاں پہلے بھڑک اٹھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انتقامی کاروائی شروع ہو گئی۔ پورے علاقہ میں خانہ جنگی کی صورت پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ اس آگ نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ یہ آگ معمولی آگ نہیں تھی۔ عشق مصطفی ﷺ اور مقام مصطفی ﷺ کی آگ تھی۔ یہ پانی سے نہیں بجھائی جاتی یہ کچھ اور ہی تلاش کرتی ہے۔ آج بھی اس پاکستان کا سواد اعظم مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور ناموس رسالت کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہے۔ باوجود تمام برائیوں اور گناہوں کے مسلمان جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے وہ نبی کریم ﷺ کے خلاف نہ کوئی بات سن سکتا ہے اور نہ برداشت کر سکتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں سے جو منافقت کا لبادہ اوڑھ کر بزعم خود اپنے کو مسلمان کہیں اور حضور ﷺ کے مقام کو پہنچائیں۔ قرآن کی کھلی آیات اور اس کے کھلے مطالب کا انکار کر کے پوری امت مسلمہ کو بیوقوف بنائیں، تواتر سے جو عقیدہ مسلمانوں کے درمیان چلا آ رہا ہے اس کے خلاف پچھلے نوے (90) سال سے چند مٹھی بھر افراد نبرد آزما ہوں اور مسلمانوں کی عظیم اکثریت کو چیلنج کریں وہ تو خیر کیجئے صدیق اکبر کا زمانہ نہیں ورنہ غلام احمد مرتد تلوار کی زد سے بچ نہیں جا سکتا تھا اور مرتدین اس طرح مسلمانوں کے ملک میں دندناتے نہ پھرتے۔

پاکستان کے قیام تک میں ان قادیانیوں نے روڑے اٹکائے۔ یہاں تک کہ ظفر اللہ نے تقسیم ہندوستان کمیشن میں بھی پاکستان کے ساتھ دھوکہ کیا اور کسی طرح گورداسپور، قادیان اور کشمیر پاکستان سے الگ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد مسلسل یہ لوگ پاکستان کے خلاف سازش میں مبتلا رہے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو مرتد بناتے رہے۔ بیرونی ملکوں میں اپنے

اڈے قائم کئے اور پاکستان کے سہارے غلط پروپیگنڈہ کر کے افریقی اور دیگر یورپی ملکوں کے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھانستے رہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے تو یہ وصیت کی تھی کہ بھارت کو پھر سے اکھنڈ بنانے کی جدو جہد کی جائے اور مری سڑی ہوئی لاش کو پاکستان اور بھارت کے ایک ہونے کے بعد قادیان میں دفن کیا جائے۔

جو کردار مشرق وسطیٰ میں یہودی ادا کر رہے ہیں وہی کردار پاکستان میں قادیانی اور یہ لاہوری ادا کر رہے ہیں، جو بزعم خود احمدی کہلاتے ہیں۔

سواد اعظم اہل سنت کے علماء، صوفیاء اور رہنما چونکہ پاکستان بنانے میں قائد اعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ لڑے تھے، اس لیے انہیں اس ملک سے قلبی لگاؤ تھا اور رہے گا۔ انہوں نے صرف مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ لیکن کیا معلوم تھا کہ ان کے ساتھ دھوکا کیا جائے گا اور بعد میں مفاد پرست حضرات پاکستان کے نظریہ کے خلاف عمل پیرا ہونگے۔

کافی دنوں تک پاکستان بننے کے بعد سواد اعظم اہل سنت حکومتی سیاست سے الگ رہے لیکن دین مصطفی ﷺ کی اشاعت اور مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ کے لیے محراب و منبر سے اپنی آواز بلند کرتے رہے۔ کسے نہیں معلوم کہ پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے علماء اہل سنت کے افراد نے جن میں مولانا عبد الحامد بدایونی، مولانا سید ابو الحسنات قادری، مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علماء پاکستان، مولانا سید احمد سعید کاظمی اور مولانا عبد الستار خان نیازی وغیرہ نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف آواز اٹھائی اور حکمرانوں پر یہ واضح کیا کہ ان کی تبلیغ کو روکا جائے، انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کے مقام کے تحفظ کو سواد اعظم اہل سنت اپنی ایمان کا جزو تصور کرتے ہیں۔ اور ذکر رسول ﷺ کو اپنی زندگی کا معمول بنائے ہوئے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے ان کا مشغلہ درود و فاتحہ، میلاد اور منقبت رسول ہے۔ انہیں اعمال کی وجہ سے انہیں مخالفین کے طعنے بھی سننے پڑے ہیں۔ ان پر مختلف قسم کے فتوؤں کی بوچھاڑ ہوتی ہے۔ لیکن یہ ان تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو کر حضور ﷺ کے ذکر کو اپنے ایمان کی کسوٹی تصور کرتے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت

کے علماء اور عوام قرآن کی اس آیت کا ورد بہر فاتحہ، درود، تلاوت اور ذکر میں کرتے ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں، نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

ایسے لوگ بھلا کب اور کیسے مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کر سکتے ہیں یا اس کے خلاف معرکہ آرائی میں پیچھے رہ سکتے ہیں۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی علماء اور عوام اہل سنت نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے تاریخ کے اوراق اس کے گواہ ہیں۔ بالخصوص جسٹس منیر کی رپورٹ اس کی منہ بولتی تصویر ہے۔ لاتعداد علمائے اہل سنت جیلوں میں گئے، سینکڑوں افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ مولانا عبد الستار خان نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو مارشل لاء کورٹ سے سزائے موت دی گئی ہے۔ ان تمام حالات کے باوجود ان رہبران ملت کے پاؤں میں لغزش نہ آئی۔

1953ء کی تحریک بعض نام نہاد شرکاء اور تنظیم کی خرابی کی وجہ سے ناکام ضرور ہوئی لیکن یہ بھی ایسا بیج بو گئی تھی جس کا پھل کبھی نہ کبھی آنا ضرور تھا۔ خدا کا شکر ہے اس بیج کی آبیاری نوجوان طلبہ نے شروع کی۔ اس میں علماء اور عوام شامل ہو گئے اور 7 ستمبر 1974ء کو اس کا پھل نہ صرف اسلامیان پاکستان کو بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو ملا۔ یہ کیوں اور کیسے ملا کھیت کی کس کس نے آبیاری کی، کون اس کے شکریہ کے حقدار ہیں؟ یہ ایک لمبی کہانی ہے جو قومی اسمبلی کا پورا ریکارڈ مل جانے پر انشاء اللہ پیش کی جائے گی۔

یہاں مختصراً اس ضمن میں جو کاروائی علماء اہل سنت اور دیگر افراد کی طرف سے کی گئی اور حکومت کا رویہ کیسا رہا اس کی روئیداد اپنی معلومات کی بناء پر جو میں نے اراکین قومی اسمبلی بالخصوص مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبد المصطفیٰ ازہری سے حاصل کی ہیں پیش کرتا ہوں۔ تحریک کی کامیابی کے آخری دنوں یعنی 4 ستمبر 1974ء سے 8 ستمبر 1974ء تک میں بھی اسلام آباد میں مقیم تھا اس لیے آخری وقت کی کاروائیوں سے کچھ نہ کچھ میں نے ذاتی طور پر واقفیت حاصل کی ہے۔

قوم کے نام 13 جون 1974ء کو جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ایک لمبی تقریر نشر کی۔ میں اس تقریر پر فی الوقت تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ عوام کو معلوم ہے کہ بھٹو صاحب کیسی تقریر کرتے ہیں اور کیا کیا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ بہر حال انہیں موقع کی سنگینی اور نزاکت کا احساس ہوا، پنجاب آگ میں جلنے لگا، چاروں صوبوں میں تحریک زور پکڑتی گئی، گرفتاریاں اور مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ پولیس اور سکیورٹی فورس حرکت میں آ گئی۔ ملک کی پوری انتظامیہ لا اینڈ آرڈر کے بہانے عوام کے ساتھ سختیوں اور تشدد پر اتر آئی۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے بھٹو صاحب نے یہ وعدہ فرمایا کہ اسے طے کرنے کا راستہ جمہوری طریقے سے طے کیا جائے۔ اس لیے یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں 30 جون کو پیش کر دیا جائے گا۔ وہ جو فیصلہ کرے گی وہ مجھے بھی اور پوری قوم کو قابل قبول ہوگا۔

پاکستان کے تمام مسلمان یہ جانتے ہیں کہ قادیانی مرتد اور کافر ہیں نئے فتوے کی ضرورت نہیں۔ علماء کرام اپنی حجتیں تمام کر چکے ہیں۔ مسئلہ صرف یہ تھا کہ انہیں بحیثیت مسلمان کے پاکستان میں تبلیغ کرتے رہنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ہاں غیر مسلم کی حیثیت سے ان کی جان و مال کا تحفظ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن منافق کی حیثیت سے رہنے کا اختیار نہیں دیا جاسکتا۔ چونکہ پاکستان میں عظیم اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کو آخری نبی تصور کرتے ہیں۔ اس لیے اس عقیدے کے خلاف یا وحی کو تسلیم نہیں کرتے اور اسے کفر و ارتداد تصور کرتے ہیں۔ اس لیے اس عقیدے کے خلاف جو لوگ بھی ہیں وہ کافر مرتد ہیں وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے اس لیے اسلام کے بنیادی عقیدہ کے خلاف کسی منافق کو تبلیغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ لازمی طور پر قادیانیوں اور احمدیوں کو غیر مسلم آئینی حیثیت سے قرار دیا جائے تاکہ پاکستان سازش سے بچ سکے اور مسلمان اپنے دین و ایمان کا تحفظ کرسکیں۔

وزیر اعظم نے جمہوریت کے سہارے اس بنیادی مسئلہ کے لیے بھی مہلت چاہی۔ حالانکہ جمہوری اداروں کے ذریعے اسلامی مملکت میں بنیادی عقائد طے نہیں کیے جاتے۔ اسلام میں جمہوریت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی قائم کردہ حدود کے اندر ہوتی ہے۔ یہ نہیں

ہوسکتا کہ جو چیز اللہ اور رسول ﷺ نے حرام کی ہے وہ اکثریت سے حلال ہو جائے اور حرام ہو جائے۔

اسی طرح اللہ جل مجدہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی آخری نبوت اور رسالت، قرآن کی وحی الہی ہونے کے متعلق فیصلہ یا قیامت کے قائم ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ۔ اس قسم کی بنیادی باتیں مغربی طرز کی اکثریتی جمہوریت کے طور پر نہیں طے ہوتیں۔

بہر حال حکومت نے وقت لیا، ادھر تحریک پھر زور شور سے چلنے لگی۔ حضور ﷺ کی خاتمیت پر ایمان رکھنے والے مختلف الخیال لوگ ایک جگہ اکٹھا ہو گئے۔ اس میں اہل سنت کے علاوہ دیوبندی، وہابی اور شیعہ حضرات بھی شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ سیاسی جماعتوں کے افراد مثلاً نیشنل عوامی پارٹی، مسلم لیگ، خاکسار، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت علماء اسلام (مفتی گروپ) جماعت اسلامی وغیرہ نے بھی متحد ہو کر کام شروع کیا اور اس طرح ایک مرکزی "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ مرکزی مجلس عمل کے صدر دیوبندی مکتبہ فکر کے مولانا محمد یوسف بنوری (کراچی) منتخب ہوئے اور اس کے جنرل سیکرٹری سواد اعظم اہل سنت کے مشہور عالم مولانا سید محمود احمد رضوی خلف الرشید حضرت مولانا سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ حزب الاحناف، لاہور منتخب ہوئے۔ مجلس عمل میں مختلف جماعتوں کو نمائندگی دی گئی۔

عملی طور پر اس مجلس میں جن لوگوں نے حصہ نہیں لیا وہ یہ ہیں: غلام غوث ہزاروی گروپ جو مفتی محمود سے الگ ہو کر حکومت کی کاسہ لیسی کرنے میں علماء کا وقار سمجھتا تھا۔ مولوی احتشام الحق تھانوی اور ان کی مختصر سی جماعت نیز تحریک استقلال بحیثیت جماعت مجلس عمل میں شریک نہیں ہوئی۔ البتہ انفرادی طور پر تحریک استقلال کے ایک رہنما صاحبزادہ احمد رضا قصوری ایم این اے مجلس عمل کے رہنماؤں کے ساتھ تحریک کی حمایت کرتے رہے اور قومی اسمبلی میں ختم نبوت کا نعرہ بلند کیا اور قادیانیوں کے خلاف تقریریں کیں۔

اس کے علاوہ کچھ خالص سرکاری کاسہ لیس مولوی مثلاً جمعیت علما اسلام (حقیقی) نام نہاد جمعیت علماء پاکستان جس کے سربراہ بزعم خود صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب آلو مہار شریف والے تھے۔ نیز مشہور اور معروف خوشامدی مولوی ان تمام کا ذکر فضول ہے۔ یہ لوگ حکومت

کے اشارے کے منتظر رہے۔ حضور ﷺ سے نہ جانے انہیں کتنا لگاؤ ہے اور موجودہ حکومت کے افراد بالخصوص بھٹو صاحب سے یہ لوگ کتنا قریب ہیں اس کا فیصلہ عوام خود کر سکتے ہیں۔ کبھی کبھی ان لوگوں نے بھی قادیانیوں کے خلاف گول مول بیانات دیئے لیکن کھل کر کبھی سامنے نہیں آئے۔

مرکزی مجلس عمل نے اپنا کام تیزی سے شروع کیا۔ بالخصوص پنجاب میں بڑا زور و شور ہوا۔ مسجدوں، محرابوں اور منبروں سے حضور ﷺ کی منقبت شروع ہوئی۔ ان کے مقام کی فضیلت بیان کی گئی، جلوس نکالے گئے، مجلس عمل نے چند صاف اور واضح مطالبات رکھے وہ یہ ہیں:

☆ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

☆ ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

☆ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

ویسے تمام جماعتوں کے لوگوں نے جو اس تحریک میں ساتھ تھے اپنا اپنا کردار ادا کیا لیکن سواد اعظم اہل سنت نے جتنا اسے حق تھا وہ حق ادا کیا۔ علماء اور خطباء پورے ملک میں اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے مسئلہ کی اہمیت کو واضح کرنے لگے۔ سندھ میں مجلس عمل کا صدر جناب صوفی محمد ایاز خان صاحب نیازی صدر جمعیت علماء پاکستان (کراچی ڈویژن) کو بنایا گیا۔

جنہوں نے اس صوبہ کے تمام اضلاع میں مجلس عمل کی بنیاد ڈالی۔ دورے کیے اور مسئلہ سے عوام کو روشناس کرایا اور حکومت پر دباؤ ڈالا کہ وہ اس مسئلہ کو التواء میں نہ ڈالے اور پنجاب میں مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر صاحب اور مفتی ظفر علی نعمانی (سینیٹر) دو محاذوں پر لڑ رہے تھے۔ پورے صوبے کا دورہ بھی کر رہے تھے اور اسمبلی کی کاروائیوں میں برابر کے شریک رہے۔ ان حضرات کے ساتھ بطل حریت جانباز ختم نبوت مولانا عبد الستار خان نیازی جنہیں 1953ء کی تحریک میں پھانسی کی سزا دی گئی تھی، بھی شامل ہوئے۔ اور پورے پنجاب میں ان علماء اور انجمن طلباء اسلام کے سپوتوں نے حضور ﷺ کے عشق و محبت کا اپنی بساط سے زیادہ حق ادا کیا۔ انجمن طلباء اسلام پنجاب

کے صدر اقبال اظہری، محمد خان لغاری سیکرٹری نشر و اشاعت، قاری عطاء اللہ نائب ناظم، رانا لیاقت ناظم لاہور، راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی ناظم اوکاڑہ، عبد الرحمن مجاہد، سندھ کے حافظ محمد تقی، افضال قریشی، محمد حنیف طیب، علماء میں مجاہد اہل سنت صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی اسیر ہوئے اور ضمانت پر رہائی سے انکار کر دیا۔ سخت اذیتوں میں مبتلا کیے گئے۔ جمعیت علماء پاکستان پنجاب کے صدر مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا محمد بشیر چشتی خطیب پنڈی گھیب کو بھی اسیری کا شرف حاصل ہوا۔

ان مشاہیر کے علاوہ سینکڑوں خطباء اور ائمہ قید و بند میں ڈالے گئے۔ باوجود حکومت کے تشدد اور پابندی کے ان علماء نے آوازِ حق کو بلند کیا۔ لاؤڈ سپیکر پر پابندی لگ گئی، مسجدوں میں جلسے سے روک دیا گیا، پورے ملک میں دفعہ 144 کا نفاذ ہو گیا اور اس طرح ذکر مصطفیٰ ﷺ کو پوری شدت سے روکا گیا۔ لاٹھی چارج ہوا، آنسو گیس چھوڑی گئی، گولیاں چلیں، پنجاب کے بعض علاقوں میں خود ایس پی اور ڈی ایس پی نے گولیاں چلائیں۔ 40 کے قریب افراد نے راہ حق میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ تمام کام باہر ہو رہے تھے اور اندر حکومت مشورے کر رہی تھی۔ تین روز کے کام میں مسلسل تین مہینے لگائے گئے۔

اس اثناء میں بھٹو صاحب نے بلوچستان کا دورہ کیا۔ وہاں کے غیور بلوچ اور پٹھانوں نے قادیانیوں کے متعلق اپنے عمل کا اظہار کیا تو بھٹو صاحب نے فوری طور پر ایک تاریخ مقرر کر دی۔ وہ غالباً اگست 1974ء کی آخری کوئی تاریخ مقرر کی گئی۔

علماء، طلباء اور عوام نے جو عظیم جدوجہد کی اس کے نتیجہ میں اراکین قومی اسمبلی بھٹو صاحب سمیت اس مسئلہ کو عامۃ المسلمین کی خواہشات کے مطابق حل کرنے کو تیار ہو گئے۔

☆ اسمبلی کی کاروائی:

مسئلہ 30 جون 1974ء کو قراردادوں کی شکل میں پیش ہوا۔ ایک قرارداد عبد الحفیظ پیرزادہ نے پیش کی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی خاتمیت پر جو یقین نہیں رکھتا اور ان کے بعد کسی دوسرے کو نبی مصلح تصور کرتا ہے ان کی حیثیت کا تعین کیا جائے۔

دوسری قرارداد مولانا شاہ احمد نورانی ممبر قومی اسمبلی و صدر جمعیت علماء پاکستان اور صدر ورلڈ اسلامک مشن نے حزب اختلاف کے بائیس {22} افراد کے دستخط سے جو بعد میں

37 کی تعداد ہوگئی، پیش کی۔ اس قرارداد پر نیشنل عوامی پارٹی کے افراد نے بھی دستخط کیے۔ مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبد الحکیم {دیوبندی مکتبہ فکر} نے حزب اختلاف کی اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔

☆ قرارداد کا متن:

ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کے اس جھوٹے اعلان میں بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکامات کے خلاف غداری تھیں۔ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھے اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی صورت میں بھی گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ ان کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ نیز ہرگاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس جو مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں 6 اور 10 اپریل 1974ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانی اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو کہ ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کاروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں۔ اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں"۔

قرارداد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کیے۔

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا مفتی محمود، مولانا سید محمد علی رضوی، چوہدری ظہور الٰہی، مولانا عبد المصطفیٰ الازہری، پروفیسر غفور احمد، مولانا عبد الحق {اکوڑہ خٹک}، سردار شیر باز خان مزاری، مولانا ظفر احمد انصاری، صاحبزادہ احمد رضا قصوری، مولانا صدر الشہید، جناب عمرہ خان، سردار شوکت حیات خان، راؤ خورشید علی خان، جناب عبد الحمید جتوئی، جناب محمود اعظم فاروقی، مولوی نعمت اللہ، سردار مولا بخش سومرو، حاجی علی احمد تالپور، رئیس عطا محمد مری، مخدوم نور محمد ہاشمی، جناب غلام فاروق۔

بعد میں قرارداد پر مندرجہ ذیل افراد نے دستخط کیے۔

نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی، جناب کریم بخش اعوان، مہر غلام حیدر بھروانہ، صاحبزادہ صفی اللہ، ملک جہانگیر خاں، جناب اکبر خاں مہمند، حاجی صالح خاں، خواجہ جمال محمد کوریجہ، جناب غلام حسن خاں دھاندلہ، صاحبزادہ محمد نذیر سلطان، میاں محمد ابراہیم برق، صاحبزادہ نعمت اللہ خاں شنواری، جناب عبد السبحان خاں، میجر جنرل جمالدار، جناب عبد المالک خاں۔

قرارداد اسمبلی میں غور کے لیے پیش ہونے کے بعد پوری اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی میں تبدیل کر دیا گیا۔ نیز چند لیڈروں پر مشتمل ایک رہبر کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود وغیرہ شامل تھے۔ حکومت کی طرف سے عبد الحفیظ پیرزادہ نیز مولانا کوثر نیازی شامل کیے گئے تھے۔

30 جون 1974ء کے بعد کمیٹی کے مسلسل اجلاس شروع ہوئے اور قراردادوں پر غور کرنے کے لیے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔

اسی اثناء میں قادیانی ربوہ گروپ اور لاہوری گروپ کے سربراہوں کا ایک خط کمیٹی میں پیش کیا گیا جس میں مرزا ناصر احمد ربوہ گروپ نے اور لاہور گروپ کے سربراہ صدر الدین نے اپنی صفائی پیش کرنے اور اپنے عقائد کی وضاحت کے لیے حاضری کی اجازت مانگی۔ کمیٹی نے خوشی سے اجازت دے دی۔ مرزا ناصر احمد ایک محضر نامہ کے ساتھ جو {180} صفحات پر مشتمل تھا، حاضر ہوا۔ خدا کی قدرت اور نبی کریم ﷺ کا معجزہ دیکھیے جس وقت مرزا نے محضر نامہ پڑھنا شروع کیا۔ اسمبلی کے اس بند ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں اوپر کے چھوٹے پنکھے سے ایک

پرندے کا پر جو غلاظت سے بھرا ہوا تھا سیدھا اس محضر نامہ پر گرا جس پر وہ چونک پڑا اور کہا {I am distrub} سارے اراکین یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی چیز اوپر سے اس طریقہ سے گرے۔

بہر حال محضر نامہ پڑھا گیا اس پر کمیٹی کے علماء اور دیگر افراد نے سوال نامہ مرتب کیا اور نیز علماء اہل سنت کی طرف سے محضر نامہ کا جواب دیا گیا۔ مولوی غلام غوث ہزاروی نے بھی محضر نامہ کا اپنی طرف سے الگ جواب دیا۔

سوالوں کی تعداد طویل تھی۔ تقریباً 75 سوالات صرف علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر صاحب کی طرف سے پیش کیے گئے۔ اس کے علاوہ اور سوالات بھی دیگر اراکین کی طرف سے پیش ہوئے اور کل تقریباً ایک سو ستر سوال کیے گئے۔ سوالات لکھ کر اسمبلی کے سیکرٹری کو دیئے گئے اور ان سوالات کے پوچھنے کی ذمہ داری اٹارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ بختیار کے سپرد کی گئی۔

مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی اور سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا۔ مرزا کو صفائی پیش کرتے کرتے پسینہ چھوٹ جاتا اور آخر تنگ ہو کر کہہ دیتا کہ بس اب میں تھک گیا ہوں۔ ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں پچاس سے زائد گلاس پانی کے مرزا ناصر روزانہ پیتا تھا۔ اسے یہ گمان نہیں تھا کہ اس طرح عدالتی کٹہرے میں بلا کر جرح کی جائے گی۔ سوالات اور جرح کی کاروائی چونکہ ابھی پوشیدہ رکھی گئی ہے اس لیے اس کی تفصیلات بیان نہیں کی جاسکتیں۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ اپنا عقیدہ خود اراکین اسمبلی کے سامنے بیان کرگیا اور اس بات کا اعلان کرگیا کہ مرزا حضور ﷺ کے بعد مسیح موعود اور امتی نبی ﷺ ہے۔ جن اراکین اسمبلی کو قادیانیوں کے متعلق حقائق نہیں معلوم تھے انہیں بھی معلوم ہو گئے اور انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ دراصل یہ لوگ کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جس طرح ان قادیانیوں نے قران اور حدیث کی توضیح اور من مانی تشریح کی ہے اس طرح مرزا ناصر، مرزا غلام احمد کے اقوال اور تحریرات کی توجیہ بیان کر رہا تھا۔ بہر حال اللہ کا شکر ہے کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکا بلکہ اور زیادہ ذلیل و رسوا ہوا۔ نئی تہذیبی اور تعلیم کے

لوگ جو مذہبی مسائل کو دقیانوسی شمار کرتے ہیں اور اس مسئلہ کو خالص فرقہ وارانہ شیعہ، سنی یا وہابی کا مسئلہ سمجھتے تھے وہ بھی اس بات کے قائل ہو گئے کہ یہ لوگ ایک الگ مذہب کا پرچار کر رہے ہیں اور یہ اسلام کے خلاف ایک زبردست سازش ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور اس ضعیفی اور علالت میں مولانا ذاکر صاحب نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مولانا نورانی نے اس تین ماہ کے دوران تقریباً پنجاب کے علاقہ میں چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ رات رات بھر دورے کرتے رہے، تقریریں کیں، مسلمانان اہل سنت کو حقائق سے روشناس کرایا اور پھر اسمبلی کی کمیٹی اور رہبر کمیٹی میں فرائض سرانجام دیئے۔ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا، ان کے محضر نامہ کے جواب کی تیاری کی۔ علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی اور مولانا ذاکر نے سوالات اور جوابی سوالات تیار کیے۔ مسلسل مہینوں اجلاس میں شرکت کے لیے اسلام آباد میں مقیم رہے۔

حکومت اور بالخصوص جناب ذوالفقار علی بھٹو کے رویہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس پوری تحریک کے دوران ان کی جماعت کے لوگوں نے کھل کر عوام کے سامنے نہ کوئی تقریر کی اور نہ عوام کے اس مطالبہ کی حمایت کی۔ ہاں کمیٹی اور رہبر کمیٹی کو طول دینے کا فریضہ ضرور انجام دیا۔ پورے ملک میں زور شور سے تحریک چل رہی تھی اور حکومت طاقت استعمال کر رہی تھی۔ جگہ جگہ ظلم و تشدد کی پرانی داستان دہرائی گئی، بے گناہ لوگوں پر گولیاں برسائی گئیں، جلسہ جلوس پر پابندی عائد کردی گئی۔ حتیٰ کہ مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کی گئی۔ پنجاب تو پنجاب سندھ میں بھی یہی رویہ اختیار کیا گیا۔ میں خود سندھ میں متعدد شہروں اور قصبات میں گیا، جلسوں سے خطاب کیا۔ بعض جگہوں پر لاؤڈ اسپیکر زبردستی استعمال کیا۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ ٹنڈو آدم کی مسجد میں "مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" صوبہ سندھ کا ایک جلسہ تھا جس میں مجھے اور مولانا محمد حسن حقانی ایم پی اے کراچی کو خطاب کرنا تھا۔ رات کو جب ہم لوگ بذریعہ کار ٹنڈو آدم پہنچے تو معلوم ہوا کہ فلاں مسجد میں جلسہ ہے، وہاں جا کر دیکھا کہ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے جلسہ ہو رہا ہے۔ پورے شہر میں مسجدوں کے لوگ ڈر کے مارے جلسہ کرانے سے گھبرا رہے تھے۔

دہشت گردی کی اس سے بڑی مثال اور کیا مل سکتی ہے؟ لوگ ہزاروں کی تعداد میں گرفتار ہوئے۔ اسلام آباد میں میری موجودگی میں گورنمنٹ ہوسٹل کے سامنے ایک جلوس پر آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے۔ لاٹھی چارج ہوا یہاں تک کہ ہاسٹل کے اندر جہاں اراکین قومی اسمبلی ٹھہرے ہوئے تھے، شیل پھینکے گئے۔ اس کے بعد ہوسٹل سے باہر نہ نکل سکے اس لیے کہ شیل کے دھوئیں کی وجہ سے آنکھیں کھولنی مشکل ہوگئی تھیں۔

اوکاڑہ، ساہیوال، جہلم، گجرات سرگودھا، فیصل آباد {لائل پور} میں جو کچھ ہوا وہ حکومت کے کارناموں کا بدترین ریکارڈ ہے۔ سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ آخر ختم نبوت کے عقیدہ کی تبلیغ سے کیا نقصان پہنچ رہا تھا۔ ادھر تو تحریر و تقریر پر پابندی عائد کی گئی، اخباروں پر سنسر لگا دیا گیا۔ ادھر قادیانیوں کو کھلی چھٹی تھی کہ وہ جو چاہیں اپنے اخباروں اور رسالوں میں لکھ دیں۔ جس طرح چاہیں سائیکلو اسٹائل مضامین خطوط کے ذریعے عام مسلمانوں کو بھیجیں اور گمراہ کریں۔ سواد اعظم کوئی اشتہار یا کتابچہ چھاپے تو اس پر پابندی تھی۔ یہ تھا اسلام دوستی اور حضور ﷺ سے وابستگی کا مظاہرہ۔

اس تحریک کی ساری کامیابی کا اعزاز صرف اور صرف عامۃ المسلمین، بالخصوص سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عقیدہ رکھنے والوں کو جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی انتھک کوششوں سے حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ قابل مبارک باد ہیں 1953ء کے شہداء اور اسیران، قابل مبارک باد ہیں علماء اور طلباء، قابل مبارک باد ہیں وہ شہداء جن کا خون اس تحریک میں بہا، قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پھر وہ لوگ جو قومی اسمبلی کے اراکین ہیں بالخصوص وہ علماء جنہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنا دن رات ایک کر دیا۔

حکومت کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے مجبوراً گھٹنے ٹیک دے۔ بالخصوص پنجاب کے عوام نے بھٹو صاحب کے ہوش اڑا دیئے اور جہاں تک معلوم ہوا ہے یہ بھی ہوا کہ پولیس نے اس مسئلہ میں مدد سے معذوری ظاہر کر دی۔

بھٹو صاحب خود کہاں تک اس مسئلہ سے دلچسپی رکھتے تھے اس کا اندازہ ان کی

تقریروں سے بالخصوص آخری تقریر سے جو اس مسئلہ پر انہوں نے اسمبلی میں کی، ہوتا ہے۔

آخری تقریر میں انہوں نے اسے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ قرار دیا، پرانا مسئلہ بتایا لیکن یہ نہیں بتایا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے مقام کے تحفظ کا مسئلہ ہے، ناموس مصطفی ﷺ کا مسئلہ ہے، مسلمانوں کے ایمان اور عقیدہ کا مسئلہ ہے۔ ادھر وہ یہ مسئلہ حل کر رہے ہیں دوسری طرف سیکولرازم اور سوشلزم کا نام بھی لے رہے ہیں۔ معلوم نہیں بیک وقت بھٹو صاحب کس کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں؟ سوشلزم سوشلزم زبان پر اب بھی جاری ہے۔ لیکن اتنی بھی ہمت نہ ہو سکی کہ اس لفظ کو آئین میں جگہ دلا سکیں۔ برخلاف اس کے مولانا شاہ احمد نورانی اور دیگر علماء کی جدوجہد سے اسلام کو سرکاری مذہب ماننا پڑا۔ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرنی پڑی۔ اور اب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا پڑا۔

بھٹو صاحب آخر وقت تک راضی نہیں ہو رہے تھے۔ کبھی اعتراض یہ تھا کہ لفظ قادیانی احمدی نہیں آنا چاہیے۔ کبھی غلام احمد کے نام پر اعتراض، غرض یہ کہ 5 ستمبر 1974ء سے رہبر کمیٹی کے افراد مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمود، عبدالحفیظ پیرزادہ، مولانا کوثر نیازی، الٰہی بخش سومرو، جناب غلام فاروق، چوہدری ظہور الٰہی کی میٹنگ بھٹو صاحب کے یہاں شروع ہوئی۔ 5 کو دو میٹنگ ہوئیں مسئلہ طے نہیں ہوا۔ 6 کو دو میٹنگ ہوئیں۔ ادھر مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا راولپنڈی میں مسلسل اجلاس ہو رہا تھا۔ سارے لوگ فیصلے کے منتظر تھے۔ پوری قوم لڑنے مرنے کو تیار تھی۔ پورے ملک کے کونے کونے میں فوج تعینات کر دی گئی۔ آخر کار 6 ستمبر کا دن گزر کر شب تقریباً 12 بجے بھٹو صاحب کی سرکاری قیام گاہ راولپنڈی میں یہ مسئلہ طے ہوا اور 7 ستمبر 1974ء کو 4 بجے قومی اسمبلی کے اجلاس میں آئین میں فوری ترمیم منظور کی گئی اور اسی روز 7 بجے شام میں سینٹ نے اس کی توثیق کر دی۔

بھٹو صاحب نے کیسے مانا؟ کیا کیا باتیں ہوئیں؟ یہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں کسی وقت تفصیل سے تحریر کیا جائے گا۔ جب اسمبلی کی تمام کاروائی کو بھی شائع کرنے کی اجازت ممکن ہو جائے، ابھی تمام باتیں صیغہ راز میں رکھی گئی ہیں۔

اب میں آخر میں ان ترامیم کی طرف آتا ہوں جو آئین میں کی گئی ہیں۔ قومی اسمبلی

کی خصوصی کمیٹی نے قراردادوں پر غور کرنے، نیز پوری کاروائی مکمل کرنے کے بعد اسمبلی کو متفقہ طور پر مندرجہ ذیل رپورٹ پیش کی:

{الف} پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترامیم کی جائیں:

☆اول: دفعہ 106(3) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

☆دوم: دفعہ 360 میں ایک نئی شق کے ذریعہ منکرین ختم نبوت کی تعریف درج کی جائے۔

مذکورہ بالا سفارشات کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

{ب} کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح:

"کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ 369 کی شق (3) کی تصریحات کے مطابق حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ کی تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستحق سزا ہوگا"۔

{ج} کہ متفقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ 1972ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد 1974ء میں متنخب قانون اور ضابطے کی ترمیمات کی جائیں۔

{د} کہ پاکستان کے تمام شہریوں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں کے جان ومال، آزادی، عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔

اس رپورٹ کے بعد قومی اسمبلی میں 7 ستمبر 1974ء کو 4:30 بجے مندرجہ ذیل مسودہ قانون پیش کیا گیا اور متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

{1} مختصر عنوان اور آغاز نفاذ۔

☆۔یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) 1974ء کہلائے گا۔

☆۔یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

{2} آئین کی دفعہ 106 میں ترمیم واسلامی جمہوریہ پاکستان کی دفعہ 106 کی شق (3) میں لفظ "اشخاص" کے بعد الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کیے جائیں گے۔

آئین کی اس دفعہ میں دراصل غیر مسلم اقلیتوں کو صوبائی اسمبلیوں میں نمائندگی مختص کرنے کا ذکر ہے۔اس میں عیسائی، پارسی، ہندو، بدھ اور اچھوت کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے لیے مختلف صوبوں میں نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔اچھوتوں سے پہلے قادیانیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

{3} آئین کی دفعہ 260 میں ترمیم کی دفعہ 260 شق (2) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی یعنی (جو شخص محمد ﷺ کے جو آخری نبی ہیں۔خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا ہو یا محمد ﷺ کے بعد کسی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لیے مسلمان نہیں ہے۔

بیان اغراض ووجوہ:

جیسا کہ کل ایوان کی خصوصی کمیٹی کی سفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے۔

اس بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ وہ شخص محمد ﷺ کے خاتم النبیین پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی نبوت کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے، اسے غیر مسلم قرار دیا جائے"۔ (محبوب الرسول قادری، ملک: عقیدہ ختم نبوت اور تحریک ۱۹۷۴ء، ص ۹۹)

تحریک ختم نبوت 1974ء کے بارے میں شرف اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

دوسری دفعہ 1974ء میں تحریک ختم نبوت چلی جس میں حسب سابق تمام مکاتب فکر شامل تھے، مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی تھے، قومی اسمبلی میں تحریک کی روح رواں قائد اہل سنت اور قائد حزب اختلاف علامہ شاہ احمد نورانی تھے، انہوں نے 30 جون 1974ء کو قرارداد پیش کی کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔مرزائیوں کی

لاہوری پارٹی نے پچاس لاکھ روپے کی پیش کش کی اور کہا کہ قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں جسے مولانا نورانی نے پائے حقارت سے ٹھکرادیا۔قومی اسمبلی میں مرزا ناصر پیش ہوا اس نے اپنا موقف پیش کرتے ہوئے مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس پیش کی جس میں انہوں نے لکھا ہے: بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

اس پر بہت سے افراد کے سر جھک گئے،البتہ قافلہ سالار تحریک ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی نے گرج کر کہا: ہم ایسی عبارات کو نہیں مانتے اور اس کے قائلین کو مسلمان نہیں مانتے،ناموس رسالت کے کسی غدار سے ہماری مصالحت نہیں ہوسکتی۔

اس قرارداد کی تائید میں 22 ارکان نے دستخط کیے،بعد میں ان کی تعداد 37 ہوگئی، ان میں علامہ عبدالمصطفی الازہری (کراچی)،سید محمد علی (حیدرآباد) اور مولانا محمد ذاکر (جھنگ) بھی شامل تھے جو جمعیت العلماء پاکستان کی ٹکٹ پر ایم این اے منتخب ہوئے تھے۔البتہ دیوبندی مکتب فکر کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے مفتی محمود کے اصرار کے باوجود دستخط نہیں کیے۔

بالآخر 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے مرزائیوں (خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری) کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اس وقت مسٹر ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم تھے۔

(محمد عبدالحکیم شرف قادری،علامہ: سوئے حجاز شمارہ جنوری ۲۰۰۵ء،ص ۵۳)

عالمی سطح پر فتنہ قادیانیت کا حشر ونشر:

مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی،محدث جلیل حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری عاشق رسول حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی،مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی، جان نثار ختم نبوت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی اور قائد تحریک تحفظ ختم نبوت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہم اللہ کی تاریخ ساز جدوجہد اور خدمات کے باعث عالمی سطح جو فتنہ قادیانیت کا حشر ونشر ہوا اس کا مختصر ذکر کچھ یوں ہے:

1953ء میں مصر نے اپنے ملک میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی عائد کردی اور جماعت احمدیہ کو غیر قانونی قرار دے دیا۔کیونکہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قادیانیوں کا

تل ابیب (اسرائیل) میں مرکز ہے۔جمہوریہ شام نے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔

1965ء میں جنوبی افریقہ کی جوڈیشل نے فتویٰ جاری کیا کہ احمدی اور بہائی کافر ہیں ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں۔

1965ء میں اسلامی مشاورتی کونسل نے تجویز پیش کی کہ مرتد ہونے والے مسلمانوں کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے۔

1967ء میں غیر مسلم کی حیثیت سے حرمین شریفین میں داخلے کے جرم میں قادیانیوں کو گرفتار کیا گیا۔پاکستان کے 1973ء کے آئین میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش سے مسلمان کی تعریف متعین کردی گئی۔اور یہ دفعہ رکھی گئی کہ صدر پاکستان اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا لازمی ہوگا۔

26 اپریل 1973ء کو رابطہ عالم اسلامی کے ایک اجلاس جس میں اسلامی ممالک کے ایک سو سے زائد تنظیموں کے مقتدر نمائندے شریک تھے،قادیانیت کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

29 اپریل 1973ء کو آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

25 مئی 1973ء کو آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم نے اس قرارداد کی توثیق کی۔اس طرح آزاد کشمیر اسمبلی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

20 جون 1974ء کو سرحد اسمبلی میں متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی قرارداد منظور ہوئی۔

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا قانون منظور کیا اور قرار دیا کہ قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ دونوں غیر مسلم ہیں۔

(محمد بشیر القادری نورانی،علامہ: نورانی قیادت،ص ۳۶)

ساتواں باب

امام نورانی کا بارگاہ مصطفی ﷺ میں مقام

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں — یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح و قلم تیرے ہیں
محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی — خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی رفاقت میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو دوران سفر کبھی حضور ﷺ کے آگے ہو جاتے اور کبھی پیچھے۔ آپ ﷺ نے اس کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا: حضور! یہ عمل اس لیے کرتا ہوں کہ کوئی دشمن آپ پر حملہ کرنے کی ناپاک کوشش کرے تو میں آپ کے تحفظ میں ہی قربان ہو جاؤں۔ غار ثور میں پہنچنے پر غار کو صاف کیا اور اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر سوراخوں کو بند کیا اور باقیماندہ ایک سوراخ کو اپنی ایڑی کے ساتھ بند کر دیا تاکہ کوئی موذی جانور جانِ کائنات ﷺ کو نقصان نہ پہنچائے۔ وصال مصطفی ﷺ کے بعد کچھ ضعیف الایمان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ اس طرح ان کی تمام زندگی مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی جدوجہد میں گزری۔ آپ کا مشن نسل در نسل آپ کی اولاد میں بھی جاری و ساری رہا اور ہے۔

بیسویں صدی عیسوی میں خاندان صدیقی کے عظیم فرزند مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر میں تحریک قیام پاکستان کے لیے سنی کانفرنسیں منعقد کر کے اور مسلم لیگ کے جلسوں میں شامل ہو کر کردار ادا کیا۔ اور عالمگیر تبلیغی دوروں کے ذریعے تحفظ مقام مصطفی ﷺ اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے لیے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔ حضرت مبلغ اعظم کے وصال کے بعد آپ کے فرزند ارجمند و جانشین حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے خاندانی روایات کے مطابق اپنی زندگی تحفظ مقام مصطفی ﷺ اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے لیے وقف کر دی اور اس عظیم مشن کی تکمیل کے لیے خاموشی کے ساتھ کوشاں رہے۔

1970ء کو آپ نے اس خاموشی کو توڑا جمعیت علماء پاکستان کی قیادت کرتے ہوئے اپنے اکابر کی تقلید میں میدان عمل میں اترے۔ قیام پاکستان کے مقاصد کے حصول، مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ پر مشتمل منشور مرتب کیا اور عوام کے سامنے پیش کیا۔ آپ کو اپنوں کی بے اعتنائی اور بیگانوں کی مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن اپنے مشن اور اصولوں کو ہرگز تبدیل نہیں کیا۔ حتیٰ کہ 1970ء کے عشرہ میں اپنے اور بیگانے سب آپ کی قیادت و سیادت اور امامت پر متفق ہو گئے۔ وطن عزیز میں آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر اور آئین میں اسلامی دفعات شامل کر کے تحفظ مقام مصطفی ﷺ اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے لیے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔ آپ نے دنیا بھر کے کامیاب تبلیغی دورے کر کے نظام مصطفی ﷺ کے فیوض و برکات سے پوری دنیا کو متعارف کرایا۔ اس طرح دنیا بھر میں بالعموم اور وطن عزیز پاکستان میں بالخصوص تحریک نظام مصطفی ﷺ کے ڈنکے بجے۔ وطن عزیز نظام مصطفی ﷺ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا اور فضا معطر ہو گئی۔ قریہ قریہ، گاؤں گاؤں، شہر شہر اور قصبہ قصبہ میں نظام مصطفی ﷺ کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ حتیٰ کہ علماء، مشائخ، شعراء اور دانشوروں کی گفتگو کا موضوع بھی یہی مقدس نظام قرار پایا۔

ممتاز شاعر جناب وقار صدیقی صاحب نے نظام مصطفی ﷺ کی اہمیت و فضیلت اور فیوض و برکات کے حوالے سے ایک نظم قلمبند کی جو مندرجہ ذیل ہے:

نظام مصطفی ﷺ

ہر زمانے کی ضرورت ہے نظام مصطفی — سب فسانے ہیں، حقیقت ہے نظام مصطفی
سلب کر لیتا ہے ذہن و دل سے تحریک فساد — امن کامل کی ضمانت ہے نظام مصطفی
نفرتیں اغیار تک سے بھی روا رکھتا نہیں — بس محبت ہی محبت ہے نظام مصطفی
آج اپنا لو تو آ جائیں بہاریں آج ہی — آج بھی زندہ حقیقت ہے نظام مصطفی
غیر اہم کوئی عنوان رہ سکتا نہیں — اک اساس قدر و قیمت ہے نظام مصطفی
چاہتا ہے اور کیا فطرت سے صحرائے وجود — ایک بہار رنگ و نکہت ہے نظام مصطفی
دستبردار اپنی عظمت سے نہ ہونا چاہیے — باعث اعزاز و عظمت ہے نظام مصطفی

درمیان خلق وخالق کوئی بت رہتا نہیں — ایک عالمگیر وحدت ہے نظام مصطفی
غیر فطری اشتراکیت پنپ سکتی نہیں — عین حق ہے عین فطرت ہے نظام مصطفی
کیوں نہ ہو انسانیت کے واسطے وجہ وقار — حسب منشائے مشیت ہے نظام مصطفی

جناب انور علی انور نے تحریک نظام مصطفی ﷺ کے کارکنوں کی منقبت وعظمت میں ایک نظم لکھی جو مندرجہ ذیل ہے:

نظام مصطفی ﷺ والے

نکل آئے ہیں میدان میں نظام مصطفی والے — محمد مجتبیٰ والے، حبیب کبریا والے
پرستاران باطل سے نپٹنے کے لیے ہر دم — کفن بردوش ہیں اب بھی زمانے میں خدا والے
احد میں، بدر میں، اور کربلا میں ہو گیا ثابت — خدا کی راہ میں مر کر بھی زندہ ہیں خدا والے
یہی سارے زمانے میں بہر صورت رہے یکتا — نرالی شان رکھتے ہیں محمد مصطفی والے
جھکی قدموں پہ آ کر ان کے خود سعادت سلاطیں کی — وہ شان فقر رکھتے ہیں زمانے میں حرا والے
خدا کی راہ میں مر کر، کہ غالب آ کے باطل پر — رہیں گے سرخرو آخر محمد مصطفی والے
اگر ہمت ہو باطل میں تو اب بھی آئے میداں میں — کہ سر دینے کو زندہ ہیں ابھی انور خدا والے

(ابوداؤد محمد صادق رضوی، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول، ص ۱۶۲)

جناب جمیل نظر صاحب نے قائد تحریک نظام مصطفی ﷺ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی منقبت وشان میں ایک نظم لکھی جو مندرجہ ذیل ہے:

قریہ قریہ کو دیا تو نے پیام مصطفی ﷺ

اے زعیم اہل سنت شاد کام مصطفی — قریہ قریہ کو دیا تو نے پیام مصطفی
تیری ہر اک سانس وقف احترام مصطفی — کاش تیری طرح بن جائیں عوام مصطفی
حکمراں روئے زمیں پر غلام مصطفی — حل زمانہ کے مسائل کا نظام مصطفی
تیرے دم سے لرزہ براندام کفر وارتداد — ہو گئی زندہ تیری تبلیغ سے رسم جہاد
عالم اسلام میں پھونکی وہ روح اتحاد — دے رہا ہے دشمن جان بھی تیری ہمت کی داد

تیرا چہرہ ہے مفہوم کلام مصطفی — حل زمانہ کے مسائل کا نظام مصطفی
غیرت اسلامیان پاک کو یہ کیا ہوا — اہل ایمان پر مسلط آج ہیں اہل دغا
شاہ احمد کی قیادت میں بڑھاؤ قافلہ — بن مئے عشق نبی ہوگا نہ طے یہ مرحلہ
حاصل تسنیم وکوثر ایک جام مصطفی — حل زمانے کے مسائل کا نظام مصطفی
کاش یہ نکتہ سمجھ جائے غلام مصطفی — ہے وہی آزاد جو ہے زیر دام مصطفی
ضامن عیش دو عالم انتظام مصطفی — آؤ مل جل کر کریں قائم نظام مصطفی
آدمیت کو بہت کافی ہے نام مصطفی — عظمتوں کی حد سے آگے ہے مقام مصطفی

(ابوداؤد محمد صادق رضوی، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول، ص ۱۶۵)

تحریک نظام مصطفی 1977ء کے دوران ممتاز علماء ومشائخ اہل سنت کے لاہور میں دو الگ الگ اجلاس منعقد ہوئے جن میں علیحدہ علیحدہ دو فتوے جاری کیے گئے جن کا مکمل متن مندرجہ ذیل ہے:

پہلا فتویٰ:

جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور میں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی شیخ الحدیث انوار العلوم، ملتان کی زیر صدارت علماء لاہور کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا، جس میں ملکی صورت حال پر غور کیا گیا اور بالاتفاق یہ بیان جاری کیا گیا کہ نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی خاطر پرامن تحریک ایک مقدس جہاد ہے۔ جو اہل اسلام اپنی مساعی بروئے کار لا رہے ہیں، ان کے شب وروز کا ایک ایک لمحہ جہاد فی سبیل اللہ میں صرف ہو رہا ہے۔ اس دوران زخمی ہونے والے مسلمان مظلوم اور رحمت الٰہیہ کے مستحق ہیں۔ اور جو مسلمان تشدد اور بربریت کا شکار ہو کر راہ خداوندی میں جانیں دے رہے ہیں وہ بلاشبہ شہید ہیں، جن کے لیے اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے عظیم انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے کہ نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی خاطر اس پرامن تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کرے۔

اس بیان پر 26 علماء اہل سنت کے دستخط ہیں۔

(روزنامہ وفاق لاہور، مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۷۷ء)

دوسرا فتویٰ:

4 اپریل کو دارالعلوم حزب الاحناف پاکستان، لاہور میں علماء اہل سنت کا ایک خصوصی اجلاس مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات علامہ سید احمد شاہ صاحب شیخ الحدیث کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں اس امر کا اظہار کیا گیا کہ موجودہ خطرناک بحران کا واحد حل صرف یہ ہے کہ پاکستان میں نظام مصطفی ﷺ عملی طور پر نافذ و جاری کر دیا جائے۔

نظام مصطفی ﷺ کے قیام اور شریعت اسلامیہ کے نفاذ سے متعلق مسلمانان پاکستان کی موجودہ تحریک خالص اسلامی جہاد ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے اور ظلم و بربریت کا شکار ہو کر اپنی جانیں قربان کرنے والے مجاہد اور شہید فی سبیل اللہ ہیں۔ ہر مسلمان کا ملی و مذہبی فریضہ ہے کہ نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی موجودہ تحریک میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔ دستخط

☆ علامہ سید محمود احمد رضوی سیکرٹری جنرل مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، پاکستان لاہور
☆ شیخ القرآن علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی، دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ
☆ حضرت مفتی ظفر علی نعمانی مہتمم دارالعلوم امجدیہ، کراچی
☆ حضرت علامہ شاہ عارف اللہ صاحب قادری، راولپنڈی
☆ حضرت علامہ حسین الدین صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم رضویہ، راولپنڈی
☆ حضرت مولانا سید خلیل احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خاں، لاہور
☆ حضرت علامہ عبدالمصطفی ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ، کراچی
☆ حضرت پیر سید محمد حسن شاہ گیلانی سجادہ نشین چک سادہ شریف، گجرات
☆ حضرت مولانا شبیر احمد ہاشمی خطیب جامع مسجد، بورے والا
☆ حضرت مولانا ملیک الرحمن خطیب گلبرگ، لاہور
☆ حضرت مولانا زاہد علی شاہ ناظم جامع قادریہ رضویہ گلبرگ، لائل پور
☆ حضرت مولانا عبدالقادر جیلانی فاضل مدینہ یونیورسٹی، راولپنڈی
☆ حضرت مولانا حافظ عبدالغفور شیخ الحدیث جامع غوثیہ بھابڑا بازار، راولپنڈی
☆ حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆ صاحبزادہ میاں زبیر احمد قادری درگاہ حضرت داتا گنج بخش صاحب، لاہور

(ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول، ص ۱۶۷)

ان حقائق کے بعد عالم ربانی، عاشق رسول، ترجمان ملت اسلامیہ، مجدد سیاست شرعیہ، مبلغ اعظم، قائد اہل سنت، حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا بارگاہ مصطفی ﷺ میں جو مقام ہے اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے البتہ اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ تاہم سطور ذیل میں ہم اس کے ثبوت کے لیے بطور دلیل تین خواب پیش کر رہے ہیں۔ ان میں سے دو خواب عاشق رسول، مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہیں جبکہ تیسرا خواب مولانا محمد یونس صاحب قادری رضوی تلمیذ و مرید حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی (گجرانوالہ) سے متعلق ہے۔

خواب کی شرعی حیثیت اور اہمیت کا اندازہ اس ارشاد نبوی ﷺ سے لگایا جا سکتا ہے:

إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّ أَرْبَعِينَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ

بہت جلد ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

(محی الدین ابوزکریا ابن شرف نووی، امام: ریاض الصالحین، حدیث نمبر ۸۳۷)

دوسری روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ أَوْ كَأَنَّمَا يَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي

جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا، یا گویا کہ اس نے مجھے بیداری میں دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

(محی الدین ابوزکریا ابن شرف نووی، امام: ریاض الصالحین، حدیث نمبر ۸۳۸)

علامہ نیازی کا پہلا خواب:

مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"ایک مرتبہ مدینۃ المنورہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں نے دعا کی کہا یا اللہ! مجھے بتا دے کہ تیرے نزدیک علامہ نورانی کا کیا مقام ہے؟ رات کے چار بجے اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات نے مجھ پر کرم فرمایا، کہ نبی پاک ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی، کیا دیکھتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ کی نورانی محفل ہے، اور صحابہ کرام کی نورانی جماعت آپ ﷺ کے چاروں طرف اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے، میں نے دوسری طرف دیکھا تو علامہ شاہ احمد نورانی بھی تشریف لا رہے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کو آواز دی، تو مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی آواز سنتے ہی دوڑ پڑے، مولانا صاحب ایک دم دوڑے تو سر سے عمامہ زمین پر گر گیا، کہ نبی پاک ﷺ نے عمامہ شریف اٹھایا اور مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے سر پر رکھ دیا، سبحان اللہ! یہ مقام علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب اکرم ﷺ کے نزدیک اور یہ عمامہ مبارک تا حیات انہی کے سر رہے گا۔ جس کو خود رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر سجایا ہو، اس کو کوئی نہیں چھین سکتا"۔ (محمد بشیر القادری نورانی، مولانا: شمع ولایت، ص ۳۷)

علامہ نیازی کا دوسرا خواب:

مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دوسرا خواب مع پس منظر یوں بیان کیا کہ:

"یہ فقیر (محمد عبدالستار خاں نیازی) اور قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی اور ابوالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات بھی ہمارے ساتھ حج بیت اللہ اور گنبد خضریٰ کی زیارت کرنے کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے، مدینۃ المنورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہماری گفتگو شروع ہوگئی، کہ جب حبیب خدا ﷺ ہجرت فرمانے کے بعد یثرب کی جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوئے۔ تو جس والہانہ جوش وخروش اور بے پناہ ذوق و شوق سے اہل یثرب نے رحمت عالم ﷺ کا استقبال کیا، تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس دن یثرب مدینۃ النبی ﷺ بن گیا۔ اور اس کی زمین رشک آسماں بن گئی، انصار کے وفود کی مسرت کا یہ عالم تھا کہ مسجد قبا سے لے کر مدینۃ المنورہ تک تین میل کا رستہ جمال رسالت کے مشتاقان سے بھرا پڑا تھا۔ مدینۃ المنورہ کے حبشی غلام وفود مسرت میں اپنے فوجی

کرتب دکھا رہے تھے۔ اور بچے جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (رسول اللہ آئے) کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ ہر طرف خوشی سے اچھل کود رہے تھے۔ جوش مسرت میں خواتین گھروں کی چھتوں پر نکل آئی تھیں۔ دوشیزہ لڑکیاں غرفوں (بالاخانوں) سے جھانک رہی تھیں، بچیاں مسرت سے گا رہی تھیں: ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔ کوہ وداع گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ جب تک دعا مانگنے والا دعا مانگے۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے آپ ایسے امر کے ساتھ آئے ہیں جس کی اطاعت فرض ہے۔

بنو نجار کے جوش وخروش اور مسرت کی تو کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ حضور ﷺ کے ننھالی رشتہ دار ہونے کی بناء پر ان کو یقین تھا کہ سرور عالم ﷺ انہی کو شرف میزبانی بخشیں گے اور اس طرح ان کو محبوب کبریا کا ہمسایہ بننے کی سعادت نصیب ہوگی۔

کنبۂ نبوی جوں جوں آگے بڑھتا تھا انصار کے اشتیاق میں تمنائی بے تابیاں بڑھتی جاتی تھیں۔ انصار کا ہر قبیلہ اور فرد سراپا اشتیاق بنا ہوا تھا، ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ رحمت دو عالم ﷺ کا شرف میزبانی اسے حاصل ہو، رؤساء قبائل حضرت عتبان بن مالک، سعد بن عبادہ، عبداللہ بن رواحہ، عباس بن عبادہ، خارجہ بن زید، زیاد بن لبید، فردہ بن عمرو، سعد بن ربیع، سلیط بن قیس، اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہم نے فرداً فرداً حبیب خدا ﷺ کی خدمات میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائیں، آپ ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمائیے۔

مگر اس وقت حبیب خدا ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری تھی، آپ ﷺ اپنے چاہنے والوں کے حق میں دعائے خیر کرتے اور پھر فرماتے:

اس ناقہ کو چھوڑ دو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے

حضور سرور کونین ﷺ کی اونٹنی جس کا نام "قصوا" تھا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دو منزلہ مکان کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔

قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ شمع رسالت کے پروانوں کو بیان فرما رہے تھے کہ اسی دوران مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ اور قائد اہلسنت امام شاہ

احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے مابین اس بارے میں گفتگو شروع ہوگئی کہ وہ دومنزلہ مکان حضرت ابو ایوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا جہاں "قصوا" اونٹنی مکان کے سامنے جا کر بیٹھی تھی، وہ کون سی جگہ ہے؟ گفتگو طول پکڑ گئی۔ جہاں پر قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بتاتے تھے، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی دوسری جگہ بتاتے تھے، اسی گفتگو میں پوری رات گزر گئی۔ ابھی اذان فجر میں کچھ دیر باقی تھی کہ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی آنکھ لگ گئی۔ بس آنکھ کا لگنا تھا کہ رسول کریم ﷺ نے کرم فرمایا، حبیب خدا ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ: میاں مجاہد ملت! آپ مولانا شاہ احمد نورانی کی بات کیوں نہیں مانتے وہ جو کہتے ہیں، وہی جگہ ہے جہاں پر "قصوا" اونٹنی جا کر بیٹھی تھی۔ جب نماز فجر ہوئی تو مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خواب مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا تو حضرت عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: میاں نیازی صاحب! مولانا نورانی صدیقی ہیں ان کو ان چیزوں کی اچھی طرح پہچان ہے۔ اور اب تو کوئی شک والی بات ہی باقی نہ رہی۔ (محمد بشیر القادری نورانی، مولانا: شمع ولایت، ص ۳۸)

علامہ محمد یونس قادری کا خواب:

حضرت مولانا محمد یونس صاحب قادری رضوی نے نہایت احتیاط سے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ:

بتاریخ 4 جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ مطابق 6 جون 1973ء بروز بدھ دوپہر کے وقت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی تقریر سننے اور استقبال کرنے کے سلسلے میں دوسرے حضرات کے ساتھ میں بھی ریلوے اسٹیشن پر گیا اور وہاں کے پر امن ماحول میں پیپلز پارٹی کے ہنگامہ اور فائرنگ و پتھراؤ کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا، اس وقت سے رات کو سونے سے پہلے تک طبیعت سخت پریشان رہی مولانا شاہ احمد نورانی کا چہرہ بار بار میری نظروں میں گھومتا اور میرے دل کو زیادہ بے چین کرتا رہا۔

انہی خیالات میں محو ہو کر سو گیا۔ تقریباً سحری کا وقت ہوگا کہ میں نے یہ خواب دیکھا: میں ایک باغ میں کھڑا ہوں۔ باغ کچھ ایسا عجیب وغریب ہے، کہ ظاہر میں کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ باغ میں بے انتہا مخلوق جمع ہے، درختوں میں بے شمار پھل ہی پھل نظر آ رہے ہیں اور

بہت نزدیک نزدیک مگر کسی کو توڑنے کی مجال نہیں۔ باغ کے اجتماع میں علماء میں سے مجھے حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی، مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی، مولانا محمد شریف صاحب نوری قصوری، مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب اور ان سب کے درمیان حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کھڑے نظر آئے۔

اچانک ایک منور و درخشاں تخت آسمانوں سے اس باغ میں اترتا ہوا نظر آیا۔ تخت پر ایک نورانی بزرگ تشریف ہیں اور ان کی دونوں جانب چار اور حضرات بھی ہیں۔ مجمع نے تخت آتا دیکھ کر یا محمد یا محمد {ﷺ} پکارنا شروع کر دیا۔ میں نے ایک قریب کھڑے صاحب سے پوچھا یہ کون شخصیتیں ہیں؟ تو اس نے بتایا نادان تجھے معلوم نہیں کہ غریبوں کے والی، یتیموں کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں۔ اور یہ دوسرے چار حضرات حضور کے چاروں خلفاء {رضی اللہ عنہم} ہیں۔ جب میں نے ایک گروہ بزرگان کی بابت استفسار کیا، تو اس نے بتایا کہ یہ اولیاء اللہ، اقطاب و ابدال حضرات کا اجتماع ہے، اور درمیان میں حضرت غوث الاعظم {رضی اللہ عنہ} تشریف فرما ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے بعد اس باغ میں ہر جانب ایسا نور ہی نور نظر آنے لگا جس کے بیان کرنے سے میں عاجز ہوں۔ میں نے اس نور میں ایسے پرندے بھی دیکھے جو زمین و آسمان کے درمیان بغیر سہارا کے موجود ہیں اور حرکت بھی نہیں کر رہے۔ جملہ حاضرین بھی کھڑے ہیں۔ کوئی بھی بیٹھا ہوا نہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر مولانا نورانی اور دیگر علماء کرام استقبال اور قدمبوسی کے لیے بڑھتے نظر آئے، اس دوران نورانی میاں کا عمامہ سر سے گر گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اٹھا کر دوبارہ ان کے سر پر رکھ دیا۔ اور اپنے دست مبارک سے ان کو شاباش دی۔ اور علماء سے فرمایا: مجاہدو! کھڑے ہو جاؤ۔ پھر مجمع کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: یہ میری امت کے مجاہد ہیں۔ جن کے متعلق میں نے فرمایا کہ وہ انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔

پھر آپ کے ارشاد پر حضرت نورانی صاحب نے اس اجتماع میں تقریر فرمائی۔ دوران تقریر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ٹھیک ہے، ٹھیک ہے" کے جملے بھی ارشاد فرمائے۔ نورانی صاحب نے اپنی تقریر میں ایک جملہ یہ بھی کہا: اے میرے آقا! کیا آپ کی نبوت کے بعد کسی کو

نبوت ملی ہے۔اور کیا کوئی اور بھی نبی بن سکتا ہے؟ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ ابی وامی نے ارشاد فرمایا:

"نہیں، جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور جھوٹا ہے"

نورانی صاحب نے عرض کیا: ہم اسی لیے ایسے لوگوں کی علیحدگی واقلیت قرار دینے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔نورانی صاحب نے آخر میں کہا: یہ میرے وہ آقا ہیں کہ جب مدینہ منورہ جلوہ گر ہوئے تو اہل مدینہ نے اس طرح خیر مقدم کیا۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعٰى لِلّٰهِ دَاعٍ

ان کی تقریر کے بعد حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ایک نحیف سے بدن مگر بڑی پیاری سی شکل کے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: یہ احمد رضا خاں بریلوی ہیں جو چودھویں صدی میں میری امت کے مجدد ہیں اور انہوں نے ہماری شان میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔پھر حضور ﷺ کے ارشاد پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عربی نعت شریف پڑھی۔

بعد ازاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے یہ نعت شریف سنائی۔

گھٹاؤ اشک برساؤ مدینہ یاد آیا ہے — سماں ساون کا دکھلاؤ مدینہ یاد آیا ہے

اس کے بعد حضرت نورانی صاحب نے سلام پڑھایا اور چند اشعار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھے۔بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد فرمانے پر مولانا شاہ احمد نورانی نے سرکار کے وسیلہ سے دعا کی اور سرکار دوعالم ﷺ تبسم فرماتے رہے۔اس کے بعد وہ نورانی تخت اور نظارہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔

اور فوراً میری آنکھ کھل گئی۔تو میں نے اٹھ کر وضو کیا۔اور بارگاہ الٰہی میں سجدہ شکر ادا کرتے ہوئے آٹھ نوافل ادا کیے اور پھر بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔اور تھوڑی دیر بعد فجر کی اذانیں شروع ہوگئیں۔

میں نے اپنی طرف سے اس منظر مبارک کو صحیح الفاظ کے ساتھ صحیح طور پر بیان کرنے کی پوری کوشش کی ہے، اگر پھر بھی کوئی کوتاہی ہوگئی ہو تو مولیٰ تعالیٰ معاف فرمادے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

(ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص ۱۵۱)

نورانی خواب کی عملی تعبیر کا مظاہرہ:

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی نے مندرجہ بالا نورانی خواب پر تفصیلی تبصرہ کرتے ہوئے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ساز خدمات اور نورانی کارناموں کے اعتراف میں یوں خراج تحسین پیش کیا:

نورانی خواب ابھی آپ نے پڑھا ہے۔اسے دوبارہ ملاحظہ فرمائیے۔اس میں مولانا نورانی کی زبانی مسئلہ ختم نبوت اور "مرزائیوں کی علیحدگی واقلیت قرار دینے کی جدوجہد کر رہے ہیں" کے نمایاں الفاظ کا ذکر ہوا ہے۔اور یہ اس وقت کی بات ہے جب مرزائیوں کے خلاف ایسی جدوجہد (تحریک) اور ان کے غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کا کسی کو وہم وگمان بھی نہیں تھا لیکن اس خواب کی صداقت وعملی تعبیر ملاحظہ فرمائیے کہ خواب 6 جون 1973ء کو نظر آیا۔اور اس کی عملی تعبیر وصداقت کے مظاہرہ کے اسباب ٹھیک ایک سال بعد پیدا ہوئے۔جبکہ مئی 1974ء کے بالکل آخر میں مرزائیوں نے ربوہ اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر حملہ کرکے انہیں شدید زخمی کیا۔جس سے ان کے اس ظالمانہ اور وحشیانہ اقدام کے ردعمل کے طور پر مرزائیوں کے خلاف بھرپور تحریک شروع ہوئی جس کے نتیجہ میں 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔اور اس تحریک میں مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کے رفقاء علماء اہل سنت نے دن رات ایک کردیا اور اسمبلی کے اندر اور باہر دونوں محاذوں پر نہایت نمایاں مجاہدانہ اور تاریخی کردار ادا کیا۔اور ایک سال پہلے کے خواب کی تعبیر کو قدرت نے عملی جامہ پہنادیا۔فالحمد للہ علی ذالك۔

(ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص ۱۵۵)

18 مئی 1973ء کو حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے اہل سنت و جماعت کے اکتیس (31) دینی مدارس کی اسناد کو حکومت پاکستان سے منظور کروایا۔ وطن عزیز کا نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" تجویز کیا، پاکستان کا سرکاری مذہب "اسلام" قرار دلوایا، آئین 1973ء میں اسلامی دفعات شامل کروائیں اور 7 ستمبر 1974ء میں قادیانیوں کو سرکاری و آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلایا جس کے نتیجہ میں پچاس ہزار (50000) قادیانی تائب ہو کر مسلمان ہوئے۔ یہ سب کارنامے فیضان حبیب خدا اور قائد اہل سنت کی بارگاہ مصطفی ﷺ میں مقبولیت کا ثمرہ ہے۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کو حضور انور ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت اور عشق تھا جس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ، نظام مصطفی ﷺ کے عملی نفاذ اور کفر کے مقابلے میں پوری ملت اسلامیہ کو متحد کرنے کے لیے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی۔ آپ کو بارگاہ مصطفی ﷺ کی حاضر اور زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہتا تھا۔ سید مرشدی مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد الغفور نقشبندی شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ ناظم و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ رضویہ، باغبانپورہ، لاہور کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ سے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا: حضور! میں نے خواب دیکھا کہ مسجد نبوی شریف میں چھتریوں والی جگہ میں آپ بارگاہ مصطفی ﷺ میں حاضری کے لیے موجود ہیں۔ اس کے بعد میں نے دوبارہ خواب دیکھا کہ آپ ایک بلند مقام سے اتر کر مسجد نبوی شریف میں بارگاہ مصطفی ﷺ میں حاضری کے لیے آرہے ہیں جبکہ جنرل (ر) کے۔ ایم۔ اظہر خاں صاحب جنرل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان مسجد نبوی شریف کے ایک کونے میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ حکومت سعودیہ نے حجاز مقدس میں آپ کے داخلے پر پابندی بھی عائد کر رکھی ہے، ایسے حالات میں اس خواب کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ نے مسکراتے ہوئے جواباً فرمایا:

"ہاں! بارگاہ مصطفی ﷺ میں حاضری ہوتی رہتی ہے"۔

آٹھواں باب

پاکستانی سیاست میں تاریخ ساز کردار

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے ۔۔۔ رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے
ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ۔۔۔ رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی سیاسی زندگی کا آغاز "تحریک پاکستان" سے ہوتا ہے۔ تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرانے کے لیے "آل انڈیا سنی کانفرنس" منعقدہ 21 تا 25 نومبر 1945ء بمقام خانقاہ رشیدیہ میں آپ نے شرکت فرمائی۔ اس کانفرنس کے موقع پر صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، محدث اعظم ہند حضرت سید محمد کچھوچھوی، حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی، حضرت علامہ عارف اللہ قادری اور حضرت مفتی ابراہیم رضا خاں بریلوی رحمہم اللہ ایسے اکابر کے ساتھ اخبارات نے آپ کا نام بھی جلی سرخیوں سے شائع کیا۔

علاوہ ازیں آپ نے تحریک پاکستان کو نتیجہ خیز بنانے اور کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے مسلمان نوجوانوں پر مشتمل "نیشنل گارڈ" کے نام سے ایک تنظیم تشکیل دی جس کے رضا کار آپ کی نگرانی میں شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے "آل انڈیا سنی کانفرنس" اور مسلم لیگ کے جلسوں کا اہتمام کرتے اور عوام کو جلوسوں میں شرکت کی دعوت و ترغیب دیتے۔

1946ء کے عام انتخابات کے موقع پر میرٹھ ڈویژن سے مشہور مسلم لیگی راہنما شہید ملت خاں لیاقت علی خاں قومی اسمبلی کے امیدوار تھے۔ حضرت امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ نے ان کو کامیاب کروانے کے لیے اپنی قائم کردہ تنظیم "نیشنل گارڈ" کے رضا کاروں کی معیت میں علاقہ بھر کے شہر شہر اور قریہ قریہ میں بھرپور انتخابی مہم چلائی اور مسلمانوں کو خاں لیاقت علی خاں کو ووٹ دینے کے لیے تیار کیا۔

1948ء میں آپ ہجرت فرما کر پاکستان میں تشریف لائے اور کچھی میمن مسجد، برنس

روڈ، کراچی میں امامت وخطابت کی خدمات انجام دینے لگے۔مسجد سے ملحقہ فلیٹ جو صرف دو کمروں پر مشتمل تھا، میں رہائش پذیر ہوئے اور پچپن سال تک اسی فلیٹ میں رہائش پذیر رہے۔

1948ء میں علماء ومشائخ اہل سنت کی باہمی کوششوں سے اہل سنت و جماعت کی سیاسی ترجمان تنظیم "جمعیت علماء پاکستان" تشکیل دی گئی۔امام نورانی نے وارد پاکستان ہوتے ہی جمعیت کے پلیٹ فارم سے سیاسی خدمات انجام دینے کا آغاز کردیا۔اور مختلف ادوار میں مختلف عہدوں پر فائز ہوئے اور خدمات انجام دیتے رہے۔

2جون 1953ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز کراچی شہر سے ہوا پھر یہ تحریک پنجاب تک پھیل گئی۔قادیانیوں کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے علماء ومشائخ ،طلباء اور عوام نے اس تحریک میں حصہ لیا اور قربانیاں دیں۔دیگر اکابر کی طرح حضرت قائد اہل سنت نے بھی تحریک ختم نبوت 1953ء میں بھرپور حصہ لیا اور تحریک کو کامیاب کرانے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔

19اکتوبر 1954ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام "یوم حسین" کے نام سے جمعیت علماء پاکستان کی چھٹی سالانہ کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی۔حضرت امام نورانی اس وقت جمعیت علماء پاکستان کے آفس سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے تھے۔اس کانفرنس کے شعبہ نشرواشاعت کے آپ کنوینر بھی تھے۔یہ جمعیت علماء پاکستان کا ابتدائی دور تھا۔ملک کے طول وعرض سے کانفرنس میں ستر(70) ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے اس کانفرنس کی تمام کاروائی ریڈیو پاکستان سے نشر ہوئی جو آپ کا تاریخی کارنامہ ہے۔

1955ء میں وطن عزیز پاکستان کو انتظامی امور کے تحت دو حصوں میں تقسیم کردیا گیا۔حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جمعیت علماء پاکستان مغربی پاکستان کے سینئر نائب صدر منتخب ہوئے۔مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے سبب آپ پر گھریلو، بیرون ملک تبلیغی دوروں اور 1963ء میں شادی خانہ آبادی کے سبب بے پناہ ذمہ داریاں آپڑیں۔جس وجہ سے آپ نے تبلیغی دوروں کا سلسلہ جاری رکھا

لیکن پاکستان میں قیام کے بجائے مدینہ طیبہ میں رہائش پذیر ہوگئے۔قیام مدینہ منورہ کے دوران حج اور عمرہ کی ادائیگی کے مواقع پر ممتاز علماء ومشائخ پاکستان آپ سے ملاقات کرتے اور پاکستان تشریف لانے اور پاکستان میں اقامت پذیر ہونے کی دعوت دیتے۔

1968ء میں علماء اہل سنت کے شدید اصرار اور قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے آپ مع اہل وعیال وطن عزیز پاکستان میں تشریف لائے اور کراچی میں سابق مسجد کے فلیٹ میں قیام پذیر ہوگئے۔اس وقت یہ جان کر آپ کو دکھ ہوا کہ جمعیت علماء پاکستان جسے آپ نے شبانہ روز کی کوشش سے جمعیت اور فعال بنایا تھا نصف درجن گروپوں میں بٹ چکی ہے۔ہر گروپ کا سربراہ ممتاز عالم دین، پیر طریقت اور بے مثال مقرر ہے۔جمعیت علماء پاکستان کے چھ گروپ مندرجہ ذیل تھے:

☆صاحبزادہ فیض الحسن گروپ ☆علامہ سید محمود احمد رضوی گروپ ☆علامہ خلیل احمد قادری گروپ ☆علامہ عبدالحامد بدایونی گروپ ☆علامہ عبدالغفور ہزاروی گروپ اور علامہ سید محمود احمد شاہ گجراتی گروپ

جمعیت علماء پاکستان کی ٹوٹ پھوٹ اور گروپ بندی کے سبب ہر سنی مسلمان دل گرفتہ تھا، ہر درد دل رکھنے والا پریشان تھا اور ہر بہی خواہ اتحاد اہل سنت کی خوشگوار فضا دیکھنے کو ترستا تھا۔اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کا علاج نہ ہو۔اس دور میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی اور مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ رحمہما اللہ ایسے بزرگ موجود تھے۔دونوں بزرگوں نے اتحاد اہل سنت کے لیے ذاتی دلچسپی لی اور جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کے سربراہوں سے ملاقات کی اور سب کو ایک اجلاس میں جمع کرنے کے لیے خود دعوت نامہ پیش کیا۔

14اپریل 1970ء میں مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کے تمام سربراہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور میں تشریف لائے لیکن حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کسی نجی مصروفیت کی بنا پر تشریف نہ لاسکے البتہ انہوں نے ایک پیغام کے ذریعے اجلاس کے فیصلے کے احترام

اور عمل کرنے کے حوالے سے یقین دہانی کرادی تھی۔ تمام گروپوں کے سربراہ ایک دوسرے کے بارے میں غصہ اور انتقامی جذبات رکھتے تھے، اگر اس موقع پر منطقی انداز سے ان کے جذبات کو ٹھنڈا نہ کیا جاتا تو ممکن تھا کہ دست و پا ہونے کی نوبت آجاتی لیکن ایسا نہ ہوا کیونکہ حضرت مفتی اعظم پاکستان نے اس سربراہی اجلاس کی صدارت کے لیے حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا اعلان فرمایا۔ امام نورانی حسب حکم مسند صدارت پر جلوہ افروز ہوئے اور اجلاس کی کاروائی اس انداز سے چلائی کہ کسی راہنما کی حق تلفی نہ ہوئی اور جذبات بھڑکنے کی بجائے ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں اس اسلوب سے گفتگو فرمائی جس سے متاثر ہو کر سب کے انتقامی جذبات، ایثار و قربانی اور اخوت و محبت میں تبدیل ہو گئے۔ کسی راہنما کو نقطہ اعتراض اٹھانے یا تبصرہ و تجزیہ کی ضرورت ہی نہ رہی بلکہ سب شیر و شکر ہو گئے۔ ایسے ماحول میں ابوالبرکات حضرت علامہ سید ابوالبرکات احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب راہنماؤں کو استعفیٰ دینے کا حکم دیا جس پر سب نے عمل کیا اور فوراً اپنا اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ جمعیت علماء پاکستان جو چند لمحے پہلے ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی اب وہ متحد اور بہت بڑی قوت بن چکی تھی۔ اتحاد اہل سنت کے حوالے سے حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تاریخی کارنامہ اور کرامت ہے۔ اس اجلاس میں اتفاق رائے سے عارضی طور پر حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی کو جمعیت علماء پاکستان کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ (محمد امین نورانی، مولانا: عہد دوراں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۵۸)

علاوہ ازیں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ذمہ جمعیت علماء پاکستان کا دستور و منشور مرتب کرنا تھا۔ اس کمیٹی کے چیئرمین قائد اہل سنت امام شاہ نورانی صدیقی منتخب ہوئے جب کہ دیگر ارکان علامہ غلام علی اوکاڑوی، علامہ محمود احمد رضوی، علامہ مفتی محمد حسن حقانی، علامہ غلام مہر علی اور علامہ شجاعت علی قادری تھے۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر ارکان کی معاونت سے جمعیت علماء پاکستان کا منشور مرتب کیا جو لائق تحسین بھی تھا اور قابل نفاذ بھی۔ اس کا خلاصہ ایک فقرے میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ وہ یوں کہ: جمعیت علماء پاکستان کا منشور مقام مصطفی ﷺ کا تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کا عملی نفاذ ہے۔

13 تا 14 جون 1970ء کو جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں

دو روزہ کل پاکستان سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کو کامیاب کرانے اور جمعیت علماء پاکستان کو قوت بنانے کے لیے علماء و مشائخ اہل سنت نے خوب محنت کی۔ حضرت قائد اہل سنت نے بھی کانفرنس کی کامیابی کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے کانفرنس کی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے مدینہ طیبہ سے اپنے سسر محترم حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو کانفرنس میں شرکت کی خصوصی دعوت دی۔ علامہ فضل الرحمان مدنی نے عربی زبان میں خطاب فرمایا اور حضرت قائد اہل سنت امام نورانی نے عربی خطاب کا اردو ترجمہ سنایا۔ علاوہ ازیں حضرت قائد اہل سنت نے خود بھی پرمغز اور حالات کے تقاضوں کے مطابق خطاب فرمایا۔ آپ کا خطاب تمام مقررین پر بھاری تھا اور یہ پہلا موقع تھا کہ آپ کسی جلسہ عام میں عوام کے سامنے جلوہ گر ہوئے اور جمعیت علماء پاکستان کا پروگرام تفصیلاً پیش کیا۔ حضرت امام نورانی نے کانفرنس میں اپنے خطاب کے دوران باطل قوتوں کو مخاطب کرتے ہوئے خبردار کیا اور پرزور لہجہ میں اعلان فرمایا:

اے لوگو! یہ اصطلاح بدل دو کہ کمیونزم اور سوشلزم ہماری لاشوں پر آئے گا بلکہ یوں کہو کہ ہم نظام مصطفی ﷺ کو کمیونسٹوں کی لاشوں پر تعبیر کریں گے اور سوشلزم کے نام پر جو فتنہ بھٹو کی شکل میں نمودار ہوا ہے وہ اپنے عبرتناک انجام سے دوچار ہوگا اور ہم انشاء اللہ نظام مصطفی ﷺ کا آفتاب اپنی آنکھوں سے طلوع ہوتا ہوا دیکھیں گے"۔

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد دوراں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۶۱)

اس کانفرنس کے موقع پر چھ ماہ بعد منعقد ہونے والے عام انتخابات میں حصہ لینے اور باطل قوتوں کا راستہ روکنے کا اعلان کیا گیا۔ اور اس موقع پر جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی انتخابات ہوئے جس میں حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو صدر، قائد اہل سنت امام نورانی کو سینیئر نائب صدر اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کو نائب صدر جبکہ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی کو سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا۔

دسمبر 1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے خوب حصہ لیا۔ انتخابی مہم کے دوران حضرت قائد اہل سنت اور دیگر راہنماؤں نے دو قومی نظریہ اور استحکام پاکستان کے لیے مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کے عملی نفاذ کا پروگرام عوام کے سامنے

پیش کیا۔ان انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔سرکاری اعلان کے مطابق قومی اسمبلی میں سات، پنجاب اسمبلی میں چار اور سندھ اسمبلی میں جمعیت علماء پاکستان نے چھ نشستیں حاصل کیں۔حضرت امام نورانی نے کراچی کے حلقہ این ڈبلیو 134 سے کامیابی حاصل کی اور قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔انتخابات میں کامیابی کے بعد حضرت قائد اہل سنت جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی لیڈر مقرر ہوئے۔

28 جنوری 1971ء میں ملکی سلامتی، سیاسی مسائل کے حل اور آئینی اقدامات کے حوالے سے آپ شیخ مجیب الرحمان سے ملاقات کے لیے ڈھاکہ تشریف لے گئے۔

ان سے تفصیلی ملاقات کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ملک توڑنا نہیں بچانا چاہتے ہیں لیکن بھٹو یحییٰ گٹھ جوڑ ملک کے دو ٹکڑے ہونے کا باعث بنا۔

عام انتخابات کے نتیجے میں قومی اسمبلی کا پہلا اجلاس ڈھاکہ میں منعقد ہوا، پیپلز پارٹی کے سربراہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے اجلاس کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا اور ساتھ ہی انہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ جو ارکان قومی اسمبلی ڈھاکہ میں اجلاس میں شرکت کے لیے جائیں گے ہم ان کی ٹانگیں توڑ دیں گے لہذا وہ ایک طرف کا ٹکٹ لے کر جائیں۔ایسی صوتحال میں امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً اعلان کیا کہ کون مائی کا لال ٹانگیں توڑے گا؟ ہم ملکی سلامتی کے لیے اجلاس میں ضرور شرکت کریں گے۔چنانچہ مقررہ تاریخ کو آپ جمعیت علماء پاکستان کے دیگر ارکان اسمبلی کی قیادت کرتے ہوئے اجلاس اسمبلی میں شرکت کے لیے ڈھاکہ تشریف لے گئے۔

حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے سقوط ڈھاکہ کے بعد بنگلہ دیش کو علیحدہ ملک تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور وقت کی نزاکت کے پیش نظر آپ نے پانچ نکاتی فارمولے کا اعلان کیا جو مندرجہ ذیل ہے:

☆ یحییٰ خاں پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔

☆ مشرقی پاکستان میں پاکستان دوست باشندوں کے جان و مال کے تحفظ اور 93 یرغمالی فوجیوں کی واپسی کی کاروائی تیز کی جائے۔اور اس مقصد کے لیے حکومت عوام کو اعتماد میں لے۔مسئلہ کے جذباتی اور انسانی پہلوؤں کے پیش نظر پر اسرار انداز اختیار کرنے سے

گریز کیا جائے۔

☆ ملک سے مارشل لاء ختم کیا جائے۔عبوری آئینی ڈھانچے میں ترمیم کر کے پارلیمانی نظام حکومت کے تحت قومی وصوبائی اسمبلیوں کے اجلاس بغیر کسی تاخیر کے طلب کیے جائیں اور شہریوں کے مکمل حقوق بحال کیے جائیں۔

☆ اسلام کو محض نعرہ بازی اور سیاسی اسٹنٹ کے طور پر استعمال نہ کیا جائے بلکہ اسلامی اخوت ومساوات کی حقیقی روح کے مطابق انقلابی، سماجی، اقتصادی اصلاحات کی جائیں۔یہ اصلاحات اسی وقت دیرپا اور پائیدار ہو سکتی ہیں جب جمہوری طور پر اسمبلی کے ذرائع سے ہوں۔(محمد حفیظ قیصر، سید: ایک عالم دین ایک سیاست دان، ص ۹۴)

☆ مسلح افواج کے سیاست میں حصہ لینے پر مکمل پابندی عائد کی جائے تاکہ مستقبل میں بھی فوجی ذرائع سے اقتدار پر قبضہ جمانے کا امکان باقی نہ رہے۔"

19 نومبر 1971ء کو آپ کی اپیل پر وطن عزیز میں بھرپور طریقے سے "یوم سالمیت پاکستان" منایا گیا لیکن بدقسمتی سے 16 دسمبر کو سقوط ڈھاکہ کا سانحہ پیش آ گیا۔

20 اکتوبر 1972ء میں آئین سازی میں درپیش مسائل کو حل کرنے کے لیے حکومت اور ارکان حزب اختلاف کے درمیان ایک سمجھوتہ طے پایا جو آئینی سمجھوتہ کہلاتا ہے۔اس سمجھوتہ پر حضرت امام نورانی نے بھی دستخط کیے تاہم بعد میں بھی آپ آئین کو مکمل طور پر اسلامی بنانے پر زور دیتے رہے۔

1972ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان طے پانے والے شملہ معاہدہ کی آپ نے کھل کر مخالفت کی اور اعلان کیا کہ یہ معاہدہ فضول اور ملکی مفاد میں نہیں لہذا حکومت پاکستان ایسی حرکت کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرے ورنہ تمام نتائج کی ذمہ دار حکومت خود ہوگی اور اس سلسلے میں حزب اختلاف اور عوام کو اعتماد میں لیا جائے۔

1973ء کے آئین کی تشکیل و تدوین اور ترتیب کے تمام مراحل میں حضرت امام نورانی صدیقی نے دلچسپی سے حصہ لیا۔حکومت کی طرف سے پچیس ارکان پر مشتمل آئین ساز کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں آپ بھی شامل تھے۔آپ نے آئین کے حوالے سے دوسو سے زائد

ترامیم پیش کیں۔علاوہ ازیں آپ کی کوششوں سے مسلمان کی تعریف ،پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام،مرتد کی سزا کا تعین ،انسانی حقوق،عدلیہ کی آزادی اور تحفظ ختم نبوت (قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا)وغیرہ امور کو آئین میں شامل کیا گیا۔

31 جنوری 1973ء میں حضرت قائد اہل سنت نے آئینی سمجھوتہ کے حوالے سے ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن پر قوم سے تفصیلی خطاب کیا۔آپ نے دوران خطاب حکومت پر الزام عائد کیا کہ حکومت پاکستان اسلامی دفعات کو آئین میں شامل کرنے سے حیلے بہانے تلاش کرکے آئینی سمجھوتہ سے انحراف کر رہی ہے۔

3 مارچ 1973ء میں حضرت امام نورانی کی اپیل پر ملک بھر میں "یوم اسلامی دستور" منایا گیا۔تدوین آئین 1973ء میں آپ نے اختلافی نوٹ میں تحریر فرمایا تھا کہ ہماری جماعت آئینی مسودہ سے کلی طور پر متفق نہیں ہے کیونکہ یہ آئین نہ تو مکمل اسلامی ہے اور نہ ہی جمہوری۔

مارچ 1973ء بھٹو حکومت کے مظالم کے خلاف سیاسی جماعتوں پر مشتمل "متحدہ جمہوری محاذ" کے نام سے پہلا سیاسی اتحاد وجود میں آیا تو آپ کو اس اتحاد کا جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا جبکہ خان ولی خاں کو صدر بنایا گیا،آپ نے پارلیمانی سیاست میں فعال اور مرکزی کردار ادا کیا۔1970ء کی قومی اسمبلی میں آپ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔

12 اگست 1973ء میں نئے آئین کے تحت وزیر اعظم کا انتخاب ہونا تھا حزب اختلاف کی طرف سے متفقہ طور پر حضرت امام نورانی صدیقی کو وزیر اعظم کا انتخاب لڑنے کے لیے پیش کش کی گئی چنانچہ آپ نے قومی اسمبلی میں بھٹو کے مقابلے میں وزیر اعظم کا انتخاب لڑا 109 ووٹوں کے مقابلے میں آپ نے 32 ووٹ حاصل کر کے بھٹو پر واضح کر دیا کہ ہم کوئی میدان خالی نہیں چھوڑ سکتے۔

1970ء کی قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیتے رہے جو آپ کا تاریخی کارنامہ ہے۔

1973ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام خانیوال میں کنونشن منعقد ہوا۔اس موقع پر جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی انتخابات ہوئے جس میں حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ صدر اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ بعد ازاں خداداد صلاحیتوں اور خدمات کے نتیجہ میں آپ تاحیات بلا مقابلہ جمعیت علماء پاکستان کے صدر منتخب ہوتے رہے۔جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے آپ نے عالمی اور ملکی سطح پر تاریخی اور قابل تقلید مذہبی اور سیاسی خدمات انجام دیں۔

29 مئی 1974ء میں ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں کی طرف سے مسلمان طلباء پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف وطن عزیز کی اٹھارہ مذہبی وسیاسی جماعتوں نے "متحدہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کے نام سے اتحاد قائم کیا اور قادیانیوں کے خلاف تاریخی تحریک کا آغاز کر دیا ،اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے اور قادیانیوں کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے علماء، مشائخ اور عوام نے بھر پور حصہ لیا۔حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اس اتحاد کے داعی اور روح رواں تھے۔

30 جون 1974ء میں قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ملت اسلامیہ کی ترجمانی کرتے ہوئے قومی اسمبلی میں اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی قرارداد پیش کی جس میں قادیانیوں (کے تمام گروپوں) کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا پرزور مطالبہ کیا گیا تھا۔اس قرارداد پر 37 ارکان اسمبلی نے دستخط کیے تھے لیکن حکومت قرارداد پاس کرنے کی بجائے حیلے بہانے تلاش کرنے لگی۔"مجلس عمل تحفظ ختم نبوت" کی تحریک زوروں پر تھی جس کے سامنے حکومت بے بس تھی۔بالآخر حکومت قرارداد کو قومی اسمبلی میں زیر بحث لانے پر رضا مند ہو گئی۔

30 جون تا 7 ستمبر 1974ء قومی اسمبلی میں بحث کا سلسلہ جاری رہا جس میں فریقین کو تفصیلاً اپنا موقف پیش کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔سوا دو مہینے کی بحث کے بعد قومی اسمبلی اور سینٹ کے علیحدہ علیحدہ اجلاسوں میں متفقہ منظوری دینے کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قرارداد کے مطابق حکومت نے قادیانیوں، (لاہوری، احمدی)

کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

جولائی 1975ء میں حضرت امام نورانی صدیقی نے قومی اسمبلی کے رکن کی حیثیت سے استعفیٰ دے دیا اور اگست 1975ء میں پہلی مرتبہ سندھ سے سینیٹر منتخب ہوئے۔ 10 جنوری 1977ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے غیر جمہوری، غیر اخلاقی، غیر آئینی اور غیر اسلامی اقدامات کا مقابلہ کرنے کے لیے "پاکستان قومی اتحاد" کے نام سے نو سیاسی جماعتیں متحد ہو گئیں۔ یہ اتحاد حضرت قائد ملت اہل سنت کی خواہش اور کوششوں سے قائم ہوا۔ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب چوہدری رفیق احمد باجوہ اس اتحاد کے جنرل سیکرٹری جبکہ مفتی محمود صدر مقرر ہوئے۔ اس اتحاد کے روح رواں حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

مارچ 1977ء میں کرائے جانے والے عام انتخابات کے موقع پر حکومت کی طرف سے خود ساختہ نتائج کا اعلان کیا گیا تو "پاکستان قومی اتحاد" کے رہنماؤں نے نتائج تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ملک میں دوبارہ منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور شفاف عام انتخابات کرانے کا مطالبہ کر دیا۔ لیکن حکومت نے مطالبہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جس کے نتیجے میں "پاکستان قومی اتحاد" کے رہنماؤں نے "تحریک نظام مصطفی ﷺ" چلانے کا اعلان کر دیا۔ تحریک کو دبانے کے لیے حکومت کی طرف سے پوری طاقت استعمال کی گئی لیکن روز بروز تحریک زور پکڑتی گئی۔ اس تحریک میں قومی رہنماؤں، علماء، مشائخ، طلباء، وکلاء اور عوام نے بھرپور حصہ لیا۔ اس تحریک کے دوران حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے گرم ترین علاقہ گڑھی خیرو (بلوچستان) کی ٹوٹے پھوٹے جیل میں بند رکھا گیا۔ اور آپ کو شہید کرنے کی بھی ناپاک کوشش کی گئی لیکن آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔

ستمبر 1977ء میں کراچی شہر کے ایک جلسہ عام میں علماء اور مشائخ کی طرف سے قائد اہل سنت حضرت امام نورانی صدیقی کو سالار قافلہ تحریک نظام مصطفی ﷺ کے خطاب سے نوازا گیا۔ دنیا بھر میں آپ نے قادیانیوں کی سرکوبی کر کے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کر دی۔

5 جولائی 1977ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے بھٹو کو گرفتار کر کے ملک کا نظم و نسق سنبھالا

اور انہوں نے قوم سے اپنے پہلے خطاب میں پروگرام کے مطابق 18 اکتوبر 1977ء میں عام انتخابات کرانے کا بھی اعلان کیا۔ یکم اکتوبر 1977ء میں ضیاء حکومت کی طرف سے عام انتخابات غیر معینہ مدت تک ملتوی کرنے کا اعلان کیا گیا تو حضرت قائد اہل سنت نے حکومت کے اعلان کی سب سے پہلے مذمت کی اور مارچ 1978ء سے پہلے عام انتخابات منعقد کرنے کا مطالبہ کیا۔

5 جولائی 1978ء میں قائم ہونے والی نام نہاد "قومی حکومت" میں "پاکستان قومی اتحاد" کے رہنماؤں کو وزارتیں دے کر شامل کیا گیا۔ اور حکومت کی طرف سے امام نورانی صدیقی کو بھی وزارتیں دینے کی پیش کش کی گئی لیکن آپ نے اس پیش کش کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا:

"ہماری منزل اسلام آباد نہیں بلکہ اسلام ہے"

اور 6 جولائی 1978ء کو آپ نے "پاکستان قومی اتحاد" سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔

اکتوبر 1978ء میں سواد اعظم اہل سنت و جماعت کو منظم اور سیاسی قوت بنانے کے لیے مدینۃ الاولیاء ملتان میں کل پاکستان "سنی کانفرنس" منعقد کی جس کی کامیابی کے لیے علماء، مشائخ، اور عوام اہل سنت نے خصوصی دلچسپی لی۔ اخباری رپورٹ کے مطابق اس کانفرنس میں 25 لاکھ افراد نے شرکت کی۔

مارچ 1979ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے رائے ونڈ ضلع لاہور میں کل پاکستان "میلاد مصطفی ﷺ کانفرنس" منعقد کی گئی۔ "سنی کانفرنس" ملتان کی طرح اس کانفرنس میں بھی علماء و مشائخ اور عوام نے بھرپور شرکت کی۔ اخباری رپورٹ کے مطابق اس کانفرنس میں شرکاء کی تعداد 35 لاکھ تھی۔ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے بھی حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فعال کردار ادا کیا۔

نومبر 1979ء میں ضیاء حکومت کی طرف سے عام انتخابات منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ انتخابی مہم زور و شور سے چلا رہے تھے اور عام انتخابات کے نتائج کے بارے میں بھی پر امید تھے کہ "جمعیت علماء پاکستان" بہتر نتائج حاصل کر سکے گی۔ بدقسمتی سے ضیاء حکومت نے متوقع انتخابات دوبارہ ملتوی کر دیئے اور اکتوبر 1979ء میں سیاسی جماعتوں کو بھی کالعدم قرار دے دیا گیا۔ ان حالات میں جمعیت علماء پاکستان بھی

پابندی کی زد میں آ گئی تو حضرت قائد اہل سنت نے "تحریک نظام مصطفی ﷺ" کے نام سے اپنی تحریکی اور سیاسی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

1981ء میں ضیاء حکومت سے نجات حاصل کرنے کے لیے مختلف سیاسی جماعتوں پر مشتمل "ایم آر ڈی" کے نام سے نیا اتحاد وجود میں آیا تو قائد اہل سنت حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ باقاعدہ اس اتحاد میں شامل تو نہ ہوئے لیکن آپ اخلاقی اور سیاسی معاونت ضرور کرتے رہے۔

دسمبر 1984ء میں عوام کو عام انتخابات سے دور رکھنے کے لیے ضیاء حکومت کی طرف سے صدارتی ریفرنڈم کرایا گیا تو حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے حکومتی اقدامات کی بھرپور مخالفت کی جس کے نتیجہ میں کچھ عرصہ تک آپ نظر بند بھی رہے۔

مارچ 1985ء میں حکومت کی طرف سے منعقد کیے جانے والے غیر جماعتی انتخابات کا سیاسی جماعتوں نے بائیکاٹ کیا۔ حضرت قائد اہل سنت نے بھی جماعتی سطح پر ان انتخابات کا بائیکاٹ کر کے بحالی جمہوریت کے لیے دوسری جماعتوں کا ساتھ دیا۔

1988ء میں جمعیت علماء پاکستان نے اپنی دیرینہ حلیف جماعت "تحریک استقلال" سے مل کر "پاکستان عوامی اتحاد" کے نام سے اتحاد تشکیل دیا۔ اور اسی سال منعقد ہونے والے عام انتخابات میں حصہ لیا جس کے نتیجہ میں جمعیت علماء پاکستان نے قومی اسمبلی کی تین نشستیں حاصل کیں۔

1990ء میں منعقد ہونے والے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے قومی اسمبلی کی دو نشستیں حاصل کیں جبکہ 1993ء اور 1997ء کے انتخابات میں کامیابی نہ ہو سکی۔

مارچ 1995ء میں شیعہ سنی فسادات کا آغاز ہوا تو مساجد اور امام بارگاہیں آتش زدگی کا شکار ہونے لگیں اور مذہبی منافرت کی بنا پر قتل و غارت کا بازار گرم ہونے لگا تو ایسے حالات میں دینی راہنماؤں کی نظریں قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پر جا پڑیں۔ چنانچہ مارچ 1995ء میں تمام مذہبی جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس آپ کی زیر صدارت اسلام آباد میں منعقد ہوا، جس میں تمام مذہبی جماعتوں پر مشتمل "ملی یکجہتی کونسل" کے نام سے ایک تنظیم عمل میں لائی گئی۔ حضرت قائد اہل سنت کو متفقہ طور پر کونسل کا سربراہ منتخب کیا گیا۔ آپ

کی دور اندیش اور ہمہ پہلو قیادت نے مذہبی منافرت کی جڑ کاٹ دی اور سب کو شیر و شکر کر دیا۔

7 جولائی 2002ء میں چھ مذہبی جماعتوں جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی، جمعیت علماء اسلام (سمیع الحق گروپ)، جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمان گروپ)، جمعیت اہل حدیث اور تحریک جعفریہ پاکستان کا مشترکہ اجلاس ہوا، جس میں "متحدہ مجلس عمل پاکستان" کے نام سے اتحاد تشکیل دیا گیا۔ اس اتحاد کا سربراہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب کیا گیا۔ آپ کی باصلاحیت قیادت میں "متحدہ مجلس عمل" نے عام انتخابات منعقدہ اکتوبر 2002ء میں قومی و صوبائی اسمبلیوں میں اور فروری 2003ء میں سینٹ کے انتخابات میں عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔

فروری 2003ء میں سینٹ کے انتخابات میں "متحدہ مجلس عمل" کی طرف سے سندھ سے حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ سینیٹر منتخب ہوئے۔ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور سینٹ میں قائد حزب اختلاف ہونے کی حیثیت سے آپ نے قابل تقلید سیاسی و آئینی خدمات سر انجام دیں۔

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیاست میں حصہ لینے کا پس منظر یوں واضح کیا:

بات کچھ یوں ہے کہ سیاست تو مجھے ورثے میں ملی ہے۔ میرا بچپن تھا تو گھر میں مسلم لیگ کا چرچا ہوتا تھا۔ ذرا ہوش سنبھالا تو اپنے والد محترم حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو اہل سنت کی تنظیم میں دن رات ایک کرتے دیکھا۔ ان کی مساعی جمیلہ، انتھک کوششوں اور مکمل انہماک نے مجھے بہت متاثر کیا اور میں نے ان کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس طرح اوائل عمری ہی سے تنظیمی امور میں شرکت کا عملی موقع ملا۔ پھر والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے طلبہ میں کام کرنے کے لیے فرمایا تو میں اس پر کمر بستہ ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے مل کر مسلم طلبہ کو منظم کرنا شروع کیا۔

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ میری سیاسی سرگرمیوں کا آغاز سنی عوام کی تنظیم اور مسلم لیگ کی حمایت سے ہوا۔ کیونکہ وہ دور میرا طالب علمی کا بھی تھا اور اس زمانے میں کوئی واضح مشکل میری

ذاتی سوچ کی بھی نہیں بن سکتی تھی۔ اس لیے صرف اپنے بزرگوں کی بتائی اور دکھائی ہوئی راہ پر چلنا کافی تھا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی کچھ عرصہ تک میں حصول تعلیم میں مصروف رہا۔ پھر والد گرامی کے ساتھ بیرونی ممالک کے تبلیغی اور مطالعاتی دورے کیے۔ والد محترم نے میری تربیت جن خطوط پر کی ان کا لازمی تقاضا اور منطقی نتیجہ یہی تھا کہ میں بھی باقاعدہ عملی سیاست میں آؤں۔ ادھر ہمارے بزرگوں نے وطن عزیز میں نفاذ اسلام کی جدو جہد شروع کر رکھی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ 1953ء میں قادیانی فتنے کے خلاف ہم نے آواز اٹھائی تھی تو اس میں سب سے توانا آواز ہمارے ہی بزرگوں کی تھی۔ اور اس تحریک میں ہمارے ہی نوجوانوں کا خون سب سے زیادہ کام آیا۔ اس تحریک کی قیادت ہمارے بزرگ مولانا سید ابوالحسنات قادری نے کی۔ اس سے قبل حضرت غزالی زماں سید احمد سعید شاہ کاظمی نے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ایک باقاعدہ قرارداد پیش کی تھی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس تحریک نے مجھے بھی اپنی طرف متوجہ کیا اور میں نے جان دو عالم ﷺ کے منصب خاتم الانبیاء کے تحفظ کے لیے اپنی حقیری کوششوں کا نذرانہ پیش کیا۔ یہ وہ دور تھا جب ہمارے بزرگ مسلم لیگ سے یہ توقع کیے ہوئے تھے کہ اس کی قیادت اپنا وعدہ پورا کرے گی اور ملک میں اسلامی نظام ضرور نافذ ہو گا لیکن قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور قائد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت نے ایسے عناصر کو کھل کر کھیلنے کا موقع دیا جو نہ جمہوری ذہن رکھتے اور نہ اسلامی۔ ان حکمرانوں کی بداعمالیوں نے ہمارے علماء کو سوچنے پر مجبور کیا کہ اپنے مطالبات کی منظوری اور اپنے عقائد و نظریات کے تحفظ کی خاطر اپنی تنظیم قائم کی جائے۔ چنانچہ ملتان میں علماء کرام کا اجتماع ہوا اور غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے میزبانی کے فرائض سر انجام دیئے اور جمعیت علماء پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ میں نے عملی سیاست کا باقاعدہ آغاز اسی جماعت سے کیا۔ میں جمعیت علماء پاکستان، کراچی کا صدر چنا گیا۔ اس حوالے سے میں نے سندھ کے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہات کے دورے کیے اور عوام کو منظم کیا۔ یہ ایوب خاں کی آمریت کا دور تھا۔ ہمارے بزرگوں نے سنی عوام کو منظم کر کے اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے کا پروگرام بنایا تو جگہ جگہ مختلف عنوانات کے تحت جلسے ہوئے اور جلوس نکالے گئے"۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی، ص ۲۸،۳۱)

نواں باب

امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی خصوصیات

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی رہی   بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی آل انڈیا انتخابات منعقدہ 1946ء سے شروع ہوتی ہے۔ انہوں نے تحریک قیام پاکستان میں بھر پور حصہ لیا۔ تکمیل تعلیم کے بعد 1948ء میں پاکستان تشریف لائے اور 1951ء میں اہل سنت کی سیاسی تنظیم جمعیت علماء پاکستان میں شامل ہوئے۔ جسٹس منیر کی رپورٹ کے مطابق تحریک ختم نبوت 1953ء میں آپ کا نمایاں کردار ہے۔ 1968ء میں مفتی محمد حسین نعیمی m کی تحریک پر جمعیت علماء پاکستان کے ایوب مخالف گروپوں کو متحد کر کے شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی کو صدر بنانے کے لیے آپ لاہور تشریف لائے۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام باغ بیرون موچی دروازہ، لاہور اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں منعقدہ سنی کانفرنس سے بھر پور عملی سیاسی سفر کا آغاز کیا جو 2003ء تک جاری رہا۔ 1946ء سے لے کر 1970ء تک جزوی طور پر سیاست میں حصہ لیتے رہے۔ اگر اس عرصہ کو سترہ سال کا سیاسی سفر قرار دیا جائے تو آپ کا کل سیاسی سفر پچاس سال بنتا ہے۔ آپ کی مذہبی و تبلیغی خدمات کا سفر 58 سال بنتا ہے۔ اس طرح امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ساز خدمات کے اعتراف میں یوں کہنا کہ "مہد سے لے کر لحد تک کردار ہی کردار" ایک ایسی ناقابل تردید حقیقت ہے جسے اپنوں اور بیگانوں سب نے برملا تسلیم کیا ہے۔ سطور ذیل میں امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی چند "سیاسی خصوصیات" پیش کی جاتی ہیں:

☆ اتحاد اہل سنت کا پر مسرت مژدہ:

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان چھ گروپوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ ہر گروپ حکومت

کا آلہ کار بنا ہوا تھا اور حکومتی حمایت کے ذریعے ذاتی مفادات حاصل کرتا تھا ان گروپوں کے قائدین ممتاز عالم دین، شعلہ نوا خطیب اور شیخ شریعت وطریقت بھی تھے۔

☆ شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی

☆ شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی

☆ حضرت صاحبزادہ علامہ خلیل احمد قادری

☆ ابوالکلام حضرت علامہ سید فیض الحسن شاہ

☆ حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی

☆ حضرت علامہ سید محمود شاہ گجراتی

مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ بانی و امیر دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور نے تمام گروپوں کے قائدین کو 4 اپریل 1970ء اپنے ادارہ میں جمع کیا اور سب سے تحریری استعفیٰ حاصل کیے۔ اس سربراہی اجلاس کی صدارت کے لیے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا نام پکارا۔ امام نورانی نے اپنی سیاسی بصیرت و تدبر، مہارت نفسیات اور حالات پر گرفت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، افتراق کو اتحاد میں اور بغض و عناد کو محبت واخوت میں تبدیل کرتے ہوئے سب قائدین کو شیر و شکر بنا دیا۔ اس طرح 4 اپریل 1970ء کو امام نورانی صدیقی کی پہلی سیاسی خصوصیت "اتحاد اہل سنت" کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی۔ متفقہ طور پر جمعیت علماء پاکستان کو "مجلس عمل جمعیت علماء پاکستان" کا نام دیا گیا جس کے کنوینئر علامہ سید محمود احمد رضوی مقرر ہوئے۔

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد دوراں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۵۹)

☆ معیاری ومثالی منشور سازی:

امام نورانی صدیقی کی دوسری سیاسی خصوصیت جمعیت علماء پاکستان کا پہلا معیاری و مثالی منشور تیار کرنا ہے۔ 4 اپریل 1970ء کے سربراہی اجلاس میں متفقہ طور پر امام نورانی کی سربراہی میں چھ رکنی منشور کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ارکان مندرجہ ذیل تھے:

☆ قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی

☆ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی

☆ شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی

☆ حضرت علامہ محمد حسن حقانی

☆ حضرت علامہ محمد بخش مسلم بی۔اے

☆ حضرت علامہ غلام مہر علی

آپ کی سربراہی میں اس کمیٹی نے چار روز کی قلیل ترین مدت میں جمعیت علماء پاکستان کا معیاری ومثالی منشور تیار کیا۔ یہ منشور بنیادی طور پر دو نکات پر مشتمل تھا:

☆ مقام مصطفی ﷺ کا تحفظ

☆ نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ

1970ء کے عام انتخابات کے موقع پر دینی وسیاسی جماعتوں کی طرف سے بھی منشور الگ الگ پیش کیے گئے۔ جمعیت علماء اسلام نفاذ شریعت اور جماعت اسلامی نفاذ اسلام کا نعرہ لگا رہی تھی۔ نفاذ فقہ جعفریہ اور جمعیت اہل حدیث کا وجود نہیں تھا۔ جمعیت علماء پاکستان نے نظام مصطفی ﷺ کا نعرہ بلند کیا جس پر ابتداءً دوسری جماعتوں نے تنقید کی اور شرک کا فتویٰ بھی داغا گیا لیکن بعد میں "نظام مصطفی ﷺ" کی اصطلاح اتنی متعارف و مشہور ہوئی کہ دوسری جماعتوں نے بھی اس اصطلاح کو اپنایا۔ 1977ء میں نو جماعتوں پر مشتمل "پاکستان قومی اتحاد" کے منشور میں نظام مصطفی ﷺ کی اصطلاح تھی اور 1977ء میں مسٹر بھٹو کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کو "تحریک نظام مصطفی ﷺ" کا نام دیا گیا۔ نواز شریف کے خلاف سہ رکنی مسلم لیگ جونیجو، جمعیت علماء پاکستان اور تحریک استقلال پاکستان کے اتحاد کے منشور میں نظام مصطفی ﷺ کی اصطلاح شامل کی گئی۔ دو رکنی جمعیت علماء پاکستان اور جمعیت علماء اسلام کے اتحاد بنام "اسلامی جمہوری محاذ" کے منشور کی بنیاد نظام مصطفی ﷺ کی اصطلاح پر تھی۔ اسی طرح غیر سیاسی اتحاد "ملی یکجہتی کونسل" اور مستقل بنیادوں پر چھ مذہبی جماعتوں پر مشتمل "متحدہ مجلس عمل" کے منشور میں نظام مصطفی ﷺ کو شامل کیا گیا۔

(سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۲۹)

☆ آئین سازی میں تاریخ ساز کردار:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سیاسی خصوصیت یہ تھی کہ 1973ء کے آئین کو اسلامی بنانے کے لیے اہم کردار ادا کیا۔ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے ماہر قانون میاں محمود علی قصوری کی سربراہی میں پچیس (25) رکنی آئین ساز کمیٹی تشکیل دی گئی، حضرت قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اس کمیٹی کے ممتاز و متحرک رکن تھے۔ قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کی اکثریت کے باعث قانون ساز کمیٹی میں بھی اکثریت تھی۔ پیپلز پارٹی کے ارکان کی طرف سے جو مسودہ آئین تیار کیا گیا تھا اس میں پاکستان کا نام "سوشلسٹ ڈیموکریٹک ری پبلک پاکستان" تجویز کیا گیا تھا۔ حزب اختلاف کی طرف سے امام نورانی صدیقی نے اپنے مسودہ آئین میں پاکستان کا نام "اسلامک ری پبلک ڈیموکریٹک پاکستان" تجویز کیا تھا۔ حکومتی آئین ساز ارکان نے حزب اختلاف کے مسودہ کو مسترد کر دیا اور اپنا مسودہ آئین قومی اسمبلی میں پیش کر دیا۔ امام نورانی صدیقی نے قومی اسمبلی میں مسودہ آئین پر زوردار تقریر کرتے ہوئے کہا:

"یہ آئین جو خوبصورت فریم میں سجا کر ہمارے سامنے پیش کر دیا گیا ہے اس کو کسی قیمت پر قبول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پاکستان کی بنیاد اسلام ہے، سوشلزم نہیں ہے۔ ہم اس آئین کو منظور نہیں ہونے دیں گے۔ اگر یہ آئین منظور کر لیا گیا تو ہم اس کو پھاڑ کر اسمبلی کے باہر چلے جائیں گے اور اس کے خلاف بھرپور جدوجہد کریں گے"۔

(سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۳۰)

آپ کی اس پرجوش تقریر اور روحانی قوت سے اسمبلی کی صورتحال بالکل تبدیل ہوگئی۔ اکثریت کے باوجود حکومت کو آئین میں تبدیلی کرنا پڑی اور امام نورانی کا دیا ہوا آئین منظور کرنا پڑا۔ 1973ء کا آئین اسلامی دفعات کا جامع، وطن عزیز کی بقا و سلامتی کا حامل اور پاکستان کی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہے۔ اس کی تیاری اور منظوری میں امام نورانی کا تاریخ ساز کردار ہے۔

☆ حکمرانوں سے ملاقات کی خواہش نہ کرنا:

امام نورانی صدیقی کی ایک نمایاں سیاسی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے کبھی بھی حکمران طبقہ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار نہیں کیا بلکہ حکمران آپ سے ملاقات کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ جب بھی حکمرانوں کی دعوت پر ملاقات کی ملکی، قومی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے مفاد کے لیے کی۔ ملاقات میں ایجنڈے کو پیش نظر رکھتے۔ ایک دفعہ آپ نے جنرل ضیاء الحق سے ملاقات کی، ملاقات کے اختتام پر کھانے کا کہا گیا تو امام نورانی نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: جنرل صاحب! آپ نے ملاقات کی دعوت دی تھی کھانے کی دعوت نہیں دی تھی، ہم آپ کا کھانا نہیں کھا سکتے۔

☆ حکمرانوں سے ون ٹو ون ملاقات سے احتراز کرنا:

سیاستدان ون ٹو ون ملاقاتیں کرتے رہتے ہیں کیونکہ یہ سیاست کا ایک حصہ ہے لیکن امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سیاسی خصوصیت ہے کہ آپ نے کبھی بھی حکمرانوں سے ون ٹو ون ملاقات نہیں کی۔ کیونکہ ایسی صورت میں جماعت کے راہنماؤں اور کارکنوں میں غلط فہمیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ بعد میں وضاحتی بیانات کے باوجود ختم نہیں ہوسکتیں۔ اس سے جماعت اور جماعت کا منشور بھی متاثر ہوسکتا ہے۔ الغرض ون ٹو ون ملاقات کے فوائد کم اور نقصانات زیادہ ہیں۔ اس لیے آپ نے ہمیشہ وفد کی شکل میں ملاقات کی ہے۔

☆ حصول اقتدار کی خواہش نہ کرنا:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے حصول اقتدار کی کبھی خواہش نہیں کی بلکہ کئی بار وزارت عظمیٰ، وفاقی و صوبائی وزارتوں اور گورنریوں کی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ کیونکہ ان کا اصل مقصد خود اقتدار پر آنا نہیں تھا بلکہ نظام مصطفیٰ ﷺ کو اقتدار پر لانا تھا۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے امام نورانی صدیقی کو حکومت میں شامل کرنے کے لیے دو صوبوں کی گورنریوں، آٹھ وفاقی و صوبائی وزارتوں، رؤیت ہلال کمیٹی کی چیئرمین شپ اور اسلامی نظریاتی کونسل کی چیئرمین شپ کی پیشکش کی لیکن آپ نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور فرمایا:

"ہماری جدو جہد کا مقصد عہدے اور وزارتوں کا حصول نہیں بلکہ نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ ہے۔ (جاوید اقبال فاروقی، قائد تحریک نظام مصطفیٰ ص ۵۴)

جنرل مرزا محمد اسلم بیگ نے آپ کو نگران وزیر اعظم بنانے کی پیش کش کی تو امام نورانی نے س پیش کش کو ٹھکرا دیا اور فرمایا: چور دروازے سے اقتدار میں آنا ہمارے اسلاف کے اصولوں کے خلاف ہے۔ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی طرف سے وزارت خارجہ کی پیش کش کو بھی ٹھکرا دیا تھا۔

☆اصول پسندی:

حضرت امام نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی ایک سیاسی خصوصیت یہ بھی ہے کہ جماعت کو ہمیشہ اصولوں کی بنیاد پر چلایا۔ اصولوں سے نہ اپنے آپ کو بلند و بالا سمجھا نہ کسی دوسری شخصیت کو۔ 1977ء کے انتخابات کے موقع پر مفتی محمد حسین نعیمی علیہ الرحمہ میاں نواز شریف کو لے کر جمعیت علماء پاکستان کے دفتر میں امام نورانی کے پاس آئے اور کہا: حضور! یہ نوجوان صنعت کار ہے۔ ہماری جماعت میں شامل ہو کر اس کی مالی معاونت کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے خوش آمدید کہا۔ میاں نواز شریف نے بھاری رقم کا ایک چیک پیش کیا جو آپ نے شکریہ کے ساتھ قبول کرلیا۔ دوسرے ہی لمحہ میاں صاحب نے امام نورانی صدیقی سے حلقہ گڑھی شاہو، لاہور کا ٹکٹ حاصل کرنے کا مطالبہ کر دیا۔ امام نورانی جلال میں آ گئے اور چیک واپس کرتے ہوئے فرمایا: میاں صاحب! آپ کی تشریف آوری کا شکریہ، جمعیت علماء پاکستان ٹکٹ گھر نہیں ہے جو آئے اسے ٹکٹ دے دیا جائے۔ اس حلقہ سے ہمارے ممتاز عالم دین، شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی بطور امیدوار کھڑے ہیں۔ ہم ان کو بٹھا کر آپ کو ٹکٹ دینے سے قاصر ہیں"۔

1977ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف نو جماعتوں پر مشتمل "پاکستان قومی اتحاد" قائم ہوا۔ مفتی محمود اس کے صدر اور جمعیت علماء پاکستان کے نائب صدر چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے۔ بھٹو کی طرف سے انتخابات کے نتائج میں دھاندلی کے سبب پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے "تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ" کی شکل میں احتجاج کا آغاز ہو چکا تھا۔ اسی دوران جماعت اسلامی اور پیپلز پارٹی کی ایجنسیوں نے سازش سے جناب باجوہ

صاحب کی بھٹو سے خفیہ ملاقات کروائی اور خود ہی انہوں نے اس ملاقات کو "پاکستان قومی اتحاد" کے خلاف سازش قرار دے دیا۔ ایسی صورتحال پر قابو پانے کے لیے امام نورانی کراچی سے لاہور آئے اور اصل صورتحال معلوم کرنے کے بعد جمعیت علماء پاکستان کے مفاد اور منشور کی روشنی میں فیصلہ کرتے ہوئے ماہر قانون چوہدری رفیق احمد باجوہ کو جمعیت کی ابتدائی رکنیت سے بھی خارج کر دیا۔ ایک دفعہ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور میں صوبہ پنجاب کے انتخابات منعقد ہوئے۔ مصروفیات کی بناء پر اس موقع پر امام نورانی تشریف نہ لاسکے۔ جمعیت کے صوبائی عہدوں کے امیدواروں میں سے جناب ملک محمد اکبر ساقی اور مولانا احمد علی قصوری بھی تھے۔ اس موقع پر مولانا احمد علی قصور نے کامیابی کے حصول کے لیے اپنے چند نوجوانوں کے ذریعے ہلڑ بازی، دہشت گردی اور نعرہ بازی کروائی۔ علاوہ ازیں ملک محمد اکبر ساقی مرحوم سے دست و پا بھی ہوئے۔ ایسی صورتحال میں صوبائی الیکشن ملتوی کر دیئے گئے۔ یہ سب کچھ جمعیت علماء پاکستان کے منشور کے خلاف تھا اور قائدین اہل سنت کی توہین بھی۔ امام نورانی صدیقی کی خدمت میں تمام صورتحال بطور اطلاع عرض کر دی گئی۔ آپ لاہور تشریف لائے تو ملک محمد اکبر ساقی اور مولانا احمد علی قصوری کو جمعیت کے دفتر میں طلب کیا اور براہ راست دونوں کی گفتگو سنی۔ چونکہ زیادتی وظلم قصوری صاحب کی طرف سے ہوا تھا جو جمعیت علماء پاکستان کے منشور و دستور کی صراحتاً خلاف ورزی تھی۔ اس لیے امام نورانی صدیقی نے مولانا احمد علی قصوری کو جمعیت علماء پاکستان کی ابتدائی رکنیت سے بھی خارج کر دیا۔

☆حق گوئی و بے باکی:

امام نورانی صدیقی کی ایک سیاسی خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ بڑے سے بڑے جابر و ظالم کے سامنے حق بات کہہ دیتے تھے۔ وہ ظالم و جابر یحییٰ خاں ہوں یا بھٹو، جنرل محمد ضیاء الحق ہوں یا پرویز مشرف، میاں نواز شریف ہوں یا بینظیر بھٹو اور یا ایم کیو ایم کے الطاف حسین ہوں۔ آپ نے سب کو ناکوں چنے چبائے ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی رہنما علامہ شبیر احمد ہاشمی صاحب کا بیان ہے کہ وہ ایک دفعہ امام نورانی صدیقی علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لیے کراچی گئے۔ وہ ورلڈ اسلامک مشن

کے دفتر میں موجود تھے کہ قائد اہل سنت تشریف لائے اور اسی دوران ایم کیو ایم کے چیئرمین الطاف حسین کی طرف سے امام نورانی کو فون آیا کہ ہم آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے بڑی فراخدلی سے آنے اور ملاقات کی اجازت دے دی۔ چند لمحات کے بعد الطاف حسین اپنے وفد کے ساتھ دفتر میں پہنچ گئے۔ ابتدائی علیک سلیک کے بعد الطاف حسین نے امام نورانی سے پیش کش کرتے ہوئے کہا: ایم کیو ایم جمعیت علماء پاکستان کے مقابلے میں قومی اسمبلی کی آٹھ اور صوبائی اسمبلی کی بارہ سیٹوں پر اپنا کوئی امیدوار کھڑا نہیں کرے گی۔ آپ صرف اتنی مہربانی فرمائیں کہ ایم کیو ایم کی مخالفت نہ کریں۔ امام نورانی نے برجستہ جواب دیا: الطاف بھائی! آپ کی تشریف آوری کا شکریہ، آپ کی پیش کش کا بھی شکریہ مگر جمعیت علماء پاکستان کسی علاقائی یا لسانی پروگرام پر مشتمل سیاسی پروگرام نہیں ہے۔ اس کا پیغام صرف اور صرف نظام مصطفی ﷺ ہے۔ ہم تمام سیٹیں بلا مقابلہ آپ کو دیتے ہیں۔ آپ صرف اردو قومیت کی بجائے اسلامی قومیت کو اپنا منشور بنائیں۔ کیونکہ جمعیت کے نزدیک اردو کی خاص حیثیت نہیں ہے۔ افغانستان، ایران اور دوسرے ممالک جو مسلمان زبانیں بولتے ہیں وہ بھی اتنی ہی اہم ہیں، جتنی اردو ہے۔ اردو کی بناء پر کوئی بھائی بھائی نہیں بن سکتا۔ دیکھیئے نہرو اردو بولتا تھا میں اور آپ بھی اردو بولتے ہیں، تو کیا نہرو ہمارا بھائی بن سکتا ہے؟ قومیت صرف اسلام پر ہوتی ہے۔ آپ کا پروگرام چونکہ اس سے مختلف ہے آپ اس میں تبدیلی کر دیں، ہم غیر مشروط آپ سے تعاون کریں گے۔ الطاف حسین نے اردو قومیت چھوڑنے سے معذرت کی اور پینترا بدلتے ہوئے کہا: ہم جماعت اسلامی کو شکست دینا چاہتے ہیں۔ ان دنوں میں جمعیت علماء پاکستان اور جماعت اسلامی کے درمیان اختلافات شدت اختیار کر چکے تھے۔ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: پہلے ہم قومیت کا فیصلہ کر لیں اس کے بعد ہم جماعت اسلامی کے بارے میں فیصلہ کر لیں گے۔ الطاف حسین نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا تو امام نورانی نے الطاف حسین سے مخاطب ہو کر دو ٹوک الفاظ میں فرمایا: الطاف بھائی! نتیجہ ہمیں معلوم ہے، اس کے باوجود آپ کی لسانی قومیت کا مقابلہ کیا جائے گا اور آپ سے مصالحت نہیں کی جا سکتی۔

(سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۳۱)

یہ غالباً 1993ء کی بات ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کے دورے کے دوران پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے ملتان شہر میں امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ دوران ملاقات انہوں نے آپ سے باہمی سیاسی اتحاد قائم کرنے کی پیش کش کی۔ آپ نے جواب دیا کہ: بے نظیر بھٹو صاحبہ! آپ سے ہمارا اتحاد ہو سکتا ہے لیکن آپ اپنے منشور میں "نفاذ نظام مصطفی ﷺ" کو شامل کر لیں۔ آپ کا جواب سن کر محترمہ کی طرف سے خاموشی کے علاوہ کوئی جواب نہ ملا۔

☆ سیاست کی تطہیر کرنا:

عوام میں یہی مشہور ہے کہ سیاست کا مطلب گھیراؤ جلاؤ ہے۔ قتل و غارت اور جھوٹ دھوکہ ہے۔ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سیاسی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے وطن عزیز کی سیاست کی تطہیر کر دی۔ آپ سفر و حضر میں اہتمام سے باجماعت نماز ادا کرتے۔ 66 سال تک رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن پاک سناتے رہے۔ اور زندگی بھر قرآن سنانے کا نذرانہ وغیرہ وصول نہیں کیا۔ اس طرح امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل صالح کو سیاست کا زیور بنا کر پاکستان کی سیاست کو محبت و خدمت اور اخوت و بھائی چارہ میں تبدیل کر دیا تھا۔

☆ دولت جمع کرنے سے اجتناب کرنا:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سیاسی خصوصیت یہ تھی کہ آپ دولت جمع کرنے سے مکمل احتراز کرتے تھے۔ دو دفعہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، دو مرتبہ سینیٹر بنے، تیس سال تک جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ رہے، تاحیات ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین رہے اور بڑے بڑے اتحادوں کے صدر بھی رہے۔ لیکن دولت کی غلاظت سے ہمیشہ اپنے دامن کو شفاف رکھا۔ تحریک ختم نبوت 1974ء کے موقع پر قادیانیوں کی طرف سے امام نورانی کو قرارداد میں تھوڑی سی تبدیلی کے عوض بھاری رقم کی پیش کش کی گئی تو آپ نے اس پیش کش کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا: ظالمو! تمہاری یہ پیش کش میرے جوتے کی نوک پر۔ خبردار! تمہیں یہاں ہمارے پاس آنے کی جراءت کیسے ہوئی؟ ہماری قرارداد سے ایک لفظ بھی تبدیل یا

کم نہیں ہوگا۔ (خطاب قائد جمعیت علماء جموں وکشمیر علامہ پیر عتیق الرحمن بمقام پریس کلب شملہ پہاڑی، لاہور)

☆الزامات سے بلند و بالا شخصیت:

سیاست دان کا الزامات سے پاک ہونا بہت مشکل ہے۔ جتنا کوئی بڑا لیڈر ہوگا اتنے ہی زیادہ اس پر الزامات کی بھرمار ہوگی۔ مثلاً بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح پر یونینسٹ اور نیشنلسٹ مسلمانوں نے انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام عائد کیا، مسٹر ذوالفقار علی بھٹو پر قتل کے الزامات لگے، بانی جماعت اسلامی مولانا مودودی پر امریکی مقاصد کے لیے کام کرنے کا الزام تھا، علامہ ابوالکلام آزاد پر شراب نوشی کا الزام عائد کیا گیا، مفتی محمود پر ان کی موجودگی میں چوہدری ظہور الٰہی نے ایوب خاں کے آئین کو ووٹ دے کر مالی مفاد حاصل کرنے کا الزام لگایا، مولانا سمیع الحق پر میڈیم طاہرہ سکینڈل کا الزام لگا، قاضی حسین احمد پر نواز شریف نے 10 کروڑ روپے حاصل کرنے کا الزام لگایا اور مولانا فضل الرحمان پر ڈیزل کا الزام عائد ہوا۔ خواہ یہ عائد کردہ الزامات بے بنیاد ہوں لیکن وجود الزام سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیاست کو اصولوں کی بنیاد پر اختیار کیا اور ہر دور میں بھرپور کردار ادا کیا مگر تا وصال آپ کے بڑے سے بڑے مخالف کو بھی آپ پر کوئی الزام عائد کرنے کی جراءت نہ ہوئی۔

(سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: ندائے اہل سنت شمارہ دسمبر، جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۳۲)

☆ذاتی مفاد و لالچ سے احتراز کرنا:

امام نورانی صدیقی کی ایک سیاسی خصوصیت یہ بھی ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کے نام پر کبھی بھی ذاتی مفاد حاصل نہیں کیا۔ رئیس القلم امام المناظرین علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ:

میں حضرت کے ساتھ ایشس میں تھا۔ ایک نوجوان بالکل نئی گاڑی لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور چابی پیش کی۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا؟ عرض کی کہ حضور! آپ سنی قوم کے قائد ہیں، قومی اسمبلی کے رکن ہیں آپ کے پاس گاڑی نہیں ہے۔ میں یہ گاڑی کا نذرانہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔ بالکل نئی گاڑی ہے، قبول کریں۔ حضرت نے اس سے فرمایا کہ آپ مجھے گاڑی یہاں دے رہے ہیں میں اس کو پاکستان کیسے پہنچاؤں گا؟ اس نے عرض کیا کہ

پاکستان میں پہنچا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں پٹرول کہاں سے ڈالوں گا؟ اس نے عرض کیا: میں اس کا انتظام بھی کر دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں ڈرائیور کہاں سے رکھوں گا؟ اس نے عرض کیا اس کی تنخواہ بھی میں دوں گا۔ آپ نے فرمایا: میرے گھر کے ساتھ کوئی گیراج نہیں ہے۔ میں گاڑی کھڑی کہاں کروں گا؟ اس نے عرض کیا: میں گیراج بھی لے دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں میاں جب گاڑی میرے گھر میں ہوگی تو میرے بچے بھی اس کو استعمال کریں گے۔ آپ دے رہے ہیں جمعیت کی محبت سے، یہ امانت میں خیانت ہے۔ اس طرح آپ نے مفت کی گاڑی کو قبول نہ فرمایا اور زندگی بھر دوستوں کی گاڑیوں پر سفر کیا۔

☆عملی اقدام میں سبقت کرنا:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مستعار کا مقصد عالمی سطح پر غلبہ اسلام، مقام مصطفی ﷺ کا تحفظ، نظام مصطفی ﷺ کا عملی نفاذ اور اتحاد ملت اسلامیہ تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے آپ تا حیات کوشاں رہے۔ آپ اپنی ذات میں صرف ایک انجمن یا ادارہ نہیں تھے بلکہ ایک تحریک، ایک کائنات اور ایک ایسے عالمگیر قائد اعظم تھے جس پر ملت اسلامیہ جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔

آپ جو پیغام یا پروگرام قوم کو دیتے خود بھی اس پر عمل پیرا ہوتے۔ مثلاً کسی جلسہ یا کانفرنس اور یا جلوس میں شمولیت کا اعلان ہوتا تو آپ پروگرام کے آغاز میں تشریف لاتے اور اختتام تک جلوہ افروز ہوتے، ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ آپ پروگرام میں تشریف نہ لائے ہوں یا اختتام پر تشریف لائے ہوں۔ پروگرام میں دیگر قائدین کے مقابلے میں صرف آپ کی قد آور شخصیت ممتاز اور عوام کی نگاہوں کا مرکز و محور ہوتی۔ کارکن مختلف محبت بھرے نعروں سے آپ کا استقبال کرتے۔ مثلاً حق و صداقت کی نشانی۔ شاہ احمد نورانی، بھٹو کے زوال کی نشانی۔ شاہ احمد نورانی، حکمرانوں کے زوال کی نشانی۔ شاہ احمد نورانی، جیوے جیوے۔ شاہ احمد نورانی، آ گیا آ گیا۔ شاہ نورانی آ گیا، چھا گیا چھا گیا۔ قائد ہمارا چھا گیا، نہ بکنے والا۔ نورانی، نہ جھکنے والا۔ نورانی، منشور قرآنی۔ قائد نورانی۔ جلسہ میں آپ کے تشریف لاتے ہی کیفیت تبدیل ہو جاتی اور تلاوت قرآن، اشعار قصیدہ بردہ اور نورانی خطاب کا آغاز ہوتے ہی محفل پر سکون و رقت طاری ہو جاتی تھی۔

دسواں باب

امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ عزیمت و استقامت

وہ فاقہ کش موت سے ڈرتا نہیں ذرا   روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو
باطل سے دبنے والے اے آسمان نہیں ہم   سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا

رسول خدا ﷺ نے جب اعلان نبوت کیا تو معجزات دیکھ کر لوگ تیزی سے مسلمان ہونے لگے لیکن ان لوگوں میں ایک شخصیت ایسی بھی تھی جس نے معجزہ و دلیل طلب کیے بغیر اسلام قبول کیا، وہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ جب مسلمانوں کی تعداد چالیس (40) کے قریب پہنچی تو ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ مصطفی ﷺ میں عرض کیا: حضور! جب ہم حق پر ہیں تو چھپ کر عبادت و ریاضت کیوں کریں؟۔ ہمیں چاہیے کہ مسجد حرام میں جا کر سر عام نماز ادا کریں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: اے ابو بکر! ابھی سر عام نماز ادا کرنے کا وقت نہیں آیا اس لیے پوشیدہ طور پر نماز ادا کریں، جب اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا تو کھلے عام نماز ادا کریں گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے موقف پر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ حضور اقدس ﷺ نے مسجد حرام میں جا کر نماز ادا کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب مسلمان آپ ﷺ کی قیادت میں ایک صبح کو پہلی مرتبہ مسجد حرام میں پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا جو تاریخ اسلام کا پہلا خطبہ کہلایا۔ خطبہ کا آغاز ہوتے ہی کفار مکہ نے آپ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں وہ شدید زخمی ہوئے اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ناک، کان اور منہ سے خون کے پھوارے جاری تھے، کوئی شخص بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ زندہ بچ جائیں گے اور ہوش میں آ جائیں گے۔ بڑی کوشش کے بعد شام کے وقت ہوش میں آئے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ: حضور انور ﷺ کس حالت میں ہیں؟۔ اس طرح آپ نے مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے لیے عزیمت و استقامت کا راستہ اختیار کیا۔

بیسویں صدی عیسوی میں صدیقی خاندان کے ایک عظیم فرزند ارجمند، قائد ملت

اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے چند سالوں میں مذہب و سیاست دونوں میدانوں میں فیضان نبوت اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے سبب عالمی سطح پر تاریخ ساز خدمات سرانجام دیں جو قابل تعریف ہیں اور قابل تقلید بھی۔

حصول مقاصد کے لیے رخصت پر عمل پیرا ہونے کی بجائے انہوں نے عزیمت و استقامت کا راستہ اختیار کیا۔ ان کے جذبات کے پس پردہ خلوص، للّٰہیت اور خوشنودی مصطفی ﷺ کار فرما تھی۔ اس وجہ سے بڑی سے بڑی قوت ان کے راستے میں رکاوٹ نہ بن سکی۔ یحییٰ خاں کی آمریت ہو یا مسٹر بھٹو کی مطلق العنانی، ضیاء الحق کا مارشل لاء ہو یا جنرل مشرف کی امریکہ نواز پالیسی، پیپلز پارٹی کے غنڈوں کا حملہ ہو یا مسلم لیگی بدمعاشوں کی یلغار، نظریہ پاکستان کے خلاف بھارت کا واویلا ہو یا امریکہ کی عالمگیر دہشت گردی، اپنوں کی بے اعتنائی ہو یا بیگانوں کا طوفان مخالفت، رفیق احمد باجوہ کا اخراج ہو یا علامہ نیازی کا افتراق، نواز شریف بے نظیر کا بلی چوہے کا کھیل ہو یا ایم کیو ایم کی گولیوں کی بوچھاڑ، آپ کے اصولوں اور مشن میں تبدیلی پیدا نہ کر سکی۔ انہوں نے ہر دور میں باطل قوتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا۔ جب کسی معاملہ میں ایک نظریہ قائم کر کے بیان جاری کرتے تو زندگی بھر اس سے رجوع یا تردید کی ضرورت پیش نہ آئی بلکہ آپ کی تقلید میں دوسری جماعتوں کے راہنماؤں نے آپ کے موقف کو اختیار کیا۔ انہوں نے حقانیت کی ترجمانی کے لیے شجاعت و بہادری کے ایسے نقوش ثبت کیے جس کی نظیر صدیوں تک نہیں ملتی۔

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے صدر یحییٰ خاں کو ڈانٹتے ہوئے شراب نوشی ترک کرنے کا کہا۔ اس کی تفصیل امام نورانی نے کچھ یوں بیان فرمائی:

مارچ 1971ء میں قصر صدارت ڈھاکہ میں بلایا گیا میں (نورانی) ساڑھے نو بجے صبح اکیلا صدر یحییٰ سے ملنے گیا۔ صدر کے ساتھ تین چار آدمی بیٹھے تھے اور ان کے منہ سے سخت بدبو آ رہی تھی۔ جب وہ ہاتھ ملانے بڑھے تو میں اسی وقت سمجھ گیا کہ مے نوشی کا شغل ہو رہا ہے"۔

امام نورانی نے صدر یحییٰ خاں سے قصر صدارت میں بلانے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ: آپ کو معلوم ہے کہ حالات بہت نازک ہو گئے ہیں۔ اس پر امام نورانی نے

فرمایا:

حالات کی نزاکت کا اگر آپ کو احساس ہے تو یہ آپ مے نوشی کی محفلوں میں سیاسی معاملات پر بات کرتے ہیں، اس شراب کو ہٹائیے ورنہ ہم جاتے ہیں۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے میں (نورانی) کھڑا ہو گیا لیکن صدر نے اشارہ کر کے گلاس اور بوتل ہٹا دی۔ اور پھر کہنے لگے، تشریف رکھیے"۔

اپریل 1972ء میں قومی اسمبلی کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کے دوران عبوری آئین پر کڑی تنقید کرتے ہوئے امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو مسودہ آئین ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے وہ اسلام کی روح کے منافی ہے۔ اس میں اگرچہ بعض ایسی دفعات شامل ہیں جو بظاہر اسلامی نظر آتی ہیں لیکن ان میں کوئی اسلامی روح کارفرما نہیں ہے۔ حکومت کی تمام نیک نیتی کے باوجود ان دفعات سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں وہ تاریخ متعین نہیں کی گئی جس تاریخ کو بینکوں کا سود، شراب اور نائیٹ کلبوں اور اس قسم کی دوسری چیزوں سے قوم کو نجات مل جائے گی۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی، ص ۶۸)

30 جنوری 1973ء میں آئینی سمجھوتہ پر ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کے دوران حکومت پر کڑی تنقید کرتے ہوئے امام نورانی صدیقی نے کہا:

یہ بالکل اسی طرح بدعہدی کی گئی ہے جس طرح ماضی میں حکمران جماعتیں کرتی رہی ہیں کیونکہ وہ خود اپنے پانچ چھ فٹ کے جسم پر اسلام کو عملی زندگی میں نافذ نہ کر سکے۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ ہم اس پر عمل نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر عمل کرتے ہیں تو ہمیں عادتیں بدلنی پڑیں گی، عمل کرتے ہیں تو شراب نوشی چھوڑنی پڑے گی، عمل کرتے ہیں تو فسق و فجور کو چھوڑنا پڑے گا، زنا کو چھوڑنا پڑے گا، جوئے کو چھوڑنا پڑے گا"۔

(ابوداؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول، ص ۲۷)

یکم جون 1973ء میں جامعہ رضویہ، فیصل آباد (لائل پور) میں خطاب کیا۔ اس موقع پر مسٹر بھٹو کو للکار کر چیلنج کرتے ہوئے امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

صدر بھٹو صدارت کے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں اور تین چار ماہ کے دوران نئے

انتخابات کرائے جائیں میں صدر بھٹو سے صدارت یا کسی بھی اور عہدہ کے لیے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں"۔ (روزنامہ مشرق لاہور مورخہ ۱۱ جون ۱۹۷۳ء)

ایک دفعہ قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران چوہدری ظہور الٰہی نے بھٹو کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے کہا: ہر گھر میں بھٹو کی تصویر ہے اور پنجاب کے لوگ بھٹو کی پرستش کرتے ہیں۔ اس پر حضرت امام نورانی فوراً کھڑے ہوئے اور سپیکر سے مخاطب ہو کر کہا: پرستش و عبادت رب تعالیٰ کے لیے خاص ہے لہٰذا چوہدری صاحب اپنے الفاظ واپس لیں اور توبہ کریں"۔

آپ کے احتجاج پر چوہدری ظہوری الٰہی نے اپنے الفاظ واپس لینے کا اعلان کیا۔

ایک دفعہ امام نورانی نے قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران اپنے خطاب میں بھٹو حکومت کی غلط پالیسیوں پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا: آپ (حکمران طبقہ) اخبارات کو پابند کرنے کی پالیسیوں سے باز رہیں ورنہ آپ کے مزار پر کوئی فاتحہ پڑھنے والا اور کوئی مرثیہ خوان بھی نہیں ہوگا۔ اس پر حکومتی رکن ڈاکٹر مبشر نے کہا: مولانا آپ کا کاروبار بھی بند ہوگا۔ آپ نے جواب دیا: ڈاکٹر صاحب! میرا کاروبار جمعہ کی نماز پڑھانا ہے اور وہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ آپ بند کرنا چاہیں تو بھی انشاء اللہ بند نہیں ہوگا، اس لیے کہ جمعہ کی نماز قیامت تک ہوتی رہے گی"۔

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور اس کے اکثر وزراء شرابی تھے۔ امام نورانی نے حکمران طبقے سے مخاطب ہو کر شراب نوشی کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

یورپ میں کسی شرابی کو ڈرائیونگ کا لائسنس نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی شراب پی کر ڈرائیوری کرے تو اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جاتا ہے لیکن ہمارے ایک شرابی نے شراب کی بوتل پر آدھا ملک توڑ دیا اور دنیا کی بہترین فوج کو ذلیل فوجوں میں شمار کرا دیا"۔

آپ کے خطاب کے دوران سپیکر قومی اسمبلی نے کہا: مولانا صاحب! آپ اپنا سلسلہ گفتگو آگے بڑھائیے تو آپ نے برجستہ فرمایا: جناب والا! گاڑی شرابی کے ہاتھ ہے اس لیے آگے چلنا محال ہے"۔

حضرت امام نورانی نے حکومتی ارکان سے مخاطب ہو کر آمریت اور وزیر اعظم کے اختیارات پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

اگر وزیر اعظم کو آمر بنا دیا گیا ہے تو ہمیں اعتراض نہیں، اگر وزیر اعظم کو بہت زیادہ با اختیار بنا دیا گیا ہے تو ہمیں اعتراض نہیں لیکن ہمیں اعتراض یہ ہے کہ وزیر اعظم کو لائلپور کا گھنٹہ گھر بنا دیا گیا ہے۔ عدلیہ کی سڑک ہے کہ وزیر اعظم پر آ کر رکتی ہے، انتظامیہ کی سڑک ہے کہ اس کا رخ بھی وزیر اعظم کی طرف ہے، الیکشن کمیشن کی سڑک بھی اسی سمت جاتی ہے اور فوجوں میں کمیشن دینے کی سڑک بھی اسی گھنٹہ گھر پر پہنچ کر رکتی ہے، اگر ہر شعبہء زندگی پر وزیر اعظم ہی کا قبضہ ہو گیا ہے تو یہ کہنا پڑے گا کہ:

ع ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے۔

اور پھر یہی سوال ہو گا۔۔۔۔۔۔ انجام گلستان کیا ہو گا۔

(فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی، ص ۷۷)

1973ء کے آئین کے مطابق وزیر اعظم کے انتخاب کا مرحلہ آیا تو متحدہ جمہوری محاذ کا سربراہی اجلاس طلب کیا گیا جس میں یہ فیصلہ کرنا تھا کہ وزارت عظمیٰ کے انتخاب میں حصہ لیا جائے یا نہ۔ اگر حصہ لیا جائے تو امیدوار کس کو نامزد کیا جائے کیونکہ پیپلز پارٹی کی طرف سے وزارتِ عظمیٰ کے امیدوار مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ اس اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ الیکشن لڑا جائے تاکہ مسٹر بھٹو بلا مقابلہ وزیر اعظم منتخب ہو کر اپنے آپ کو ہیرو بنا کر قوم کے سامنے یہ تاثر نہ دے کہ پورے ملک میں کسی سطح پر ان کا مقابلہ کرنے والی کوئی شخصیت نہیں ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا تھا کہ متحدہ جمہوری محاذ کی طرف سے بطور امیدوار ایسی شخصیت ہو جو دباؤ یا لالچ میں آ کر دستبردار نہ ہو اور اس کی امانت و دیانت، شجاعت و بہادری اور حق گوئی و بے باکی بھی مسلم ہو۔ ان شرائط کی حامل شخصیت صرف امام شاہ احمد نورانی تھے۔ اس طرح آپ کو محاذ کی طرف سے وزارتِ عظمیٰ کے لیے متفقہ امیدوار نامزد کیا گیا۔ آپ نے نہایت مستعدی و استقامت کے ساتھ الیکشن لڑا اور 32 ووٹ حاصل کیے۔

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے جب امام نورانی کی صلاحیتوں اور خوبیوں کو ملاحظہ کیا تو آپ سے کہا: مولانا صاحب! آپ مختلف زبانوں پر عبور رکھتے ہیں اس لیے میں آپ کو وزیر خارجہ بنانے کی خواہش رکھتا ہوں۔ امام نورانی نے برمحل جواب دیا: بھٹو صاحب! آپ کی وزارت عظمیٰ

کے سائے میں میں وزیر خارجہ نہیں بن سکتا۔

1977 میں تحریک نظام مصطفی ﷺ کے دوران حکومت کی طرف سے امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے جون جولائی کے مہینے میں وطن عزیز کے گرم ترین علاقہ گڑھی خیرو (بلوچستان) کی ٹوٹی پھوٹی جیل میں رکھا گیا۔ اس جیل کی پر مشقت قید کے بارے میں آپ نے خود یوں بیان فرمایا:

بھٹو دور میں مجھے گرفتار کر کے (گڑھی خیرو، سندھ) جیل کی ایک کوٹھڑی میں دو ماہ تک رکھا گیا۔ یہ مئی اور جون کے مہینے تھے۔ ان دنوں گرمی بھی شدید تھی۔ سارا دن کوٹھڑی میں رہتا اور لونگی بنیان پہنا کرتا تھا۔ جب شدید گرمی محسوس ہوتی تو میں بنیان بھگو لیتا اور پہن لیتا۔ اس طرح دن بھر میں پانچ سات مرتبہ بنیان بھگو لیتا اور دن گزار لیتا۔ یہ اسیری میری اب تک کی زندگی کی تکلیف دہ اسیری تھی"۔

حضرت امام نورانی نے جیل کے زمانہ میں قوم کے نام ایک پیغام جاری کیا جو مندرجہ ذیل ہے:

"گرفتاری سے ہمارے عزائم میں کوئی تبدیلی نہیں آ سکتی، ہم پورے عزم و استقامت سے ظلم و تشدد کا مقابلہ کرتے رہیں گے، عوام نظام مصطفی ﷺ کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار رہیں"۔ (ابو داؤد محمد صادق، مولانا: کتاب شاہ احمد نورانی حصہ اول ص ۱۷۱)

جنرل محمد ضیاء الحق نے امام نورانی اور جمعیت علماء پاکستان کی مقبولیت کے پیش نظر مرکز اور صوبوں میں وزارتوں اور گورنریوں کی پیش کش کی تو آپ نے اس پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا:

ہم مارشل لاء کے ظالمانہ سائے میں چور دروازے سے حکومت میں ہرگز شامل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہماری منزل اقتدار نہیں بلکہ ملک میں نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ ہے۔

جنرل محمد ضیاء الحق نے جب جمعیت علماء پاکستان کے کچھ راہنماؤں کو خرید لیا تو اخبار نویسوں نے اس صورتحال پر تبصرہ کرنے کے لیے کہا تو امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تبصرہ کیا:

ہم اسلام کے نفاذ کے لیے ایک ٹرین پر سوار ہوئے تھے مگر کچھ دوست سفر کی

تکالیف برداشت نہ کر سکے اور جب اسلام کی بجائے اسلام آباد کا اسٹیشن آیا تو وہ ہمیں چھوڑ کر اتر گئے، تاہم ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہیں"۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: یادوں کے نقوش، ص ۸۱)

جنرل محمد اسلم بیگ نے حضرت قائد اہل سنت امام نورانی کی خدمات، کارناموں اور امانت و دیانت کے اعتراف میں آپ کے حضور خراج عقیدت پیش کیا اور ساتھ ہی نگران وزیر اعظم بنانے کی پیش کش کی لیکن آپ نے وزارت عظمیٰ کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا: ہماری منزل اسلام آباد نہیں بلکہ اسلام (نفاذ نظام مصطفی ﷺ) ہے۔

ایک دفعہ جنرل محمد ضیاء الحق نے وطن عزیز کے صف اول کے سیاسی راہنماؤں سے مشاورت کا پروگرام بنایا اور ان کا خیال تھا کہ امام نورانی بھی ملاقات کے لیے ضرور آئیں گے لیکن آپ نے دعوت کو ٹھکرا دیا۔ جنرل صاحب نے مقتدر شخصیات کے ذریعے آپ کی ملاقات کو یقینی بنانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر پیر محمد کرم شاہ الازہری سے کہا تو انہوں نے یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ: وہ امام نورانی کو ملاقات کے لیے ضرور آمادہ کر لیں گے۔ حسب پروگرام پیر محمد کرم شاہ الازہری حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے اور جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کی دعوت دی تو آپ نے حسب عادت انکار کر دیا۔ پیر صاحب مسلسل اصرار کرتے رہے لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ بالآخر پیر صاحب نے عرض کیا: حضور! اب میری عزت کا مسئلہ ہے کیونکہ میں نے جنرل محمد ضیاء الحق سے وعدہ کر لیا ہے، اس لیے تشریف لے چلیں۔ حضرت امام نورانی نے فرمایا: پیر صاحب! اگر آپ کی عزت کا مسئلہ ہے تو میں ضرور شریک ہوں گا۔ آپ حسب وعدہ صدر ضیاء الحق سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ دوران ملاقات جنرل محمد ضیاء الحق نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا: مجھے کچھ سیاستدانوں نے انتخابات ملتوی کرانے کے لیے کہا ہے۔ اس پر امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ طیش میں آ گئے اور ضیاء الحق سے مخاطب ہو کر کہا:

جنرل صاحب! مجھے ان سیاستدانوں کے نام بتاؤ، کون سے سیاستدانوں نے انتخابات ملتوی کرانے کے لیے کہا ہے؟ تم ایک جھوٹے آدمی ہو، تم نے انتخابات کا قوم کے سامنے وعدہ کیا تھا۔ تم نے پوری قوم کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ میں تو پیر صاحب کے کہنے پر یہاں آ گیا ورنہ

میں تو ایک جھوٹے اور دغا باز شخص سے ملاقات نہیں کرتا"۔

اس گفتگو کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے جبکہ جنرل صاحب اور اس کے ساتھی تصویر حیرت بن کر رہ گئے۔ (محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۶۷)

ایک اور موقع پر جنرل محمد ضیاء الحق، حضرت قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کا مشتاق ہوا۔ انہوں نے وزیر داخلہ جناب محمود اے ہارون کو ملاقات کی دعوت کے لیے آپ کے ہاں بھیجا لیکن آپ نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انہیں دنوں حکومت کی طرف سے مساجد میں اذان کے وقت درود و سلام پڑھنے پر پابندی بھی عائد کی گئی تھی۔ اس لیے اہل سنت کے کچھ راہنماؤں نے حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو جنرل محمد ضیاء الحق سے ملاقات کرنے کے لیے کہا۔ محمود اے ہارون کے رابطہ کرنے اور اصرار کرنے پر آپ ملاقات کے لیے تیار ہو گئے۔ یہ ملاقات ایوان صدر، کراچی میں ہونا طے پائی۔ آپ مقررہ وقت پر اپنے وفد کے ہمراہ ایوان صدر، کراچی میں پہنچ گئے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ جنرل محمد ضیاء الحق سابق وزیر اعظم چوہدری محمد علی سے ملاقات کر رہے ہیں۔ امام نورانی طیش میں آ گئے اور موجود عملہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا جنرل ضیاء نے ہمیں فارغ سمجھ رکھا ہے، خود ہی منتیں کر کے بلا لیتے ہیں اور پھر دوسروں سے ملاقات شروع کر دیتے ہیں۔ ہم ان سے ملاقات نہیں کریں گے۔ یہ بات کہہ کر آپ اٹھ کر واپس چل پڑے۔ اس صورتحال کا جنرل محمد ضیاء الحق کو علم ہوا تو فوراً باہر آ گئے اور معذرت کرتے ہوئے عرض کیا: مولانا صاحب! مجھے بہت افسوس ہے دراصل آپ ہی سے ملاقات کا منتظر تھا لیکن ٹائم ٹیبل میں تھوڑی سی تبدیلی سے آپ کو پریشانی ہوئی۔ امام نورانی کو جلال آ گیا اور آپ نے نہایت غصہ کے عالم میں فرمایا: جنرل صاحب! اگر آپ ایک کمرے کے نظام کو صحیح طریقہ پر نہیں چلا سکتے تو پورے ملک کی حکومت کیسے چلا سکتے ہیں؟ اس موقع پر آپ نے جنرل محمد ضیاء الحق کو محکمہ اوقاف کی طرف سے جاری کردہ آرڈرز کی فوٹو کاپی تھماتے ہوئے فرمایا: کیا مساجد میں صلوٰۃ و سلام پر پابندی کے یہ احکامات آپ کی طرف سے ہیں؟ اس پر انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور ساتھ ہی وعدہ کیا کہ متعلقہ محکمہ کے افسروں سے انکوائری کراؤں گا اور آرڈر منسوخ کراؤں گا۔ (محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۶۸)

اقتدار پر قابض ہونے کے ایک سال بعد تک جنرل محمد ضیاء الحق نے نفاذ نظام مصطفی ﷺ اور قوم سے کیے گئے دیگر وعدوں کا ایفا نہ کیا تو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے گرفت کرتے ہوئے ان کے نام ایک کھلا خط لکھا جس میں وعدوں کو پورا کرنے اور بلا تاخیر انتخابات کروا کر اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کرنے کا کہا۔ اس خط کا متن مندرجہ ذیل ہے:

محترم جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب، چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر،

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

سوا تین ماہ تک ملک سے باہر تبلیغی سرگرمیوں سے واپسی پر وطن پہنچ کر سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کی وجہ سے اگرچہ قومی اور ملکی امور پر آزادی کے ساتھ غور و فکر اور تبادلہ خیال کا موقع نہیں ملا۔ لیکن اپنے ساتھیوں سے غیر رسمی بات چیت اور حالات کی نزاکت کا اندازہ لگانے کے بعد میں نے یہ مناسب سمجھا کہ بعض امور کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرا دی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو اس امر کا احساس ہوگا کہ اس ملک کے عوام نے سابقہ آمریت سے نجات حاصل کرنے اور نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے لازوال قربانیاں دی ہیں اور ان قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ مسلح افواج کو ملک کا نظم و نسق سنبھالنا پڑا۔ آپ نے برسر اقتدار آنے کے بعد مسلسل اس امر کا اعادہ کیا ہے کہ ہم اقتدار منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے اس وعدہ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہوں البتہ ایک پاکستانی کی حیثیت سے اپنی یہ ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ ملک و ملت جس نازک دوراہے پر کھڑے ہیں اس کا احساس پوری قوم کو ہے اور پاکستان دشمن طاقتیں جس طرح ہماری سالمیت کے خلاف محاذ بنائے ہوئے ہیں اس کا ملک کے اندر بیٹھ کر بھی اور ملک سے باہر بھی میں نے ذاتی مشاہدہ کیا ہے۔ جنرل صاحب! سب سے پہلے تو میں آپ کو دوٹوک اور واضح الفاظ میں اس امر سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف دشمن عناصر پروپیگنڈہ کی جو مہم خطیر سرمایہ سے پاکستان دشمن طاقتوں کی پشت پناہی اور یہودی پریس کے تعاون سے چلا رہے ہیں۔ ہمارے سفارتخانے سرکاری طور پر ان کا جواب دینے میں نہ صرف ناکام رہے ہیں بلکہ محب وطن پاکستانی

اس ضمن میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ان سے بھی تعاون نہیں کیا جا رہا ممکن ہے آپ کو "سب ٹھیک ہے" کی رپورٹیں فراہم کی جا رہی ہوں لیکن میں اپنے ذاتی مشاہدے کی بنا پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو آپ کے خلاف مقدمہ قتل کے سلسلہ میں حقائق پوری دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے پاکستانی سفارتخانوں نے کچھ نہیں کیا اور دوسری طرف ملک میں موجودہ بے یقینی کی صورتحال اور داخلی محاذ پر بعض اقدامات اس مہم کی تقویت کا باعث بن رہے ہیں۔ اسی طرح برما کے مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم اور متاثرین کی امداد میں تاخیر کے معاملے میں بھی حکومت کا طرز عمل ناقابل فہم ہے۔ جنرل صاحب! آپ جانتے ہیں کہ نظام مصطفی ﷺ کے سلسلے میں آپ نے قوم سے جو وعدے کیے تھے پوری قوم نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے سکون کا سانس لیا تھا۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک سال ہونے والا ہے لیکن آپ کی انتظامیہ نے نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا، مارشل لاء عدالتوں کے ذریعہ بعض اخلاقی مجرموں کو کوڑوں کی سزائیں ضرور دی گئیں اور مارشل لاء ہی کی ایک عدالت سے حال ہی میں دو افراد کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ بھی ہوا ہے مگر اسلامی نظام عدل، قانون شہادت، ضابطہ فوجداری اور تعزیرات کے نفاذ شرعی تقاضوں کی تکمیل کے بغیر اس قسم کی سزاؤں سے اسلام کے بارے میں گمراہ کن نظریات پرورش پا رہے ہیں اور اسلام دشمن طاقتوں کو مخالفانہ پروپیگنڈہ کا موقع مل رہا ہے، اس لیے ضرورت تو اس بات کی تھی کہ اسلامی حدود و تعزیرات کو اس کی صحیح اسپرٹ کے ساتھ نافذ کیا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوسکا۔ اس طرح یکم جنوری 1978ء کو آپ نے اسلامی قوانین کے سلسلہ میں عدالتوں کو جو اختیارات دینے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی عدالتوں کو ان تک نہیں مل سکے۔ آپ کی جانب سے زکوٰۃ و عشر اور بلا سود بینکاری کے نفاذ کے بارے میں بھی عوام محض اعلان سننے کے منتظر ہیں، لہٰذا آپ اس ضمن میں اب مزید تاخیر سے کام نہ لیں۔ جنرل صاحب! آپ جانتے ہیں کہ 5 جولائی کو آپ کے برسر اقتدار آنے کے بعد قوم نے مجموعی طور پر آپ سے تعاون کیا ہمیں آپ کی مجبوریوں کا احساس ہے لیکن ملک و قوم کے بہترین مفاد میں یہ بات ہے کہ منتخب حکومت کے سلسلہ میں بے یقینی کی فضا ختم ہو اور اس بے یقینی سے جنم لینے والی مایوسی سے عوام کو نجات ملے۔ اسی لیے

بہت غور و فکر کے بعد آپ کو یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ انتخابی شیڈول کا اعلان کیا جائے اور انتخابی مراحل اس طرح ترتیب دیئے جائیں کہ 1978ء کے اندر اندر ہی انتخابات ہو جائیں۔ اس سلسلہ میں تفصیلی دلائل پیش کرنا اس مختصر سے مکتوب میں ممکن نہیں ہے لیکن میں آپ کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ تجاویز تفصیلی سوچ و بچار کے بعد ایک محب وطن پاکستانی کی حیثیت سے پیش کی گئی ہیں۔ جنرل صاحب! میں نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور انتخابی شیڈول کے اعلان سے متعلق تجاویز مکمل غور و فکر اور اپنے ساتھیوں سے غیر رسمی مشوروں کے بعد پیش کی ہیں کیونکہ عوام کے مسائل بڑھ رہے ہیں۔ مہنگائی، بے روزگاری، اقتصادی بدحالی، امن عامہ کی صورت حال، رشوت اور دیگر معاشرتی برائیوں میں اضافہ نے ملک کے دشمنوں کو سازشوں کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ اور ہم پاکستان کی مسلح افواج کے وقار کو مجروح ہوتے نہیں دیکھنا چاہتے۔ اس لیے کہ ملک کی سرحدوں اور سالمیت کے تحفظ کا اہم کام انجام دینا ہے۔ جناب جنرل صاحب! میرا اور میرے ساتھیوں کا تجربہ ہے کہ سیاسی سرگرمیوں پر پابندی نے جمود اور بے یقینی کی فضا پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور آج جو یہ خبریں آئی ہیں کہ آپ سیاسی جماعتوں کی تعداد محدود کرنے کے سلسلہ میں ابتدائی اقدام کے طور پر سیاسی جماعتوں پر پابندی لگانے کے بارے میں غور و فکر، مزید بے چینی کا باعث بنے گی۔ خدا کرے یہ خبریں غلط ہوں لیکن اگر اس میں کچھ حقیقت بھی ہے تو ہمارے نزدیک یہ موجودہ صورتحال کا حل نہیں ہے۔ اور وہی ایسے سیاسی عناصر پر مشتمل حکومت کے قیام سے کوئی فائدہ ہو سکتا ہے جو نادان دوست کا کردار کرتے ہوئے آپ کے اور اصل حقائق کے درمیان حائل ہو جائیں۔

آخر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میری یہ تجاویز کھلے ذہن کے ساتھ آپ کے سامنے ہیں، ہم آپ کا نقطہ نظر اور آپ کی مجبوریوں کی تفصیلات سننے کے لیے ہر وقت تیار ہیں۔ ممکن ہے آپ کے سامنے ایسے کچھ پہلو ہوں جو ہماری نظروں سے پوشیدہ ہوں اور جن کی روشنی میں احتساب کی غیر ضروری طوالت اور انتخابات میں تاخیر کا جواز پیش کیا جا سکے۔ لیکن فی الحال میری تجاویز ملک کی موجودہ صورتحال اور بین الاقوامی حالات کی روشنی میں میری اور میرے ساتھیوں کی دیانتدارانہ رائے کی عکاس ہیں"۔

والسلام!

شاہ احمد نورانی

(جاوید اقبال فاروقی: قائد تحریک نظام مصطفےٰ، ص ۸۹)

راستے سے ہٹانے، آوازِ حق دبانے اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے خاتمہ کے لیے حکمرانوں اور کچھ تنظیموں کی طرف سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کو شہید کرنے کے لیے کئی بار قاتلانہ حملے کیے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی جبکہ دشمن خائب و خاسر ہوئے۔ اس کی تفصیل سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

ایک دفعہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے راستے سے ہٹانے کے لیے وطن عزیز کی اہم شخصیات کی فہرست تیار کی جس پر عملی جامہ پہنانے سے پہلے اس راز کا افشا ہو گیا۔ اس فہرست میں امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی شامل تھا۔ اس کی تفصیل آپ نے خود یوں بیان کی:

یہ غالباً تین جولائی کی بات ہے میں کراچی سے آ رہا تھا۔ ایئر پورٹ پر ایک صاحب ملے میں انہیں پہلے سے جانتا تھا، ایک زمانے میں ایک اہم منصب پر فائز رہے تھے۔ اور مسٹر بھٹو نے ایف ایس ایف کی ابتدائی تیاری میں ان سے مشورہ لیا تھا۔ آگے چل کر مسٹر بھٹو ان سے ناراض ہو گئے اور ان کو ملازمت سے نکال دیا۔ مگر انہوں نے اپنے تعلقات کو منقطع نہ کیا تھا۔ انہوں نے مجھے ایک دستاویز دکھائی جس میں چودہ افراد کے نام درج تھے۔ ان میں سرفہرست ایئر مارشل اصغر خان کا نام تھا اس کے بعد میرا۔ باقی بارہ افراد کا تعلق بھی اپوزیشن سے تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اور دستاویز دکھائی جس میں چار افراد کے نام درج تھے۔ وہ سب کے سب پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں کھر، پیرزادہ، کوثر نیازی کے نام مجھے آج بھی یاد ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حکومت کا منصوبہ یہ ہے کہ پہلے پیپلز پارٹی کے چار افراد قتل کر دیئے جائیں۔ ایک ہنگامہ بپا ہو گا۔ عوام میں اشتعال پھیلے گا اور اسی اشتعال کے پردے میں اپوزیشن کے چودہ لیڈر صاف کر دیئے جائیں گے"۔ (ضیاء المصطفےٰ قصوری: ارشادات نورانی، ص ۵۴)

مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی قائم کردہ نیم فوجی تنظیم ایف ایس ایف کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل جناب ایم ایم حسن کے ذریعے بھی امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو راستے سے ہٹانے اور قتل

کرانے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ چنانچہ ایم ایم حسن نے اصل واقعہ یوں بیان کیا کہ:

ایک شب جب میں پنڈی میں اپنے مکان میں محوخواب تھا تو بارہ بجے کے قریب اے ڈی سی کا ٹیلی فون آیا کہ وزیر اعظم مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو جو عموماً انگریزی میں گفتگو کرنے کے عادی تھے وہ بولے: "حسن! اس نورانی نے میری ناک میں دم کر رکھا ہے۔ کبھی وہ مجھے گالیاں دیتا ہے تو کبھی میری بیوی کو برا بھلا کہتا ہے حتیٰ کہ وہ میری بیٹی کو بھی نہیں بخشتا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ تم اس کا دماغ ٹھیک کر دو۔ قبل اس کے کہ میں کچھ کہتا ذوالفقار علی بھٹو نے ٹیلی فون رکھ دیا۔

ان دنوں قومی اسمبلی کا اجلاس اسٹیٹ بینک کی عمارت میں ہوا کرتا تھا اور وہاں پہ وزیر اعظم کا بھی ایک دفتر تھا میں سویرے ہی وہاں جا پہنچا۔ وہ کسی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے۔ میری صورت دیکھتے ہی بولے: کیا معاملہ ہے؟ میں نے عرض کیا: جناب عالی! گزشتہ شب آپ نے مولانا نورانی کے متعلق کچھ ہدایات دی تھیں میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ مجھے اس ضمن میں کیا کرنا ہے؟" ذوالفقار علی بھٹو نے فائل ایک طرف رکھ دی اور اپنی کرسی پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور مجھے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بولے: میں اسے مروانا نہیں چاہتا البتہ یہ ضرور میری خواہش ہے کہ اس کی دو چار ہڈیاں توڑ دی جائیں تا کہ اس کا دماغ ٹھکانے آ جائے"۔ میں نے عرض کیا کہ: یہ تو بڑی نامناسب بات ہے۔ تو وہ طیش میں آ گئے اور بگڑ کر بولے: تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے اتنی بڑی فورس بلا وجہ قائم کی ہے اور یونہی قومی دولت ضائع کر رہا ہوں؟"

جب ان کا غصہ ذرا ٹھنڈا ہوا تو میں نے ہمت کر کے یہ عرض کیا: سر! کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ میں مولانا کے حلقہ احباب میں سے کسی بااثر شخصیت سے یہ کہلوا دوں کہ وہ ان نامناسب حرکتوں سے گریز کریں؟ ذوالفقار علی بھٹو کو میری یہ تجویز پسند نہ آئی اور انھوں نے منہ بنا کر ہاتھ کے اشارے سے مجھے دفعہ ہو جانے کو کہا اور بولے: تمہارا جو جی چاہے کرو مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ ان حرکتوں سے باز آ جائے"۔ میں اگلی پرواز سے کراچی جا پہنچا اور اپنے پرانے واقف حامد میاں سے جا کر ملا جو ان دنوں مسلم کمرشل بینک کے وائس پریذیڈنٹ تھے اور دینی حلقوں میں بڑے مقبول تھے اور اپنی بپتا سنائی اور ان سے تعاون کی درخواست کی۔ میاں

صاحب نے میری روداد سن کر مجھے توکل کمپنی کے مالک انور سے ملنے کا مشورہ دیا کیونکہ وہ مولانا نورانی کے بڑے قریبی ساتھی تھے۔ چنانچہ میں نے انور توکل سے ملاقات کی اور اپنی رام کہانی سنائی۔ مولانا نے مجھے اطمینان دلایا: مولانا نورانی میرا بڑا لحاظ کرتے ہیں اور انشاء اللہ آپ کو اس ضمن میں آئندہ کوئی شکایت نہ ہوگی۔

ایف ایس ایف کے اعلیٰ افسران کے لیے یہ احکامات تھے کہ جب کبھی وزیر اعظم کہیں سے بیرونی دورے پر تشریف لے جائیں یا واپس لوٹیں تو اس شہر میں موجود ایف ایس ایف کا اعلیٰ ترین افسر ایئر پورٹ پر حاضر رہے۔ مسعود محمود کی لندن سے واپسی کے بعد یہ اتفاق ہوا کہ ذوالفقار علی بھٹو ایران تشریف لے جا رہے تھے اور میں کراچی میں مقیم تھا اس لیے حسب معمول ایئر پورٹ پر رخصت کرنے والے وزراء اور اعلیٰ افسران کی صف میں شامل ہو گیا۔ جب ذوالفقار علی بھٹو حاضرین سے ہاتھ ملا کر ہوائی جہاز کے قریب پہنچے تو انہوں نے انگلی کے اشارے سے مجھے اپنے پاس بلایا اور بولے: میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ وہ مولانا قابل اصلاح ہے" کیونکہ مولانا نورانی نے اپنی روش نہیں بدلی تھی مگر اب کیونکہ مسعود محمود صحت یاب ہو کر واپس آ چکے تھے اس لیے مولانا کو "راہ راست" پر لانا ان کی ذمے داری تھی۔

مسعود محمود کی تمام دھمکیاں اور ترغیبات بے سود ثابت ہوئیں۔ میری دانست میں مولانا نورانی وہ واحد شخص تھے جو مخالفت کے باوجود ذوالفقار علی بھٹو کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رہے۔ (محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۵۷)

اسی طرح ایک اور موقع پر مسٹر بھٹو کی طرف سے حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو راستے سے ہٹانے کی سازش تیار کی گئی تھی۔ مسٹر بھٹو کے ذاتی ملازم نور محمد عرف نورا کے بھائی عبدالستار جو ایک غنڈہ ٹائپ شخص تھا، نے ایک یادداشت جنرل محمد ضیاء الحق کے نام ارسال کی جس میں انہوں نے بتایا کہ مارچ 1977ء کے عام انتخابات کے دوران سابق وزیر اعلیٰ پنجاب صادق حسین قریشی نے انہیں چیف منسٹر ہاؤس پنجاب میں خصوصی طور پر طلب کیا اور حکم دیا کہ یثرب کالونی اسلام آباد میں انتخابی جلسہ عام کے دوران مولانا نورانی کو ختم کر دیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل پر تمام تحفظات کا یقین دلایا اور عمل نہ کرنے کی صورت میں ان پر شدید مقدمات قائم

کرنے کی دھمکی دی گئی۔ جلسہ عام کے موقع پر عبدالستار نے کچھ گڑبڑ تو کی لیکن امام نورانی صدیقی پر گولی چلانے کی جراءت نہ کر سکا جس کی پاداش میں انہیں تھانہ میں لے جا کر خوب پیٹا گیا۔

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص ۵۹)

18 اگست 1977ء وہ سیاہ ترین دن ہے جس میں نام نہاد قائد عوام در حقیقت قاتل عوام مسٹر بھٹو کی موجودگی میں پیپلز پارٹی کے غنڈوں نے اس وقت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ کیا جب آپ پاکستان قومی اتحاد کے ایک اہم اجلاس میں شرکت کے لیے جا رہے تھے۔ ایک غنڈے نے آپ کی کار کے پچھلے حصہ کے شیشہ پر اینٹ ماری جس سے وہ شیشہ ٹوٹ گیا اور اینٹ پچھلی سیٹ کے پاس گر گئی جبکہ وہ بالکل خالی تھی۔ ایک دوسرے گماشتے نے آگے والے شیشہ کی طرف سے آپ کو اینٹ ماری جس سے شیشہ ٹوٹ گیا اور اینٹ آپ کے عمامہ مبارک کو چھو کر سیٹ کے پاس گر گئی۔ تیسرے ظالم نے آپ کے سر مبارک پر ڈنڈا مارا جو آپ کے عمامہ مبارک کی برکت سے سر مبارک تک نہ پہنچ سکا۔ کچھ غنڈے کھڑکی کی طرف سے بدتمیزی کرنے کے لیے لپکے تو آپ نے ہاتھ باہر نکال کر انہیں زور سے پیچھے دھکیلا جس سے عمامہ مبارک باہر گر گیا۔ اور ایک ظالم نے آپ کی کلائی پر زور سے ڈنڈا مارا جس سے نشان ابھر آیا جبکہ دستار مبارک کی غنڈوں نے بے حرمتی کی اور تار تار کر دی۔ اس دوران غنڈے کچھ گاڑی کے آگے سے ہٹے تو ڈرائیور بحفاظت گاڑی کو نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے قائد تحریک نظام مصطفی ﷺ کی حفاظت فرمائی اور ظالموں کو ذلیل و خوار کیا۔

اس گھناؤنے اور شر انگیز واقعہ سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے عزائم اور مشن میں بالکل تبدیلی نہیں آئی بلکہ اپنے کارکنوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

میں تو اس آقا ﷺ کے نظام کو نافذ کرنے کی جدوجہد کر رہا ہوں جس نے لوگوں کے پتھر بھی کھائے ہیں۔ جنہوں نے مجھ پر حملہ کیا ہے الحمد اللہ! مجھے آقا ﷺ کی اس سنت پر عمل کا موقع فراہم کیا ہے جو آپ کے ساتھ طائف کے میدان میں ہوا تھا۔ اور ویسے بھی اس کی راہ میں پگڑی تو کیا سر بھی حاضر ہے۔ اور نظام مصطفی ﷺ کے لیے تو یہ کوئی خاص قربانی نہیں ہم تو اس سے بھی بڑی قربانیاں دینے کے عادی ہیں۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی قربانیاں دیں گے اور یہ کہ

ہم تو پیارے مصطفی ﷺ کے نام لیوا اور نظام مصطفی ﷺ کے داعی ہیں"۔

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت ص ۶۲)

اس غنڈہ گردی کے واقعہ کی خبر پورے لاہور میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ جمعیت علماء پاکستان کے کارکن بڑے مشتعل تھے انہوں نے جمعیت کے دفتر میں اعلان کیا کہ ہم اپنے قائد کا انتقام لیں گے اور دس اگست کو حضور داتا گنج رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ کے باہر مسٹر بھٹو کو پکڑیں گے۔ کیونکہ انہوں نے 10 اگست کو داتا دربار پر حاضری کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ جب اس صورتحال کا مارشل لاء حکام کو علم ہوا تو انہوں نے مسٹر بھٹو کو خبردار کیا اور پروگرام کے مطابق داتا دربار میں آنے سے روک دیا اور انہیں فوراً لاہور بلکہ پنجاب چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح ایک ولی کامل کی توہین کرانے والے شخص کو حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس بلانا تو کجا اپنی نگری سے بھی نکال دیا۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے اس سانحہ پر ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کر کے امام نورانی صدیقی سے خیریت دریافت کی۔ اور انہوں نے 14 اگست 1977ء کو اپنے نشری خطاب میں پیپلز پارٹی کے غنڈوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا: لاہور میں جو سانحہ ہو چکا ہے وہ چونکہ مارشل لاء کے دوران ہوا ہے اس لیے میں اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے مولانا نورانی سے معذرت کرتا ہوں کیونکہ وہ اس سانحہ میں زیادہ متاثر ہوئے ہیں"۔

نواز شریف سے اظہار عقیدت اور غلام حیدر وائیں کی شر انگیز ذہنیت کی تکمیل کے لیے مسلم لیگی غنڈوں نے لاہور ائر پورٹ پر قائد تحریک نظام مصطفی ﷺ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ پر حملہ کیا۔ اس واقعہ کو آپ کے معتمد خاص جناب پیر اعجاز احمد ہاشمی صاحب نائب صدر جمعیت علماء پاکستان نے یوں بیان کیا:

مجھے یاد ہے کہ نواز شریف کے پہلے دور حکومت کی بات ہے۔ نواز شریف صاحب عدلیہ کے ذریعے دوبارہ وزیر اعظم کے عہدے پر بحال ہو چکے تھے۔ اور وہ اسلام آباد سے لاہور آ رہے تھے۔ ان کے استقبال کے لیے پورے پنجاب سے ہزاروں لوگ وائیں صاحب کی قیادت میں ائر پورٹ پر موجود تھے۔ اس وقت میں مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کو کراچی روانگی کے لیے ائر پورٹ چھوڑنے جا رہا تھا۔

پچھلی نشستوں پر پروفیسر شاہ فرید الحق، جنرل کے ایم اظہر اور حامد سعید کاظمی بھی تشریف فرما تھے۔ جب ائر پورٹ کے قریب ہم پہنچے تو سامنے غلام حیدر وائیں جو پہلے وزیر اعلیٰ تھے کھڑے تھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس وقت نواز شریف صاحب جمعیت علماء پاکستان کو توڑ چکے تھے اور مولانا نیازی ان کے ساتھ اتحادی بن گئے تھے۔ نواز شریف صاحب اور مولانا نورانی میں اختلافات پیدا ہو چکے تھے۔ بہرحال اس وقت غلام حیدر وائیں نے ہمیں دیکھا تو گاڑی کی طرف اشارہ کر کے اپنے کارکنوں سے کہا: وہ دیکھو مولانا شاہ احمد نورانی۔ یہ اشارہ کیا تھا کہ مسلم لیگی کارکنوں نے ہماری گاڑی پر حملہ کر دیا۔ جس کے ہاتھ میں جو تھا وہ گاڑی پر مار رہا تھا۔ پتھراؤ ہوا۔ بڑے بڑے ڈنڈے برسائے گئے۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی، ص ۲۳)

کچھ کارکن گاڑی کی چھت پر چڑھ گئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی گاڑی کے اندر انتہائی اطمینان اور سکون سے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے چند آیات کا ورد کیا اور پھر گاڑی کے چاروں طرف پھونک دیا فرمانے لگے: اب کچھ نہیں ہوتا۔ آپ یقین کیجیے اینٹیں، پتھر اور ڈنڈے مارنے کے باوجود ہمیں خراش تک نہیں آئی اور نہ گاڑی کا کوئی شیشہ ٹوٹا یا کوئی نقصان ہوا۔

اسی دوران خواجہ سعید رفیق، قیصر امین بٹ اور بعض دوسرے مسلم لیگی راہنماؤں نے صورتحال کی سنگینی کا اندازہ کرتے ہوئے ہماری گاڑی کے لیے راستہ بنوایا۔ اور ہم خیریت سے ائر پورٹ سے واپس دفتر جمعیت پہنچ گئے۔

جنرل محمد ضیاء الحق کی قائم کردہ لسانی تنظیم ایم کیو ایم نے بارہا امام نورانی پر قاتلانہ حملہ کر کے اپنا ہمنوا بنانے یا راستہ سے ہٹانے کی کوشش کی۔ اس خونخوار اور انسان دشمن تنظیم کے غنڈوں نے کبھی خطبہ جمعہ کے دوران آپ پر حملہ کیا، کبھی محفل شبینہ کے موقع پر گولی چلائی، کبھی کاشانہ نورانی کو نشانہ بنایا اور کبھی جمعیت علماء پاکستان کے جلسہ عام پر گولیوں کی بارش کر کے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی لیکن قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کے عزم و استقلال اور مشن میں تبدیلی نہیں آئی۔

ان حقائق، واقعات اور شواہد سے حق وصداقت کی نشانی قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی شان عزیمت و استقامت عیاں ہو جاتی ہے۔

گیارہواں باب

امام نورانی بحیثیت "شرعی امام"

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق — جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کر دے
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست — زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کر دے

وطن عزیز پاکستان جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، نگاہ مصطفی ﷺ، فیضان اولیاء، لاکھوں قربانیوں اور خون و موت کا دریا عبور کرنے کے بعد وجود میں آیا تھا۔ اس کے قیام کا بنیادی نظریہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ" تھا لیکن کچھ مغربی ذہن کے مالک لیڈروں نے وطن عزیز کو اپنے لادینی نظریہ کی تجربہ گاہ بنانے کی ناپاک کوشش کی۔ مثلاً بھٹو، بھاشانی اور شیخ مجیب الرحمان نے گھیراؤ، جلاؤ، قتل و غارت اور تخریب کاری کا بیج بویا۔ جس کے نتیجہ میں روسی بھارتی گٹھ جوڑ سے وطن عزیز مستقل بنیادوں پر دولخت ہو گیا اور اسلامی قوت پارہ پارہ ہو گئی۔ ایسے ہی عناصر کی طرف سے 1970ء میں ملحدانہ نظریات کے پرچار اور عوام کو گمراہ کرنے کے لیے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل پاکستان "کسان کانفرنس" منعقد کی گئی جس میں بطور مہمان خصوصی مسٹر بھاشانی کو مدعو کیا گیا تھا۔ اس موقع پر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو "لینن گراڈ" نام دینے کا مطالبہ کیا گیا اور عوام کو یہ گمراہ کن نعرہ دیا گیا:

ماریں گے مر جائیں گے ...... سوشلزم لائیں گے

اسی نظریہ کی بنیاد پر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے "طاقت کا سرچشمہ عوام" اور "روٹی، کپڑا اور مکان" کا نعرہ دیا تھا۔

ان حالات میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کو متحد کیا اور علماء و مشائخ کو باطل نظام کے سیلاب کے مقابلے میں میدان سیاست میں اترنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا اور "نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری" کا سبق یاد دلایا۔

1970ء میں "کسان کانفرنس" کے مقابلے میں کل پاکستان "سنی کانفرنس" ٹوبہ ٹیک سنگھ منعقد کی جس میں "لینن گراڈ" کی بجائے ٹوبہ ٹیک سنگھ کو "دار السلام" کا نام دینے کا بھرپور مطالبہ کیا۔ اس طرح آپ نے کارل مارکس، لینن اور ماوزے تنگ کے ملحدانہ نظام کے مقابلے میں نظام مصطفی ﷺ پر مشتمل منشور پیش کر دیا۔ اس موقع پر "ماریں گے مر جائیں گے، سوشلزم لائیں گے" کے نعرہ کے مقابلہ میں قوم کو یہ ایمان افروز نعرہ دیا:

سینے پہ گولی کھائیں گے ۔۔۔۔۔۔ نظام مصطفی لائیں گے

اس کے بعد جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام ملک بھر میں نظام مصطفی ﷺ کانفرنسیں منعقد کی گئیں جس سے وطن عزیز کی نورانی فضا معطر ہوگئی۔ نظام مصطفی ﷺ کا نعرہ پاکستان کے کونے کونے سے بلند ہوا۔ بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کی زبان پر یہی تھا کہ:

نکل آئے ہیں میدان میں نظام مصطفی والے
محمد مجتبیٰ والے، حبیب کبریا والے

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی شبانہ روز کوششوں سے نعرۂ نظام مصطفی ﷺ نے تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ اسی نعرہ کی برکت سے تمام دینی قوتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئیں اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی ناک میں دم کر دیا۔ پاکستان قومی اتحاد کا منشور بھی اسی نعرہ کی بنیاد پر مرتب ہوا اور تحریک نظام مصطفی ﷺ 1977ء بھی اسی کی برکت سے کامیاب ہوئی۔

امام نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی مذہبی، سیاسی، تبلیغی اور داعی اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے خدمات تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ جس نے عالم اسلام کو متاثر کیا۔ دنیا بھر کے مکاتب فکر کے ممتاز علماء ومشائخ آپ کی خدمات کے اعتراف میں دلی احترام کرتے تھے۔ آسمان تدریس کے درخشندہ آفتاب، شیخ العرب والعجم، امام المناطقہ، معلم المدرسین حضرت علامہ عطاء محمد گولڑوی چشتی بندیالوی علیہ الرحمہ تاحیات امام نورانی کی خدمات کے معترف، جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ وعاملہ کے ممتاز رکن اور نورانی قیادت وسیادت کو اللہ تعالیٰ کی رحمت ونعمت قرار دیتے رہے۔ انہوں نے "شرعی امام" کے عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جس میں

ثابت کیا کہ جمعیت علماء پاکستان کے قائد حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی میں "شرعی امام" کی تمام شرائط موجود ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کے دست اقدس پر "بیعت امامت" کریں۔ امام المناطقہ کا یہ مقالہ قارئین کرام کی ضیافت ذوقِ مطالعہ کے لیے سطور ذیل میں من وعن پیش کیا جاتا ہے:

نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ شرع شریف نے اسلامی نظام نافذ کرنے کا اختیار صرف اور صرف امام شرعی کو دیا ہے اور عوام مسلمانوں کے ذمہ خلیفہ کا تقرر کرنا فرض قرار دیا ہے۔ صدارتی نظام میں صدر مملکت اور پارلیمانی نظام میں وزیر اعظم امام شرعی کہلائے گا۔ اگر کسی ملک میں ایسا پارلیمانی نظام رائج ہو جس میں صدر کے پاس وزیر اعظم کو معزول کرنا یا پارلیمنٹ توڑنے کا اختیار ہو، تو صرف صدر ہی امام شرعی ہوگا۔ امام شرعی کو ہم سربراہ مملکت کہتے ہیں اور وزیر اعظم کو سربراہ حکومت۔

امام شرعی کی تعریف اول:

بحوالہ درمختار امامت میں لوگوں پر تصرف عام کا استحقاق ہوتا ہے اور جس کو لوگوں پر تصرف خاص کا استحقاق ہو وہ امام نہیں ہے عموم کی قید اس لیے لگائی گئی ہے تاکہ قاضی اور امیر خارج ہو جائے کیونکہ ان ہر دو کو تصرف عام کا استحقاق نہیں ہوتا بلکہ تصرف خاص کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔ جس علاقے کا قاضی اور حاکم مقرر کیا گیا ہے اس کا حکم صرف انہی لوگوں پر جاری ہوگا جو اس کے علاقہ کے رہنے والے ہیں نہ کہ سارے ملک پر۔

تعریف دوم:

بحوالہ مواقف اور شرح مواقف ملخصاً امامت یہ ہے کہ ایک شخص کے لیے دینی اور دنیاوی شعبہ اس کی ریاست سے خارج نہ ہو۔ تعریف کے بعد جنس اور فصل بیان کی گئی ہے کہ عموم کی قید سے قاضی اور رئیس اور ہر وہ آدمی خارج ہوگیا جس کو سربراہ مملکت نے خاص علاقہ پر سردار مقرر کیا ہو۔

اب اس تعریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ امام شرعی نہیں ہو سکتے جیسے عورت یا

غیر قریشی۔ یہ لوگ کسی خاص علاقہ کے رئیس اور حاکم ہو سکتے ہیں۔ اس تعریف سے ایک بات ثابت ہوتی ہے کہ امام صرف ایک ہوگا متعدد امام نہیں ہو سکتے اور نہ مجموعہ من حیث مجموعہ۔

صاحب مواقف کی جامع مانع تعریف (سوم)

خلاصہ تعریف یہ ہے کہ امامت رسول ﷺ کی خلافت کا نام ہے اور یہ خلافت اقامت دین میں ہے اور ملت کے مجموعہ کی حفاظت میں ہے اور اس کی اتباع تمام امت پر واجب ہوتی ہے۔ اس آخری قید سے قاضی اور مجتہد خارج ہو گئے کیونکہ قاضی اور مجتہد کی اتباع ساری امت پر واجب نہیں ہے۔

محاکمہ:

شرع شریف کا مسئلہ ہے کہ عورت امام اور حاکم نہیں ہو سکتی۔ اس سے مراد وہ حکومت اور امامت ہے جس کی تین تعریفیں ذکر کی گئی ہیں۔ اس کے سوا عورت یا غیر قریشی بعض صورتوں میں حاکم ہو سکتے ہیں۔ جیسا قاضی یا ملک کے کسی خاص حصے کی حکومت۔ البتہ عورت امام کبریٰ کی طرح امامت صغریٰ کی بھی اہل نہیں ہے جبکہ غیر قریشی مرد امامت صغریٰ کا اہل ہے۔

پاکستان میں موجودہ آئین کے تحت صرف صدر مملکت ہی امام شرعی کہلائے گا کیونکہ امامت کی تینوں تعریفوں کا خلاصہ یہ ہے کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ تمام لوگوں پر اس کا تصرف عام ہو اور تمام لوگوں پر اس کی اتباع واجب ہو اور یہ صرف صدر مملکت پر صادق آتا ہے کیونکہ یہ صفت صرف صدر مملکت میں پائی جاتی ہے نہ کہ وزیر اعظم میں، اور اس کی چند وجوہ ہیں:

وجہ اول یہ ہے کہ صدر مملکت اکیلا وزیر اعظم اور وزراء اعلیٰ کو معزول کر سکتا ہے لیکن وزیر اعظم اکیلا نہ صدر کو معزول کر سکتا ہے اور نہ ہی وزرائے اعلیٰ کو۔ البتہ مرکزی اسمبلی کو صدر اور وزیر اعظم کو معزول کرنے کا اختیار ضرور ہے اور اسی طرح صوبائی اسمبلیوں کو وزراء اعلیٰ کو معزول کرنے کا اختیار ہے اور یہی وجہ ہے کہ مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی ہارس

ٹریڈنگ جاری رہتی ہے تاکہ اس کے ذریعے وزیر اعظم اور وزراء اعلیٰ کو ان کے عہدہ سے معزول کیا جا سکے۔

وجہ دوم:

پاکستان میں انتظامیہ دو قسم کی ہے۔ ایک انتظامیہ وزیر اعظم کے ماتحت اور دوسری وزراء اعلیٰ کے ماتحت، صوبوں کی انتظامیہ پر وزیر اعظم کا کنٹرول نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوبوں کی انتظامیہ مرکزی وزراء کو تنگ کرتی رہتی ہے اور وزیر اعظم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو معلوم ہوا کہ وزیر اعظم کا ملک کے تمام لوگوں پر تصرف عام نہیں، تو ثابت ہوا کہ امام شرعی صرف صدر مملکت ہے نہ کہ وزیر اعظم۔

ایک ملک میں ایک امام شرعی:

اگر صدر مملکت کے ساتھ وزیر اعظم کو بھی سربراہ مملکت تسلیم کر لیا جائے تو ایک چھوٹے سے ملک کے دو امام اور دو سربراہ مملکت ہو جائیں گے اور یہ شرع شریف میں ناجائز ہے، اس پر دلائل پیش خدمت ہیں۔

دلیل اول:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اِذَا بُوْیِعَ لِخَلِیْفَتَیْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخَرَ مِنْہُمَا (مسلم)

خلاصہ حدیث یہ ہے کہ "اگر دو خلیفوں کی لوگ بیعت کریں تو پہلے کی اطاعت کرو اور دوسرے کے ساتھ لڑائی کرو"۔

اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ ایک زمانہ میں مسلمانوں کے دو خلیفہ اور دو امام نہیں ہو سکتے۔ اور اگر بالفرض دو امام ہوں تو دوسرے کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی ضروری ہے۔

امام مسلم رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری حدیث نقل فرمائی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "جس آدمی نے ایک امام کے ساتھ بیعت کی اور اسے منتخب کیا اور اگر کوئی اور امامت و خلافت

میں اس کے ساتھ جھگڑا کرے تو اس کی گردن اڑا دو"۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعدد امام شرع شریف میں منع ہے۔ البتہ اگر ملک وسیع و عریض ہو کہ ایک امام اس کا انتظام نہ چلا سکتا ہو تو پھر امام متعدد ہوں تو گنجائش ہے، مثلاً جس طرح آج کل اسلامی ممالک کافی تعداد میں ہیں اور ایک امام تمام ممالک اسلامیہ کا انتظام نہیں چلا سکتا تو متعدد اماموں کا تقرر شرع شریف میں جائز ہے لیکن پھر بھی ان سب کا ایک بڑا رہنما اور رہبر لازمی ہے۔

جمعیت علماء پاکستان دو دھڑوں میں بٹ گئی:

قارئین کرام کو قرآن وسنت کے حوالے سے یقین دہانی کرانا ہے کہ قرآن وسنت کس دھڑے کی تائید وحمایت کرتا ہے اور کس دھڑے کی مخالفت اور مذمت کرتا ہے۔

قرآنی فیصلہ:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ (الحجرات:۹)

خلاصہ ترجمہ یہ ہے "اگر مسلمانوں کے دو دھڑوں میں اختلاف اور لڑائی جھگڑا پیدا ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے کہ متحارب گروہوں میں صلح صفائی کرائیں۔ اب اگر صلح ہو جائے تو بہتر ہے اور اگر ایک فریق صلح پر آمادہ نہ ہو تو وہ باغی ہے۔ اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ دوسرے فریق کے ساتھ مل کر باغی کے خلاف اس وقت تک برسرِ پیکار رہیں کہ وہ فرقہ باغیہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ یعنی مصالحت پر آمادہ ہو جائے۔

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی جمعیت کی عاملہ، شوریٰ اور خادمین کے متفقہ بلا مقابلہ منتخب صدر اور امام تھے اور ایک دوسرے گروہ نے ان کے خلاف بغاوت کی، جب مسلمانوں کے بہی خواہوں نے مصالحت کی کوشش کی تو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے کبھی مصالحت سے انکار نہیں کیا جبکہ مولانا عبد الستار خاں نیازی صاحب کا بار بار اعلان کہ ہمارے اور نورانی صاحب کے راستے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے ہیں اور مصالحت کا کوئی احتمال نہیں۔

ارباب عقل و دانش میں کوئی باضمیر مسلمان علامہ شاہ احمد نورانی کے متعلق یہ نہیں کہہ

سکتا کہ انہوں نے بغاوت کی ہے کیونکہ بغاوت کا مفہوم ہی یہ ہے کہ سابق امام حق کی مخالفت کی جائے تو ظاہر ہے کہ علامہ نورانی اہل سنت کے سابق امام آ رہے تھے اور دوسرے فریق نے ان کے خلاف بغاوت کر کے ان کو غیر اسلامی، غیر آئینی اور غیر اخلاقی طور پر معزول کرنے کا دعویٰ کیا۔

امام شرعی کے تقرر کی اہمیت:

اہل سنت، شیعہ اور معتزلہ (تینوں گروپ) اس پر متفق ہیں کہ امام کا مقرر کرنا واجب ہے لیکن ان کے درمیان اختلاف اس میں ہے کہ امام کا تقرر اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یا مخلوق پر واجب ہے شیعہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔ لیکن اہل سنت اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ مخلوق پر واجب ہے۔ اب دونوں میں فرق یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک دلیل نقلی ہے۔ یعنی کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے اور معتزلہ کے نزدیک یہ وجوب عقل سے ثابت ہے کیونکہ معتزلہ عقل کو بھی حاکم مانتے ہیں بخلاف اہل سنت کے کہ یہ حاکم صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کو مانتے ہیں نہ کہ عقل کو۔

علامہ نسفی کے تین دلائل:

☆ دلیل اول:

لقوله عليه السلام من مات ولم يعرف امام زمانه فقد مات ميتة جاهلية۔

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ جو بھی آدمی اس حالت میں مرا کہ وہ اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

علامہ صاحب نبراس نے اپنے زمانہ کا امام نہ پہچاننے کی دو صورتیں ذکر کی ہیں۔

سواء كان في زمانه امام ولم يعرفه اولم يكن في زمانه امام اصلاً۔

اول یہ کہ اس کے زمانہ میں امام تو ہے لیکن وہ اس کو جانتا نہیں۔ دوم یہ کہ اس کے زمانہ میں بالکل ہے ہی نہیں۔

"نبراس" میں ہے: وفیہ تشدید عظیم "یعنی اس حدیث شریف میں بڑا سخت حکم ہے کہ ایک مسلمان نے شرع شریف کے تمام احکام کی پوری پابندی کی ہے لیکن امام کے انتخاب میں کوتاہی کی اور امام منتخب نہ کیا تو اس کی موت گمراہی پر ہے۔

☆ دلیل دوم:

ولان الامة قد جعلوا اهم المهمات بعد وفات النبی صلی الله علیه وسلم نصب الامام حتی قدموه علی الدفن و کذا بعد موت کل امام من الخلفاء الراشدین ومن بعدهم وهذا اجماع علی کون النصب من المهمات (عقائد نسفی، نبراس)

خلاصہ دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ کے نزدیک سب سے بڑا مقصد امام کا تقرر تھا اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے تقرر کو آنحضرت ﷺ کے دفن پر مقدم کیا اور اسی طرح خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد جو آئمہ گزرے ہیں ہر ایک کے دفن سے قبل مسلمانوں نے امام کا تقرر کیا۔ اب ساری امت کا اس پر اجماع ہو گیا کہ امام کا تقرر بڑے مقاصد سے ہے، اب قارئین غور کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تقرر امام کو دفن پر اس لیے مقدم کیا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے بھی بغیر امام کے ہونا گناہ سمجھتے تھے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام امام کے متعلق جلدی نہ کرتے تو اس دوران جو مسلمان فوت ہو جاتا، اس کی موت جاہلیت اور گمراہی کی موت ہوتی اور واجب ترک کر کے مرتا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے متعلق عجلت سے کام لیا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

اس وقت پاکستان کے مسلمان اور ان کے آباؤ اجداد، مشائخ، اکابرین انگریزی دور میں بغیر امام (شرعی) گزرے ہیں تو ان کی موت جاہلیت کی موت ہے یا نہیں؟ پاکستان کی آزادی سے پہلے کے دور میں مسلمان مجبور تھے۔ امام شرعی کے تقرر کے لیے آزادانہ تھے۔ اس لیے اس زمانے میں فوت ہونے والے مسلمانوں کی موت جہالت کی موت نہ تھی۔ پاکستان

بننے کے بعد اب جمہوری دور ہے تقرر امام میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

☆ دلیل سوم:

ولان کثیراً من الواجبات الشرعیة یتوقف علیه ای علی نصب الامام وقد تقرر فی اصول الفقه ان مایتوقف علیه الواجب فهو واجب.

خلاصہ دلیل یہ ہے کہ بہت واجبات شرعی ایسے ہیں جو نصب امام پر موقوف ہیں اور تقرر امام موقوف علیہ ہے اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ واجبات جس پر موقوف ہو وہ موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے، تو تقرر امام واجب ٹھہرا اور یہ تقرر اتحاد اہلسنت کے بغیر مشکل ترین کام ہے لیکن ہمارے عوام، علماء اور مشائخ انتشار کے درپے ہیں۔

امامت کی اقسام:

بحوالہ درمختار امامت کی دو اقسام ہیں:

☆ اول۔ امامت صغریٰ

یہ نماز کی امامت ہے اور لوگ نماز میں ان (امام صغیر) کی اتباع کرتے ہیں۔

☆ دوم۔ امام کبریٰ

اس کی تعریف یہ ہے کہ جس کو اس امر کا حق ہو کہ اس کا تصرف لوگوں پر عام ہو اور اس کتاب میں جس امامت پر بحث ہو رہی ہے وہ امامت کبریٰ ہے۔ اور امام کا انتخاب بڑے اعلیٰ واجبات سے ہے۔

سیاست اور شریعت:

امامت کا انتخاب ایک سیاسی مسئلہ ہے اور مسلمانوں پر واجب بھی ہے اور واجب ہونا ایک شرعی مسئلہ ہے، تو معلوم ہوا کہ اسلام میں سیاست اور شریعت ایک ہے۔ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ سیاست کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں تو یہ فرق شرع شریف سے ناواقفی پر مبنی ہے۔ اور یہ فرق دراصل نصاریٰ کے نزدیک ہے کہ ان کے نزدیک مذہب اور سیاست باہم مغائر ہیں۔

تقررِ امام شرعی کیوں واجب ہے؟

قبل ازیں تین دلائل شریعہ سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ امام کا تقرر تمام مکاتب فکر کے نزدیک واجب ہے، صرف خارجی فرقہ نے اس وجوب کا انکار کیا ہے۔ اب اس دور میں اگر کوئی مسلمان وجوب تقرر امامت کا انکار کرے تو وہ خارجی ہوگا۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عقائد نسفی میں ایک طویل عبارت میں دو چیزوں کا ذکر کیا ہے۔ اول یہ کہ تقرر امام کیوں واجب ہے؟ دوم یہ کہ امام کے ذمہ کیا فرائض ہوں گے؟

امر اول:

اس کی تفصیل یہ ہے کہ تقریباً تیرہ (13) واجب ایسے ہیں جو کہ امام پر موقوف ہیں اور امام ان واجبات کا موقوف علیہ ہے اور فقہ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے۔ اب چونکہ تقرر امام واجب ہے لہٰذا مسلمانوں پر ضروری ہے کہ تقرر امام اپنا واجب ادا کریں۔

امر دوم:

اس کی تفصیل یہ ہے کہ مذکورہ بالا واجبات امام کے فرائض میں داخل ہیں اور بغیر امام کے دوسرا آدمی ان فرائض کو ادا نہیں کرسکتا۔

تیرہ امور کی تفصیل:

یہ امور امام شرعی کے فرائض میں داخل ہیں اور تقرر امام پر موقوف ہیں۔

اول: امام کا کام یہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں پر احکام شرعیہ نافذ کرے۔

دوم: شرعی حدود قائم کرے۔ مثلاً چوری، زنا اور شراب کی حدیں۔

سوم: اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرے گا۔

چہارم: اسلامی فوج کے لیے اسلحہ اور دوسری ضروریات کا انتظام کرے گا۔

پنجم: زکوٰۃ عشر اور خراج وصول کرے گا۔

ششم: باغیوں کی سرکوبی کرے گا۔

ہفتم: چوروں کو ختم کرے گا۔

ہشتم: جمعہ اور عیدین قائم کرے گا۔

نہم: ڈاکوؤں اور اغواء کرنے والوں کی سرکوبی کرے گا۔

دہم: لوگوں کے باہمی جھگڑوں کا قطعی حل پیش کرے گا۔

یازدہم: جن نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کے ولی نہیں ہیں، ان کے نکاح کرے گا اور ان کا ولی بنے گا۔

دوازدہم: حقوق پر شہادتیں قبول کرے گا۔

سیزدہم: مال غنیمت کو تقسیم کرے گا۔ اور اس کے بغیر بھی اور امور بھی ہیں جن کو صرف امام ہی سرانجام دے سکتا ہے۔

پاکستان اور نظام مصطفیٰ ﷺ:

اسلامی قانون اور نظام مصطفیٰ ﷺ ہر آدمی نافذ نہیں کرسکتا بلکہ یہ کام منتخب امام کا ہے گویا اسلامی آئین کی بنیاد اور پہلی اینٹ تقرر امام ہے اور اگر بغیر تقرر امام کے نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کیا جائے تو اس کی مثال یہ ہے جیسے بغیر بنیاد کے دیوار تعمیر کی جائے۔ اور ہر آدمی شرعی امام اور سربراہ مملکت نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لیے بھی شرائط ہیں۔

علماء احناف کے نزدیک جن شرائط کے بغیر خلافت منعقد نہیں ہوتی وہ یہ ہیں:

"مرد آزاد ہونا، عاقل شجاع اور قریشی ہونا"۔

حدیث مبارکہ "الائمۃ من القریش" پر تبصرہ:

الائمۃ پر جو الف لام ہے وہ استغراق کے لیے ہے یعنی امام ہمیشہ قریشی ہوگا اور غیر قریشی امام نہ ہوسکے گا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "صواعق محرقہ" میں فرمایا کہ یہ حدیث متواتر ہے اور اس کو تقریباً چالیس صحابہ نے روایت کیا ہے اور خبر متواتر باعتبار اصل کے "یقین" کا فائدہ دیتی ہے۔

صاحب "نبراس" نے بحوالہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو قطعی قرار دیا ہے۔ یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ متواتر بمنزلہ آیت قرآنی ہے اور اس کے انکار سے کفر کا خطرہ ہے۔ اس پر اجماع صحابہ بھی ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ شرائط امامت:

امام کے لیے دس شرائط ہیں۔ سات ایجابی اور تین سلبی ہیں۔

اول: مسلمان ہونا۔

دوم: آزاد ہونا۔

سوم: مذکر ہونا۔

چہارم: عقلمند ہونا۔

پنجم: بالغ ہونا۔

ششم: قادر ہونا یعنی تنفیذ احکام اور دار الاسلام کی حفاظت پر قادر ہونا۔

ہفتم: قوم قریش سے ہونا۔

شرائط سلبی:

اول: امام کا ہاشمی ہونا ضروری نہیں

دوم: امام کا حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کی اولاد سے ہونا ضروری نہیں۔

سوم: امام کے لیے گناہ سے پاک (معصوم) ہونا ضروری نہیں۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان شرائط کی وضاحت بھی کی ہے کہ مسلمان ہونا اس لیے ضروری ہے کہ کافر مسلمان کا والی نہیں ہوسکتا ہے، آزاد ہونا اس لیے ضروری ہے کہ عبد اور غلام اپنی ذات کا والی نہیں تو وہ دوسروں کا والی کیسے ہوسکتا ہے؟ عاقل اور بالغ ہونا اس لیے شرط ہے کہ اگر عاقل نہیں تو مجنوں ہوگا اور بالغ نہیں تو صبی اور طفل ہوگا اور یہ ہر دو اپنے نفس کے والی نہیں ہوتے تو غیر کے والی کس طرح ہوں گے؟ مرد اور مذکر ہونا اس لیے شرط ہے کہ اگر عورت ہوگی تو عورت کو پردہ کا حکم ہے اور یہ بھی کہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہے اور امام کے فرائض

میں داخل ہے کہ وہ باہر ظاہر جگہ پر بیٹھے تاکہ مظلوم اور فریادی اس تک پہنچ سکے اور قریشی ہونا اس لیے ضروری ہے کہ حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام امام قریش ہوں گے اور غیر قریش سے امام نہیں ہوسکتا۔

پاکستان میں اہل سنت و جماعت کی آبادی تقریباً 85 فی صد ہے اگر یہ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوجائیں تو مہینوں کی بجائے دنوں میں امام شرعی کا تقرر اور انتخاب ہوسکتا ہے اور اہل سنت جاہلیت کی موت سے بچ سکتے ہیں۔ یہ منشور لے کر جمعیت علماء پاکستان نے پہلے شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اور اس کے بعد علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی زید مجدہ کی قیادت میں یہ کوشش کی کہ تمام اہل سنت جمعیت علماء پاکستان کے جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہوجائیں تاکہ الیکشن کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان اتنی بھاری اکثریت سے کامیاب ہوکر بغیر کسی اور سیاسی پارٹی کی امداد کے خود مرکزی حکومت تشکیل دے سکے اور امام شرعی کا تقرر کرسکے۔

حسب دستور مرکز میں جو پارٹی الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوتی ہے، حکومت کی تشکیل اسی کا حق ہے۔ اس لیے اب جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی تمام شرائط کے جامع ہیں، لہٰذا الیکشن میں کامیابی کے بعد اپنے قائد اور سربراہ کو شرعی امام منتخب کرسکتی ہیں۔ جمعیت کو شرعی امام کے لیے کسی اور آدمی کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پاکستان میں جو علماء و مشائخ کسی ایسے قائد کی سربراہی میں جو شرائط امامت کا حامل ہو نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کے لیے کوشاں نہیں ہیں، شرعی طور پر مجرم ہیں۔ اسی طرح اہل سنت کی غیر سیاسی جماعتیں (جو پاکستان میں موجود ہیں) جو امام زمانہ (امام شرعی) کے تقرر کے بارے میں خاموشی ہیں کوئی عملی جدوجہد نہیں کرتیں، اس شرعی واجب کی تارک ہیں۔ اگر اسی حالت میں انہیں موت آگئی تو یقیناً جہالت کی موت ہوگی۔ اس سلسلے میں خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جس مسلمان کو اپنے زمانہ کی معرفت ہے اس کی موت اسلامی اور ہدایت کی موت

ہے اور جس کو یہ معرفت حاصل نہیں اس کی موت جاہلیت اور ضلالت کی موت ہے"۔

یہ حکم تو ایک عام مسلمان کا ہے پھر علماء ومشائخ کو تو یہ معرفت بطریق اولیٰ ہونی چاہیے۔

اگرچہ قائد اہل سنت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی کی موجودگی میں کسی دوسرے قائد کی ضرورت نہیں کیونکہ امام شرعی صرف ایک ہی ہوسکتا ہے تاہم پیران عظام میں اگر کوئی امام نورانی کی قیادت کو تسلیم نہیں کرتا تو اس پر واجب ہے کہ خلوص کے ساتھ امامت کی شرائط کی حامل کسی دوسری ہستی کو اپنا قائد تسلیم کر کے نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے لیے اپنی پوری توانائیاں صرف کرے۔ ورنہ مسئلہ امامت کا اہل سنت کے عقائد کی کتب سے مطالعہ کرے۔ اپنے امام زمانہ کو پہچانے اور اپنی موت کو اسلامی بنانے کی فکر کرے۔

خلاصہ کلام یہ ہے امام شرعی کا تقرر امت پر واجب ہے۔ موجودہ جمہوری دور میں کوئی سیاسی جماعت ہی مرکزی اسمبلی میں اپنی اکثریت کی بنیاد پر امام مقرر کرسکتی ہے، امام شرعی صرف اور صرف مرد ہی ہوسکتا ہے اور صرف وہی نظام مصطفی ﷺ نافذ کرنے کا حق رکھتا ہے۔

بھارت اور کشمیر پر مولانا شاہ احمد نورانی کا موقف

مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا بھارت کا مکمل تجارتی بائیکاٹ ہونا چاہیے اور پورے عالم اسلام سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ بھارت کا تجارتی بائیکاٹ کریں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ۱۹۹۲ء کو آزادی کشمیر کا سال قرار دیا جائے۔ پارلیمنٹ میں مسئلہ کشمیر پر بحث کی جائے، پوری قوم کو اعتماد میں لیا جائے اور اقوام متحدہ میں بھی اپنے موقف کے لئے بھرپور آواز بلند کی جائے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ گلگت اور بلتستان کو کشمیر کا حصہ قرار دیا جائے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے کشمیری مجاہدین کی جدوجہد اور قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا اور امید ظاہر کی کہ شہیدوں کا لہو رنگ لائے گا اور انشاء اللہ کشمیر میں آزادی کا سورج طلوع ہوگا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ حکومت کشمیر کے مسئلے پر اپنے مفادات کے لئے خاموش ہے اور صرف اور صرف اپنے ذاتی مفادات کے لئے کام کر رہی ہے۔ (۱۱ جنوری ۱۹۹۲ء کو خالق دینا ہال کراچی میں کشمیر کانفرنس سے خطاب)

(ہفت روزہ احوال، جنوری ۱۹۹۲ء، صفحہ ۱۳ تا ۱۵)

بارھواں باب

تنظیمات کا قیام، فروغ اور حصولِ مقاصد

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر
میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا
فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے مذہبی اور قومی خدمات کے پیش نظر کثیر تنظیمات قائم کیں، خون پسینہ ایک کر کے انہیں ترقی وعروج دیا، حصول مقاصد کے لیے شبانہ وروز محنت کی اور کامیابی حاصل کر کے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔ آپ کی سرپرستی میں چالیس (40) سے زائد تنظیمیں دنیا بھر میں کام کر رہی ہیں۔ ان تنظیمات میں سے چند ایک کے نام مع مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہیں:

نیشنل گارڈ:

امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ مضبوط علمی، مذہبی، تبلیغی، ادبی اور سیاسی گھرانے کے چشم و چراغ تھے، اس لیے زمانہ طالب علمی سے ہی تنظیمی، تحریکی اور سیاسی ذہن کے مالک تھے۔ زمانہ طالب علمی میں تنظیمی، تحریکی اور قومی امور میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ اہل سنت کی مشہور ترجمان تنظیم "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے پلیٹ فارم سے تحریک قیام پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور کردار ادا کیا۔ تحریک قیام پاکستان کے حوالے سے 1945ء میں خانقاہ رشیدیہ ضلع میں پور میں پانچ روزہ "سنی کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں ہزاروں علماء ومشائخ اور لاکھوں عوام نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں شریک ہونے والے ممتاز علماء ومشائخ میں صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت)، مفتی اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی اور مفتی اعظم آگرہ علامہ عبد الحفیظ حقانی وغیرہم اکابر شامل

یں ۔قائد اہل سنت نے بھی اس تاریخ ساز کانفرنس میں شرکت کی اور کردار ادا کیا۔ دیگر اکابر کے ساتھ آپ کا اسم گرامی بھی اخبارات نے نمایاں سرخیوں سے شائع کیا۔ آپ نے اکابر اہل سنت سے مل کر پاکستان کا مطلب کیا؟ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ، کا نعرہ لگایا جس کی آواز بازگشت ہندوستان کے قریہ قریہ، شہر شہر اور گلی گلی میں سنی گئی۔

تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے آپ نے نوجوانوں پر مشتمل "نیشنل گارڈ" کے نام سے تنظیم قائم کی۔ اس تنظیم کے نوجوان ارکان نے آل انڈیا سنی کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں، جلوسوں اور دیگر پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لیے فعال کردار ادا کیا۔ آپ کی سرپرستی میں نوجوان علماء، مشائخ اور قومی راہنماؤں کو بحفاظت سٹیج پر اور جلوسوں میں لاتے اور پروگراموں کے اختتام پر بحفاظت واپس لے جاتے۔

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۷۲)

1946ء کے عام انتخابات میں مسلم لیگ کے مشہور راہنما اور پاکستان کے پہلے وزیر اعظم شہید ملت خان لیاقت علی خاں میرٹھ ڈویژن سے قومی اسمبلی کے امیدوار تھے، آپ نے انہیں کامیاب کروانے کے لیے حلقہ بھر کا دورہ کیا اور مسلمانوں کو ذہنی طور پر تیار کیا۔ اس طرح آپ نے اور آپ کی قائم کردہ تنظیم "نیشنل گارڈ" نے تحریک قیام پاکستان میں قابل تقلید، قابل تحسین اور تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔

جمعیت علماء پاکستان:

قیام پاکستان کے بعد مسلم لیگ اور اقتدار پر وڈیرے، مقصد قیام پاکستان کے منکر، شراب خور اور مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگ قابض ہو گئے۔ اس طرح وطن عزیز میں نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی منزل دور دور تک دکھائی نہیں دیتی تھی۔ ایسے حالات میں 1948ء میں عالمی مبلغ اسلام، سفیر اسلام حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں ممتاز علماء اہل سنت کے وفد نے قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ سے کراچی میں ملاقات کی اور پاکستان میں نفاذ اسلام کے حوالے سے سفارشات پیش کیں۔ اور اسلامی دستور و آئین کا مسودہ بھی پیش کیا۔ اس تین گھنٹے تک جاری رہنے والی ملاقات میں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی، ابوالحسنات علامہ سید محمد

احمد قادری، علامہ عبدالحامد بدایونی، پیر صاحب بھرچونڈی شریف، مفتی صاحب داد خاں اور پیر غلام مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے۔ قائد اعظم نے وفد کو یقین دلایا کہ اسمبلی کی منظوری کے بعد مسودے کو نافذ کر دیا جائے گا لیکن قائد علالت کا شکار ہو گئے پھر وفات پا گئے جس کے باعث مسودہ کے نفاذ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس پیدا ہونے والی نئی صورتحال کے پیش نظر غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ممتاز علماء و مشائخ اہل سنت کے نام ایک تفصیلی دعوتی خط لکھا جس میں حالات کے مطابق اہل سنت کی ترجمان تنظیم "جمعیت علماء پاکستان" قائم کرنے پر زور دیا۔ اس دعوتی خط کا متن یوں تھا:

"یہ امر جناب سے مخفی نہیں کہ علماء و جمہور اہل سنت ابتداء سے قیام پاکستان کی حمایت اور اس کے حصول کے لیے پوری جدوجہد کرتے رہے۔ قیام پاکستان میں جو لوگ حائل رہے وہ صرف غیر مسلم ہی نہ تھے بلکہ بدقسمتی سے کچھ مسلمان بھی تھے جو ہندوؤں کی ہمنوائی اور ہماری مخالفت کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام مخالفین کی کوششوں کو ناکام فرما کر محض اپنے فضل و کرم سے امت مسلمہ کو پاکستان کی دولت عطا فرمائی۔

یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ عامۃ المسلمین نے حصول پاکستان کے لیے جس قدر جدوجہد کی وہ صرف اس مقصد کے پیش نظر تھی کہ پاکستان میں خالص اسلامی حکومت ہو گی، اس کا دستور و نظام صحیح اسلامی دستور و نظام ہو گا۔ مسلمانوں نے اس مقصد عظیم کے لیے جو قربانیاں پیش کیں اور اس راہ میں ان کو جس قدر آلام و مصائب اور قیامت خیز خونی انقلاب سے دوچار ہونا پڑا دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لیکن اب بھی وہ مقصد حقیقی حاصل نہ ہوا تو یہ ملت اسلامیہ کی انتہائی بدقسمتی بلکہ موت ہو گی اور یہ سب قربانیاں خاک میں مل جائیں گی، ہمارا مقصد اعظم صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ لاکھوں مسلمانوں کی یہ جانی قربانیاں ضائع نہ ہو جائیں، پاکستان صحیح معنوں میں اسلامی مملکت قرار پائے، اس میں اسلامی آئین و قوانین کا پوری طرح نفاذ ہو"۔ (سید محمد حفیظ قیصر: ایک عالم سیاستدان، ص ۳۰)

اس خط کے باعث درد مسلک و دین رکھنے والے علماء و مشائخ نے لبیک کہا اور مدرسہ انوار العلوم، ملتان میں جمع ہوئے۔ باہمی بحث و مشاورت کے بعد متفقہ طور پر 28 مارچ

1948ء کو اہل سنت کی ترجمان تنظیم "جمعیت علماء پاکستان" کے قیام کا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔ ابوالحسنات حضرت علامہ سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ پہلے صدر جبکہ علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

جمعیت علماء پاکستان نے سیاست واسمبلیوں سے دور رہتے ہوئے مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کا سفر مذہبی اور پس ماندہ جماعت کی حیثیت سے شروع کیا۔ 1948ء میں جہاد کشمیر، 1949ء میں قرارداد مقاصد، 1953ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت اور 1956ء میں تدوین دستور پاکستان میں شاندار خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد علامہ کاظمی جمعیت علماء پاکستان کا نشان منزل متعین کر کے درس وتدریس میں مصروف ہو گئے جبکہ جمعیت پہلے ایوب خاں پھر یحییٰ خان کے ایوان کی کنیز بن کر رہ گئی۔

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تعلیم مکمل کر کے 1948ء میں پاکستان آئے اور کراچی میں مقیم ہو گئے۔ پاکستان میں تشریف لاتے ہی آپ نے مختلف حیثیتوں سے جمعیت علماء پاکستان کی ترقی وعروج اور قیام وتشکیل کے مقاصد کے حصول کے لیے کام کیا۔ تحریک ختم نبوت 1953ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے آپ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ مجلس عمل کے ممتاز راہنماؤں میں شمار ہوتے، روزانہ گرفتاریاں پیش کرنے کے لیے کارکنوں کو ذہنی طور پر تیار کرتے۔

2 جون 1953ء میں کراچی میں کل پاکستان "مسلم پارٹیز کانفرنس" منعقد ہوئی تو جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے مفتی اعظم صاحبداد خان اور علامہ عبدالحامد بدایونی کے ساتھ امام نورانی صدیقی بھی شریک ہوئے۔ 1954ء میں جمعیت علماء پاکستان کی چھٹی سالانہ کانفرنس اور یوم حسنین منعقد ہوا۔ امام نورانی ان دنوں جمعیت علماء پاکستان کے آفس سیکرٹری اور اس کانفرنس کی نشرواشاعت کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ اس کانفرنس میں ستر (70) ہزار افراد نے شوکت کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی دوراندیشی، شبانہ روز جدوجہد اور اثرورسوخ سے ریڈیو پاکستان نے کانفرنس کی تمام کاروائی براہ راست نشر کی۔ 1955ء میں وطن عزیز انتظامی امور کے تحت دو یونٹ میں

تقسیم ہوا تو آپ کو مغربی پاکستان کی جمعیت علماء پاکستان کا سینئر نائب صدر منتخب کیا گیا۔ 1958ء میں نفاذ مارشل لاء کے سبب تمام سیاسی جماعتوں پر پابندی عائد کر دی گئی تو جمعیت علماء پاکستان بھی اس کی زد میں آ گئی۔ امام نورانی نے دیگر علماء اہل سنت کی مشاورت ومعاونت سے "انجمن تبلیغ الاسلام" کے نام سے تنظیم قائم کی اور اس کے پلیٹ فارم سے اپنی تبلیغی اور قومی خدمات کا سلسلہ جاری رکھا۔ 1964ء میں جب حکومت کی طرف سے سیاسی پارٹیوں پر عائد پابندی ختم کر دی گئی تو آپ نے دوبارہ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے کام شروع کر دیا۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل پاکستان "سنی کانفرنس" منعقد کی گئی جس میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ اس کانفرنس کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان کے انتخابات ہوئے تو شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو صدر، علامہ محمود احمد رضوی کو جنرل سیکرٹری، امام نورانی کو سینئر نائب صدر اور پیر محمد کرم شاہ الازہری کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔

1970ء کے عام انتخابات میں آپ جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے پہلی مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور جمعیت کی پارلیمانی پارٹی کے لیڈر مقرر ہوئے۔ آپ نے صدر یحییٰ خان، شیخ مجیب الرحمان، ذوالفقار علی بھٹو، جنرل ضیاء الحق اور جنرل مشرف سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہی۔

1973ء میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام خانیوال میں کنونشن منعقد ہوا جس میں جمعیت کے انتخابات کرائے گئے۔ اس موقع پر آپ کو جمعیت علماء پاکستان کا صدر جبکہ مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ آپ نے جمعیت علماء پاکستان کو جمہوریت اور اصولوں کی پٹڑی سے کبھی بھی اترنے نہیں دیا۔ جمعیت کو پسماندہ اور مذہبی حیثیت سے اٹھا کر وطن عزیز میں صف اول کی جماعت بنا دیا۔ مسٹر بھٹو، ضیاء الحق اور جنرل مشرف کی طرف سے جمعیت علماء پاکستان کو وزارتوں اور گورنریوں کی بار بار پیش کش کی گئی لیکن آپ نے تمام پیشکشوں کو ٹھکرا کر کہا: ہماری منزل اقتدار یا اسلام آباد نہیں بلکہ اسلام ہے۔ اس طرح قائد اہل سنت نے ایک طرف اپنے آپ کو داغدار ہونے سے بچالیا اور دوسری طرف

جمعیت علماء پاکستان کو الزامات سے ہمیشہ کے لیے محفوظ کرلیا۔ آئندہ بھی جمعیت علماء پاکستان کے راہنماؤں اور کارکنوں کو یہی پیغام دے گئے کہ ہماری جماعت کا مقصد و منشور تحفظ مقام مصطفی ﷺ اور نظام مصطفی ﷺ کا مکمل نفاذ ہے۔

حضرت امام نورانی صدیقی نے جہد مسلسل اور شبانہ روز کی محنت سے جمعیت علماء پاکستان کو اس مقام پر پہنچا دیا جو اس کے شایان شان تھا۔ آپ نے جمعیت علماء پاکستان کی ترقی، عروج، حصول مقاصد اور خدمات کے حوالے سے کارکنوں کے نام ایک کھلا خط لکھا تھا جس کا متن مندرجہ ذیل ہے:

"خدا کے فضل و کرم، حضور پرنور ﷺ کی برکت، آپ کی دعاؤں اور تعاون کے نتیجہ میں جمعیت علماء پاکستان ملکی سیاست میں سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی ترجمان بن کر نمایاں مقام حاصل کرچکی ہے اور مختصر عرصے میں اس جماعت نے جس کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اسے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اس کا اعتراف آپ بھی یقینا کریں گے محدود وسائل کے باوجود ہم سے جو ہوسکا ہے، بفضلہ تعالیٰ توقع سے کہیں زیادہ ہے۔ اپنے تو اپنے غیر بھی اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ جمعیت علماء پاکستان نے ملکی سیاست میں مثبت اور منفرد کردار ادا کرتے ہوئے ہر مرحلہ پر حق گوئی اور جراءت مندی کے ساتھ سواد اعظم کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ 24 جون 1970ء کو دارالسلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی عظیم سنی کانفرنس میں سواد اعظم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جمعیت علماء پاکستان قومی سیاست میں حصہ لے اور اس طرح بے سروسامانی کے عالم میں انتخابات میں حصہ لینے کے لیے صرف چار ماہ ملے تھے اور بڑی مشکل سے قومی سطح پر صرف 40 امیدوار انتخابات میں حصہ لے سکے تھے۔ پھر بھی جمعیت نے 13 لاکھ سے زائد ووٹ حاصل کیے اور اس طرح جمعیت کو پاکستان پیپلز پارٹی کے بعد سب سے زیادہ ووٹ ملے۔ یہی نہیں بلکہ سندھ میں صوبائی سطح پر جمعیت ایک مضبوط قوت کی حیثیت سے ابھری۔ 12 نشستوں پہ امیدوار کھڑے کئے اور 7 نشستوں پہ کامیابی حاصل کی اور اسی وجہ سے قائد حزب اختلاف بھی جمعیت کے رہنما ہیں، اور سندھ اسمبلی میں جمعیت کے رہنما قابل فخر کردار ادا کررہے ہیں۔ ایسے ہی پنجاب میں بھی وسائل کی

دشواریوں کے باعث صوبائی اسمبلی کے لیے بہت قلیل تعداد میں امید کھڑے کیے گئے۔ پھر بھی 4 امیدواروں نے جمعیت کے ٹکٹ پر کامیابی حاصل کی، آئین سازی کے دوران بھی جمعیت کا قابل فخر کردار آپ کے سامنے ہے کہ اس نے اسمبلی کے اندر سب سے پہلے یہ مطالبہ کیا کہ آئین میں اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا جائے اور مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے۔ یہی نہیں بلکہ جمعیت کے نمائندوں نے مسلمان کی جو متفقہ تعریف ترتیب دی تھی اور اسے اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا وہ جوں کی توں صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامے میں شامل کی گئی ہے۔ اس طرح صدارت اور وزارت عظمیٰ کے عہدوں پر منکرین ختم نبوت کے چور دروازے سے داخلے کے امکانات معدوم ہوگئے ہیں۔ اب جمعیت نے یہ مطالبات کئے ہیں کہ:

اسلامی دفعات کو آئینی تحفظ دیا جائے۔

عائلی قوانین منسوخ کیے جائیں۔

مسلح افواج کے سربراہوں کے لیے بھی مسلمان ہونے کی شرط لگائی جائے۔

مسلمان کے مرتد ہونے پر پابندی لگائی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ جمعیت علماء پاکستان نے موجودہ دستور پر رائے شماری میں حصہ لیا۔ دستور سازی کے علاوہ بھی سقوط مشرقی پاکستان سے قبل اور بعد میں جمعیت کا جو سیاسی موقف رہا ہے اور اس نے ملک میں جمہوری اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لیے جو جدوجہد کی ہے وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک روشن باب بن گئی ہے۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ جمعیت علماء پاکستان کی کوششوں سے سواد اعظم کے 35 کے قریب دینی مدارس کو مسلح افواج کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے اور باقی کے لیے کوشش کی جارہی ہے اس طرح اہل سنت آئمہ کا بھی افواج پاکستان میں تقرر کیا جاسکے گا۔ ان کامیابیوں کے باوجود آپ اس امر سے متفق ہوں گے کہ اب یہی تنظیمی اعتبار سے ہمیں اور آپ کو بہت کچھ کرنا ہے۔ اس لیے مستحکم تنظیم اور وسائل کے بغیر ہمیں قدم قدم پر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ سواد اعظم مکمل طور پر متحد ہوکر اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے منظم ہوجائیں اور جمعیت کو ایک قابل فخر تنظیم بنادیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس تاریخی مرحلے پر

آپ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے"۔ (محمد حفیظ قیصر، سید: ایک عالم ایک سیاستدان، ص ۴۷)

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے قائد اہل سنت کی تاریخ ساز خدمات کے اعتراف میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:

"نورانی میرے قائد ہیں اور میں ان کا ادنیٰ سپاہی ہوں"۔

(محمد حفیظ قیصر، سید: ایک عالم ایک سیاستدان، ص ۵۳)

متحدہ جمہوری محاذ:

قیام پاکستان کے بعد پہلے عام انتخابات 1970ء میں منعقد ہوئے۔ اس موقع پر سوشلزم ذوالفقار علی بھٹو کی شکل میں اسلام کے مقابل آیا۔ اس کے مقابل علماء کی شکل میں اسلام کی آواز تھی۔ ایک طرف روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ تھا جبکہ دوسری طرف نفاذ اسلام اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ کا نعرہ تھا۔ اسلام کا نام لینے والوں میں سے جمعیت علماء پاکستان کے ممتاز راہنما قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا نام نمایاں تھا۔ ایک طرف طاقت کا سرچشمہ عوام کو قرار دیا جارہا تھا جبکہ دوسری طرف اللہ کی ذات کو طاقت کا سرچشمہ قرار دیا جارہا تھا۔ بالآخر عام انتخابات کا دن آ گیا، عوام نے نہایت دلچسپی سے ووٹ ڈالے۔ بائیں بازو کی قوت جو پیپلز پارٹی کی شکل میں تھی، کو زیادہ ووٹ ملے جبکہ دائیں بازو کی قوت جو جمعیت علماء پاکستان وغیرہ کی شکل میں تھی، کو کم ووٹ ملے۔ قاعدہ کے مطابق اقتدار اکثریتی پارٹی (پیپلز پارٹی) کو سونپ دیا گیا۔

اقتدار ملتے ہی مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے رفقاء اور وزراء سمیت اصول وقواعد سے بالا تر ہو کر ایک طرف قومی دولت کو لوٹنا شروع کر دیا اور دوسری طرف اپنے مخالفین پر مظالم ڈھانے شروع کر دیئے۔ حکمرانوں کو من مانی سے روکنے اور اپنے دفاع کے لیے امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی جدوجہد سے حزب اختلاف کی پارلیمانی تمام جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئیں۔ اس پلیٹ کا نام "متحدہ جمہوری محاذ" تجویز کیا گیا۔ خان ولی خان کو محاذ کا صدر جبکہ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ متحدہ جمہوری محاذ نے حکمرانوں کو من مانی کرنے سے روکنے اور قواعد وضوابط کا پابند بنانے کی نہایت مؤثر انداز سے کوشش کی۔ یہ محاذ تادیر حکمران طبقے کے گلے کا کانٹا بنا رہا ہے۔ امام شاہ احمد نورانی صدیقی محاذ کے روح رواں

تھے۔ خواہ متحدہ جمہوری محاذ میں مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگ بھی تھے لیکن امام نورانی صدیقی نے اس اجتماعی قوت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے اسلامی کام لیے جو آپ کی کرامت ہو سکتی ہے۔

1975ء تک جمعیت علماء پاکستان "متحدہ جمہوری محاذ" میں شامل رہی لیکن ضمنی انتخابات میں حصہ لینے کے موقع پر اختلافات کی صورت پیدا ہوگئی جس پر جمعیت نے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اس سلسلے میں قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

"متحدہ جمہوری محاذ" قائم کرنے کے لیے پہلا اجلاس 1973ء میں اسلام آباد میں ارکان اسمبلی کے ہوسٹل میں میری قیام گاہ پر ہوا تھا۔ وہیں "متحدہ جمہوری محاذ" کے نام سے متحدہ جدوجہد کی بنیاد ڈالی گئی۔ 1975ء تک ہم اس میں شامل تھے۔ بڑے خلوص سے اس کے لیے کام کرتے رہے لیکن محاذ میں شامل جماعتوں کے راہنماؤں کا یہ مؤقف تھا کہ ضمنی انتخاب میں شریک ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، ہمارا نقطہ نظر یہ تھا کہ اگر ہم ضمنی انتخابات میں حصہ نہیں لیتے تو ہم آنے والے عمومی انتخابات کے لیے کارکنوں کو سیاسی اور عملی تربیت نہیں دے سکتے۔ یہ اختلافات دور نہ ہو سکے اور ہم نے متحدہ جمہوری محاذ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ بعد ازاں ہم نے لاہور، کراچی اور حیدر آباد کے ضمنی انتخابات میں حصہ لیا"۔

(فیض الرسول نورانی، مولانا: افکار نورانی، ص ۱۷۶)

پاکستان قومی اتحاد:

جیسا کہ گزر چکا ہے کہ 1970ء کے قومی انتخابات کے نتائج کی بنیاد پر مسٹر ذوالفقار علی بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی پہلے صدر مملکت بنے، بعد میں وزیراعظم پاکستان بنے۔ انہوں نے اپنے دور اقتدار میں اپنے حلیفوں اور حریفوں پر جو مظالم ڈھائے اور قتل وغارت کا بازار گرم کیا تاریخ پاکستان اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس دور میں شراب خوری، زنا کاری، مخالفین کو قتل کروانا، قومی خزانہ شیر مادر کی طرح لوٹنا، حق گو کو پس دیوار زنداں کرنا اور اخبارات کو زبردستی زیر اثر رکھنا حکومت کے روزمرہ کے معمولات میں سے تھا۔ وزیراعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کو نشہ اقتدار نے اس قدر مدہوش کر دیا تھا کہ وہ کسی طور پر اقتدار چھوڑنے کے

لیے تیار نہیں تھے۔ مدت پوری ہونے پر حکومت کی طرف سے 1977ء میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا گیا اور ساتھ ہی دھاندلی اور خود ساختہ نتائج پیش کرنے کا بھی پکا پروگرام بنا لیا۔ دوسری سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین حکمران طبقے کے ذہن کو خوب جانتے تھے۔ اس لیے سب نے ایک پلیٹ فارم سے بھٹو کا مقابلہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ عام انتخابات کے اعلان ہوتے ہی امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے جمعیت علماء پاکستان کے نائب صدر اور ممتاز قانون دان جناب چوہدری رفیق احمد باجوہ مرحوم کے مکان پر نو پارٹیوں کے سربراہ اکٹھے ہوئے۔ باہمی بحث و مشاورت کے بعد "پاکستان قومی اتحاد" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی۔ پاکستان قومی اتحاد کے منشور میں نفاذ نظام مصطفےٰ ﷺ کو پہلی ترجیح قرار دیا گیا۔ نو جماعتوں پر مشتمل اس اتحاد سے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو بہت خائف تھے اور اتحاد کو ختم کرانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے ایک جھنڈا (جس پر نو ستارے تھے) اور ایک انتخابی نشان (ہل) کے تحت انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان ہوا تو حکمران طبقہ بوکھلا گیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود کو جبکہ جنرل سیکریٹری چوہدری رفیق احمد باجوہ کو مقرر کیا گیا۔ پاکستان قومی اتحاد کے جلسے پیپلز پارٹی کی نسبت بڑے ہوتے تھے۔ بالآخر انتخابات کا دن آ گیا تو لوگوں نے پاکستان قومی اتحاد کو زیادہ ووٹ دیئے لیکن حکمران طبقے نے حسب پروگرام خود ساختہ نتائج کا اعلان کر دیا اور پاکستان قومی اتحاد کے امیدواروں کو چند نشستوں پر کامیاب جبکہ اکثر نشستوں پر پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو کامیاب قرار دیا۔ حکومت کی طرف سے خود ساختہ نتائج کا اعلان ہوتے ہی "پاکستان قومی اتحاد" کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حکومت کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا گیا۔ امام نورانی نے اس تحریک کو "تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ" کا نام دیا۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔ جلسے منعقد ہوئے، جلوس نکالے گئے، ہڑتالیں کی گئیں اور بنکوں کا بائیکاٹ کیا گیا بلکہ سول نافرمانی بھی کی گئی۔ تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ کو کچلنے اور ناکام بنانے کے لیے حکومت کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن کامیاب نہ ہوئی۔ جس قدر حکومت کی طرف سے طاقت استعمال ہوتی

اسی قدر تحریک میں تیزی آ جاتی۔ لوگ نہایت ذوق و شوق سے جلسوں، جلوسوں میں شامل ہو کر اور ہڑتالوں میں حصہ لے کر تحریک کو کامیاب بناتے۔ حکمرانوں کی ہٹ دھرمی کے نتیجے میں جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کر دیا۔ قومی اتحاد کے اکثر راہنما وزارتیں ملنے پر اسلام آباد چلے گئے لیکن امام نورانی کی منزل اسلام آباد نہیں بلکہ اسلام تھی اس لیے آپ نے وزارتیں قبول نہ کیں بلکہ اپنے مشن کو جاری رکھا۔

ورلڈ اسلامک مشن:

اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ

سب کافر ایک قوم ہیں۔

کے تحت یہود و ہنود اور نصاریٰ سب ایک قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا نظریہ اور پروگرام ہمیشہ سے ایک رہا ہے۔ وہ یہ کہ ایک منظم سازش کے ذریعے عالمی سطح پر پہلے اسلام اور ملت اسلامیہ کو کمزور کیا جائے پھر حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اس مذموم مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے تنظیمیں قائم کیں، پوپوں اور راہبوں کی شکل میں راہنما تیار کیے، مسلمانوں کو کفر کی طرف مائل کرنے کے لیے پانی کی طرح پیسہ بہایا اور کفریہ عقائد پر مشتمل وسیع پیمانے پر لٹریچر مفت تقسیم کر کے ایمان کا جنازہ نکالنے کی گھناؤنی تحریک چلائی گئی۔ ایسے حالات میں ملت اسلامیہ عرصہ دراز سے کسی ناخدا کی منتظر تھی جو ملت کی کشتی کو کنارے پر لگانے کے لیے نشان منزل کا تعین کرے اور ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کے ناپاک عزائم کا عالمی سطح پر سدِ باب کرے۔ اور ان کو یہ بھی بتائے کہ تاریخ عالم اس بات کی گواہ ہے کہ جن طاقتوں نے "پرچم اسلام" کو سرنگوں کرنے کی کوشش کی وہ ہمیشہ کے لیے مٹ گئے لیکن پرچم اسلام لہراتا رہا۔ اور اسلام غالب ہونے کے لیے آیا جو کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔ ایسے حالات میں نائب مجدد الف ثانی، قائد ملت اسلامیہ، امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور عالمی سطح پر ملت اسلامیہ کو منظم کرنے اور کفر کا سدِ باب کرنے کے لیے تاریخ ساز سعی فرمائی۔

جنوری 1972ء میں حج کے موقع پر دنیا بھر سے آئے ہوئے ممتاز علماء کو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے اُم القریٰ یعنی مکہ مکرمہ کے تاریخی مقام "دار ارقم" میں

جمع کیا اور عالمی سطح پر کفر کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لیے غور وخوض کی دعوت دی۔ کئی دن کی بحث ومشاورت کے بعد متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ عالمی سطح پر ایک تنظیم قائم کی جائے جس کے تحت تبلیغی دوروں اور وسیع پیمانے پر نشر واشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ اس مبارک موقع پر امام نورانی کی کوشش رنگ لائیں تو "ورلڈ اسلامک مشن" کی بنیاد رکھی گئی۔ 12 دسمبر 1973ء میں بریڈفورڈ (برطانیہ) میں ورلڈ اسلامک مشن کا مرکزی سیکریٹریٹ قائم کیا گیا جس پر برطانیہ کے مسلمانوں نے دلی خوشی کا اظہار کیا۔ 12 اپریل 1974ء میں سینٹ جارجز ہال میں مشن کے تحت پہلی عالمی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں دنیا بھر سے کثیر تعداد میں علماء اہل سنت، مشائخ اور دانشوروں نے شرکت کی۔ جس میں قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی کو باقاعدہ طور پر صدر اور علامہ ارشد القادری (انڈیا) کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ اس کانفرنس کے موقع پر ورلڈ اسلامک مشن کے لیے قواعد وضوابط بھی وضع کیے گئے۔ ورلڈ اسلامک مشن کے قیام کے اغراض و مقاصد اور اسلوب تبلیغ کے خدوخال یوں واضح کیے گئے:

☆۔ مشن کی دعوت بنی نوع انسان کے لیے ہوگی۔ مسلم غیر مسلم کی تمیز کیے بغیر ترجیحاً مسلمانوں کی اصلاح اور انہیں اسلامی احکام کا پابند بنانے کی کوشش کرے گا۔

☆۔ کسی بھی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے کے لیے نہ کسی طرح کا لالچ دیا جائے گا اور نہ جبر بلکہ شعوری بنیاد پر تبدیلی لانے کے لیے ماحول پیدا کیا جائے گا۔ تاکہ وہ دیگر مذاہب کے مقابلے میں اس کی آفاقی خوبیوں کی بدولت اسلام قبول کرے۔

☆۔ ورلڈ اسلامک مشن نے پروگرام ترتیب دیا کہ مسلمان بچوں اور نوجوانوں کے قلوب میں اسلام کی تاریخ، عقائد اور فرائض، پیغمبر اسلام ﷺ کے فضائل وکمالات اور صحابہ کرام کی زندگیوں کے نقوش ثبت کیے جائیں گے۔

☆۔ معاشرے میں خواتین کا ہمیشہ سے کردار رہا ہے۔ اسی لیے مسلم خواتین کو تربیت اولاد، فرائض عائلی، محاسن اخلاق اور اسلامی معاشرت کی بنیادی تعلیم دی جائے گی۔ تاکہ وہ اپنا کردار بھرپور طریقہ پر ادا کرسکیں۔

☆۔ اور سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ نومسلم افراد کو اسلامی معاشرہ میں ضم کرکے امتیاز

منایا جائے گا اور ایک نومسلم کو نت نئے حالات کا سامنا کرتے وقت جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس کی ہر ممکن مدد کی جائے گی"۔ (محمد حفیظ قمر، سید: ایک عالم ایک سیاستدان، ص ۱۶)

ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے عالمی سطح پر مستقل بنیادوں پر انقلابی، قابل تقلید، قابل تحسین اور تاریخ ساز خدمات انجام دیں جن کے اثرات صدیوں تک ثابت وقائم رہیں گے۔ سطور ذیل میں آپ کے ارشادات کی روشنی میں چند حقائق پیش کیے جاتے ہیں:

ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے اسلام کے دفاعی پروگرام پر قائد اہل سنت نے یوں روشنی ڈالی:

جہاں تک عالمی سطح پر تبلیغ اسلام کی ضرورت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ بہت زیادہ مقامات ہیں جہاں پر لوگ بہت زیادہ تشنگی رکھتے ہیں کہ وہ دینی اور تفہیمی راہنمائی کے لیے طالب ہیں خاص طور پر وہ ممالک جہاں تقریباً اس وقت تیس (30) چالیس (40) سال کے عرصہ میں مسلمان آباد ہوئے خاص طور پر برصغیر کے لوگ جن میں پاکستان اور بھارت کے مسلمان آباد ہو گئے ہیں مثلاً امریکہ، برطانیہ، کنیڈا اور یورپ کے بعض حصے سنگاپور، ہانگ کانگ، کے علاقے شامل ہیں۔ ان ممالک میں جو حکومتیں ہیں وہ صرف غیر مسلم ہیں بلکہ عیسائی ہیں اگر غیر مسلم حکومت ہو، سیکولر ہو تو برداشت ہو جاتی ہے مگر عیسائی حکومتیں اپنے مذہب کی سرپرستی کرتی ہیں اور ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کے ممالک میں جو مسلمان آ کر آباد ہو گئے ہیں اگر ان کو وہ عیسائی نہ بنا سکیں تو کم از کم انکی آئندہ نسل کو عیسائی ضرور بنالیں گے۔

اس صورت حال میں ورلڈ اسلامک مشن نے اسلام کا دفاعی پروگرام ترتیب دیا ہے کہ اگر ہم ان عیسائی حکومتوں کو مسلمان نہ بنا سکیں تو کم از کم اپنی اس نسل کو بچانے کے لیے جدوجہد کریں۔ بعض لوگوں کے نزدیک تبلیغ دین کا تصور صرف اتنا ہے کہ تھوڑا بہت دین کا چرچا کر دیا جائے۔ دین کا کچھ نام آجائے تو اس کو تبلیغ سمجھ لیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال یہ بھی ہے کہ ان عیسائی ملکوں میں آباد مسلمانوں کو بچانے کے لیے پاکستان کے علماء کی کوئی ذمہ داری نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہے جو لوگ ان ممالک میں جا کر آباد ہو گئے وہ بھی

ہمارے بھائی ہیں ان کے ایمان کی حفاظت، دینی رہنمائی اور ان کے بچوں کو کفر سے بچانا یہ ہماری ذمہ داری اور مذہبی فریضہ ہے۔ جہاں ایک طرف ہم پاکستان اور بھارت کے دوسرے علاقوں میں دین کی خدمت کر رہے ہیں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ان ممالک میں مسلمانوں کو دفاع اسلام کی ضرورت پیش آئے تو ہم وہاں پہنچ کر ان کی مدد کریں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ جو علماء انگریزی، جرمنی، فرانسس زبانیں جانتے ہیں وہ دین کی خدمت زیادہ بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ برصغیر کے وہ مسلمان جو ان ممالک میں جا کر آباد ہوئے ہیں ان کی جدید نسل کی تعلیم و تربیت وہاں کی زبان میں ہوتی ہے اور ان کا اسلام سے وہ تعلق نہیں ہے جو ان کے والدین کا ہے۔

دین اور وطن سے جو تعلق یہاں رہ کر ہو سکتا ہے وہ ان ممالک میں رہ کر پیدا نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں کی رہنمائی کے لیے ورلڈ اسلامک مشن مساجد اور ابتدائی تربیت کے مراکز دینی مدارس کے قیام سے انکی رہنمائی کر رہا ہے تاکہ گرجا گھر ان بچوں پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بعض مقامات پر ورلڈ اسلامک مشن کو اس سلسلے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ہم نے ہالینڈ، فرانس، بلجیئم، برطانیہ، ناروے، جرمنی، کنیڈا، امریکا، جنوبی امریکا، آسٹریلیا، افریقہ، جنوبی افریقہ، مشرقی افریقہ، ماریشس وغیرہ میں تعلیمی مراکز قائم کیے ہوئے ہیں۔ جہاں ہم نے کوشش کی ہے کہ ان علاقوں میں مسلمانوں اور ان کی جدید نسلوں کا تعلق دین حق سے مضبوط تر کیا جائے اور ایک حد تک اس سلسلے میں کامیابی بھی ہوئی ہے۔ ورلڈ اسلامک مشن کو کسی بھی حکومت کی سرپرستی حاصل نہیں ہے لیکن اس اہم مقصد کیلئے وسائل کی ضرورت تو ہوتی ہے۔ الحمدللہ! ہم نے کسی بھی حکومت کا بار احسان اٹھائے بغیر اپنی جدوجہد کو جاری رکھا ہوا ہے اور نہ ہی ہماری کبھی یہ خواہش رہی ہے کہ کوئی حکومت ہماری سرپرستی کرے کیونکہ جس حکومت سے وسائل حاصل کریں گے وہ اپنے مقاصد کیلئے بھی ہمیں استعمال کرنے کی کوشش کریگی، یہ ہمیں گوارا نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے کسی حکومت کے بغیر محض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سہارے جدوجہد کی ہے اور ہم مسلمانوں ہی کے محدود وسائل سے کام کر رہے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مقامی طور پر ورلڈ اسلامک مشن کی رکنیت سازی ہوتی ہے۔ اس سے جو کچھ آتا ہے وہ بھی اس مشن میں صرف کیا جاتا ہے۔ چنانچہ الحمدللہ! انہی مختصر اور محدود وسائل کی بناء پر ان ممالک میں بڑی بڑی مساجد کا قیام عمل میں آیا اور ہم اس مشن میں ایک حد تک کامیاب رہے کہ مسلمانوں کی جدید نسل کو دین اور ان کے والدین سے مربوط رکھا۔ اسی لیے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جن علماء میں مذکورہ بالا صلاحیتیں ہیں وہ ان ملکوں میں جا کر ان لوگوں کو عیسائیت کے چنگل سے بچائیں ورنہ ان کے دین سے بہک جانے کے خطرات واضح ہیں۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی ص ۲۶۸)

امریکہ میں بسنے والے مسلمانوں کے اعداد و شمار کے بارے یوں وضاحت فرمائی:

امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد اس وقت تقریباً 50,40 لاکھ کے قریب ہے ان میں بنیادی طور پر وہ مسلمان ہیں جنہیں امریکی اقوام افریقہ سے ڈھائی تین سو سال قبل غلام بنا کر لائیں تھیں۔ یہ رنگ کے کالے ہیں۔ امریکی انہیں "بلیک" کہتے ہیں انہیں گوروں کے برابر نہیں سمجھتے۔ یوں نسلی امتیاز کی بناء پر امریکی معاشرہ میں انہیں عزت میسر نہیں ہے۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں نسل، گروہی، زبان، ثقافت اور رسم و رواج کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اس لیے ان کالے رنگ کے مسلمانوں کو اسلام میں سکون ملتا ہے یہ لوگ پورے امریکہ میں پھیلے ہوئے ہیں، چونکہ یہ لوگ ماضی میں غلام تھے ابھی تک امریکی معاشرہ میں پذیرائی نہیں پا سکے جب کہ اسلام بندہ و آقا کا امتیاز مٹا دیتا ہے۔ اس لیے ان میں اسلام بڑی تیزی سے مقبول ہو رہا ہے۔ ان کے علاوہ امریکا میں پاکستان، بھارت، فلسطین، لبنان، مصر، شام، ترکی اور بعض افریقی ممالک سے بھی جا کر مسلمان آباد ہوئے ہیں۔ ان مسلمانوں کی تعداد میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ 50 لاکھ کے قریب اور مزید بڑھتی جا رہی ہے۔ سب تک پہنچنے کے لیے لاتعداد وسائل کی ضرورت ہے مگر اس کے باوجود لوگ از خود اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں کہ انہیں یقین ہو جاتا ہے اسلام ہی ان کی نجات کا ضامن ہے۔ دنیا میں بھی عزت صرف اسلام ہی سے وابستہ ہے۔ اس ذہن کو پختہ کرنے اور اسلام کو ان کے لیے مزید قابل قبول بنانے کے لیے ورلڈ اسلامک مشن اپنی بساط کے مطابق

کوشش کر رہا ہے۔ (فیض الرسول رضا نورانی ،مولانا: افکار نورانی ،ص ۲۷۲)

یورپ اور افریقہ میں قائم کیے گئے دینی مراکز کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

ماریشس ،میں ایک کالج ،ایک دارالعلوم ہے ۔جنوبی افریقہ میں ڈربن میں دارالعلوم ،سری لنکا میں دارالعلوم ہے ۔یورپ میں ہالینڈ کے دارالحکومت کا نام ہیگ ہے وہاں پر 1984ء میں ہم نے ایک دارالعلوم قائم کیا تھا ،اس وقت وہ ایک عظیم الشان دارالعلوم ہے اس میں اس وقت کم ازکم 80 بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ان ممالک میں تعلیم مفت ہے اور لازمی ہے یعنی ہر بچے کے لیے ضروری ہے کہ اسکول بھی آئے ،جن کے بچے اسکول جاتے ہیں اور اسکول کے بعد ان کے پاس وقت تھوڑا بچتا ہے کیوں کہ دنیاوی تعلیم کے باعث دینی تعلیم کے لیے وہ اس سے زیادہ وقت ہمیں نہیں دے پاتے ۔ہم نے ہیگ میں اس لیے دارالعلوم قائم کیا کہ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء پورے یورپ میں دینی تبلیغی کام کریں گے ۔ابھی میں نے عرض کیا کہ بچے ہمیں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دے پاتے ہیں مگر ہفتہ اتوار کو چوں کہ تمام اداروں میں دو دن چھٹی کے ہوتے ہیں وہ پورے دو دن ہمارے پاس رہتے ہیں اس لیے ہم نے ان کی تربیت کر دی ہے کہ یورپی ماحول میں ان کو جتنا بگڑ جانا چاہیے تھا وہ اسے سے بچ گئے ہیں ۔دین حق سے ان کا تعلق مضبوط رکھنے میں ہم الحمدللہ ! کامیاب رہے ہیں ۔

اس دارالعلوم میں ملتان شریف سے قاری خیر محمد چشتی ،کوہاٹ سے قاری عبدالقیوم ایک عالم ہیں ،مولانا حافظ عبدالرشید ہیں یہ ہالینڈ کے رہنے والے ہیں مگر پاکستان میں چھ سال تک پڑھتے رہے اب وہاں پڑھا رہے ہیں ۔وہاں سے ہم نے کچھ طلباء کو پاکستان ،لیبیا وغیرہ مسلمان ممالک میں بھی بھیجا ہے ۔وہاں پڑھ کر یہ پوری کھیپ پورے یورپ میں پھیل کر دین حق کا پیغام پہنچا رہی ہے ۔ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ میں قائم ہونے والے دارالعلوم کا نام "جامعہ مدینۃ الاسلام" ہے ۔اس کے ساتھ ہوٹل ہے ،کھانا مفت دیا جاتا ہے ۔حفظ ،تجوید وقراءت کے ساتھ ابتدائی عربی اور دینی تعلیم کا انتظام ہے ۔اس کی عمارت 26 کمروں پر مشتمل پرشکوہ عمارت ہے ۔

اسی طرح پروگرام ہے کہ مانچسٹر میں ورلڈ اسلامک مشن کے سیکرٹری جنرل مولانا قمر الزمان اعظمی مدظلہ ،کی نگرانی میں ایک دارالعلوم قائم کیا جائے ۔وہاں ایک مرکز ہے ،مسجد ہے ،اگست کے مہینے میں میں نے اس کا افتتاح بھی کیا ہے ۔ڈربن کے دارالعلوم کا نام "دارالعلوم علیمیہ " ہے ۔ماریشس ایک جزیرہ ہے اس میں تقریباً 120 مساجد ہیں ان میں تقریباً 90 مساجد میں ائمہ وہ ہیں جو دارالعلوم علیمیہ سے فارغ التحصیل ہیں ۔ان کے اساتذہ کو پاکستان سے بھیجا ہے ،وہاں امامت کا کورس کرایا جاتا ہے ۔کچھ بریلی شریف ،کچھ جامعہ اشرفیہ مبارک پور (بھارت) سے فارغ التحصیل ہیں ۔یورپی ممالک سے برصغیر کے ممالک یعنی پاکستان اور بھارت میں جن طلباء کو حصول تعلیم کے لیے ہم بھیجتے ہیں ،ہم انہیں ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے باقاعدہ ماہانہ وظیفہ دیتے ہیں ۔جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ پورے براعظم افریقہ میں ہمارے مراکز بیس ہیں ۔ساؤتھ امریکہ میں ہمارا ایک مرکز ہے ۔

پورے یورپ کے لیے ناروے کے دارالسلطنت اوسلو میں سات ،آٹھ سال سے ورلڈ اسلامک مشن سے کوششیں جاری تھیں مگر اب خدا کے فضل وکرم سے شہر کے وسط میں زمین مل گئی ہے ۔اب وہاں مسجد اور مدرسے کی تعمیر کا کام جاری ہے ۔یوں یورپ میں مانچسٹر کے بعد یہ دوسرا مرکز ہوگا ،اس طرح انگلستان میں بھی ایک مرکز قائم ہو رہا ہے ۔ناروے سیکنڈی نیون ممالک کا بڑا اہم ملک ہے یہاں تقریباً چالیس ہزار (40,000) مسلمان آباد ہیں ۔پینتیس ہزار (35000) پاکستانیوں کے علاوہ عرب مسلمان ہیں ۔یہ مرکز ان مسلمانوں کے لیے ہے ۔یہ مسجد ناروے کی تاریخ کی پہلی مسجد ہے ۔اسی طرح ہالینڈ کا ایک بڑا شہر ایمسٹرڈم ،اس کے دارالحکومت ہیگ کے بعد بڑا شہر ہے ۔اس کا بین الاقوامی اڈہ یہی ہے یہاں بھی اس شہر کی تاریخ میں پہلی مسجد ورلڈ اسلامک مشن نے تعمیر کی ہے ۔اس کا نام "جامع مسجد طیبہ" ہے ۔اس میں ایک ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے ۔اب یہاں ہم مدرسہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔زمین کی کوشش ہے ۔

ایمسٹرڈم کی اس مسجد طیبہ کی تعمیر کے لیے ہمیں پانچ سال جدوجہد کرنا پڑی ۔اس کی بڑی مخالفت ہوئی کیوں کہ یورپ میں یہودی بھی بڑے بااثر ہیں ۔وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی

یورپی شہر میں میونسپلٹی میں کوئی اسلامی مرکز قائم ہو۔ اس لیے انہوں نے مخالفت کی۔ ادھر اقوام متحدہ کی عالمی عدالت بھی ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ میں ہے۔ اقوام متحدہ اس میں ججوں کا تقرر کر کے ہیگ ہی بھیجتی ہے۔ اس میں پاکستان کا مرتد قادیانی سر ظفر اللہ خان بھی آ گیا تھا اس نے ایک چھوٹی سی جگہ لیکر وہاں اپنا قادیانی مرکز بنا دیا۔ اس سے قبل وہ ہالینڈ میں اسی کو مسجد سمجھتے تھے مگر ہم نے ہیگ میں بھی مسجد اور دارالعلوم قائم کیا اب جب ہم ایمسٹرڈم میں مسجد بنانے لگے تو قادیانیوں نے بھی بھرپور مخالفت کی اس پر افسوس ناک عمل یہ بھی ہے کہ نام نہاد رابطہ عالم اسلامی نے بھی مخالفت میں اپنا پورا زور لگایا مگر بفضلہ تعالیٰ مسجد طیبہ ان مشکلات کے باوجود تعمیر ہو گئی۔ ناروے میں جس وقت ہم مسجد کی تعمیر کر رہے تھے اس وقت بھی بہت مخالفت ہوئی۔ مگر اسلام کی صداقت کا بین ثبوت ہے کہ مسجدوں اور دینی مدارس کا سلسلہ پھیلتا جا رہا ہے۔

یوں ہمارے یورپ میں کل دارالعلوم آٹھ ہیں اور ان میں ایک ہزار طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں، اساتذہ پچاس ہیں ان مسلمانوں کی تربیت کے لیے ہم نے صحافت کو بھی ذریعہ بنایا۔ عربی زبان میں ہمارا ماہنامہ "الدعوۃ" اور انگریزی The message International نکلتے ہیں۔

عربی میں اس لیے ہم نے یہ جریدہ نکالا کہ فلسطین، مصر، لبنان اور شام سے بھی کافی تعداد میں جا کر لوگ آباد ہو گئے اور عربی ہی پڑھتے ہیں۔ انگلش میں یورپی مسلمانوں کی تربیت مطلوب ہے۔ انگریزی زبان کا ماہنامہ گزشتہ بارہ سال سے نکلتا ہے۔ اس کو زیادہ مفت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ مغربی ممالک کی لائبریریوں، حکمرانوں، پارلیمنٹ کے ممبروں تک دین کا پیغام پہنچے۔ یہ ماہنامہ یہاں کراچی سے شائع ہوتا ہے اور پھر یورپ میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اس کے اخراجات ورلڈ اسلامک مشن ٹرسٹ برداشت کرتا ہے۔

ہماری ان مساعی سے عیسائیت پریشان ہوتی ہے۔ ہمارے ماہنامہ اور دینی لٹریچر کو وہ برداشت نہیں کرتے۔ بعض اوقات وہ مناظرے پر بھی اتر آتے ہیں۔ مثلاً امریکہ میں ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ وہاں عیسائیوں کا فرقہ زیادہ تعداد میں رومن کیتھولک ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے بیٹے ہیں اور وہ لوگ قرآن پاک کو بھی معجزہ نہیں

مانتے۔ انھوں نے مجھے چیلنج کر دیا۔ میں نے قبول کر لیا۔ ان کے بڑے بڑے پادری آ گئے مناظرہ شروع ہو گیا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا نہ ہونے پر دلائل دیئے یعنی اللہ کی توحید بیان کی قرآن پاک کو حضور پر نور سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بیان کیا مگر کسی نے حکومت کو شکایت کر دی کہ فسادات کا خطرہ ہے۔ ایک گھنٹہ بھی یہ مناظرہ نہ چلا تھا کہ حکومت نے بند کروا دیا۔

غرض یہ کہ ہماری کاوش کہ جو ہم سے ہو سکتی ہے ہم جاری رکھے ہوئے ہیں پورے یورپ میں عیسائیت کو بائیبل کے محرف ہونے کا چیلنج کرتے رہتے ہیں۔ اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ تین وجوہ کی بناء پر بائیبل میں تحریف ہو چکی ہے۔ یعنی عیسائیوں کی روحانی کتاب اصلی صورت میں موجود نہیں ہے۔

☆۔ یہ بائبل تقسیم ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شاگردوں میں یعنی آپ علیہ السلام کے شاگردوں کے نام تھے: لوقا، مرقس، متی، یوحنا وغیرہ۔ آج بائیبل انہیں کے نام پر ہے اصل نہیں ہے۔

☆۔ اس وقت بائبل کے تراجم موجود ہیں اصل زمین پر کہیں نہیں ہے۔

☆۔ بائبل کی ترتیب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد میں دی گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھا لیا تو عیسائی قوم نے اپنی مرضی سے کتاب میں تحریف کر لی۔ ہماری باتوں کا جواب ان کے پاس نہیں ہوتا۔

ساؤتھ امریکہ کے مناظرے میں بھی میں نے یہ باتیں کہیں جس کا پادری صاحبان جواب نہ دے پائے۔ وہ تو مناظرہ سرکاری احکامات پر ختم کر دیا گیا ورنہ اور بھی بہت سے دلائل آتے۔ ویسے بھی مجھے یورپ کی یونیورسٹیوں میں جب لیکچر کے لے بلایا جاتا ہے تو بہت سے پادری موجود ہوتے ہیں۔ انہیں تقریب کے بعد سوال کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ مگر وہ عیسائی مذہب کا دفاع نہیں کر سکتے کیوں کہ یورپ اس وقت مادیت کی آگ میں جل رہا ہے مذہب سے خود بھی مطمئن نہیں، اسلام کے فطرتی پیغام کو مادیت کے تار عنکبوت سے نہیں روکا جا سکتا۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی، ص ۲۷۳)

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ورلڈ اسلامک مشن کے شعبہ نشر و اشاعت کی کامیاب اور قابل تقلید خدمات کی یوں وضاحت کی:

جی ہاں! ہم نے کراچی سے 9 مختلف موضوعات پر تقریباً ایک لاکھ کتابیں شائع کیں ہیں مگر مختلف ممالک میں ورلڈ اسلامک مشن کی شاخوں نے ان کو مزید شائع کیا۔ اب تک کل تعداد تقریباً دس لاکھ ہوگئی ہے اور یہ تمام کتابیں مفت تقسیم کی ہیں حتیٰ کہ ڈاک کا خرچ بھی ہم کسی سے نہیں لیتے خود کوئی صاحب بھیج دیں تو ان کی مرضی مگر ہم کسی سے کچھ نہیں مانگتے۔ ان کتابوں میں اسلام کی ابتدائی تعلیمات پر زور دیا گیا ہے۔ اور انہیں زیادہ تر مختصر سے مختصر ضخامت میں چھاپا گیا ہے تاکہ پڑھنے والا پہلی ہی فرصت میں اسلام کے پیغام سے واقف ہو جائے۔ ان میں نماز کے احکام و فوائد وغیرہ پر مشتمل مواد ہے۔ میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض قلمی کے ساتھ پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب کے رسالے بھی ان میں شامل ہیں۔

اب اس سلسلے میں مزید اضافہ کیا جا رہا ہے کہ یورپ کا ایک واحد مسلمان ملک ہے (البانیہ) اس کی کل آبادی چالیس لاکھ ہے اس میں 80 مسلمان ہیں ان کی زبان مقامی ہے۔ 25 سال تک یہ ملک مسلمان کمیونسٹوں کے زیر اقتدار رہا ہے۔ یہ مسلمان شاہ سے بھی زیادہ شاہ پسند تھے کہ روسی بلاک میں نہیں تھے۔ روس سے بھی زیادہ کمیونسٹ تھے انہوں نے 25 سال دینی مدرسہ، مسجد، تبلیغ وغیرہ پر پابندی رکھی۔ انہوں نے مسجد کے ساتھ گرجاؤں پر بھی پابندی لگا رکھی تھی مگر اب حال ہی میں اس پر روس کی تباہی کے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ وہاں پر انتخابات ہوئے ہیں۔ کمیونسٹوں کو شکست ہوئی ہے۔ اسلامی فکر کے لوگ آگئے ہیں۔ ہم نے کچھ دوستوں کو وہاں پہلے بھی بھیجا تھا مگر عنقریب میں خود ناروے اور دیگر یورپی ممالک میں موجود ورلڈ اسلامک مشن کی شاخوں کے سربراہوں کے ساتھ دورہ کرنے والا ہوں۔ ہم وہاں جا کر مطالعہ کریں گے کہ مساجد اور مراکز کی تعمیر کیسے کی جائے؟ اس کی سرحدیں، اٹلی، یونان اور یوگوسلاویہ سے ملتی ہیں۔ اس کے سرکاری ایوانوں سے تو کمیونزم نکل چکا ہے مگر کمیونسٹ موجود ہیں۔ انہوں نے بدترین سے بھی بدترین سلوک مسلمانوں سے کیا۔ اذان تک پر پابندی رہی۔ اب جہاں تبلیغ کی نئی حکمت عملی طے کرنا پڑے گی اس لیے لٹریچر بھی اس کے مطابق شائع کرنا ہے۔ اس کے

لیے وسائل کو جمع کرنا ہوگا۔ روس سے آزاد ہونے والی مسلمان ریاستوں میں کمیونزم کے زمانے میں جا چکا ہوں۔ ابھی ادھر جانے کے لیے جس قدر وسائل کی ضرورت ہے، میسر نہیں ہیں۔ جب یہ صورت پیدا ہوگی تو انشاء اللہ ضرور جاؤں گا۔

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۲۵۹)

دعوت اسلامی:

وطن عزیز میں تمام مکاتب کی ترجمان سیاسی جماعت کے علاوہ تبلیغی و دینی جماعت بھی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے سواد اعظم اہل سنت کی سیاسی ترجمان "جمعیت علماء پاکستان" کے نام سے موجود تھی مگر متحرک قسم کی مذہبی و دینی تنظیم نہیں تھی۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا احساس کیا اور اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ممتاز ترین علماء اہل سنت کے نام دعوتی خط تحریر فرمایا جس میں فی الفور اہل سنت کی مذہبی تنظیم قائم کرنے کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ درد مسلک رکھنے والے علماء و مشائخ نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اس طرح 1980ء میں امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر کراچی میں ممتاز علماء اہل سنت جمع ہوئے۔ اس اجلاس کی صدارت غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ یہ اجلاس رات دو بجے تک جاری رہا جس میں قائد اہل سنت کے دعوتی خط پر غور کیا گیا اور تنظیم قائم کرنا وقت کی ضرورت قرار دیا گیا۔ علماء کرام نے باہمی بحث و مشاورت کے بعد "دعوت اسلامی" کے نام سے تنظیم قائم کرنے کا فیصلہ کیا جو خالصاً مذہبی ہوگی۔ یہ تنظیم سیاسی و غیر سیاسی سب نوجوانوں کے اعمال و عقائد کی اصلاح کرے گی اور اس کا سربراہ امیر اہل سنت کہلائے گا۔ اس کی امارت کے لیے بالترتیب علامہ ارشد القادری، مفتی جمیل احمد نعیمی اور مفتی وقار الدین کا نام تجویز ہوا لیکن یہ بزرگ امارت کے لیے تیار نہ ہوئے۔ بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ فی الحال مفتی وقار الدین صاحب "دعوت اسلامی" کے کام کو آگے بڑھائیں گے پھر جس نوجوان کو مناسب سمجھیں امیر مقرر کر دیں۔ مفتی وقار الدین صاحب نے مولانا محمد الیاس جو ان دنوں آپ کے ہاں جامعہ امجدیہ، کراچی میں زیر تعلیم تھے، کو امارت کے لیے موزوں تصور کیا۔ قائد

اہل سنت امام نورانی کی اجازت سے مولانا محمد الیاس صاحب کو امیر "دعوت اسلامی" مقرر کر دیا اور ساتھ ہی بیعت وخلافت سے بھی سرفراز فرمادیا۔ اب مولانا صاحب "امیر دعوت اسلامی محمد الیاس قادری عطاری" کہلانے لگے۔ مفتی جمیل احمد نعیمی نے کہا: تبلیغی جماعت کے پہلے امیر کا نام "محمد الیاس" تھا اور دعوت اسلامی کے بھی پہلے امیر "محمد الیاس" ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ سنی ہیں وہ سنی نہیں تھے۔ "دعوت اسلامی" نے امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس قادری کی قیادت میں عقائد کی درستگی، اصلاح اعمال اور احیاء سنت مصطفی ﷺ کی تبلیغ کا سفر شروع کیا تو ہر قدم ترقی کی طرف اٹھا۔ اس تنظیم کے زیر اہتمام پہلے علاقائی پھر ملکی سطح پر ہفت روزہ، پندرہ روزہ، ماہانہ اور سالانہ تبلیغی اجتماعات منعقد ہونے کا ایسا سلسلہ شروع ہوا جس میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اب "دعوت اسلامی" بین الاقوامی تنظیم کی شکل اختیار کر چکی ہے جس کے ساتھ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں افراد منسلک ہیں۔ لاکھوں افراد تائب ہو کر والدین کے فرمانبردار، نمازی، حق گو اور اسوۂ رسول ﷺ کا عملی نمونہ بنے۔ "دعوت اسلامی" کے زیر اہتمام دنیا بھر میں دینی مدارس ومساجد کا جال بچھایا گیا ہے جن میں لاکھوں طلباء ناظرہ قرآن، حفظ قرآن اور علوم اسلامیہ (درس نظامی) کے حصول میں مصروف ہیں۔ یہ سب کچھ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان اور زندہ کرامت ہے۔

قیام دعوت اسلامی کے حوالے سے امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر منعقد ہونے والے تاریخ ساز اجلاس میں مندرجہ ذیل ممتاز علماء اہل سنت نے خصوصیت سے شرکت کی:

☆ ۔غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔سلطان المناظرین علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ (انڈیا)

☆ ۔شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ ۔حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب دامت برکاتہم

☆ ۔مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

(جاوید اقبال فاروقی: قائد تحریک نظام مصطفےٰ شاہ احمد نورانی ،ص ۹۶)

ملی یکجہتی کونسل:

اسلام دشمن اداروں، ایجنسیوں اور مغربی قوتوں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مذہبی اور اسلامی قوتیں متحد نہ ہوں بلکہ آپس میں نفرت، عداوت اور قتل وغارت کا بازار گرم رکھیں۔ اس طرح ملت اسلامیہ کی قوت وطاقت مغربی قوتوں کے خلاف استعمال ہونے کی بجائے آپس میں استعمال ہو۔ اس سوچی سمجھی سازش کے تحت مذہبی قوتوں بالخصوص دیوبندیوں اور اہل تشیع کے درمیان ایک عرصہ سے نوک جھونک، کدورت، عداوت اور قتل وغارت کا سلسلہ جاری تھا جس کے نتیجہ میں وسیع پیمانے پر جانی، مالی اور ملکی نقصان ہوا۔ اس سازش کے باعث ملت اسلامیہ اور وطن عزیز کو تیز رفتاری سے کمزور کیا جا رہا تھا۔ بہت سی مساجد اور امام بارگاہوں کو نذر آتش کیا گیا اور سینکڑوں جانیں ضائع کی گئیں۔ ایسے حالات میں ملک وملت کا درد رکھنے والے مذہبی وسیاسی راہنماؤں نے اس تحریک کو ملک وملت کے لیے مہلک وخطرناک قرار دیا اور پریشانی کے عالم میں اس کا حل تلاش کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس سلسلے میں 23 مارچ 1995ء میں مختلف مکاتب فکر کے ممتاز علماء اور سیاسی ومذہبی جماعتوں کے سربراہ اسلام آباد میں جمع ہوئے۔ اس اجلاس میں شامل ہونے والے قائدین کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی	صدر جمعیت علماء پاکستان
☆ ۔قاضی حسین احمد	امیر جماعت اسلامی پاکستان
☆ ۔مجاہد ملت محمد عبد الستار خاں نیازی	صدر جمعیت علماء پاکستان، نیازی گروپ
☆ ۔مولانا سمیع الحق	امیر جمعیت علماء اسلام، سمیع الحق گروپ
☆ ۔پروفیسر ساجد میر	امیر جمعیت اہل حدیث
☆ ۔علامہ ساجد نقوی	قائد تحریک جعفریہ پاکستان

☆ مولانا ضیاء القاسمی — سپاہ صحابہ پاکستان

☆ علامہ مرید عباس یزدانی — سپاہ محمد پاکستان

☆ مولانا اسفندیار خاں — صدر سواد اعظم اہل سنت پاکستان

☆ مولانا محمد اجمل خاں — جمعیت علماء اسلام، ف

☆ آغا مرتضیٰ پویا — صدر حزب الجہاد پاکستان

(محمد حنیف قمر، سید: ایک عالم ایک سیاست دان، ص ۲۴)

اس اجلاس کی صدارت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کی جس میں مسئلہ کی نزاکت پر غور کیا گیا اور باہمی بحث و مشاورت کے بعد آپس کی کدورتوں کو دور کر کے ایک امیر کی قیادت میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا فیصلہ کیا گیا۔ قیادت کے لیے متفقہ طور پر قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کا نام تجویز ہوا اور پلیٹ فارم کے لیے "ملی یکجہتی کونسل" کے نام سے تنظیم قائم کی گئی۔ امام نورانی نے اپنے صدارتی خطاب میں تمام سازشی اداروں، ایجنسیوں اور مغربی قوتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور تمام جماعتوں کو باہمی رنجش اور کدورت و عداوت بھلا کر شیر و شکر ہو جانے کی ہدایات جاری فرمائیں۔ اس اجلاس کے اختتام پر ایک متفقہ اعلامیہ اور ضابطہ اخلاق جاری کیا گیا جس کا متن مندرجہ ذیل ہے:

"وطن عزیز" پاکستان اس وقت اندرونی و بیرونی خطرات میں گھرا ہوا ہے امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے تحت اسلام دشمن قوتیں ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کر رہی ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دے رہی ہیں، حکمرانوں کی مجرمانہ غفلتوں کی وجہ سے ملک میں عموماً اور کراچی میں بالخصوص دہشت گردی اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے یہاں تک کہ عبادت گاہیں قتل گاہیں بن گئی ہیں۔ ان حالات میں ملک بھر کی دینی جماعتوں کا یہ نمائندہ سربراہی اجلاس ان خطرات کا متحد ہو کر مقابلہ کرنے کے لیے درج ذیل فیصلوں کا اعلان کرتا ہے:

☆ پاکستان کے آئین اور تمام ملکی قوانین پر قرآن و سنت کی بالا دستی ہے۔ کتاب و سنت کی مکمل آئینی حکمرانی اور شریعت محمدی کے عملی نفاذ اور ایک مکمل اسلامی انقلاب برپا کرنے کو ہم اپنا دینی اور ملی فریضہ سمجھتے ہیں اور اس کے حصول کے لیے مشترکہ جدوجہد

کریں گے۔

☆ عالمی اور ملکی سطح پر اسلام اور دینی قوتوں کے خلاف بین الاقوامی سازشوں کے تحت جو مہم جاری ہے اس کا ہم سب مل کر مقابلہ کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

☆ یہ اجلاس اسلام کے بنیادی عقائد اور اقدار پر قائم رہنے کو باعث فخر سمجھتا ہے۔ اور وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف امریکی امداد طلب کرنے کو اسلام اور پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ کے خلاف سمجھتا ہے اور اس غیرت اسلامی کے منافی اقدام کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔

☆ ہم ملک کے اندر مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو اسلام کے خلاف گردانتے ہوئے اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔

☆ یہ اجلاس عظمت رسول، عظمت اہل بیت اطہار، عظمت ازواج مطہرات اور عظمت صحابہ کرام کو ایمان کا جزو سمجھتا ہے اور ان کی تکفیر کرنے والے کو اسلام سے خارج سمجھتا ہے اور ان کی توہین اور تنقیص کو حرام سمجھتے ہوئے قابل تعزیر جرم سمجھتا ہے۔

☆ یہ اجلاس کسی بھی اسلامی فرقے کو کافر قرار دینے کو غیر اسلامی اور قابل نفرت قرار دیتا ہے۔

☆ یہ اجلاس جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے سلسلے میں منعقدہ اجلاسوں میں ہونے والے فیصلوں کی توثیق کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ توہین رسالت ﷺ کے ہمت افزائی کی پالیسی کا واضح اعلان کرے اور یہ اجلاس واضح کرتا ہے کہ اگر توہین رسالت ﷺ کے قانون میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی تو دینی جماعتیں ایسے مذموم اقدام کے خلاف بھرپور کاروائی کریں گی۔

☆ یہ اجلاس ملک کے لیے دینی سربراہوں پر مشتمل ایک اسلامی یکجہتی کونسل کے قیام کا اعلان کرتا ہے اور یہی کونسل دل آزار اور توہین آمیز مواد پر مشتمل لٹریچر کا جائزہ لے کر ضروری اقدام کرے گی اور کونسل اپنے کیے گئے فیصلوں کے عملی نفاذ کی بھی ذمہ دار ہوگی۔ واضح

رہے کہ فی الحال یہ کونسل گیارہ دینی جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

☆ ۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی (صدر جمعیت علماء پاکستان)
☆ ۔قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی پاکستان)
☆ ۔مجاہد ملت محمد عبدالستار خاں نیازی (صدر جمعیت علماء پاکستان، نیازی گروپ)
☆ ۔مولانا سمیع الحق (امیر جمعیت علماء اسلام، سمیع الحق گروپ)
☆ ۔پروفیسر ساجد میر (امیر جمعیت اہل حدیث)
☆ ۔علامہ ساجد نقوی (قائد تحریک جعفریہ پاکستان)
☆ ۔مولانا ضیاء القاسمی (سپاہ صحابہ پاکستان)
☆ ۔علامہ مرید عباس یزدانی (سپاہ محمد پاکستان)
☆ ۔مولانا اسفندریار خاں (صدر سواد اعظم اہل سنت پاکستان)
☆ ۔نمائندہ (تحریک منہاج القرآن پاکستان)
☆ ۔آغا مرتضیٰ پویا (صدر حزب الجہاد پاکستان)
☆ ۔مولانا محمد اجمل خان (جمعیت علماء اسلام، ف)

"ملی یکجہتی کونسل" کے قیام اور امام نورانی کی قیادت کو حکومتی، مذہبی، سیاسی اور عوامی حلقوں کی طرف سے خوب سراہا گیا اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت قرار دیا گیا۔ اس اجلاس کے بعد پورا وطن امن وسکون کا گہوارہ بن گیا، تمام مذہبی جماعتوں کی رنجشیں دور ہو گئیں اور آپس میں شیر وشکر ہو کر کام کرنے لگے۔

ملی یکجہتی کونسل کا دوسرا اجلاس 9 اپریل 1995ء میں کراچی میں ہوا۔ جس میں باہمی مشاورت سے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ تیسرا اجلاس 23 اپریل 1995ء میں لاہور میں ہوا۔ اس اجلاس میں مزید اہم شخصیات نے شرکت کی۔ اب "ملی یکجہتی کونسل" ایک قوت اور بااثر ادارہ کی حیثیت اختیار کر چکی تھی۔ حکومت کی طرف سے توہین رسالت قانون میں دخل اندازی کرنے پر "ملی یکجہتی کونسل" کی طرف سے 27 مئی 1995ء میں ملک گیر پہیہ جام ہڑتال کا

اعلان کیا گیا جو زبردست کامیاب ہوئی۔ جس سے 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کی یاد تازہ ہو گئی۔ 26 مئی 1995ء میں بروز جمعۃ المبارک میں عالم اسلام کے ساتھ یوم اظہار یکجہتی منانے کا فیصلہ کیا گیا جس کے لیے پورے وطن عزیز کی تمام مساجد میں ایک ہی موضوع پر تقریر کرنے کے لیے تمام خطباء کے نام قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی نے ایک خط تحریر کیا۔ آپ کے خط کا متن مندرجہ ذیل ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ"

محترم مولانا صاحب!

السلام علیکم!

مغربی استعماری طاقتیں اور صیہونیت امریکہ کی سربراہی میں مسلمانان عالم کے خلاف جو کچھ کر رہی ہے آپ کی روحانی اور سیاسی فراست سے یقیناً پوشیدہ نہیں ہوگا، عالم اسلام کے خلاف دشمنان اسلام، یہود، ہنود، عیسائی اور قادیانی جو کچھ کر رہے ہیں وہ توقع کے خلاف نہیں۔

افسوس اس بات کا ہے کہ بعض مسلم ممالک امریکہ اور اس کے حواریوں کی خوشنودی میں جان بوجھ کر اس سازش کا شکار ہو رہے ہیں، ان مغربی استعماری قوتوں نے انسانی حقوق کی اپنی من مانی تعبیر کر کے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب شخص کو سزا دینا ان کے نزدیک انسانی حقوق پر کاری ضرب ہے لیکن اسرائیل اور نصرانی جو کچھ فلسطینی اور بوسنیائی مسلمانوں کے ساتھ کر رہے ہیں نیز ہندو شدت پسند کشمیری مسلمانوں کی نسل کشی کر رہے ہیں یہ سب کچھ امریکہ اور اس کے حواریوں کے نزدیک جائز اور درست ہے۔ امریکہ نے سوڈان، ایران، عراق اور کینیا کو دہشت گرد ملک قرار دے دیا ہے پاکستان بھی اس کی زد پر ہے۔ حکومت پاکستان نہ جانے کس خوش فہمی میں مبتلا ہے۔ پاکستانی حکمران بھی اعلانیہ اسلام کی بنیادی باتوں سے اپنی براءت کا اظہار کر رہے ہیں۔

ناموس رسالت ﷺ جیسے اہم اور بنیادی مسئلہ پر معذرت خواہانہ انداز اختیار کر کے مسلمانوں کی ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت کو للکار رہے ہیں اس المناک صورت حال کے پیش نظر ملی یکجہتی کونسل نے متفقہ طور پر 26 مئی 1995ء بروز جمعہ پورے ملک میں عالم اسلام کے

ساتھ یکجہتی کا یوم منانے کا اعلان کیا ہے۔ لہٰذا آپ سے دردمندانہ درخواست کی جاتی ہے کہ آپ 26 مئی 1995ء کو جمعہ کے خطاب میں مندرجہ ذیل موضوعات پر تقریر فرما کر اسلام دشمن طاقتوں کی سازشوں کو بے نقاب کریں:۔

☆۔ ناموس رسالت ﷺ کی دینی اہمیت اور اس سے متعلق سزا کا تصور۔

☆۔ قبلہ اول کی سرزمین کو امریکہ کی جانب سے یہودیوں کے حوالے کرنے کے لیے امن کا ڈھونگ رچانا۔

☆۔ توہین رسالت ﷺ کی سزا سے متعلق موت سے کم سزا کا تصور نا قابل قبول ہے حکومت پاکستان کو اس سزا سے متعلق کسی قسم کی ترمیم یا تنسیخ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

☆۔ امریکہ اور استعماری قوتوں کے نیو ورلڈ آرڈر جس کا مقصد صرف صیہونی عزائم کی تکمیل ہے، کے خلاف مشترکہ جدوجہد کے لیے مسلمانوں کو آمادہ کرنا۔

☆۔ 27 مئی 1995ء بروز ہفتہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے کراچی تا خیبر مکمل ہڑتال کی اپیل کی جائے تاکہ ذات اقدس حضور ﷺ سے مکمل اطاعت کے عہد کی تجدید ہو اور اس عزم کا اعلان ہو کہ توہین رسالت کی سزا کے مستوجب کو موت کے سوا کوئی اور سزا نہیں دی جاسکتی۔

فقط والسلام

شاہ احمد نورانی صدیقی چیئرمین ملی یکجہتی کونسل پاکستان

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۷)

تاریخ پاکستان میں پہلی مرتبہ جمعۃ المبارک کے موقع پر وطن عزیز کی تمام مساجد میں ایک موضوع پر تقاریر کی گئیں۔ "ملی یکجہتی کونسل" کے قیام کا مقصد بھی پورا ہو گیا تھا کیونکہ انبیاء کرام، صحابہ عظام، خلفاء راشدین، اہل بیت اطہار اور امہات المومنین کا ادب و احترام کرنے، تبرا بازی سے اجتناب کرنے اور اشتعال انگیز تقاریر سے پرہیز کرنے کے اصول وقوانین وضع ہو چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، رسول رحمت کی نظر عنایت، اولیاء اللہ کے فیضان اور امام نورانی کی نورانی قیادت کے باعث وطن عزیز امن و سلامتی اور صلح و آشتی کا گہوارہ بن گیا۔

متحدہ مجلس عمل:

گزشتہ صفحات میں لکھا جا چکا ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں مذہبی منافرت و عداوت کے خاتمہ کے لیے امام نورانی صدیقی کی کوششوں سے 1995ء میں مختلف مذہبی وسیاسی جماعتوں پر مشتمل "ملی یکجہتی کونسل" قائم کی گئی۔ آپ کی قیادت میں کونسل نے تاریخ ساز خدمات انجام دیں۔ 11 ستمبر 2001ء میں امریکہ کا فلک بوس "ورلڈ ٹریڈ سینٹر" ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین بوس ہو گیا جس سے عالمی سیاست یکسر بدل گئی۔ امریکہ نے اس واقعہ کا ذمہ دار اسلامی ممالک کو قرار دیا اور ساتھ ہی انتقامی کاروائی کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس انتقامی کاروائی کے سلسلہ میں سب سے پہلے افغانستان کو نشانہ بنانے کے لیے پاکستان میں اپنی افواج اتاریں اور مشرف حکومت نے نہ صرف امریکی موقف کی تائید وحمایت کی بلکہ امریکی افواج کو پاکستان میں اڈے بھی فراہم کر دیے۔ ایسے حالات میں دشمن کا سد باب اور ملت اسلامیہ کے تحفظ کے لیے مذہبی راہنماؤں نے مشترکہ موقف اختیار کرنے اور ایک پلیٹ فارم سے الیکشن میں حصہ لینے پر زور دیا جس کے نتیجہ میں 2001ء میں چھ مذہبی جماعتوں پر مشتمل "متحدہ مجلس عمل" کے نام سے ایک اتحاد قائم کیا گیا۔ جس کے صدر امام شاہ احمد نورانی صدیقی جبکہ جنرل سیکرٹری مولانا فضل الرحمان منتخب ہوئے۔ "متحدہ مجلس عمل" کے قیام کے وقت متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ہر چھ ماہ بعد نیا صدر منتخب کیا جائے گا تاکہ تمام جماعتوں کے سربراہوں کو اس اعزاز کا موقع میسر آ سکے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ چھ ماہ گزرنے کے بعد تمام جماعتوں نے متفقہ طور پر آپ کی صدارت پر اتفاق کیا، اس طرح تا وصال آپ ہی صدر رہے۔ تاریخ پاکستان میں مذہبی جماعتوں پر مشتمل یہ پہلا اتحاد ہے جو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا گیا۔ آپ کی قیادت میں "متحدہ مجلس عمل" نے امریکہ کی طرف سے افغانستان پر حملہ کے خلاف جلسوں، جلوسوں اور ملین مارچ کے ذریعے زبردست احتجاج کیا۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی قیادت میں 23 مارچ 2002ء کو داتا کی نگری لاہور میں امریکہ کے خلاف تاریخی ملین مارچ ہوا جس میں علمائ،

مشائخ، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین، وکلاء اور عوام نے بھرپور شرکت کرکے مذہبی و ملی غیرت کا ثبوت دیا۔

2002ء کو وطن عزیز میں عام انتخابات منعقد ہوئے جس میں "متحدہ مجلس عمل" نے آپ کی قیادت میں انتخابی نشان "کتاب" کے تحت بھرپور حصہ لیا۔ عام انتخابات میں آپ نے بطور امیدوار حصہ تو نہ لیا لیکن متحدہ مجلس عمل کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے 76 سال عمر ہونے کے باوجود ملک بھر کے حلقوں میں انتخابی مہم چلائی۔ جس کے نتیجہ میں قومی و صوبائی اسمبلیوں میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔

صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت قائم ہوئی۔ بلوچستان میں مسلم لیگ اور مجلس عمل کی مشترکہ حکومت بنی، سندھ اور پنجاب میں بھی خاطر خواہ نمائندگی ملی جبکہ قومی اسمبلی میں مضبوط اپوزیشن کے طور پر کامیابی حاصل ہوئی۔

عام انتخابات میں "متحدہ مجلس عمل" نے خاطر خواہ کامیابی کے بعد امام نورانی صدیقی کی قیادت میں طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت کے خلاف اصولی موقف اختیار کیا اور 1973ء کے آئین کی بحالی اور جنرل مشرف کی وردی اتارنے کا مطالبہ کیا۔ جنرل مشرف سے وردی اتارنے کا معاہدہ طے پا گیا تھا جس پر صرف دستخط کرنا باقی تھے لیکن ان کے ساتھیوں کی طرف سے دوغلا پالیسی اختیار کی گئی۔ بالآخر متحدہ مجلس عمل کی طرف سے حکومت کو 18 دسمبر 2003ء کی ڈیڈ لائن دی گئی بصورت دیگر حکومت کے خلاف بھرپور تحریک چلانے کا اعلان کیا گیا۔ 11 دسمبر 2003ء کو قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی اسلام آباد میں وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط متحدہ مجلس عمل آپ کے ہاتھوں کا لگایا ہوا پودا ہے جسے خون پسینہ سے پروان چڑھایا۔ اللہ تعالیٰ اسے حصول مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

علاوہ ازیں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن طلباء اسلام، جماعت اہل سنت پاکستان، مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان، انجمن فدایان ختم نبوت اور انجمن نوجوانان اسلام وغیرہ تنظیمات بھی قائم کیں۔

تیرھواں باب

تاریخ ساز نورانی کارنامے

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے — دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اوصاف و محاسن اور کارناموں کا حسین مرقع تھے۔ آپ کے کارناموں کو احاطہ تحریر میں لانے کے لیے کئی دفتر چاہیے تاہم سطور ذیل میں چند ایک تاریخ ساز کارنامے پیش کیے جاتے ہیں:

☆ تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے مسلمان نوجوانوں پر مشتمل "نیشنل گارڈ" تنظیم قائم کی۔

☆ خانقاہ رشیدیہ میں 1945ء میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس" میں شرکت کی۔

☆ عام انتخابات 1946ء میں میرٹھ ڈویژن سے مسلم لیگ کے امیدوار قومی اسمبلی شہید ملت خان لیاقت علی خاں کو کامیاب کروانے کے لیے انتخابی مہم میں کردار ادا کیا۔

☆ پاکستان معرض وجود میں آنے سے کچھ عرصہ پہلے صوبہ سندھ کے معروف روحانی بزرگ حضرت پیر سید صبغۃ اللہ قادری پگاڑو شہید نے حصول آزادی کے لیے انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا جس کے پاداش میں انگریز نے آپ کو باغی قرار دے کر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا، پیر صاحب کی گدی کو غیر قانونی قرار دے دیا، رہائشی مکانات کے نام و نشان مٹا دیئے اور پیر سید مردان علی شاہ المعروف پیر پگاڑا صاحب کو بچپن میں ملک بدر کر کے فرانس پہنچا دیا۔ قیام پاکستان کے بعد پیر صاحب کے لاکھوں عقیدتمندوں اور مریدوں (جن کو عرف عام میں حر مجاہدین کہا جاتا ہے) نے پاکستان سے بیزاری کا اظہار کیا اور اپنے محبوب کی تلاش میں نکل پڑے۔ ایسی صورتحال ملک و ملت کے لیے خطرناک اور کمزوری کا سبب بن سکتی تھی۔ اس صورتحال پر قابو پانے اور استحکام پاکستان کے لیے 1952ء کو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی

صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ علماء پر مشتمل ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان خواجہ نظام الدین سے ملاقات کی اور پیر جو گوٹھ (سندھ) کی گدی بحال کرائی۔ اور حکومتی اثر ورسوخ سے فرانس سے پیر سید مردان علی شاہ المعروف پیر پگاڑا صاحب کو پاکستان میں لایا گیا۔

☆۔ 1955ء میں سعودی عرب کے حکمران شاہ فیصل ہندوستان آئے تو انہوں نے عام رواج کے مطابق گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھائے۔ 17 مارچ 1972ء کو وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے معروف سوشلسٹ راہنما لینن کی قبر پر پھول چڑھائے۔ دورہ بھارت کے دوران جنرل محمد ضیاء الحق نے رنگون (انڈیا) میں مہاتما بدھ کے مندر پر گھنٹیاں بجائیں جو ایک غیر اسلامی رسم تھی۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے 1958ء کو دورہ روس کے دوران سوشلسٹ لیڈر لینن کی سمادھی پر پھول چڑھانے سے صاف انکار کر دیا تھا، آپ واحد غیر ملکی تھے جنہوں نے انکار کیا۔

☆۔ 1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان "سنی کانفرنس" ٹوبہ ٹیک سنگھ منعقد ہوئی جس میں علماء، مشائخ اور عوام نے بھرپور ذوق وشوق سے شرکت کی۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش سے مدینہ منورہ سے آپ کے سسر حضرت علامہ مفتی فضل الرحمان مدنی رحمۃ اللہ علیہ خصوصی طور پر پاکستان "سنی کانفرنس" میں شرکت کے لیے آئے، کانفرنس سے عربی زبان میں خطاب کیا جبکہ اردو ترجمہ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا۔

☆۔ آپ نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یحییٰ خاں سے ملاقات کی اور ملک کی نازک صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کرنے کا انہیں مشورہ دیا۔

☆۔ فوجی افسروں کی موجودگی میں آپ نے یحییٰ خاں کو ڈانٹ پلادی، میز سے شراب اٹھانے اور آئندہ شراب نوشی سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

☆۔ قومی اسمبلی میں آپ کے خطاب کے دوران جبکہ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو بھی موجود تھے، آپ کے پان کھانے پر طنز ہوئی تو آپ نے برملا جواب دیا: پان کھاتا ہوں

شراب تو نہیں پیتا۔

☆۔ پہلی تعارفی ملاقات میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا: اچھا یہ مولانا نورانی ہیں جو حکومت کے کاموں سے کیڑے نکالتے ہیں۔ تو آپ نے بلاتاخیر جواب دیا: حکومت اپنے کاموں میں کیڑے نہ پڑنے دیا کرے تو ہمیں نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔

☆۔ 1970ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے سیکولرازم کے تحت روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی، عام انتخابات میں اکثریت حاصل کر کے بلامقابلہ وزیر اعظم بننے کا خواب دیکھ کر پاکستان کو نقصان پہنچانے کا سوچنے لگے تو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ "نظام مصطفی ﷺ" کا جھنڈا لیکر میدان عمل میں نکل آئے اور بھٹو ازم کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہوگئے۔ ان کے مقابلے میں وزارت عظمیٰ کا الیکشن لڑا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلامی اقدار و شعائر اور وطن عزیز کا دفاع کیا۔

☆۔ 1970ء کی قومی اسمبلی میں امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

☆۔ 1970ء کی قومی اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں تحفظ ختم نبوت اور آئین کو اسلامی بنانے کے لیے آواز بلند کی۔

☆۔ پارلیمانی لیڈر، قائد حزب اختلاف اور دستور ساز کمیٹی کے رکن ہونے کی حیثیت سے آپ نے تدوین آئین کے لیے 280 دفعات اور 208 ترامیم پیش کیں۔ اور آخر میں آئین میں پائی جانے والی کمزوریوں پر نوٹ بھی تحریر فرمایا۔

☆۔ تحریک ختم نبوت 1974ء کے موقعہ پر قادیانیوں کے راہنما مرزا ناصر الدین کو قومی اسمبلی میں لایا گیا، تو انہوں نے اپنے موقف پیش کرنے کے دوران تحذیر الناس (مصنف مولوی محمد قاسم نانوتوی) اور تقویۃ الایمان (مصنف مولوی محمد اسماعیل دہلوی) کتب کا سہارا لینا چاہا تو امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً کہا: ایک عرصہ پہلے ہمارے علماء ان کتب کے مصنفین کو کافر قرار دے چکے ہیں۔ آپ کے اس جواب سے اسمبلی میں سناٹا چھا گیا۔ اور مرزا ناصر الدین اس قدر بدحواس ہوا کہ بار بار پانی پینے کے علاوہ کچھ بھی نہ کرسکا۔

☆ ۔قومی اسمبلی میں بحث کے دوران آپ نے مرزا ناصر الدین کے 360 سوالات کے الگ الگ جواب دیے۔

☆ ۔قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کے موقع پر آپ نے قادیانیوں کے لاہوری گروپ اور دوسرے قادیانی گروپوں کی طرف سے پچاس لاکھ (ایک روایت کے مطابق ایک کروڑ روپے) کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور فرمایا: اے ظالمو! تمہیں ہمارے سامنے آنے کی جراءت کیسے ہوئی؟ جاؤ یہاں سے نکل جاؤ ہمارا سودا بازارِ مصطفی ﷺ میں ہو چکا ہے اور تمہاری پیش کش ہمارے جوتے کی نوک پر۔ ہمارے جوتے کی نوک تمہاری پیشکش سے زیادہ قیمتی ہے۔

☆ ۔امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی جدو جہد سے آئین میں مسلمان کی تعریف، پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، سربراہ وطن عزیز کا مسلمان ہونا اور اسلامی دفعات کو شامل کیا گیا۔

☆ ۔آپ کی قرارداد ختم نبوت پر حکومت کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے نتیجے میں پچاس ہزار (000,50) قادیانی تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔

☆ ۔مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں پارلیمانی لیڈروں کو ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن میں براہ راست اپنا نقطہ نظر عوام کے سامنے پیش کرنے کی دعوت دی گئی تو امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے حکومت کی وعدہ خلافیوں، آئینی کمزوریوں اور حکومت کی گمراہ کن پالیسیوں پر جراءتمندانہ تنقید کی اور اپنی طرف سے اصلاحی نقطہ نظر بھی تفصیل سے پیش کیا۔

☆ ۔امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی سند کو حکومت پاکستان نے ایم۔ اے عربی و اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا۔ اس سند کے حامل علماء کرام فوج میں اور تعلیمی اداروں میں بھرتی ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی کوششوں سے 18 مئی 1973ء بمطابق سرکاری حکمنامہ: 67.7.3 P.A.O کے ذریعے مندرجہ ذیل اکتیس (31) مدارس اہل سنت کے فارغ التحصیل علماء و فضلاء کی اسناد کو بھی افواج پاکستان اور سرکاری تعلیمی اداروں میں بھرتی کے لیے منظور کیا گیا:

☆ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد ☆ جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد ☆ جامعہ انوار العلوم عربیہ، ملتان ☆ جامعہ مظہر العلوم، ملتان ☆ جامعہ تجوید القرآن، لاہور ☆ جامعہ نعیمیہ، لاہور ☆ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور ☆ جامعہ نعمانیہ رضویہ، لاہور ☆ جامعہ غوث العلوم، لاہور ☆ دار العلوم حزب الاحناف، لاہور ☆ جامعہ صدیقیہ سراج العلوم، لاہور ☆ جامعہ شمسیہ فیض العلوم، لاہور ☆ جامعہ برکات العلوم، لاہور ☆ جامعہ قدوسیہ، لاہور ☆ دار العلوم فریدیہ، بصیر پور ☆ جامعہ فریدیہ، ساہیوال ☆ جامعہ اشرف المدارس، اوکاڑہ ☆ جامعہ عنائیتیہ، خانیوال ☆ جامعہ نوریہ رضویہ، بھکھی شریف ☆ جامعہ غوثیہ نعیمیہ، گجرات ☆ جامعہ رضویہ سراج العلوم، گوجرانوالہ ☆ جامعہ حنفیہ رضویہ، سیالکوٹ ☆ جامعہ شمس العلوم، سیال شریف ☆ جامعہ محمدیہ غوثیہ، بھیرہ ☆ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی ☆ جامعہ سراج العلوم، خانپور ☆ جامعہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور ☆ جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر ☆ جامعہ رکن الاسلام مجددیہ، حیدر آباد ☆ جامعہ غوثیہ، پشاور ☆ جامعہ رحمانیہ رضویہ، ہری پور ہزارہ۔ (محمد سلیم مت: فاتح مرزائیت ص 27)

☆ ۔1977ء کو تحریک نظام مصطفی ﷺ چلی تو اس کے روح رواں آپ ہی تھے، اس تحریک کا نام تجویز کیا، قیادت کی، اس موقع پر گرفتار کیے گئے اور گرم ترین علاقہ گوٹھی خیرو (سندھ) کی ٹوٹی پھوٹی جیل میں رکھے گئے جہاں پانی جیسی بنیادی سہولت سے بھی محروم کیا گیا لیکن آپ نے حکمران طبقہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: نظام مصطفی ﷺ کے لیے ہم ان سے بھی زیادہ تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہیں۔

☆ ۔جناب صاحبزادہ پیر امین الحسنات شاہ بن پیر محمد کرم شاہ الازہری کے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ کا مسئلہ حل کروایا۔

☆ ۔صاحبزادہ علامہ ارشد سعید کاظمی صاحب کو صدام یونیورسٹی، بغداد میں داخلہ دلوایا۔

☆ ۔1978ء کو کل پاکستان "سنی کانفرنس" ملتان منعقد کر کے فعال کردار ادا کیا اس موقع پر علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر آپ کو "قائد اہل سنت" کا لقب دیا۔

☆ ۔1979ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان "میلاد مصطفی ﷺ کانفرنس" مصطفی آباد (رائے ونڈ) منعقد کر کے اہل سنت کو متحد اور بیدار کرنے

کے لیے کردار ادا کیا۔

☆ ۔کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے میئر کی طرف سے دیے گئے ایک استقبالیہ میں آپ نے "اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے" کے موضوع پر انگریزی میں خطاب کیا، خطاب کے اختتام پر کیپ ٹاؤن کے میئر نے امام نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کو "سفیر اسلام" کا خطاب دیا۔

☆ ۔مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق کے گیارہ سالہ دورِ اقتدار میں بھی آپ واحد لیڈر تھے جو قائد حزب اختلاف کا کردار ادا کرتے رہے۔ مطلق العنان حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہتے رہے اور اپنی جماعت کا پیغام "مقام مصطفی ﷺ کا تحفظ اور نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ" گھر گھر پہنچایا۔

☆ ۔جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے وفاق اور صوبوں میں وزارتوں اور گورنریوں کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور فرمایا: یہ طرز عمل ہمارے اسلاف کے طریقہ کے خلاف ہے لہذا شب خون مارتا ہوا میں غیر آئینی اور غیر جمہوری حکومت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

☆ ۔آپ نے ایشیا کے واحد نمائندہ کی حیثیت سے عراق، ایران جنگ بند کروانے کے لیے اقوام متحدہ کے جنرل سیکریٹری سے مذاکرات کیے۔

☆ ۔آپ نے "حنفی یونیورسٹی بغداد" کی نصابی کمیٹی کے رکن ہونے کی حیثیت سے یونیورسٹی میں حنفی طلباء کے داخلہ کو یقینی بنانے کے لیے فعال کردار ادا کیا۔

☆ ۔آپ کی جراتمندانہ، ولولہ انگیز اور بے لوث قیادت میں جمعیت علماء پاکستان (جو ایک پسماندہ تنظیم تصور کی جاتی تھی) چاروں صوبوں میں فعال اور صف اول کی سیاسی جماعت بن گئی۔

☆ ۔ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے آپ کی ادارت میں ماہنامہ "دی میسیج" کا اجراء ہوا جو کثیر تعداد میں شائع ہوتا رہا اور دنیا بھر میں اس کی ترسیل مفت کی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں دس لاکھ سے زائد مذہبی کتب شائع کروا کر دنیا میں مفت تقسیم کروائیں۔

☆ ۔1990ء میں وطن عزیز میں لسانیت اور فرقہ واریت کا طوفان امڈ آیا جس

کے نتیجہ میں معزز شہریوں کا جانی و مالی نقصان ہوا اور خانہ جنگی کی فضا قائم ہوگئی جس سے وطن عزیز کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ ایسی صورتحال میں امام نورانی علیہ الرحمہ اپنے رفقاء کے ساتھ آگے بڑھے اور مختلف مذہبی جماعتوں پر مشتمل "ملی یکجہتی کونسل" کے نام سے تنظیم قائم کی۔ تمام جماعتوں کے سربراہوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرکے ان میں احساس ذمہ داری کا تصور اجاگر کیا جس کے سبب عداوت محبت میں، انتقام عفو و درگزر میں اور قتل و غارت امن و آشتی میں تبدیل ہوگئی۔ امام نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے ملت اسلامیہ کو بھولا ہوا سبق پھر یاد دلایا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر

☆ ۔عالم کفر (یہودیت و عیسائیت) اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے جدید سے جدید حربے اور طریقے استعمال کررہا ہے۔ اس سلسلے میں امریکہ اور دیگر غیر اسلامی ممالک مئوثر انداز میں سرپرستی اور مالی امداد کررہے ہیں۔ عالم کفر کا مقابلہ کرنے اور عالمی سطح پر اسلام کا جھنڈا بلند کر نے کے لیے امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے 1972ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور دنیا بھر میں اس کی شاخیں قائم کرکے امریکہ وغیرہ کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

☆ ۔آپ کی سرپرستی میں دنیا کے 76 ممالک میں اٹھارہ سو (1800) کے لگ بھگ دینی مدارس اور مساجد قائم کی گئیں جن میں لاکھوں طلباء علوم اسلامیہ کی تحصیل میں مصروف عمل ہیں۔

☆ ۔حضرت امام نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں چالیس (40) سے زائد تنظیمیں دنیا بھر میں سرگرم عمل ہیں۔

(یہ تمام نورانی کارنامے کتاب "شاہ احمد نورانی" مؤلف مولانا ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی، "ایک عالم، ایک سیاست دان" مؤلف سید محمد حفیظ قیصر، مجلّہ "انوار رضا" از ملک محبوب الرسول قادری، "گلہائے حسن عقیدت" از علامہ مہر محمد خان ہمدم اور ماہنامہ "کنز الایمان" لاہور شمارہ مارچ ۲۰۰۴ء، ص ۲۰۴ سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری))

چودھواں باب

معمولات قائد اہل سنت علیہ رحمۃ اللہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا او نشیند در حضور اولیاء

قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ زندگی بھر مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ، نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ، عالمی سطح پر غلبہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کے لیے کوشاں رہے۔ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے، کبھی اسمبلی میں وقت کے فرعونوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہی، کبھی وطن عزیز کے طول وعرض کے طوفانی دورے کیے اور کبھی بیرون ملک (دنیا بھر) کے دورے کیے۔ الغرض آپ سفر میں ہوتے یا حضر میں اپنے روحانی و مذہبی معمولات پر باقاعدگی سے عمل کرتے۔ آپ کے معمولاتِ زندگی کی چند مختصر جھلکیاں سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

☆۔ آپ رات چار بجے نماز تہجد کے لیے بیدار ہو جاتے اور تا نماز فجر سلسلہ عالیہ علیمیہ رضویہ کے اوراد و وظائف میں مصروف رہتے۔ آغاز بلوغ سے لیکر تا وصال نماز تہجد باقاعدگی سے ادا فرماتے رہے۔

☆۔ دلائل الخیرات، حزب البحر، تلاوت قرآن اور دیگر اوراد و وظائف کا روزانہ باقاعدگی سے ورد کرتے۔

☆۔ نماز پنجگانہ بروقت اور باجماعت ادا کرتے۔

☆۔ فجر کی نماز کے بعد حفاظ کرام سے قرآن پاک کے دو پاروں کا دور کرتے۔ اگر سفر کے سبب حفاظ کرام میسر نہ ہوتے تو اکیلے ہی دو پارے تلاوت کرتے۔

☆۔ صبح کے وقت ہلکا پھلکا اور سادہ (دلیہ وغیرہ سے) ناشتہ کرتے۔ یہی آپ کی صحت کا راز تھا۔

☆۔ مختلف انگریزی اور اردو اخبارات کا بغور اور تادیر مطالعہ کرتے۔

☆۔ بروقت ورلڈ اسلامک مشن کے دفتر پہنچتے جہاں نماز ظہر تک مذہبی وسیاسی مسائل حل کرتے مختلف شخصیات کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہتا، جن سے تبادلہ خیال بھی ہوتا اور دنیا بھر سے ٹیلی فون بھی آتے رہتے۔

☆۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد گھر واپس آ جاتے، کھانا تناول کرتے اور کچھ دیر تک آرام (قیلولہ) کرتے۔ آپ کا کھانا سادہ ہوتا، کھانے میں مرغوب غذا لوکی شریف یعنی کدو شریف تھی۔ اپنے اہل خانہ اور مہمانوں کو بھی کدو شریف کھانے کی تاکید وترغیب دیتے کیونکہ سنت نبوی ﷺ ہے۔

☆۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد وطن عزیز سے آئے ہوئے مختلف وفود اور بین الاقوامی شخصیات سے تبادلہ خیال کرتے۔

☆۔ نماز مغرب کے بعد حفاظ کرام سے دو پاروں کا دور کرتے۔ اوقات تلاوت میں ملاقات کے لیے آنے والوں سے عام طور پر معذرت کر لیتے۔

☆۔ تلاوت قرآن کے بعد مریدین، معتقدین اور دوسرے لوگوں سے ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا۔

ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب اپنے مکان پر "محفل ذکر ونعت اور وعظ" منعقد کرتے۔ محفل کے اختتام پر آپ عالم اسلام کی ترقی وعروج اور سلامتی کے لیے رقت انگیز دعا کرتے۔ پھر نورانی لنگر اپنے دست اقدس سے تقسیم کرتے۔

☆۔ سنت نبوی ﷺ کے مطابق لباس زیب تن کرتے جو دستار، جبہ، پائجامہ اور ٹوپی پر مشتمل ہوتا۔

☆۔ سنت نبوی ﷺ کے مطابق کھانے کے وقت کھجوریں استعمال کرتے اور اہل خانہ سے عربی زبان میں گفتگو کرتے۔

☆۔ اپنے خطاب کا آغاز درود پاک اور قصیدہ بردہ شریف کے اشعار سے کرتے جس سے سامعین پر خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

☆ ۔آپ کی گفتار، رفتار، خورد ونوش اور دیگر امور سنت نبوی ﷺ کا آئینہ دار تھے۔

☆ ۔نماز عشاء کے بعد کھانا تناول کرتے اور مہمانوں کو بھی خود ہاتھ دھلا کر کھانا پیش کرتے۔

☆ ۔کھانا کھانے کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا جو رات ایک بجے سے ڈیڑھ بجے تک جاری رہتا۔

☆ ۔مہمانوں کا استقبال کرتے، ہر ایک کی بات توجہ سے سماعت کرتے اور ان کی روانگی کے وقت سنت نبوی ﷺ کے مطابق چند قدم ساتھ چل کر الوداع کہتے۔

☆ ۔مذہبی اور سیاسی امور میں اصولوں پر سختی سے عمل کرتے۔

☆ ۔مذہبی، سیاسی اور تاریخی کتب کا ذوق و دلچسپی سے مطالعہ کرتے۔

☆ ۔دوران سفر قرآن پاک، ریاض الصالحین، دلائل الخیرات اور حزب البحر وغیرہ اپنے ساتھ رکھتے۔

☆ ۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے وظیفہ حزب البحر کی تاثیر کے حوالے سے جناب میر علی احمد خاں تالپور سابق وزیر دفاع پاکستان کا بیان کردہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے بیان کیا کہ:

"ایک وقت آیا کہ جنرل محمد ضیاء الحق مخالفت کی وجہ سے شاہ احمد نورانی سے کبیدہ خاطر تھے۔ انہوں نے اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے بتایا کہ جنرل محمد ضیاء الحق نے اکثر مولویوں کو دانہ دنکا ڈال کر اپنے ساتھ ملا لیا لیکن مولوی نورانی قابو نہیں آیا، جنرل ضیاء الحق نے مولانا کو رام کرنے کے لیے مجھے اشارہ کیا، مگر مولانا نورانی نہ میرے قابو آئے نہ ضیاء کی انٹیلی جنس انہیں رام کرسکی۔ آخر کار جنرل ضیاء نے فیصلہ کیا کہ ائر مارشل محمد اصغر خاں کی طرح مولانا نورانی کو ان کے گھر میں نظر بند کردیا جائے۔ میں نے جنرل ضیاء الحق کو بتایا اس مولوی کو چھوڑ دیں یہ عام لوگوں میں قرآن پڑھتا ہے تو لوگوں کے دل دہل جاتے ہیں، جب قصیدہ بردہ پڑھتا ہے تو میں دست بستہ کھڑا ہوجاتا ہوں مگر سنا ہے کہ وہ رات کو حزب البحر پڑھتا ہے اس وظیفہ کی مار، سات سمندروں کی تہوں میں بھی اپنے مخالف کو نشانہ بناتی ہے۔ جنرل

ضیاء مرحوم نے مولانا کی نظر بندی کا خیال چھوڑ دیا"۔ (اقبال احمد فاروقی، پیر زادہ: جہان رضا شمارہ جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۲۴)

☆ ۔اپنے بڑے سے بڑے سیاسی مخالف کے بارے میں دلی عداوت نہ رکھتے بلکہ بروقت اصولی جواب ارشاد فرمادیتے۔

☆ ۔علماء، مشائخ، بین الاقوامی شخصیات اور نظام مصطفی ﷺ کے کارکنوں کا دلی احترام کرتے اور ان کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کرتے۔

☆ ۔تمام امور و مسائل میں امن و سلامتی کا راستہ اختیار کرتے۔ کسی کارکن کو قتل و غارت، انتقامی کاروائی کرنے اور قومی و ملکی املاک کو نقصان پہنچانے کی ہرگز اجازت نہ دیتے۔

☆ ۔سیاسی اصولوں کی مذہبی اصولوں کی روشنی میں تطہیر و تہذیب کرتے اور ان پر سختی سے عمل کرتے۔

☆ ۔سیاسی اختلاف کو ذاتی مخالفت و عداوت کا ہرگز رنگ نہ دیتے بلکہ سیاسی مسائل کا سیاسی حل تلاش کرتے۔

☆ ۔تکبر و غرور اور انانیت کے بتوں سے سخت نفرت کرتے۔

☆ ۔اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں ہرگز غفلت سے کام نہ لیتے بلکہ کارکنوں کو اپنے فرائض کی ادائیگی میں غفلت و سستی ترک کرنے کی تاکید و تلقین کرتے۔

☆ ۔تمام سیاسی امور جمعیت علماء پاکستان کے دستور اور اراکین مجلس عاملہ و شوریٰ کی رائے کے مطابق طے کرنے پر فخر محسوس کرتے۔ اور خود کو کبھی بھی اصولوں اور دستور سے بلند و بالا تصور نہ کرتے۔

قائد اہل سنت حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن، عالمی مبلغ اسلام اور ممتاز ترین قاری تھے۔ قرآن پاک سے آپ کو دلی لگاؤ اور محبت تھی کیونکہ آپ کی ولادت باسعادت بھی رمضان المبارک میں ہوئی اور قرآن پاک کا نزول بھی رمضان المبارک میں ہوا تھا۔ جب آپ خوش الحانی سے تلاوت قرآن کرتے تو یوں محسوس ہوتا گویا قرآن اتر رہا ہے۔ آپ کی لحن داؤدی سن کر راہگیر لوگ رک جاتے اس وقت

تک آگے نہ جاتے جب تک تلاوت قرآن کا سلسلہ ختم نہ ہو جاتا اور سامعین پر رقت طاری ہو جاتی۔ آپ تاحیات سفر و حضر میں روزانہ چار پاروں کا دور کرتے رہے۔ ماہِ رمضان المبارک کا آغاز ہوتے ہی آپ تمام سیاسی مصروفیات ترک کر کے معمولات رمضان کی تکمیل کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ آپ نے جناح مسجد، برنس روڈ کراچی میں 66 سال تک نماز تراویح میں قرآن پاک سنایا۔ البتہ 1973ء میں تدوین و تکمیل آئین پاکستان اور 1984ء میں دل کا بائی پاس اپریشن کرانے کے سبب دو سال نماز تراویح میں قرآن نہ سنا سکے۔ جہانگیر پارک، کراچی کی سالانہ محفل شبینہ میں پارہ نمبر 1, 13, 30 باقاعدگی سے سناتے، پورا رمضان 250 افراد کی سحری و افطاری کا اہتمام کرتے۔ رمضان بھر میں رات کو صرف ایک گھنٹہ آرام کرتے۔ روزانہ نماز تراویح کے بعد پون گھنٹہ تک درس قرآن دیتے۔ 10 رمضان المبارک سے 20 رمضان المبارک تک جلسوں کا اہتمام ہوتا جن میں آپ خطاب کرتے۔ 20 رمضان المبارک کے بعد تا آخر رمضان شبینوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا جن میں آپ شمولیت فرماتے اور خطاب کرتے۔ قران سنانے یا تبلیغی خدمات کے عوض نذرانہ وغیرہ وصول نہ کرتے۔ تلاوت قرآن کی سماعت کا ذوق رکھنے والے حضرات ماہ رمضان کا آغاز ہوتے ہی ملک بھر سے کراچی کے ہوٹلوں میں قیام پذیر ہو جاتے۔ قائد اہل سنت کی آواز میں تلاوت قرآن سننے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے نماز تراویح، نماز تہجد اور نورانی شبینہ میں شامل ہوتے۔ آپ ہر رمضان المبارک میں تین قرآن ختم کرتے۔ ایک نماز تراویح میں، دوسرا نوافل میں اور تیسرا نماز تہجد میں۔ اپنی والدہ محترمہ کی خواہش کے احترام میں 1954ء سے لیکر 2003ء تک کچھی میمن مسجد، صدر کراچی میں رمضان المبارک میں نماز تہجد میں دو قرآن پاک سنانے کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری رکھا۔ 1950ء کے آخری عشرے میں آپ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ اور کیماڑی، کراچی کے جزیرے میں کشتیوں پر بھی چند سال تک نماز تہجد اور شبینہ میں قرآن پاک سناتے رہے۔ 1970ء میں کراچی کی مختلف مساجد و مقامات میں قرآن پاک سنایا۔ 1979ء میں آپ نے جہانگیز پارک صدر، کراچی میں "نورانی شبینہ اور اجتماعی دعاء" کا پروگرام شروع

کیا جس کا اہتمام جناب عبداللہ قادری صاحب کرتے تھے۔ حضرت امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ نے نصف صدی تک شبینہ کی شکل میں قرآن پاک سنا کر وطن عزیز کے لوگوں میں تلاوت قرآن، قرآن فہمی اور محافل شبینہ کے انعقاد کا ذوق پیدا کر دیا۔ اب آپ کی تقلید میں ریڈیو پاکستان، ٹیلی وژن، مساجد، رہائشگاہوں اور پبلک مقامات پر بھی محافل شبینہ کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔

مندرجہ بالا معمولات نورانی پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معمولات مبارکہ کسی عام شخص کے نہیں بلکہ کسی امام وقت، عاشق رسول ﷺ، مجدد عصر، اور ولی کامل کے ہو سکتے ہیں۔ آپ یقیناً امام العصر تھے اور ولی کامل بھی، قائد ملت اسلامیہ تھے اور عاشق رسول بھی۔ آپ کی قیادت و سیادت ولایت و امامت اور عشق رسول کریم ﷺ کو تمام مکاتب فکر کے علماء و مشائخ اور مشاہیر نے تسلیم کیا ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر

قادیانیوں نے ربوہ کو اسرائیل کی طرز پر اپنا مرکز و مستقر بنا لیا تھا، وہاں کے تمام سرکاری ادارے بھی ان کے تابع تھے اور یہ دراصل ریاست کے اندر ایک خود مختار ریاست تھی، جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ملی و ریاستی مفادات کے خلاف سرگرم عمل تھی۔ مئی ۱۹۷۴ء میں کچھ طلبہ جو اپنے مطالعاتی اور تفریحی دورے پر تھے، دوران سفر ایک ٹرین میں ربوہ کے سٹیشن پر رکے تو ربوہ کے غنڈوں نے ان پر حملہ بول دیا۔ مارا پیٹا اور ختم نبوت مردہ باد کے نعرے لگائے۔ یہ قادیانیوں کی جانب سے ملت اسلامیہ پاکستان کی دینی حمیت اور جذبۂ عشق مصطفی ﷺ کی ایمانی قوت کو پرکھنے کے لئے ایک ٹیسٹ کیس تھا، اگر اس موقع پر غلامان مصطفی ﷺ جذبۂ عشق مصطفی ﷺ سے سرشار ہو کر اٹھ کھڑے نہ ہوتے تو قادیانیوں کے حوصلے اور بلند ہو جاتے اور وہ اسٹیبلشمنٹ میں موجود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مملکت کے اقتدار اعلیٰ پر قبضے کی تدبیریں بھی کر سکتے تھے جو ان کا اصل ہدف تھا لیکن الحمد للہ علی احسانہ! ان کا یہ خواب ناتمام رہا۔

(انٹرویو مولانا شاہ احمد نورانی از مفتی منیب الرحمن)

(ہفت روزہ احوال و آثار، اگست ۲۰۰۰ء، صفحہ ۳۰، ۳۶)

پندرھواں باب

امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ اور جمہوریت

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز — نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

تحریک قیام پاکستان کے دوران علماء و مشائخ اہل سنت نے آل انڈیا سنی کانفرنس اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے بھرپور کردار ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد بدقسمتی سے مسلم لیگ اور حکومت پاکستان پر ایسے لوگ مسلط ہو گئے جنہوں نے قربانیوں کی پرواہ کیے بغیر حصول پاکستان کے مقصد کو پس پشت ڈال دیا اور نفاذ اسلام کو نظرانداز کر دیا۔ ایسے مایوس کن حالات میں علماء و مشائخ اہل سنت نے مسلم لیگ سے علیحدگی اور اہل سنت کی نئی سیاسی جماعت قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ 1948ء میں غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر مدرسہ عربیہ انوار العلوم، ملتان میں ملک بھر کے ممتاز علماء و مشائخ اہل سنت کا نمائندہ اجلاس منعقد ہوا جس میں "جمعیت علماء پاکستان" کا اعلان کیا گیا۔ جمعیت علماء پاکستان نے مختلف تحریکوں، جلوسوں، جلسوں کے ذریعے اور حالات حاضرہ کے ردعمل میں حصہ لیکر اپنا وجود برقرار رکھا لیکن ایک پسماندہ اور مذہبی جماعت سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں تھی۔ اس کا صوبائی و ضلعی دفتر تھا اور نہ مرکزی بلکہ موجودہ سربراہ کی بیٹھک ہی اس کا دفتر ہوا کرتا تھا۔ جمعیت علماء پاکستان کو ذاتی مقاصد کے حصول کے لیے حکومت وقت کی کنیز بنا دیا گیا تھا بلکہ جمعیت نصف درجن حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی۔ 1970ء میں مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ قادری امیر حزب الاحناف، لاہور کی تحریک پر جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کا مشترکہ سربراہی اجلاس دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور میں منعقد ہوا۔ مفتی اعظم کی خواہش کے احترام میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے صدارت کی۔ آپ نے سیاسی بصیرت و تدبر اور خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام گروپوں کو ایک پلیٹ فارم پر نہ صرف متحد کر دیا بلکہ باقاعدہ جمعیت علماء پاکستان کا منشور بھی تیار کروایا اور عملی سیاست میں حصہ لینے کے

لیے علماء و مشائخ اہل سنت اور عوام کو ذہنی طور پر تیار کیا۔ امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوششوں سے 1970ء کے عام انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان نے تاریخ پاکستان میں پہلی مرتبہ حصہ لیا اور توقع سے زیادہ کامیابی حاصل کی۔

جمعیت علماء پاکستان کی قیادت سنبھالتے ہی امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت کے تمام سیاسی معاملات جمہوری اصولوں کے مطابق چلانے کا فیصلہ کیا، جس پر تاحیات کاربند رہے۔ دوسری جماعتوں سے اشتراک و اتحاد کا مسئلہ ہو یا قومی و ملی تحریکات میں شمولیت و معاونت کا، جمعیت کے منشور کی خلاف ورزی کے ارتکاب کے باعث کسی شخصیت کے اخراج کا مسئلہ ہو یا کسی راہنما کے استعفاء منظور کرنے کا اور یا ٹکٹوں کی تقسیم کا مرحلہ ہو۔ آپ نے ہمیشہ جمعیت علماء پاکستان کی مجلس شوریٰ اور مجلس عاملہ کے فیصلوں کے مطابق چلنا پسند کیا۔ ہمیشہ جمہوریت اور اصولوں کو اپنایا، کبھی بھی اپنی رائے ٹھونسنے کی کوشش نہیں کی اور نہ انفرادی طور پر کوئی فیصلہ کیا۔ چونکہ آپ عالم ربانی، فاضل اجل اور عالمی مبلغ اسلام تھے اس لیے اسلامی جمہوریت کے اصولوں سے باخبر تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں خطبہ حجۃ الوداع کے دوران اسلامی جمہوریت کے حوالے سے فرمایا:

لَا فَضلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ اِلَّا بِالتَّقوٰی

کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر فضیلت حاصل نہیں ہے مگر پرہیزگاری کے ساتھ۔

خوف خدا رکھنے والے اور عدل و انصاف کا پرچم بلند کرنے والے حکمران بھی اسلامی جمہوریت اور مساوات پر یقین رکھتے تھے۔ ان کے ہاں تو جمہوریت کا یہ عالم تھا:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز — نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جمہوری اصولوں کے پیش نظر عوامی رابطہ مہم کو کبھی نظرانداز نہیں کیا بلکہ جمعیت کے دیگر قائدین کی رفاقت میں وطن عزیز کے کئی بار طوفانی دورے کیے اور نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات و نشریات علامہ شبیر احمد ہاشمی صاحب اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی بھی کیا برق گفتار شخصیت ہیں کہ وہ قافلہ نظام مصطفی ﷺ کو اقتدار میں لانے کے لیے سیماب کی طرح اضطراب میں ہیں۔ صبح و مسا سفر ان کا گہنا اور تقریر و خطاب ان کا زیور ہے۔ عوام سے رابطہ تو ہر سیاسی رہنمائی ضرورت ہوتا ہے مگر مولانا نورانی اپنی جماعت کے ہر مسئلہ میں عوام سے رابطے کو اتنا ہی لازمی جزو سمجھتے ہیں جتنا جسم کے لیے روح ہے۔ قائد اہل سنت، نگاہِ بلند، سخن دلنواز اور جاں پر سوز کا رخت سفر رکھنے والے میر کارواں ہیں۔ جمعیت کے بدلتے ہوئے تنظیمی حالات، ملک کی روز و شب، پلٹا کھانے والی کیفیات نے عوامی رابطہ کو اور زیادہ ضروری کر دیا ہے اسی لیے اس مرد دانائے راز نے یہ سفر اختیار کیا۔ جس کا عنوان ہے" قائدین خادمین کی عدالت میں"۔

(سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: قائدین خادمین کی عدالت میں، ص ۲)

1987ء میں جمہوریت کے فروغ کے حوالے سے امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ نے قابل فخر پروگرام تشکیل دیا کہ ملک بھر کی ہر ڈویژن میں جمعیت علماء پاکستان کے کارکنوں کا تربیتی کنونشن منعقد کیا جائے جس میں جمعیت کے قائدین مختلف موضوعات پر تربیتی لیکچرز دیں۔ کنونشن کے دوران کارکنوں کو براہ راست قائدین سے سوالات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے اور قائدین سوالات کے جوابات دیں۔ اس پروگرام کو" قائدین خادمین کی عدالت میں" کا نام دیا گیا۔ اس پروگرام کا پہلا کنونشن 19 تا 27 ستمبر 1987ء کو جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں زینت القراء مولانا قاری غلام رسول صاحب نے تلاوت قرآن کی، قاری امانت علی صاحب نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ علامہ مفتی غلام سرور قادری صاحب نے درس قرآن دیا، علامہ مفتی محمد عبد اللہ قصوری صاحب نے درس حدیث دیا اور دیگر قائدین جمعیت نے تربیتی مقالات پیش کیے، حسب اعلان کارکنوں نے براہ راست قائدین سے سوالات کیے اور جوابات سنے۔ حسب پروگرام مختلف ڈویژن میں منعقدہ کنونشنوں کے مواقع پر دیگر قائدین کی طرح قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کو بھی کارکنوں کی طرف سے سوالات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ سے کیے گئے چند مشہور سوالات کے جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

کنونشن کے موقع پر کارکنوں کی طرف سے قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا جب بھی وطن عزیز پر مشکل وقت آتا ہے تو جمعیت علماء پاکستان کی قیادت بیرون ملک کیوں چلی جاتی ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ملک کے ہر مشکل وقت میں جمعیت کی قیادت ملک سے باہر ہوتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ 1970ء کے بعد ملک میں مشکل وقت یہ تھے: "1973ء میں آئین سازی" جس کے لیے پیپلز پارٹی کی قومی اسمبلی میں اکثریت تھی اور وہ آئین کو اپنی مرضی کے مطابق بنانا چاہتے تھے۔ بھٹو صاحب کا ذہن اسلامی نہیں سیکولر تھا اور ان کے ارکان قومی اسمبلی اپنے ضمیر کی بجائے بھٹو صاحب کی رضا جوئی کو اہمیت دیتے تھے اور ہمارے ایک دوست جن کی لائن کبھی نہیں کٹی مگر آج کل کٹی ہوئی ہے وہ ان کے مذہبی ابوالفضل تھے۔ وہ لوگ آئین کو سوشلسٹ بنیادوں پر بنانا چاہتے تھے۔ مگر مذہب پر اتنا احسان کرنے پر آمادہ تھے کہ سوشلزم کا نام مساوات محمدی ﷺ رکھ لیں۔ مگر جمعیت علماء پاکستان نے اپنے تین ارکان قومی اسمبلی کے کٹ جانے کے باوجود اس لادینی ذہن کا مقابلہ کیا اور 1973ء کے آئین میں اسلام کو سرکاری مذہب اور سربراہ مملکت کو مسلمان قرار دلوایا۔ اس طرح سوشلزم، کمیونزم، سیکولر، آمریت اور جمہوریت کشی سے ملک کو بچانے میں اہم کردار ادا کیا۔

ملک میں دوسرا اہم موقعہ ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر قادیانی غنڈوں نے مسلمان طلباء پر حملہ کیا اور یہ مسئلہ تحریک ختم نبوت کی شکل میں پھیل گیا۔ جمعیت علماء پاکستان نے قومی اسمبلی کے اندر اور باہر تحریک ختم نبوت کی قیادت کی۔ جمعیت کے لاکھوں کارکنوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، شہادت کے تمغے بھی اہل سنت کو ملے۔ جمعیت کے فیصلے کے مطابق میں چونکہ پارلیمانی پارٹی کا لیڈر تھا اس مسئلہ ختم نبوت پر مبنی ترمیم میں نے قومی اسمبلی میں پیش کی۔ جمعیت کے راہنماؤں اور کارکنوں نے پورے ملک میں مسئلہ ختم نبوت جو جمعیت کے منشور کے پہلے نکتہ مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ کا مظہر تھا۔ جمعیت کے ارکان قومی اسمبلی اور ان کے علاوہ مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی، پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا غلام علی اوکاڑوی نے ارکان قومی اسمبلی سے علمی و تحقیقی تعاون کیا اور جمعیت کی طرف سے مرزا ناصر آنجہانی پر 180 سوالات

داخل کرائے گئے۔ اسی اثناء میں قادیانیوں نے پچاس لاکھ روپیہ نقد میرے سامنے ڈھیر کردیا کہ میں اپنی ترمیم سے قادیانی اور لاہوری کا لفظ واپس لے لوں مگر ہم نے اس کو ٹھکرادیا اور کہا کہ ہمارا سودا بازار مصطفی ﷺ میں ہو چکا ہے۔ اس طرح پاکستان کے متفقہ آئین 1973ء میں مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ کا شرف بھی جمعیت کو حاصل ہوا اور اس موقعہ پر جمعیت کی پوری قیادت ملک میں موجود رہی۔ یہاں تک کہ 4 ستمبر 1974ء کو بھٹو صاحب کو ہمارے مطالبات کو تسلیم کرنا پڑا۔

ایک اور اہم موقعہ ملک میں متحدہ جمہوری محاذ کی بھٹو کی خلاف تحریک تھی جس میں جماعت اسلامی نے غداری کرتے ہوئے سیلاب کا بہانہ بنا کر قوم کی کمر میں خنجر گھونپا تھا مگر جمعیت علماء پاکستان نے جمہوری محاذ کا 28 فروری 1973ء کو اسلام آباد ایم این اے ہاسٹل میں میرے کمرے میں متحدہ اپوزیشن کی سات جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس بلایا اور اس کی داغ بیل ڈالی اور جمعیت نے جمہوری محاذ کی تمام تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا مگر آخر میں محاذ کی کچھ جماعتوں کے بغض کا جمعیت کو شکار ہونا پڑا۔ جمعیت کی تحریک پر جمہوری محاذ نے اعلان اسلام آباد مرتب کیا۔ جمعیت ہی کی تحریک پر خان عبدالولی خان اور ان کی جماعت کے دوسرے ارکان اسمبلی نے بھٹو کے خلاف آئین کی اسلامی دفعات مرتب کرنے میں ہمارا ساتھ دیا حالانکہ وہ سیکولر ذہن کے سیاست دان تھے۔

ملک کا اہم ترین موقعہ قومی اتحاد کا قیام اور اس کی تحریک نظام مصطفی ﷺ تھا جس میں جمعیت کی قیادت ملک سے باہر نہیں گئی بلکہ ملک میں موجود رہی اور قیادت کی۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نے قومی اتحاد کے قیام میں قابل فخر کردار ادا کیا اور اس وقت جمعیت کے نائب صدر جناب چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ کے مکان پر قومی اتحاد کی تشکیل ہوئی۔ جمعیت نے اپنے حق کے مطابق ٹکٹوں کے حصول کو مسئلہ نہ بنایا بلکہ اجتماعی سیاست کے فروغ کے لیے اپنے حق کی قربانی دی مگر قومی اتحاد کی تحریک میں دی گئی بے شمار قربانیوں کو مفاد پرست سیاست دانوں نے اپنی اغراض کی بھینٹ چڑھا دیا اور اسلام کی بجائے اسلام آباد کا رخ کیا۔ یہ بھی غلط ہے کہ مارشل لاء لگوانے میں جمعیت نے جرنیلوں کی حمایت کی تھی بلکہ حقیقت یہ ہے

کہ میں گڑھی خیرو، جیکب آباد سندھ میں نظر بند تھا اور سب سے آخر میں مجھے رہا کیا گیا تھا، مجھ سے ایک روز قبل اصغر خان اور دو روز قبل سردار شیر باز خان مزاری کو رہا کیا گیا۔ بھٹو صاحب نے ہماری رہائی سے قبل ہی قومی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم بنا لی تھی۔ اس کے باوجود ہم نے مذاکرات میں رکاوٹ پیدا نہیں کی بلکہ قومی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم کی بروقت صحیح راہنمائی کرتے رہے مگر ہماری صداقت، شعاری اور حق گوئی کو بھٹو حکومت اور اس کی چنیدہ قومی اتحاد کی مذاکراتی ٹیم رکاوٹ سے تعبیر کریں تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے۔ ہم نے صرف 1983ء میں ایم۔ آر۔ ڈی کی طرف سے چلائی جانے والی تحریک میں شمولیت نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جمعیت ایم۔ آر۔ ڈی کی رکن نہیں ہے اس لیے اس پر اس کی پابندی کا اطلاق بھی نہیں ہوتا۔

(سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: قائدین خادمین کی عدالت میں، ص۹_۶)

کارکنوں کی طرف سے سوال کیا گیا کہ جمعیت علماء پاکستان کے لائق و فائق راہنماؤں کو جمعیت سے کیوں فارغ و خارج کیا گیا؟ تو امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی بخش جواب دیتے ہوئے فرمایا:

کچھ لوگوں کو ضیاء الحق حکومت نے جمعیت سے توڑا اور وہ عین میدان جنگ میں جمعیت کی کمر میں خنجر گھونپ کر دشمن کی صفوں میں جا ملے۔ وہ لوگ جو دریاں بچھانے، جوتیاں سیدھی کرنے والے اور بستے اٹھانے والے تھے وہ یکا یک وفاقی وزارت سے ہمکنار ہو گئے، جو کباڑیے اور ٹین بیچنے والے تھے وہ نظام مصطفی ﷺ سے غداری کر کے لاکھوں میں کھیلنے لگے۔ ہم نے ایسے تمام لوگوں کو یک بینی دو گوش نکالا اور اس طرح جمعیت کو ان کے وجود سے پاک کیا۔ اب جمعیت کے خلاف کراچی میں سنیوں کے ووٹ تقسیم کرنے کے لیے نظام مصطفی ﷺ گروپ اور پنجاب میں جماعت اہلسنت کے ایک دھڑے کو متحرک کیا جا رہا ہے مگر انشاء اللہ یہ ساری سازشیں ناکام ہو جائیں گی اور آئندہ کوئی بھی حکومت جمعیت علماء پاکستان کی مرضی کے بغیر قائم نہ ہو سکے گی، صرف کارکنوں کو باہمی اتحاد کی ضرورت ہے۔ مقصد سے خلوص اور والہانہ لگن سے نظام مصطفی ﷺ کو اقتدار میں لایا جا سکتا ہے۔

ایک کارکن نے جمعیت علماء اسلام کے راہنما مفتی محمود کو محسن سرحد اور محسن اسلام کے

الفاظ سے خراج تحسین پیش کرنے کے حوالے سے سوال کیا اور ساتھ ہی بطور ثبوت ایک قومی اخبار کا تراشہ بھی پیش کیا، تو قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا:

میں نے مفتی محمود کے بارے میں الحمدللہ! آج تک کوئی ایسا بیان نہیں دیا اور یہ جو کچھ چھاپا جا رہا ہے جھوٹ ہے اور اس کے لیے آیئے مل کر پڑھیں: لَعنَةُ اللهِ عَلَى الكَاذِبِين میری نظر میں مفتی محمود نے ملک کی جمہوری تاریخ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا اور انہوں نے جمہوریت کے قتل میں مجرمانہ کردار ادا کیا۔ اس جرم میں وہ جماعت اسلامی کے برابر شریک ہیں۔ انہوں نے ضیاء الحق کے زیر سایہ وزارتیں قبول کر کے تحریک نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے شہداء سے غداری کا ارتکاب کیا۔ اس لیے میں ان کے بارے میں ایسا کوئی بیان نہیں دے سکتا۔ میرے پاس مفتی محمود کے ایک ساتھی محمد صادق کھوسہ آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ مفتی محمود، ضیاء الحق کی وزارتیں قبول کر کے شرمندہ ہیں اور وہ اب مل کر آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ جنرل ضیاء الحق قادیانی ہے مگر میں نے ملنے کے لیے مناسب وقت تک انتظار مناسب سمجھا۔

صوبہ سرحد کے دورہ کے دوران مشہور دشمن پاکستان عبدالغفار خان کی عیادت کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا:

سرحدی گاندھی سرخپوش لیڈر خان عبدالغفار خان سے آج تک میری ملاقات اور تعارف بھی نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ دورہ سرحد کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان صوبہ سرحد کے سربراہ حضرت پیر سید امیر شاہ صاحب گیلانی مدظلہ العالی نے مشورہ دیا کہ ہسپتال میں عبدالغفار خان داخل ہیں ان کی عیادت کر لینی چاہیے مگر ہم نے عبدالغفار خان سے ملاقات کی بجائے ان کے بیٹے خان عبدالولی خان سے چند منٹ میں ان کے والد کی طبیعت پوچھی اور میں اس کو غیر شرعی بھی نہیں سمجھتا کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مشرکین کی تیمارداری بھی فرمائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خان عبدالولی خان جب کراچی تشریف لاتے ہیں غریب خانے پر ملاقات کے لیے بھی آتے ہیں۔ نیز ولی خان باوجودیکہ وہ سیکولر سیاست کے علمبردار ہیں انہوں نے مسئلہ ختم نبوت میں میری طرف سے پیش کی گئی ترمیم پر سب سے پہلے دستخط کیے۔ اس طرح انہوں نے ہمارے موقف کی تائید کی جبکہ ان کے اور ان کے والد خان عبدالغفار

کے ساتھ ہمارے بنیادی اختلاف بھی موجود ہیں یعنی ہم غیر مسلموں، کافروں کو ایک قوم اور مسلمانوں کو الگ قوم تصور کرتے ہیں اور وہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی کو ایک قوم جانتے ہیں۔ اور پھر صرف ملنے سے کیا ہوتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے:

آدمی سے ملتا ہے دل مگر کم کسی سے ملتا ہے

نواب زادہ نصر اللہ کو بطور تحفہ "سگار" پیش کرنے پر سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

نوابزادہ نصر اللہ خان بڑے وضع دار اور شریف سیاستدان ہیں۔ سیاسی اختلاف رائے کے باوجود ہمارے ان سے اچھے تعلقات ہیں وہ ہر سال آموں کے تحفے ہمیں بھیجتے ہیں میرے کوئی باغ تو ہیں نہیں کہ میں بھی انہیں جوابی تحفہ آم بھیجوں، میں نے عراق کے حالیہ دورے میں بغداد شریف سے سگار کا ایک ڈبہ خریدا جو انہیں پیش کر دیا اور یہ شرعی طور پر ناجائز بھی نہیں ہے اس لیے ان کو تحفہ دینے اور ان سے تحفہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس سفر میں مختلف مواقع پر قاتل جمعیت علماء پاکستان اور تحریک نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈاکو جنرل محمد ضیاء الحق کی ظالمانہ اور غلط پالیسیوں پر امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کڑی تنقید کرتے ہوئے فرمایا: پاکستان کے اصلی حکمران صدر ضیاء الحق اہل سنت کے سخت دشمن ہیں۔ انہوں نے اب تک جمعیت کو نقصان پہنچانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا وہ انتہائی جھوٹے انسان ہیں۔ نجدیوں کے ایجنٹ اور امریکن دلال ہیں، انہوں نے اب تک جمعیت کی قیادت میں انتشار پھیلانے کی کوشش کی، کبھی کہا کراچی کا الگ گروپ ہے اور پنجاب کا الگ۔ مگر قیادت نے اس سازش کو ناکام کر دیا۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ صدر ضیاء الحق نے صوبہ سندھ سے کچھ لوگوں کو خریدا اور وہ لوگ ضیاء الحق کی سازش کا شکار ہوئے۔

اک ذرا سی بات سے برسوں کے یارانے گئے
اے مگر اچھا ہوا کچھ لوگ پہچانے گئے

موجودہ مسلم لیگ صدر ضیاء الحق کی پالتو تنظیم ہے اس کے تن مردہ میں اپنے اقتدار کے لیے وہ جان ڈالتے رہتے ہیں۔ ہمارا آئندہ مقابلہ انہی سے ہوگا۔ جمعیت کو سخت مقابلے درپیش ہیں۔ کچھ اپنے مار آستین لوگوں سے بھی معرکہ ہوگا جن کو صدر ضیاء الحق نے خرید کر اہلسنت

سے کاٹا ہے۔ اگر جمعیت نے اب اپنی تنظیمی صورتحال کو نہ سنبھالا تو اہلسنت کو ناقابل تلافی نقصان ہوگا کیونکہ آئندہ سیاسی جنگ ہماری موت وزیست کا مسئلہ ہے۔ ہمیں آئندہ انتخاب کے لیے اس طرح میدان عمل میں اترنا ہے کہ جمعیت کے بغیر کوئی بھی حکومت نہ بنا سکے۔ اگر ہم محنت کر کے ایک کروڑ سنیوں کو صرف ابتدائی رکن بنالیں تو دو کروڑ روپیہ جمعیت کے خزانے میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ہمیں ملک کے کسی سرمایہ دار کے پاس جانے کی ضرورت نہیں رہے گی اور اگر اب سنیوں نے ہوش کے ناخن نہ لیے تو یہ اہل سنت کی خودکشی ہوگی کیونکہ جنرل ضیاء الحق اور جماعت اسلامی اگر اقتدار میں آگئے تو جس طرح نجدی فوجیں مدینہ منورہ میں داخل ہو کر تباہی مچا چکی ہیں اسی طرح خدانخواستہ یہاں بھی کوئی ختم خواجگان دلانے والا نہیں ملے گا۔ جنرل ضیاء الحق اس وقت نجدیوں کے خوشامدی ایجنٹ اور ان کی وساطت سے امریکن ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ وہ جمعیت کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ وہ اب جمعیت میں منافقین کو بھی داخل کرائیں گے تاکہ جمعیت کے اندر انتشار پیدا کیا جاسکے۔ جنرل ضیاء الحق بھٹو کے انتہائی چاپلوس، خوشامدی اور انتہائی گھناؤنے کردار کے نیاز مند رہے ہیں۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ بھٹو کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہے تھے اور پھر اسی بھٹو سے انہوں نے جو سلوک کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ اس وقت جمعیت کی مشائخ سے قطعاً کوئی لڑائی نہیں ہے بلکہ آئندہ فروری میں جمعیت، مشائخ کا کنونشن بلا رہی ہے جس میں دعوت دینے کے لیے حضرت پیر سید برکات احمد شاہ کی قیادت میں رابطہ کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔ انجمن طلباء اسلام کو جمعیت نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ جو لوگ جمعیت سے غداری کر کے چلے گئے انہوں نے اپنے ذاتی مقاصد کے لیے 1981ء سے اے ٹی آئی کو ضیاء الحق کی بھینٹ چڑھا رکھا ہے۔ آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خان نے یہ صحیح کہا ہے کہ جنرل ضیاء الحق کا کوئی نعم البدل نہیں ہے اس لیے کہ سیاچین گلیشیئر کو طشتری میں سجا کر کوئی جنرل بھی بھارت کو پیش نہیں کر سکتا اور جنرل ضیاء الحق جیسا کوئی بھی بزدل جنرل نہیں ہے۔ یہ غلط ہے کہ جمعیت خونی انقلاب برپا کرنا چاہتی ہے بلکہ وہ نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ چاہتی ہے۔ جوں جوں نظام مصطفی ﷺ کی منزل قریب ہوتی جائے گی خود بخود روحانی انقلاب اپنی راہ ہموار کرتا چلا جائے گا۔ ختم خواجگان، تسبیح

خوانی، کنج عافیت، دولت کا حصول سب کچھ ممکن ہے مگر نظام مصطفی ﷺ کے بغیر ان امور میں لطف ولذت پیدا نہیں ہو سکتی۔

جنرل ضیاء الحق اسلام کے نام پر ڈگڈگی بجا رہے ہیں، دس برس سے ملک کی تقدیر سے کھیل رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اسلام آرہا ہے مگر دنیا جانتی ہے کہ اسلام تو موجود ہے ضیاء الحق دھوکہ دے رہا ہے کیونکہ اس کے منہ پر بھی اسلام نہیں ہے وہ برما کے مندر میں گھنٹہ بجا کر پھر بھی اسلام کے اجارہ دار بنتے ہیں جبکہ مسلمان بت پرست نہیں بت شکن ہوتا ہے، ضیاء الحق نے اس ملک میں اسلام کے نام پر اس صدی کا سب سے بڑا فراڈ ریفرنڈم کے نام پر کیا کہ جس سے مردوں میں بھی تہلکہ مچ گیا کہ بیس سال پہلے مرے ہوئے لوگوں کے ووٹ ڈالے گئے۔ گویا اسلام کے نام پر مردے زندہ کیے گئے۔ اس جنرل میں برطانیہ کی خاتون سربراہ مسز مارگریٹ تھیچر جتنی بھی غیرت نہیں ہے کہ اس نے سیاچین گلیشیئر طشتری میں رکھ کر بھارت کو پیش کر دیا جبکہ تھیچر نے اپنے ملک کے ایک جزیرہ فاک لینڈ جو لندن سے دس ہزار میل دور ہے کہ غیر ملکی قبضے سے واپس لے لیا۔ مگر ضیاء الحق نے پاکستان کا علاقہ دشمن کے قبضے میں دے دیا۔ ضیاء الحق کے دور میں ملک کی نظریاتی سرحدوں کو نقصان پہنچا۔ اس بزدل جنرل نے دفاع کو کمزور کیا۔ ملک کو پولیس سٹیٹ بنایا اور میری نظر میں سب سے بڑا تخریب کار جنرل ضیاء الحق ہے۔ جمعیت کے کارکنوں کو چاہیے کہ وہ ایسے نظام کے لیے کوشش کریں جس میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ہو زکوٰۃ دینے والا ہو۔ پاکستان کے موجودہ وزیراعظم نے شاہی پیادہ کی حیثیت سے اپنے پانچ نکات کا اعلان کیا ہے مگر ضیاء الحق کا ایک ہی نکتہ ہے کہ ہمیشہ اقتدار میں رہنا ہے۔ اور وزیراعظم کے پانچ نکات کا مطلب پانچ سال اقتدار میں رہنا ہے۔ عوام کا نہ پانچ نکات میں کوئی فائدہ اور نہ ضیاء الحق کے ایک نکتہ میں ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ عوام کو عشق مصطفی ﷺ کو سرمایہ زندگی اوراوڑھنا، بچھونا بنانے کی تلقین کی جائے۔

(سید شبیر احمد ہاشمی، علامہ: قائدین خادمین کی عدالت میں، ص ۱۵،۲۲،۵۶)

اس مختصر تحریر سے قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی جمہوریت پسندی، جمہوری اصولوں کی پاسداری، ان کے تحفظ اور ان پر عمل درآمد کرانے کی قابل فخر جدوجہد کے باعث آپ کو مجدد سیاست شرعیہ اور اسلامی جمہوریت کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

سولھواں باب

حالات وخدمات امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک نظر میں

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وخدمات سال بسال سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ قارئین کرام مختصر وقت میں آئینہ نورانی کا مطالعہ کرسکیں۔

17 رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ مطابق یکم اپریل 1926ء کو میرٹھ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔

1930ء میں چار سال دس دن کی عمر میں والد گرامی مبلغ اعظم حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے تسمیہ خوانی سے تعلیم کا آغاز کیا۔ 1934ء میں آٹھ سال کی عمر میں حفظ قرآن مع تجوید کی تکمیل کی۔

1947ء میں مدرسہ اسلامیہ، میرٹھ (بھارت) سے درس نظامی (علوم اسلامیہ) کی تکمیل کی۔

1947ء میں حضرت شاہ مصطفی رضا خان بریلوی، صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی اور والد گرامی حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں سے دستار فضیلت کا اعزاز حاصل کیا۔

1944ء میں برصغیر کی مشہور یونیورسٹی "الہ آباد یونیورسٹی" سے امتیازی پوزیشن میں بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔

21 نومبر تا 25 نومبر 1945ء کو مسلم لیگ یو۔پی (انڈیا) کے ضلعی ہیڈ کوارٹر میں منعقدہ اہم اجلاس میں شرکت کی۔

1946ء میں تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے تنظیم "نیشنل گارڈ" قائم کی۔

1947ء میں قیام پاکستان کے بعد تعلیمی مراحل کی تکمیل کے لیے میرٹھ (بھارت) میں قیام پذیر رہے۔

1948ء میں پاکستان میں آئے تو پہلا اخباری بیان فتنہ مرزائیت کے بارے میں جاری کیا۔

1948ء میں تعلیمی مراحل کی تکمیل کے بعد پاکستان تشریف لائے اور والد گرامی کی زیر شفقت جیکب لائنز (کراچی) میں قیام پذیر ہوئے، بعد میں صدر (کراچی) میں 26 روپے ماہانہ کرائے پر دو کمروں پر مشتمل فلیٹ حاصل کر کے اس میں رہائش اختیار کی۔ وصال مبارک سے چھ ماہ قبل تک اسی فلیٹ میں مقیم رہے۔

1949ء میں کچھی میمن مسجد صدر، کراچی میں "سنی کانفرنس" منعقد کروائی۔ اسی مسجد میں امامت وخطابت اور درس وتدریس کا آغاز کیا جو تاوصال یہ خدمات انجام دیتے رہے۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت میں فعال کردار ادا کیا اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

1953ء میں عالمی تنظیم "ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن" کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

1954ء میں والد گرامی مبلغ اعظم حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے صدمہ سے دوچار ہوئے۔

1955ء میں عالمی تبلیغی دوروں کا سلسلہ شروع کیا جو تاحیات جاری رہا۔

1955ء میں عالمی مادر علمی "جامعۃ الازہر" (مصر) کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے اور علماء کے اجتماعات سے خطاب کیا۔

1956ء تا 1958ء میں مفتی اعظم روس، مفتی ضیاء الدین بابا خانوف کی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا۔

1959ء میں مشرقی وسطی کے کئی ممالک کا خیر سگالی دورہ کیا۔

1960ء میں مشرقی افریقہ، مڈغاسکر اور ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔

1961ء میں سری لنکا، فلپائن اور شمالی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا۔

1962ء میں وزیراعظم احمدو بیلو شہید کی دعوت پر "نائیجیریا" کا دورہ کیا۔ علاوہ ازیں اسی سال صومالیہ، کینیا، ٹانگا، یوگنڈا اور ماریشس کا بھی دورہ کیا۔

1963ء میں مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں آپ کی شادی خانہ آبادی انجام پائی۔

1963ء میں ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، ماریشس، نائیجیریا اور اسکنڈے نیوین ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔

1963ء میں عوامی جمہوریہ چین کے مسلمانوں کی دعوت پر چین کا تبلیغی دورہ کیا۔

1966ء میں پہلے صاحبزادے حضرت علامہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی دامت برکاتہم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

1968ء میں مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی کے جنرل سیکرٹری بنے اور اسرائیل کے خلاف جہاد میں عملی حصہ لیا۔

1968ء میں پہلی صاحبزادی محترمہ المناز کی ولادت باسعادت ہوئی۔

1968ء میں ٹرینی ڈاڈ میں اسلامک ریویو، لندن (برطانیہ) کے قادیانی ایڈیٹر سے ساڑھے پانچ گھنٹے تاریخی مناظرہ کیا۔ قادیانی ایڈیٹر اپنی ناکامی پر کتابیں چھوڑ کر فرار ہوگیا۔

1969ء میں اخبارات کو قادیانی فتنہ سے متعلق بیان جاری کیا جس میں عالم اسلام کے خلاف قادیانیوں کے ناپاک عزائم اور سازشوں کے حوالے سے تفصیل سے روشنی ڈالی۔

1970ء میں مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ امیر دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور کی دعوت پر جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کے مشترکہ سربراہی اجلاس کی صدارت کی اور سب کو متحد کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔

1970ء میں دوسرے صاحبزادے حضرت شاہ محمد اویس نورانی صدیقی کی ولادت باسعادت ہوئی۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیراہتمام کل پاکستان "سنی کانفرنس" ٹوبہ ٹیک

سنگھ میں شرکت کی اور فعال کردار ادا کیا۔ اس کانفرنس میں آپ کی دعوت پر آپ کے سسر محترم فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی بن قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی طور پر مدینہ طیبہ سے شرکت کی۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے سینیئر نائب صدر منتخب ہوئے جبکہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی m صدر منتخب ہوئے۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کی منشور ساز کمیٹی کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ آپ نے پہلی بار جمعیت کے دستور میں "مقام مصطفی ﷺ" اور "نظام مصطفی ﷺ" ایسی ایمان افروز اصطلاحات شامل کیں۔

1970ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے عام انتخابات میں حصہ لیا اور کراچی کے حلقہ کھارادر سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

1971ء میں بنگلہ دیش نامنظوری تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔

1971ء میں صدر مملکت یحیٰی خاں سے راولپنڈی میں ملاقات کی اور ان سے مخاطب ہو کر کہا: قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی نہ کیا جائے۔

3 مارچ 1971ء کو ڈھاکہ میں منعقد ہونے والا قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی نہ کیا جائے اور آئین سازی کے معاملات منتخب اسمبلی پر چھوڑ دیئے جائیں۔

مارچ 1971ء میں صدر یحیٰی خاں سے ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) میں ملاقات کی اور اعلیٰ فوجی افسروں کی موجودگی میں ان کو ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا: مسٹر پریذیڈنٹ! آپ کو ملکی حالات کی نزاکت کا احساس نہیں! آپ شراب پی رہے ہیں، اس کو ہٹائیے ورنہ ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔

15 اپریل 1972ء میں قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس سے تاریخ ساز خطاب کیا اور آئین کی کمزوریوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

1972ء میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلہ میں وزارت عظمیٰ کا الیکشن لڑا اور 32 ووٹ حاصل کیے۔

1973ء میں قومی اسمبلی کے فلور میں "متحدہ جمہوری محاذ" کے قیام، فروغ اور حصول مقاصد کے لیے مرکزی وفعال کردار ادا کیا۔

1973ء میں خانیوال کے کنونشن کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر منتخب ہوئے جبکہ مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔

1973ء میں دستور ساز کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے تدوین دستور پاکستان کے لیے دوسو(200) ترامیم پیش کیں۔ دستور میں مسلمان کی تعریف شامل کروائی۔

1974ء میں تنظیم المدارس (اہل سنت) کی سند کو ایم۔اے عربی اور اسلامیات کے مساوی قرار دلوا کر دینی مدارس اور علماء کرام پر احسان عظیم کیا۔

12 جنوری 1972ء کو دارارقم (مکہ مکرمہ) میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی۔

30 جون 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی۔

7 ستمبر 1974ء میں آپ کی تحریک پر حکومت کی طرف سے قانونی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اس طرح 90 سالہ پرانا مسئلہ حل ہوگیا۔

1974ء میں ماریشس (افریقہ) میں علوم اسلامیہ کی مرکزی درسگاہ کی بنیاد رکھی۔

1974ء میں عالمی سطح پر فتنہ قادیانیت کے کچلنے اور قادیانیوں کے خطرناک عزائم سے مسلمانوں کو باخبر کرنے کے لیے امریکہ، جنوبی افریقہ، کنیڈا، مغربی جرمنی، اسپین، تیونس، لیبیا، الجزائر، ترکی اور سعودی عرب کا طویل ترین دورہ کیا۔ ایک اندازے سے اس دورہ کے دوران ایک لاکھ سے زائد میل کا سفر کیا۔

1977ء میں دوسری مرتبہ قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

1977ء میں "پاکستان قومی اتحاد" کے نام سے نو سیاسی جماعتوں کا اتحاد قائم کیا۔

1977ء میں تحریک نظام مصطفی ﷺ کے داعی کی حیثیت سے فعال کردار ادا کیا۔ قید و بند کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کیں۔ اس تحریک کا نام بھی آپ نے تجویز کیا۔

1978ء میں جنوبی افریقہ کے مشہور شہر "کیپ ٹاؤن" میں "حقانیت اسلام" کے

موضوع پر تاریخی خطاب کیا۔ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے میئر نے اس موقع پر آپ کی خدمات کے اعتراف میں "سفیر اسلام" کا خطاب دیا۔

1978ء میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے جمعیت علماء پاکستان کو وفاقی حکومت میں وزارتوں، سندھ اور پنجاب میں گورنری اور وزیر اعلیٰ کی پیش کش کو ٹھکرا دیا۔

1978ء میں کل پاکستان "سنی کانفرنس" ملتان کے موقع پر فخر المشائخ حضرت شاہ حامد علی خاں مرکزی راہنما جمعیت علماء پاکستان نے آپ کو "قائد اہل سنت" کا لقب دیا بعد میں دیگر علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر آپ کو "قائد اہل سنت" کا لقب دیا۔

1979ء میں جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے کل پاکستان "میلاد مصطفی ﷺ کانفرنس" مصطفی آباد (رائے ونڈ) منعقد کر کے عالمی سطح پر سنیوں کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے بیدار کیا اور فعال کردار ادا کیا۔

1979ء میں برطانیہ کے مشہور شہر "برمنگھم" میں "عالمی نظام مصطفی ﷺ کانفرنس" سے تاریخی خطاب کیا۔

1980ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے غیر آئینی اقدامات کی شدید مخالفت و مذمت کی۔

1980ء میں مشہور دہشت گرد اور لسانی تنظیم ایم۔کیو۔ایم کے خلاف علم جہاد بلند کیا اور فرمایا: ہم صرف مسلم قومیت پر یقین رکھتے ہیں۔

1981ء میں اپنے دولت خانہ میں پاک و ہند سے آئے ہوئے علماء و مشائخ کی مشاورت سے عالمی تبلیغی تنظیم "دعوت اسلامی" کی بنیاد رکھی۔

1982ء تا 1984ء دنیا بھر کے ممالک میں تبلیغی دوروں کا سلسلہ جاری رکھا۔

پاکستان میں فوجی آمروں کے خلاف اپوزیشن جماعتوں سے اتحاد و اشتراک اور معاونت کی۔

1985ء میں جنرل محمد ضیاء الحق کے غیر جماعتی انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔

1986ء میں ہالینڈ میں دل کا بائی پاس اپریشن کروایا۔

1988ء میں جنرل مرزا محمد اسلم بیگ کی طرف سے نگران وزیر اعظم کی پیشکش کو

ٹھکرادیا۔

1989ء میں اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کی دعوت پر ایران، عراق جنگ بندی کے لیے اہم اور فعال کردار ادا کیا۔

1990ء تا 1991ء میں جب امریکہ نے بیس اتحادی ممالک کی مدد سے عراق پر حملہ کیا تو آپ کی قیادت میں جمعیت علماء پاکستان کے کارکن سڑکوں پر آئے، عراق کی حمایت اور امریکہ کے خلاف مظاہرے کیے۔

1992ء میں پیرس میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام منعقدہ اجلاس میں آپ نے اعلان کیا کہ اگر بھارتی حکومت بابری مسجد کی جگہ دوبارہ مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دے تو بابری مسجد کی تعمیر کے تمام اخراجات ورلڈ اسلامک مشن برداشت کرے گا۔

1995ء میں وطن عزیز میں فرقہ وارانہ تعصب کے خاتمہ، ہم آہنگی اور یکجہتی کی فضا قائم کرنے کے لیے "ملی یکجہتی کونسل" کے نام سے تنظیم کے قیام کے لیے فعال کردار ادا کیا اور متفقہ طور پر آپ کونسل کے چیئرمین منتخب ہوئے۔

1996ء میں ناروے کے دارالحکومت 'اوسلو' میں اس علاقے کی پہلی عظیم الشان مسجد کا افتتاح کیا۔

2001ء میں چھ مذہبی جماعتوں پر مشتمل "متحدہ مجلس عمل" کے نام سے تنظیم قائم کی۔ آپ تا وصال اس اتحاد کے صدر رہے۔

2001ء میں والدہ محترمہ کے وصال کے صدمہ سے دوچار ہوئے۔

2002ء میں دوسری بار سینیٹر منتخب ہوئے۔

2003ء میں انتہائی سیاسی مصروفیات کے باوجود آخری تبلیغی دورہ کیا۔

11 دسمبر 2003ء میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ؕ

(یہ حالات و خدمات ایک عالم ایک سیاست دان از سید محمد حفیظ قیصر، افکار نورانی از محمد فیض الرسول رضا نورانی، گلہائے حسن عقیدت از صاحبزادہ محمد اقبال ربانی، کتاب شاہ احمد نورانی از مولانا محمد صادق اور نورانی قیادت از علامہ محمد بشیر القادری نورانی سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری))

سترھواں باب

نورانی کرامات

اولیاء راہست قدرت از الہ   تیر جستہ بازگردانند از راہ

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ عالم ربانی، مبلغ اسلام اور صاحب کرامت ولی کامل تھے۔ آپ کی کرامات کثیر ہیں جن میں سے چند سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

☆ سب سے بڑی کرامت:

امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول کریم ﷺ اور محب سنت نبوی ﷺ تھے۔ آپ کی گفتار، رفتار، دستار، لباس، انداز تبلیغ، خورد و نوش، نشست و برخواست، معمولات حضر و سفر، صداقت و شرافت، حق گوئی و استقامت اور معمولات شبانہ روز سنت رسول کریم ﷺ کے مطابق ہونا، عالمی سطح پر غلبہ اسلام کے لیے صدیوں کا کام سالوں میں کرنا، دنیا بھر کے ممالک میں دینی مدارس و مساجد کا جال بچھانا، باطل قوتوں کے مقابل ملت اسلامیہ کے اتحاد کی کامیاب سعی کرنا، علم و علماء کا وقار بلند کرنا، موثر ترین تبلیغی جدوجہد سے اڑھائی لاکھ افراد کو مشرف بااسلام کرنا اور مغربی قوتوں کے چیلنج کو قبول کر کے دندان شکن جواب دینا، آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔

☆ قومی اسمبلی میں نورانی کرامت کا ظہور:

امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا مسٹر ذوالفقار علی بھٹو ایسے سوشلسٹ اور مغرب زدہ کی حکومت کے سامنے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنا، اسے پاس کروانا اور اس پر عمل درآمد کروانا آپ کی عظیم الشان کرامت ہے۔ علاوہ ازیں قومی اسمبلی میں آپ کی کرامت اور رسول کریم ﷺ کے معجزہ کا ظہور اس طرح ہوا کہ قومی اسمبلی کی کئی منزلہ

عمارت اس طرح بند اور ائر کنڈیشنڈ ہے کہ باہر کی کوئی چیز حتیٰ کہ ہوا بھی اندر جا نہیں سکتی۔ میں اجلاس جاری تھا۔ اس اجلاس میں قادیانیوں کے کفریہ عقائد و نظریات کے مسئلہ پر بحث و جرح ہو رہی تھی۔ مرزا ناصر کو اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کے لیے اسمبلی میں لایا گیا۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا ناصر سے مخاطب ہو کر فرمایا: قادیانی مذہب نجس ہے۔ مرزا ناصر آپ کی یہ بات سن کر کھڑا ہوا اور جواباً اسی (80) صفحات پر مشتمل اپنا محضر نامہ پڑھنا شروع کر دیا۔ محضر نامہ پڑھنے کے دوران مرزا ناصر کی حالت دگرگوں تھی۔ ہر دو منٹ بعد اس کا گلا خشک ہو جاتا وہ پانی پیتا، اس کے ہاتھ پاؤں کانپتے اور جسم پر لرزہ طاری تھا۔ اراکین اسمبلی نے دیکھا کہ اسی دوران چھت کے چھوٹے پنکھے سے کسی جانور کا پر غلاظت سے بھرا ہوا عمارت میں داخل ہوا اور چھت کی طرف سے گھومتا ہوا مرزا ناصر کے محضر نامہ پر آ کر گرا جس سے محضر نامہ گندگی سے بھر گیا اور مرزا ناصر نے اس صورتحال سے گھبرا کر کانپتے ہوئے کہا: آئی ایم ڈسٹربڈ۔ ارکان اسمبلی نے امام الانبیاء ﷺ کا یہ معجزہ اور امام نورانی کی کرامت دیکھ کر خاتم الانبیاء ﷺ" کا نعرہ بلند کیا جس سے فلور گونج اٹھا۔ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی کوششوں سے 7 ستمبر 1974ء کو حکومتی سطح پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، جس سے 90 سالہ پرانا مسئلہ حل ہو گیا۔

(صاحبزادہ فیض الرسول نورانی: افکار نورانی ص ۴۲، علامہ محمد بشیر القادری نورانی: شمع ولایت ص ۲۵)

☆ مزار امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر نورانی کرامت کا ظہور:

جب دسمبر 1990ء کے اختتام پر یہودیوں اور عیسائیوں نے اسلامی سلطنت سر زمین عراق پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کیا تو موجودہ صورتحال اور متوقع حملہ سے نمٹنے کے لیے بیس اسلامی ممالک کی طرف سے 9 تا 11 جنوری 1991ء میں عراق کے مشہور شہر بغداد میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر سے آئے ہوئے تقریباً دو ہزار علماء، مشائخ، دانشوروں، صحافیوں اور اہم شخصیات نے شرکت کی۔ پاکستان سے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے خصوصی طور پر شرکت کی اور کانفرنس کی آخری نشست سے خصوصی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں مسلمانوں کو عالمی سطح پر متحد ہو کر یہودیوں اور عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی تجویز پیش کی۔ کانفرنس کے اختتام پر امام نورانی صدیقی نے حضرت غوث اعظم اور امام اعظم ابو حنیفہ

رحمہما اللہ تعالیٰ کے مزارات پر حاضری دی۔ فاتحہ خوانی کے بعد پاکستان سمیت تمام اسلامی ممالک اور ملت اسلامیہ کی سلامتی و ترقی اور کامیابی کے لیے خصوصی دعائیں کیں۔ مزار امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ایک نورانی کرامت کا ظہور ہوا۔ چنانچہ جناب محمد احمد صدیق صاحب جو اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے، کا بیان ہے کہ حضرت قائد اہل سنت نے مزار امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری و دعا سے قبل دو نوافل ادا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ جب ہم نوافل ادا کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ مزار اقدس پر اب دعا قبول ہوگی کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو مزار امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہو کر دعا کرتے تو وہ دور ہو جاتی اور یہ مزار مستجاب الدعوات ہے یعنی دعا کی قبولیت کا مقام ہے۔ امام نورانی دعا کرتے رہے اور میں آمین کہتا رہا۔ آپ نے خصوصی طور پر وہی دعا مانگی جو میں مانگنا چاہتا تھا اور میرے دل میں تھی اور آپ سے اس دعا کے بارے میں عرض بھی نہیں کیا تھا۔ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں مجھ سے فرمایا کہ:

میں نے دو رکعت نفل نماز اس لیے پڑھی تھی کہ فلاں شخص کو ڈاکوؤں نے اغوا کر لیا تھا، ان کی آزادی کے لیے دعا مانگی ہے اور آپ بھی یہی دعا کرنا چاہتے تھے"۔

کراچی پہنچنے پر معلوم ہوا کہ امام نورانی نے جس شخص کے بارے میں رہائی کی دعا کی تھی ڈاکوؤں نے اسی روز اسے رہا کر دیا تھا اور دوسرے دن وہ اپنے گھر پہنچ گیا۔

(محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت، ۲۹)

☆ گولیوں کی بوچھاڑ میں آواز حق بلند کرنا:

جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کو طول دینے اور مضبوط تر کرنے کے لیے تمام وسائل اور ذرائع استعمال کیے۔ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس مطلق العنان آمر کی بھی ڈٹ کر مذمت کی اور مخالفت بھی۔ ضیاء الحق نے آپ کی آواز کو دبانے اور انتقامی طور پر جمعیت علماء پاکستان کی قوت کمزور کرنے کے لیے کراچی میں ایم کیو ایم (لسانی تنظیم) قائم کی جس نے دہشت گردی کے تمام ریکارڈ توڑ دیے اور قتل و غارت کا ایسا بازار گرم کیا جس کی مثال تاریخ پاکستان میں نہیں ملتی۔ علاوہ ازیں جمعیت علماء پاکستان

کے راہنماؤں کو وزارتوں اور مجلس شوریٰ کی رکنیت کا لالچ دے کر توڑا۔ آپ ایک طرف حکومتی عزائم سے عوام کو آگاہ کرتے رہے اور دوسری طرف لسانی تنظیم کی دہشت گردی اور ملک دشمنی سے باخبر فرماتے رہے۔ اس دوران آپ پر لسانی تنظیم کی طرف سے کئی بار قاتلانہ حملے بھی ہوئے لیکن امام نورانی کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی اور مخالفوں کے عزائم خاک میں ملا دیئے اور امام وقت کی آواز کو دبایا نہ جاسکا۔ اس تنظیم کے مضر اثرات نہ صرف پاکستان میں بلکہ پوری دنیا میں محسوس کیے گئے۔

ایک دفعہ جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے آرسی ڈی گراؤنڈ، ملیر سعود آباد کراچی میں عظیم الشان جلسہ عام منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ سے دیگر راہنماؤں کے علاوہ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خطاب کیا۔ جب امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ خطاب کے لیے کھڑے ہوئے تو جلسہ کے نظام کو درہم برہم اور ناکام بنانے کے لیے ایم کیو ایم نے چاروں طرف سے جلسہ پر اندھا دھند فائرنگ شروع کردی۔ اس طرح کئی من اسلحہ استعمال کر کے خوف و ہراس کا سماں پیدا کردیا لیکن قائد اہل سنت نے نہایت ثابت قدمی اور جرأت و بہادری سے گولیوں کی بوچھاڑ میں اپنا خطاب جاری رکھا۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ کوئی کارکن جلسہ گاہ سے باہر نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کے صدقہ سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ جناب ثناء اللہ نامی ایک کارکن غفلت سے جلسہ گاہ سے باہر نکل گیا جو گولی لگنے سے شہید ہوگیا۔ خطاب کے اختتام پر جب آپ کو ثناء اللہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔ کارکن کی شہادت کے باعث آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور آپ نے یوں دعائی:

یااللہ! تحریک نظام مصطفی ﷺ کے سپاہی ثناء اللہ کو شہید کرنے والوں کا تو وہ حشر کر جو تو نے امام حسین اور شہید کربلا کے قاتلوں کا کیا تھا"۔

اور کارکنوں سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا:

"سن لو! ان کا حشر بھی وہ حشر ہوگا جو یزید کا ہوا تھا، یہ کئی گروپوں میں تقسیم ہوجائیں گے، آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں گے، ایک دوسرے کے گھر جلائیں گے اور ایک

دوسرے کے دشمن بن جائیں گے"۔ (محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت، ص ۳۲)

ولی کامل کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ پورا ہوا اور ہو رہا ہے۔ ایم کیو ایم کا جو حشر و نشر ہوا اور ہو رہا ہے دنیا بھر کے لوگوں کے لیے مثال عبرت ہے۔

☆ تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی:

ولی اللہ ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ جو بات ان کے منہ سے نکلتی ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح کر دیتا ہے۔ حضرت قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بھی ولی کامل تھے۔ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہوتی تھی جو آپ کی کرامت ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مجاہد ملت علامہ محمد عبد الستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب پیش کیا جاتا ہے۔ مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ یہ فقیر، قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات بھی ہمارے ساتھ حج بیت اللہ اور گنبد خضری کی زیارت کرنے کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے۔ مدینہ منورہ میں حضرت ابو ایوب انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں گفتگو شروع ہو گئی تو قائد اہل سنت نے بیان فرمانا شروع کر دیا کہ جب حبیب خدا ﷺ ہجرت فرمانے کے بعد یثرب کی جنوبی سمت سے شہر میں داخل ہوئے تو جس والہانہ جوش و خروش اور بے پناہ ذوق وشوق سے اہل یثرب نے رحمت عالم ﷺ کا استقبال کیا، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس دن یثرب مدینۃ النبی ﷺ بن گیا۔ اور اس کی زمین رشک آسمان بن گئی۔ انصار کے وفود کی مسرت کا یہ عالم تھا کہ مسجد قبا سے لیکر مدینہ منورہ تک تین میل کا راستہ جمال رسالت کے مشتاقانِ دید سے بھرا پڑا تھا۔ مدینہ منورہ کے حبشی غلام مسرت میں ڈوبے ہوئے اپنے فوجی کرتب دکھا رہے تھے۔ بچے جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ کے نعرے بلند کر رہے تھے، ہر طرف خوشی سے اچھل کود رہے تھے، جوش مسرت میں خواتین گھروں کی چھتوں پر نکل آئی تھیں، دوشیزہ لڑکیاں غرفوں سے جھانک رہی تھیں، بچیاں مسرت سے گا رہی تھیں: ہم پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے کوہ وداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے آپ ایسے امر کے ساتھ ہیں، جس کی اطاعت فرض ہے۔

بنو نجار کے جوش خروش اور مسرت کی تو کوئی انتہا نہیں تھی کیونکہ حضور ﷺ کے ننھالی رشتہ دار ہونے کی بنا پر ان کو یقین تھا کہ سرور عالم ﷺ انہی کو شرف میزبانی بخشیں گے اور اس طرح ان کو محبوب کبریا کا ہمسایہ بننے کی سعادت نصیب ہوگی۔ کنبہ نبوی جوں جوں آگے بڑھتا تھا اور انصار کے اشتیاق وتمنا کی بے تابیاں بڑھتی جاتی تھیں۔ انصار کا ہر قبیلہ اور فرد سراپا اشتیاق بنا ہوا تھا۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ رحمت دو عالم ﷺ کا شرف میزبانی اسے حاصل ہو، رؤساء قبائل حضرت عتبان بن مالک، سعد بن عبادہ، عبداللہ بن رواحہ، عباس بن عبادہ، خارجہ بن یزید، زیاد بن لبید، فروہ بن عمرو، سعد بن ربیع، سلیط بن قیس، منذر بن عمرو رضی اللہ عنہم نے فرداً فرداً حبیب خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائیں، آپ ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمائیے۔ مگر اس وقت حبیب خدا ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری تھی۔ آپ ﷺ اپنے چاہنے والوں کے حق میں دعا خیر کرتے اور فرماتے: اس ناقہ (اونٹنی) کو چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے"۔ حضور سرور کونین ﷺ کی اونٹنی جس کا نام "قصوا" تھا، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دو منزلہ مکان کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔

امام نورانی صدیقی کا سلسلہ گفتگو جب "دو منزلہ مکان کے سامنے جا کر بیٹھ گئی" پر پہنچا تو مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی اور قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے مابین اس بارے میں گفتگو شروع ہوگئی کہ حضرت ابوایوب انصاری کا وہ دو منزلہ مکان جس کے سامنے "قصوا" نامی اونٹنی بیٹھ گئی تھی، وہ کون سی جگہ ہے؟ دونوں بزرگوں کے درمیان سلسلہ گفتگو طول پکڑ گیا۔ قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی ایک جگہ بتاتے جبکہ مجاہد ملت دوسری جگہ بتاتے۔ اس تکرار میں تمام رات گزر گئی۔ اذان فجر میں کچھ وقت باقی تھا کہ حضرت ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی کی آنکھ لگ گئی اور رسول کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حبیب خدا ﷺ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: میاں مجاہد ملت! آپ مولانا شاہ احمد نورانی کی بات کیوں نہیں مانتے؟ وہ جو کہتے ہیں، وہی جگہ ہے جہاں پر "قصوا" اونٹنی جا کر بیٹھی تھی"۔

فجر کی نماز کے بعد مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خواب حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا، تو انہوں نے فرمایا:

میاں نیازی صاحب! مولانا نورانی صدیقی ہیں۔ ان چیزوں کی ان کو اچھی طرح پہچان ہے۔ اور اب تو کوئی شک والی بات بھی نہیں رہی"۔

(محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت، ص ۳۸)

مجاہد ملت علامہ نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ خواب بڑی بڑی کانفرنسوں اور جلسوں میں بھی بیان فرمایا۔

☆ قرض ادا ہونا:

اولیاء اللہ کی نظر کرم خدام کے ظاہر و باطن دونوں پر ہوتی ہے۔ وہ جو بھی مقصد لیکر حاضر ہوتے ہیں اس کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ بھی ولی کامل اور اپنے خدام کی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔ قائد اہل سنت کے خادم خاص علامہ محمد بشیر القادری نورانی بانی و ناظم جامعہ اسلامیہ منہاج الفرقان (ٹرسٹ) گلستان جوہر، کراچی کا بیان ہے کہ 1988ء میں انہوں نے اپنے حلقہ احباب سے کچھ رقم جمع کر کے توکل علی اللہ جامع مسجد حضرت عائشہ صدیقہ، گلستان جوہر کی بنیاد رکھی۔ ٹھیکیدار سے معاملات طے پاگئے کہ تعمیر مسجد کا سلسلہ شروع کر دیں ساتھ ساتھ ادائیگی کی جائے گی۔ ٹھیکدار نے تعمیر کا کام شروع کر دیا۔ کچھ دنوں تک طے پانے والے معاملات کے مطابق کام ہوتا رہا۔ ایک دن ٹھیکدار نے مولانا صاحب سے کہا: مولانا صاحب! کل ہمیں پانچ ہزار روپے چاہیے ورنہ تعمیر مسجد کا کام رک جائے گا۔ یہ بات سن کر مولانا صاحب ایک لمحہ کے لیے متفکر و پریشان ہوئے لیکن ساتھ ہی پیسوں کا انتظام کرنا شروع کر دیا اور پریشانی ذہن سے نکال دی۔ کوشش بسیار کے باوجود رقم کا انتظام کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ رات کے وقت انہوں نے سوچا کہ کل اپنے پیر و مرشد امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کروں گا ممکن ہے کہ اس کا کوئی حل نکل آئے۔ دوسرے دن پروگرام کے مطابق مولانا، حضرت قائد اہل سنت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوران ملاقات دل ہی دل میں کبھی اپنا مسئلہ پیش کرنے کا سوچتے اور کبھی پیش نہ کرنے کا فیصلہ کر لیتے۔ اسی دوران حضرت امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: مولانا صاحب! کل نو بجے صبح گھر تشریف لائیے گا۔ عرض کیا حضور! جیسے آپ کا حکم ہے۔ فرمایا: ہاں کل صبح نو بجے تشریف لائیے

گا۔دوسرے دن مولانا صاحب حسب حکم مرشد صبح نو بجے کاشانہ نورانی پر حاضر ہو گئے۔قائد اہل سنت اس وقت جنگ اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے۔کچھ دیر کے بعد اخبار رکھ دیا اور مولانا صاحب سے فرمایا: آپ تشریف رکھیں میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے اور پانچ ہزار روپے مولانا صاحب کو تھماتے ہوئے فرمایا: یہ پانچ ہزار روپے میں فلاں شخص کے نام اس کی رسید بنا دیجئے گا۔اور مزید فرمایا: آپ فکر مت کیا کریں۔اللہ تعالیٰ خود ہی سارے کام کر دیتا ہے۔اس کے کاموں میں بندے کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی"۔

(محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت، ص ۴۱)

☆اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے:

اولیاء اللہ کی طفیل خدام کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ولی کامل حضرت قبلہ سیدی قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے تصدق سے اللہ تعالیٰ نے کئی لوگوں کے مقاصد کی تکمیل فرمائی، حج بیت اللہ کی سعادت اور روضہ رسول کریم ﷺ کی زیارت سے بہرہ ور فرمایا۔

1973ء کا واقعہ ہے کہ قائد اہل سنت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے اور روضہ رسول کریم ﷺ کی زیارت وحاضری کے لیے کراچی سے روانہ ہونے والے تھے۔جمعیت علماء پاکستان کے کارکن، علماء اہل سنت اور حضرت قبلہ کے مریدین و عقیدتمند نعتیں اور درود وسلام پڑھتے ہوئے ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں کراچی ائر پورٹ پر چھوڑنے جا رہے تھے۔ایک دیوانہ عاشق رسول کریم محمد ناصر خاں جو اس وقت بلوچ کالونی، کراچی میں رہتا تھا، اب لانڈھی کورنگی، کراچی میں رہائش پذیر ہے۔دو روپے اور ٹوکری ہاتھ میں لیے دکان سے سبزی خریدنے کے لیے گھر سے نکلا۔جب بڑی سڑک کے پاس پہنچا تو لوگوں کا جلوس دیکھ کر حیران رہ گیا۔دریافت کرنے پر لوگوں نے اسے بتایا کہ دراصل آج قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے کراچی ائر پورٹ سے روانہ ہو رہے ہیں اور یہ جلوس آپ کو الوداع کرنے کے لیے جا رہا ہے۔اس دیوانہ عاشق رسول نے کہا چلو میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔جلوس ائر پورٹ کراچی میں پہنچا تو جہاز

کی روانگی میں آدھا گھنٹہ باقی تھا۔حضرت قائد اہل سنت نے ائر پورٹ کے گیٹ پر ہاتھ ہلا کر شرکاء جلوس کا شکریہ ادا کیا اور اندر تشریف لے گئے۔تمام شرکاء جلوس تو واپس ہو گئے لیکن دیوانہ عاشق رسول ہاتھ میں ٹوکری اور دو روپے تھامے ہوئے حضرت قائد اہل سنت کے پیچھے ائر پورٹ کے اندر داخل ہو گیا۔جب حضرت اپنے کاغذات چیک کروا کر جہاز پر بیٹھ گئے تو وہ بھی جہاز پر سوار ہو کر ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ہوائی جہاز جدہ ائر پورٹ پر پہنچا تو حضرت قائد اہلسنت نے وہاں کے عملے کو اپنے کاغذات چیک کروائے اور آگے بڑھ گئے۔عملہ نے دیوانہ عاشق رسول سے کاغذات طلب کیے تو اس نے کہا میں تو کاغذات کو نہیں جانتا ہاں میں تو اس (قائد اہل سنت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) بزرگ کے ساتھ ہوں، عملہ نے اس کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تو آپ نے حیران ہو کر فرمایا کہ یہ میرے ساتھ نہیں ہیں۔آپ نے اس دیوانہ عاشق رسول سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کن کے ساتھ ہیں؟ اس نے عرض کیا: حضور! میں کراچی سے آیا ہوں اور آپ کے ساتھ آیا ہوں۔دریافت فرمایا کہ تمہارے کاغذات وغیرہ کہاں ہیں؟ عرض کیا: حضور! میں کاغذات کو نہیں جانتا کیونکہ کراچی کے عملہ نے مجھ سے کاغذات نہیں مانگے تھے لیکن یہاں (جدہ) کا عملہ کاغذات چیک کرنے کا مطالبہ کر رہا ہے۔قائد اہل سنت نے ائر پورٹ جدہ کے عملہ سے فرمایا: یہ دیوانہ معلوم ہوتا ہے لہذا اسے جانے دیں، اب ہم یہاں اس کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟ دیوانہ عاشق رسول نے عرض کیا: حضور! آپ میرے لیے دعا فرمائیں میں آپ کے ساتھ حج کر کے واپس جاؤں گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔آپ نے اس کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔عملہ نے اس کی گفتگو سن کر اس کے کچھ کاغذات بھی تیار کر دیے تاکہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو اور اسے قائد اہلسنت کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔آپ نے اس تعاون پر عملہ کا شکریہ ادا کیا اور دیوانہ عاشق رسول کو اپنے ساتھ رکھا۔آپ نے جدہ سے روانگی سے قبل کراچی میں فون کیا کہ محمد ناصر خان نام کا آدمی فلاں مکان نمبر، بلوچ کالونی، کراچی کا رہائشی گھر سے سبزی لینے کے لیے نکلا تھا اور کراچی ائر پورٹ سے ہوائی جہاز پر بیٹھ کر جدہ پہنچ گیا ہے، خیر وعافیت سے ہے، حج ادا کرنے کے بعد واپس آ جائے گا۔آپ نے حج کی ادائیگی، ضروریات خورد ونوش اور رہائش کے سلسلے میں اس کی پوری معاونت فرمائی حتیٰ کہ حج کے بعد واپسی پر اسے اپنے ساتھ

پاکستان لائے۔ (محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت، ص ۴۴)

31 جنوری 2002ء کو بعد نماز عشاء حلقۂ ذکر وفکر کے اختتام پر علامہ محمد بشیر القادری نورانی دامت برکاتہم نے حضرت قائد اہل سنت سے اس دیوانہ عاشق رسول کے حج کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے اصل واقعہ کو صیغہ راز میں رکھتے ہوئے صرف اتنا فرمایا کہ: ہاں اس بیچارے نے حج کر ہی لیا تھا۔

☆ پاکستان میں ہوتے ہوئے حرمین شریفین میں حاضری:

اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کرام کو یہ اعزاز بھی عطا فرمایا ہے کہ ایک مقام میں جلوہ افروز ہوتے ہوئے کئی مقامات پر موجود ہو سکتے ہیں۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو کئی خدام نے حرمین شریفین میں دیکھا جبکہ ظاہری طور پر آپ پاکستان میں جلوہ افروز تھے۔ چنانچہ علامہ محمد بشیر القادری نورانی کا بیان ہے کہ وہ 1997ء میں زیارت حرمین شریفین اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے گئے۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ پھر حرم شریف کے سامنے والے ہوٹل میں کھانا کھانے کے لیے گئے، ان کی خواہش پر ہوٹل والوں نے بریانی کی پلیٹ پیش کر دی جس کی قیمت دس ریال ادا کر دیے۔ مولانا صاحب مقامی مہنگائی کی صورتحال سے پریشان ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے مدینہ منورہ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کی حاضری کا شرف بھی حاصل کرنا تھا اور ان کی شناسائی بھی نہیں تھی۔ انہوں نے اسی وقت اپنے پیرو مرشد قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو اچانک اپنے سامنے دیکھا تو ادباً کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: مولانا صاحب! یہاں آ کر فکر نہ کیا کریں، ساتھ ہی پانچ پانچ ریال کے دو نوٹ عطا فرمائے اور باب عمرہ کی طرف سے تیزی سے حرم شریف میں تشریف لے گئے۔ مولانا صاحب بہت خوش ہوئے کہ سعودی حکومت کی طرف سے حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ پر عائد کردہ پابندی ختم کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی آپ کی زیارت کے لیے حرم شریف آئے لیکن تلاش بسیار کے باوجود کامیابی نہ ہوئی۔ پھر انہوں نے خیال کیا شاید غلط فہمی ہوئی ہے کہ کوئی دوسرا شخص قائد اہل سنت کی شکل وصورت کا ہو اور آپ خود نہ ہوں، پھر خیال کرتے اگر نظر آنے والی کوئی دوسری شخصیت تھی تو کم از کم تلاش کرنے کے دوران ان سے تو ضرور ملاقات ہو

جاتی۔ وہ اس کشمکش میں رات کو سو گئے تو خواب میں حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی تو آپ نے فرمایا: مولانا صاحب! آپ مجھے تلاش کر رہے تھے کیا بات ہے، خیر تو ہے؟ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟ عرض کیا: حضور! کسی چیز کی ضرورت نہیں میں تو صرف آپ کی زیارت کرنا چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سعودی حکومت کی طرف سے عائد پابندی آپ سے اٹھا لی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا:

ارے مولانا صاحب! سعودی حکومت ہم پر کیا پابندی لگائے گی، ہم تو اسی طرح آتے بھی ہیں اور جاتے بھی ہیں، اور آتے جاتے رہیں گے۔

مدینہ طیبہ میں حاضری کے موقع پر مولانا صاحب نے یہ واقعہ حضرت قائد اہل سنت کے سسر حضرت علامہ فضل الرحمان مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: مولانا صاحب! اسی طرح پہلے بھی کئی علماء کرام اور اہل محبت نے ایسے واقعات مجھے سنائے ہیں اور یہ حقیقت ہے اور آپ کی ان سے سچی عقیدت کا ثمر ہے۔

(محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت، ص ۵۸)

☆ خادم خاص کا معاملہ کلیئر کرانا:

اہل اللہ دنیا میں رہتے ہوئے اور دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اپنے خدام کی سرپرستی کرتے ہیں اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی کامیاب کوشش کرتے ہیں۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ایسے ہی اولیاء کرام میں ہوتا ہے۔

حضرت علامہ رجب علی نعیمی صاحب آف کراچی کا بیان ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کے مخلص کارکن، ہمارے ساتھی اور قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص جناب سید ارشاد علی کا اچانک وصال ہو گیا۔ حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سمیت ہم سب ساتھی پریشان تھے۔ ان کے وصال کے تین دن بعد خواب میں زیارت ہوئی جو صاف ستھرا لباس پہنے ہوئے، ہشاش بشاش، نورانی چہرہ اور امتیازی نوعیت کی خوشبو لگائے تھے۔ تو میں نے بے تکلفی کے انداز میں دریافت کیا کہ سید صاحب! آپ تو جوان ہو گئے ہیں۔ آج تو ماشاء اللہ تعالیٰ آپ نے صاف ستھرے کپڑے زیب تن کر رکھے ہیں۔ تو انہوں نے بھی حسب عادت

بے تکلفی سے جواب دیا: علامہ صاحب! میں آپ کو کیا بتاؤں میں بڑی مصیبت میں گرفتار تھا کہ الحمد للہ! قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے میرا سارا معاملہ کلیئر ہی کرا دیا ہے۔ یہ سب قائد اہل سنت کا فیضان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خصوصی کرم فرمایا ہے۔

(محمد بشیر القادری نورانی، علامہ: شمع ولایت، ص ۶۳)

☆ ملت اسلامیہ کو متحد کرنا:

دورِ حاضر میں شیعہ سنی انتشار، شرک و کفر اور بدعت و گمراہی کا فتویٰ لگا کر ملت اسلامیہ کے شیرازے کو بکھیرنے کا ہتھیار تو ہر شخص کے پاس ہے لیکن انانیت کے بہت توڑ کر اخوت و اتحاد کی فضا قائم کرنے کا تصور عنقا ہے۔ ایسے ماحول میں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ملت اسلامیہ کے اتحاد کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ 1973ء میں کی قومی اسمبلی میں "متحدہ جمہوری محاذ" کے نام سے سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں فعال کردار ادا کیا جس کے مثبت اثرات ملک بھر میں محسوس کیے گئے۔ 1977ء میں "پاکستان قومی اتحاد" کے نام سے جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب چوہدری رفیق احمد باجوہ کے مکان پر نو جماعتوں پر مشتمل اتحاد قائم کیا۔ وطن عزیز میں شیعہ سنی فسادات کا آغاز ہوا تو 23 مارچ 1995ء میں "ملی یکجہتی کونسل" کے نام سے تنظیم قائم کر کے عداوت، بغض اور انتشار و افتراق کی بجائے اخوت و بھائی چارہ کی فضا قائم کر کے ملک و ملت کو جانی و مالی نقصان سے بچایا۔ آپ "ملی یکجہتی کونسل" کے چیئرمین تھے۔ 2001ء میں "متحدہ مجلس عمل" نے عظیم الشان کامیابی حاصل کر کے مغربی طاقتوں کو حیران کر دیا۔ "متحدہ مجلس عمل" امام نورانی کی نشانی، تبرک اور زندہ کرامت ہے کہ ملت اسلامیہ کو ایک مالا میں پرو کر عالم اسلام کو عظیم الشان تحفہ دیا جس کی حفاظت کرنا ملت اسلامیہ کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

☆ گفتہ او گفتہ اللہ بود:

جناب تنویر نورانی صاحب آف کراچی کا بیان ہے کہ وہ ایک دن اپنے پیر و مرشد، امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے کاشانہ نورانی پر حاضر ہوئے۔ دوران

ملاقات حضرت نے خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد استفسار فرمایا کہ آپ کہاں کام کرتے ہیں؟ عرض کیا حضور! ایکسائیڈ بیٹری (Exide Battery) کی کمپنی میں ملازمت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اچھا ایکسائز (Exise) کمپنی میں کام کرتے ہو۔ عرض کیا: حضور! میں ایکسائیڈ بیٹری کی کمپنی میں کام کرتا ہوں۔ اس طرح امام نورانی صدیقی کی زبان مبارک سے تین بار نکلا: اچھا آپ ایکسائز کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ اس ملاقات سے چند دن بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کرم فرمایا کہ ایکسائز کمپنی میں انسپکٹر کے عہدے پر فائز فرما دیا۔ اور اب تک اسی کمپنی میں اسی عہدے پر کام کر رہا ہوں۔ اس طرح ولی کامل کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ تعالیٰ نے پورے فرما دیئے۔ (مکتوب گرامی علامہ محمد بشیر القادری نورانی بنام راقم بتاریخ ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۴ء)

☆ وصال کی پیشگی اطلاع دینا:

اولیاء کرام اپنے وصال کی پیشگی اطلاع دے دیتے ہیں۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اشارۃً اپنے وصال کی پیشگی اطلاع دے دی تھی۔ بے پناہ سیاسی مصروفیات کے باوجود حسب معمول رمضان المبارک میں نماز تراویح، تہجد کے نوافل اور محافل شبینہ میں ہشاش بشاش اور ذوق و شوق سے قرآن سنایا۔ آپ زندگی کی آخری نماز عید الفطر ادا کرنے کے بعد اپنے بہنوئی محمد احمد صدیقی اور صاحبزادگان کے ساتھ اپنی والدہ محترمہ کے مزار اقدس جو ولی کامل حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 150ھ) کی درگاہ کے احاطہ میں مدفون ہیں، پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوئے۔ فاتحہ خوانی کے بعد محمد احمد صدیقی کو اپنے پاس بلایا اور والدہ محترمہ کی پائنتی کی طرف خالی پڑی ہوئی جگہ (جو صرف ایک قبر کے لیے کافی ہو سکتی تھی) کی طرف اپنے عصا سے اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا: بھائی صاحب! یہ جگہ کیسی رہے گی، یہ جگہ کیسی رہے گی، یہ جگہ کیسی رہے گی؟ اس کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔ اس کے چند دن بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

(مجید اللہ قادری، پروفیسر ڈاکٹر: ندائے اہل سنت شمارہ مارچ، اپریل ۲۰۰۴ء، ص ۲۹)

☆ تین کرامتوں کا ظہور:

ولی کامل اپنے خدام سے نرینہ اولاد کی پیشن گوئی کرتا ہے جو بالکل صحیح ثابت ہوتی ہے۔ اگر ان کی پس پشت درود پاک پڑھا جائے تو انہیں فوراً علم ہو جاتا ہے۔ اور خادم کے دل کی بات معلوم کر کے اس کا اظہار کر دیتا ہے۔ امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ ولی کامل تھے آپ سے بھی ان کرامتوں کا ظہور ہوا۔ چنانچہ آپ کے خادم خاص جناب محمد ایوب مغل صاحب آف ملتان کا بیان ہے کہ:

میری شادی 1988ء کو ہوئی۔ میں اس کے بعد پھر یوسف میمن کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا کھانا کھا کر جائیں۔ کھانا کھاتے بیٹھے حضرت نے مجھے بائیں طرف اپنے ساتھ بٹھایا۔ یاد پڑتا ہے اس وقت کچھ علماء کرام بھی موجود تھے۔ حضرت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث مبارکہ کھانے کے دوران بیان فرمائی۔ پھر فرمانے لگے کہ دیکھیے کہ اسلام کتنا پیارا مذہب ہے کہ اولاد کی پرورش پر بھی انعام ملتا ہے۔ بعد میں مجھے مخاطب کر کے میری اولاد کی پیشن گوئی فرمائی اور تعداد بھی بتائی جو کہ آج تک بالکل سچ ثابت ہوئی جبکہ اس وقت اولاد کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

حضرت امام نورانی اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں آپ کی ولایت میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔ ایک مرتبہ مجھے کسی نے بتایا کہ اللہ کے ولی کے پیچھے بیٹھ کر حضور ﷺ پر درود پڑھیں تو اسے پتہ چل جاتا ہے۔ ایک مرتبہ ناچیز کراچی حضرت کے آستانہ پر حاضر تھا۔ حضرت نے فرمایا: ایوب بھائی آپ ہمارے ساتھ چلیں بعد میں پتہ چلا کہ جہاں پی آئی اے کے ٹکٹ پرنٹ ہوتے ہیں اس کی اوپننگ میں جانا تھا۔ مجھے یاد ہے علامہ رضاء المصطفیٰ اعظمی بھی ساتھ تھے۔ حضرت، ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ آپ کے پیچھے ناچیز اور ساتھ علامہ اعظمی صاحب بیٹھے تھے۔ اس دوران مجھے بات یاد آئی اور میں نے حضور ﷺ پر درود پڑھنا شروع کر دیا۔ پریس پہنچنے تک حضرت نے کسی بات کا اظہار نہ فرمایا، بندہ بھی تردد میں رہا۔ ریفریشمنٹ کے بعد جب ہم واپس آئے ڈرائیور نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ حضرت کے لیے کھولا تو آپ نے فرمایا: ایوب بھائی آپ آگے بیٹھیں، میں نے عرض کیا: نہیں حضور میں پیچھے

ہی بیٹھوں گا۔ آپ نے میرا بازو پکڑا اور فرمایا آپ پیچھے بیٹھ کر ہمیں تنگ کرتے ہیں، بس آپ آگے بیٹھیں۔ آپ نے زبردستی آگے بٹھا دیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ ملتان میں بندہ نے سوچا کہ حضرت سے کچھ وظائف کا اور پڑھنے کے لیے کچھ کتب کا پوچھوں گا لیکن آپ کی مصروفیت کی وجہ سے موقع میسر نہ آسکا۔ یہاں تک ہم ملتان ایئرپورٹ پر آپ کو کراچی سی آف کرنے کے لیے پہنچے جہاز لیٹ ہو گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ اب اچھا موقع میسر آجائے گا۔ اس موقع پر صاحبزادہ احمد میاں خاں موجودہ نائب صدر جے یو پی پنجاب اور محمد قاسم خان ایڈووکیٹ موجودہ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل ہائی کورٹ بھی موجود تھے۔ آپ ان سے محوِ گفتگو تھے۔ بندہ جب بھی کوشش کرتا کہ میں وظائف پوچھوں تو کوئی نئی بات شروع ہو جاتی۔ قاسم خاں کی بات کے دوران میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ اب وظیفہ پوچھ لینا ہے تو حضرت نے اپنی بات کو روکا فوراً فرمایا کہ: آج کل کے نوجوان اس تجسس میں رہتے ہیں کہ کسی سے کوئی وظیفہ پوچھیں۔ بھائی سب سے بڑا وظیفہ قرآن پاک کی زیادہ سے زیادہ تلاوت اور اس کے بعد درود شریف کی کثرت ہے۔ اس کے بعد آپ نے دوبارہ بات جہاں روکی تھی شروع کر دی۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ بعد آپ دوبارہ ملتان تشریف لائے۔ ایئرپورٹ سے ہوٹل پہنچے سامان رکھا۔ آپ نے بیگ سے کچھ کتابیں نکالنا شروع کیں جس میں آبِ کوثر بھی شامل تھی، بہارِ شباب بھی تھی۔ آپ نے کتابیں دیں میں نے میز پر رکھ دیں تو آپ نے فرمایا: یہ کتابیں آپ کے پڑھنے کے لیے ہیں۔ اس طرح حضرت نے میرے دل کی حقیقت جان لی اور میرے پوچھے بغیر وظائف اور کتابیں پڑھنے کے لیے دے دیں"۔

(محمد ایوب مغل: ماہنامہ "الحامد" ملتان شمارہ جنوری، فروری ۲۰۰۴ء، ص ۳۰،۳۱)

خادم کے ایمان کی حفاظت کرنا:

اولیاء کرام اپنے خدام کے ایمان کے محافظ و نگران ہوتے ہیں اور کفار کو دائرہ اسلام میں داخل کر دیتے ہیں۔ قائد ملت اسلامیہ، آفتاب ولایت حضرت شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی تبلیغی مساعی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے سے کروڑوں مسلمانوں کا ایمان محفوظ ہوا اور لاکھوں کفار حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

جناب محمد امتیاز علی نورانی آف کراچی (جو امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کے خادم خاص ہیں) کا بیان ہے کہ ان کے بیٹے محمد ارشاد علی نورانی قادری کے پیٹ میں اچانک درد شروع ہو گیا جس کا مختلف ڈاکٹروں سے بیس دن تک علاج کروایا گیا لیکن آرام بالکل نہ آیا۔ کسی نے کہا کہ ان کی ناف اتر گئی ہے، ناف چڑھائی تو درد میں اضافہ ہو گیا۔ اس مایوس کن صورتحال میں الٹرا ساؤنڈ کروایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ محمد ارشاد علی نورانی قادری کو اپنڈکس (Appendix) ہوا ہے جو خطرناک شکل میں پھٹ گیا ہے۔ جس سے گردے بھی متاثر ہوئے ہیں۔ اس پریشانی میں اسے علاج کے لیے سیون ڈے ہسپتال، صدر کراچی میں داخل کروا دیا گیا۔ ہسپتال میں اپریشن ہوا اور گیارہ دن تک علاج کا سلسلہ جاری رہا۔ ڈاکٹروں نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار (1,60,000) کا بل بنا کر مجھے تھما دیا جس سے ایک نئی پریشانی لاحق ہو گئی کیوں کہ انہیں دنوں میں ہماری عدم موجودگی میں چوروں نے گھر کا صفایا کر دیا تھا۔ وہ اپنے پیر و مرشد امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام صورتحال عرض کر دی۔ امام نورانی نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا: آپ کو علاج کے لیے کوئی اور ہسپتال نہیں ملا کیونکہ یہ ہسپتال یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے؟ ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں بہتر کرے گا لہٰذا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے سوچا کہ پیر و مرشد امام نورانی صدیقی کون سا دیکھ رہے ہیں، دوبارہ ہسپتال میں آئے اور ہسپتال کی انتظامیہ سے کہا: جناب! میں غریب آدمی ہوں۔ اتنا زیادہ بل ادا کرنے سے قاصر ہوں لہٰذا اس میں کچھ رعایت کر دیں۔ انتظامیہ نے جواب دیا ہمارے پادری صاحب ہر مریض کے پاس جا کر دعا کرتے ہیں، آپ ان سے رابطہ قائم کریں ممکن ہے کہ وہ آپ کی مالی معاونت کر دیں یا بل میں کمی کر دیں۔ پادری صاحب سے رابطہ قائم کیا گیا اور بل میں رعایت کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے جواب دیا: آپ ملاقات کے لیے کل شام کو کسی بھی وقت ہمارے دفتر میں آ سکتے ہیں، آپ کی درخواست پر غور یا نظر ثانی ہو سکتی ہے۔ دوسرے دن حسن وعدہ شام کے وقت میں پادری صاحب کے دفتر میں پہنچ گیا۔ انہوں نے ایک فارم تھماتے ہوئے کہا: آپ اس فارم کو پر کر کے اپنے حلفیہ دستخط کر دیں اور اپنی بیگم صاحبہ کے حلفیہ دستخط کروا کر کل اسی دفتر میں لے

آنا۔ میں نے یہ بات سوچ کر فارم پکڑ لیا کہ اپنا کام نکال کر چلتا بنوں گا جس کا امام نورانی کو بھی علم نہ ہو سکے گا۔ اس فارم پر مندرجہ ذیل تین شرائط درج تھیں:

☆ آپ ہر اتوار کو چرچ میں دعا کے لیے حاضر ہوں گے۔

☆ ہر اتوار کو جب آپ آئیں گے تو دس روپے چندہ بھی دیں گے۔

☆ میں یہ الفاظ خداوند یسوع مسیح کو گواہ بنا کے کہتا ہوں اور حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں اس حلف پر پورا اتروں گا۔

میں نے دستخط کرنے کے لیے اپنی جیب سے قلم نکالا تو ایسا محسوس ہوا کہ اچانک امام نورانی تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کا ایمان ضائع ہو جائے گا جس کے بعد آپ کافر ہو جائیں گے"۔ اس موقع پر پشت کی طرف سے جھٹکا بھی محسوس کیا جس کے نتیجہ میں وہ پسینہ میں شرابور ہو گئے اور کرسی سے نیچے گر گئے۔ پادری نے تعجب کے انداز میں کہا کہ آپ فارم پر دستخط کیوں نہیں کرتے؟ میں نے جواب دیا: جناب! میں اپنے بل کی ادائیگی کے لیے رقم کا خود انتظام کرلوں گا۔ اس کے بعد کاشانہ نورانی میں امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام قصہ عرض کیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا: آپ کی قرعہ اندازی والی کمیٹی بھی نکل چکی ہے۔ کمیٹی کی رقم فوراً مجھے مل گئی جس سے بل کی ادائیگی میں آسانی ہو گئی۔ مرشد کامل نے کسر نفسی کی بنا پر تاکیداً فرمایا: یہ بات کسی کو مت بتانا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم، فیضان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور بوسیلہ امام نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ میرے ایمان کو محفوظ فرمایا۔

(علامہ محمد بشیر القادری النورانی: آفتاب ولایت ص 83)

☆ نورانی نور ہر بلا دور:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کے باعث ولی اللہ کی ذات جیسے بابرکت ہوتی ہے ایسے ہی ان کا اسم گرامی بھی بابرکت و دافع البلاء ہوتا ہے۔ ولی کامل، قطب زماں، مجدد سیاست شرعیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی بابرکت و دافع البلاء ہے۔ عاشق نورانی، استاذ العلماء، جامع منقول و معقول حضرت علامہ مفتی محمد رشید نقشبندی علیہ الرحمۃ سابق مدرس جامعہ

نظامیہ رضویہ۔ لاہور کا معمول تھا کہ جب بھی کوئی مریض آپ کی خدمت میں پیش کیا جاتا تو "نورانی نور ہر بلا دور" پڑھکر دم کرتے تو مرض سے شفا حاصل ہو جاتی۔ علامہ کے اس دم سے سینکڑوں نہیں ہزاروں مریض شفایاب ہوئے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے قائد اہل سنت کو اسم مسمّٰی بنایا تھا جو آپ کی عظیم الشان کرامت ہے۔

عاشق قرآن، پیکر تقویٰ واخلاص، محب نورانی حضرت حافظ وقاری رحمت علی صاحب دامت برکاتہم العالیہ صدر المدرسین جامعہ چراغیہ، جامع مسجد چراغیہ، والٹن روڈ، لاہور کا بیان ہے کہ پاکستان کے جس حصہ میں ان کا گاؤں ہے وہاں دور دور تک پینے کا پانی بمشکل دستیاب ہے وہ بھی جوہڑوں میں کھڑا ہوا بارش کا پانی۔ وہ ایک دفعہ اپنے گاؤں "ڈھوک ڈیڑھ" ضلع اٹک گئے۔ بارش نہ ہونے کے باعث ان کے گاؤں میں پینے کے لیے پانی دستیاب تھا نہ جانوروں کو پلانے کے لیے بلکہ فصلیں بھی خشک ہو رہی تھیں۔ جناب قاری صاحب نے صبح کی نماز کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کے بعد نزول بارش کے لیے چند بار "نورانی نور، ہر بلا دور" کا ورد کیا پھر دعا کی۔ وہ ابھی لاہور کی طرف روانہ بھی نہیں ہوئے تھے کہ بادل نمودار ہوئے اور بارش شروع ہوگئی۔ اس طرح حضرت امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی کی برکت سے علاقہ بھر سے پانی کی کمی دور ہوگئی۔

جمعیت علماء پاکستان کا نورانی منشور

جے یو پی کا منشور آج بھی تمام دینی جماعتوں میں انقلابی، قابل عمل اور عوام کے لئے کشش رکھتا ہے۔ یہ زیادہ تر امام نورانی کے باغ و بہار دماغ سے برآمد ہوا تھا۔ ان ملاقاتوں نے میرا دوسرا تاثر امام نورانی سے متعلق حتمی اور قطعی طور پر قائم کر دیا کہ آپ نا صرف عالمی مبلغ اسلام ہیں بلکہ دیدہ ور، دانشور، عالمی سیاست پر گہری نظر رکھنے والے مفکر، حق گوئی کی دولت سے مالا مال خلوص اور وفا کے پیکر، باعمل اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر کے سچے نقیب ہیں۔ ابھی تک الحمد للہ میرا یہی تاثر ہے۔ انشاء اللہ اس محبت کو لے کر آغوش قبر میں لیٹنے کی آس ہے۔

(علامہ شبیر احمد ہاشمی)

(ہفت روزہ احوال و آثار، اپریل 1997، صفحہ 15، 18)

اٹھارہواں باب

نورانی قیادت ممتاز علماء ومشائخ کی نظر میں

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا جن کا ظہور آپ کے زمانہ طالب علمی سے ہونا شروع ہوا۔ 1948ء میں آسمان تبلیغ کے آفتاب بن کر اور 1970ء میں آسمان سیاست کے ماہتاب بن کر چمکے پھر تا حیات چمکتے ہی رہے۔ 1978ء کو کل پاکستان "سنی کانفرنس" ملتان کے موقع پر پیر شریعت وطریقت حضرت علامہ حامد علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "قائد اہل سنت" کا لقب دیا تو غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے سٹیج پر کھڑے ہو کر اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے کہا: مولانا نورانی ہم سب کے قائد ہیں اور تاحیات "قائد اہل سنت" ہیں۔ ممتاز علماء اہل سنت اور مشائخ عظام نے بھی حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا قائد تسلیم کیا اور ان کی خدمات کے اعتراف میں خراج تحسین پیش کیا۔ اس سلسلے میں چند شواہد واقوال سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

☆ میرا نورانی دو خاص خوبیاں رکھتا ہے: "نہ بکنے والا نہ جھکنے والا"۔

(حضرت قبلہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ مولانا نورانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق ہیں، قیادت وصدارت کا عمامہ انہی کے سر سجتا ہے"۔ (حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ علامہ نورانی کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنی چاہیے کہ ان میں امامت کبریٰ کی تمام صفات موجود ہیں"۔ (امام المناظرہ حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ مولانا نورانی سواد اعظم اہل سنت کی سچی قیادت ہیں"۔

(مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔مولانا نورانی رسول کریم ﷺ کی عنایت ہیں"۔

(حضرت پیر سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ،بھکی شریف)

☆ ۔مولانا نورانی ولی اللہ اور قائد اہل سنت ہیں"۔

(حضرت صاحبزادہ سید محمد محفوظ شاہ مشہدی)

☆ ۔علامہ نورانی گلدستہ شریعت ہیں"۔

(شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔علامہ نورانی آفتاب شریعت اور ماہتاب طریقت ہیں"۔

(شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔اہل سنت کی کشتی کے وارث مولانا شاہ احمد نورانی ہیں"۔

(حضرت علامہ پیر سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی جیسی سچی قیادت پر ہم سب کو فخر کرنا چاہیے"۔

(حضرت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف جیلانی)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی سے شیطان دور بھاگتا ہے"۔

(مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔قائد اہل سنت کی اہل سنت کے لیے قربانیاں ہر غیر تمند سنی ہمیشہ یاد رکھے گا"۔ (خواجہ فقیر محمد باروی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔امام شاہ احمد نورانی کا ایک ہی مشن تھا کہ زلف کائنات کو نظام مصطفی ﷺ سے سنوارا جائے۔وہ اپنے وقت کے سب سے بڑے انسان تھے۔وہ سیدنا امام اعظم اور سیدنا غوث اعظم رحمہما اللہ تعالیٰ کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی للکار تھے۔ان کی رگ و پے میں عشق مدینہ تھا۔وہ سچے عاشق رسول ﷺ اور عالم با عمل تھے۔ان کی زبان سے زندگی بھر کبھی بھی جھوٹ نہ نکلا۔ان کا مشن زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔امام نورانی زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

(جانشین قائد ملت اسلامیہ حضرت صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی دامت برکاتہم العالیہ)

☆ ۔علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی m شش جہات یا ہشت جہات ہی نہیں بلکہ کثیر الجہات شخصیت (Multy Dimention Persinality) کے مالک تھے۔آپ صحراو بیاباں میں، جہاں راہی بھٹک جاتے ہیں، اپنی جہت منزل اور نسبت راست کو کھو دیتے ہیں، منارۂ نور تھے، جس سے بھٹکے ہوئے راہی ہدایت پاتے تھے اور تاج دار مدنی ﷺ کی جانب اپنی سمت قبلہ کو درست کرتے تھے"۔ (مفتی منیب الرحمان قادری)

☆ ۔علامہ نورانی میرے قائد اور امام ہیں"۔ (حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔علامہ نورانی اہل سنت پر اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمت ہیں"۔

(حضرت علامہ محمد نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔نص قطعی سے ثابت ہے کہ علامہ شاہ احمد نورانی امام برحق ہیں"۔

(مفتی ابو العلا محمد عبد اللہ قادری قصوری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔مولانا نورانی قیادت کا نور ہیں جس کی نورانیت سے ہم نظام مصطفی ﷺ نافذ کریں گے"۔ (پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔جو علامہ نورانی سے ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا"۔

(حضرت پیر سید برکات احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی جیسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے"۔

(حضرت علامہ فیض احمد اویسی ،بہاولپور)

☆ ۔ہمارے قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی موجودہ دور کے سب سے بڑے مسلمان اور اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں"۔ (سید مظہر سعید شاہ کاظمی ،ملتان)

☆ ۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی اسلاف کی عظمتوں کے امین ہیں"۔

(صاحبزادہ سید حامد سعید شاہ کاظمی ،ملتان)

☆ ۔حضرت قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کا وجود مسعود ہمارے لیے نعمت ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکتیں فرمائے"۔

(حضرت علامہ مفتی غلام سرور قادری رضوی ،لاہور)

☆ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی ہر سنی کے دل میں رہتے ہیں"۔
(حضرت علامہ مفتی پیر منظور احمد شاہ، ساہیوال)

☆ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی قطب الارشاد اور اہل سنت کے لیے روشنی کا چراغ ہیں"۔ (علامہ سید شبیر احمد ہاشمی، پتوکی)

☆ جس نے اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) کو دیکھنا ہو وہ علامہ شاہ احمد نورانی کو دیکھ لے"۔ (حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری رضوی، انڈیا)

☆ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی کے ساتھ ہمارا ایمانی رشتہ ہے جو قائم رہے گا"۔ (مفتی محمد جان نعیمی)

☆ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی اہل سنت کے مشکل کشا ہیں"۔
(حضرت علامہ سید محمد عرفان شاہ مشہدی)

☆ لوگوں نے امام شاہ احمد نورانی صدیقی کو سمجھا نہیں ہے، جب وہ نہیں رہیں گے اس وقت آپ سمجھیں گے، اس وقت سمجھنا بے کار ہے۔ امام نورانی نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلایا اور پوری دنیا نے اس فیصلے کی پیروی کی۔ قسم خدا کی، اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ایسا مرد مجاہد، بے لوث، نڈر و بے باک و بے خوف، مجسمہ حق وصداقت، قادیانیوں کے لیے ننگی تلوار اور ایسا مستغنی قائد میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اس لیے آپ کو ایسے بے باک قائد کی قدر کرنی چاہیے"۔ (علامہ ارشد القادری)

☆ افریقی ممالک میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے تبلیغی کام کو دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا، سینکڑوں تعلیمی ادارے، اخبارات، ٹرسٹ، شفاخانے انتہائی میکانکی انداز میں خدمت خلق کے کام میں مصروف تھے، لاکھوں لوگوں کی خدمت کرنے والے اور لاکھوں روپے ماہانہ رفاہی کاموں میں خرچ کرنے والے مرد درویش نے ساری زندگی کرائے کے مکان میں گزار دی"۔ (مجاہد ملت محمد عبد الستار خاں نیازی)

☆ علماء اہل سنت سے گزارش ہے کہ وہ اس نکتہ کو ذہن نشین رکھیں کہ جمعیت علماء پاکستان کل بھی ان کی جماعت تھی، آج بھی ان ہی کی ہے اور آئندہ بھی انہی کی ہوگی، دوسرے

لوگ ان کے خدام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے اس میں شامل ہونا ان کا بنیادی حق ہے اور اس حق سے خود کو محروم رکھنا کوئی نیک شگون نہیں ہے۔ جو علماء اہل سنت سیاسی ذہن رکھتے ہیں انہی کسی پس وپیش کے بغیر جمعیت علماء پاکستان میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے"۔
(علامہ شاہ حسین گردیزی، کراچی)

☆ حضرت قائد اہل سنت کی زیارت کرنا اور ان کے فیوض و برکات سے مستفید ہونا دراصل عبادت ہے۔ (علامہ محمد صدیق ملتانی)

☆ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں"۔ (حضرت علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ علامہ نورانی جیسا قائد کسی جماعت کے پاس موجود نہیں اور نہ ہو سکتا ہے"۔
(علامہ ابو داؤد محمد صادق رضوی)

☆ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی تحریک نظام مصطفی ﷺ کا نام ہے"۔
(مفتی حفیظ اللہ نقشبندی)

☆ قائد اہل سنت کا لقب صرف نورانی میاں کے لیے خاص ہے"۔
(حضرت پیر اعجاز احمد ہاشمی)

☆ علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں تمام سنی جمع ہو جائیں"۔
(حضرت میاں غلام احمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ میں سنی ہوں اور سنیوں کے قائد صرف مولانا شاہ احمد نورانی ہیں"۔
(چوہدری رفیق احمد باجوہ رحمۃ اللہ علیہ)

☆ حضرت علامہ نورانی میں قیادت کی تمام صفات موجود ہیں"۔
(حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری)

☆ حضرت علامہ نورانی غوث زماں ہیں"۔ (حضرت پیر سید عنایت اللہ شاہ بخاری)

☆ مولانا نورانی ہم سب کے قائد ہیں۔ اللہ تعالیٰ بروز قیامت مولانا نورانی کا سایہ نصیب فرمائے"۔ (غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔مولانا نورانی اہل سنت کے قائد ہیں اور اس دور کے بہت بڑے ولی اللہ اور مجاہد ہیں"۔ (قاضی مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔مولانا نورانی بے داغ قائد ہیں مگر ہم نے ان کے ساتھ بھی دھوکا کیا"۔
(علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔مولانا نورانی جیسے قائد صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں"۔
(مفتی مختار احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔مولانا نورانی ایک تاریخ ساز شخصیت ہیں"۔ (علامہ محمد احمد فریدی)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی ہمارے قائد، سب کے قائد ہیں"۔ (سید دیوان آل مجتبیٰ)

☆ ۔مولانا نورانی قائد بھی ہیں اور ولی بھی"۔ (پیر سید اختر حسین، علی پوری)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی اہل سنت کی برہان ہیں"۔
(صاحبزادہ قاضی فضل رسول، فیصل آباد)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں تمام سنی جمع ہو جائیں"۔
(مولانا خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی تمام اہل سنت کی جان ہیں"۔
(خواجہ محمد عبدالقدوس، خیر پور)

☆ ۔مولانا نورانی پیارے نبی کا پیارا عاشق ہے، پس ایسی قیادت ہونی چاہیے"۔
(حضرت مولانا سید محمد جمال الدین کاظمی، جوہر آباد)

☆ ۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ علامہ نورانی جیسا قائد مل گیا"۔ (صاحبزادہ عبدالرحمان حسنی)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی صرف سیاستدان ہی نہیں بلکہ ایک عالم دین اور اللہ تعالیٰ کے ولی بھی ہیں"۔ (صاحبزادہ سید معصوم حسین مجددی، لاہور)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی اہل حق کے قائد ہیں"۔ (خواجہ فرید الدین فخری)

☆ ۔میری اپیل ہے کہ مولانا نورانی کے ہاتھ پر تمام اہل سنت بیعت کریں کیونکہ مولانا نورانی امام برحق ہیں"۔ (صاحبزادہ سید عارف حسین شاہ)

☆ ۔قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کی الحمد اللہ! ہم سب عزت کرتے ہیں"۔ (مولانا محمد الیاس قادری، امیر دعوت اسلامی پاکستان)

☆ ۔ہمارے قائد کا صرف چہرہ ہی دیکھ کر غیر مسلم مسلمان ہو جاتے ہیں"۔
(مولانا افتخار الحسن)

☆ ۔اللہ تعالیٰ نے اہل حق کو حق کا قائد عطا فرمایا"۔ (علامہ عبدالحق بندیالوی)

☆ ۔علامہ شاہ احمد نورانی کی رگوں مین صدیقی خون ہے، اس لیے ان سے صداقت ہی کی کرنیں نکل رہی ہیں"۔ (مفتی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ، سکھر)

☆ ۔اللہ تعالیٰ نے اہل سنت کو نورانی میاں جیسی قیادت عطا فرمائی ہے جو اپنے قول و فعل میں بے مثال ہے"۔ (حضرت مخدوم شمس الدین گیلانی، اوچ شریف)

☆ ۔علامہ نورانی کی قیادت مبارک قیادت ہے، اس قیادت میں نفاذ نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کے رہے گا"۔ (حضرت خواجہ پیر میاں عبدالخالق قادری، بھرچونڈی شریف)

☆ ۔مولانا نورانی کی قیادت ایک چٹان ہے، ہمیں اس پر فخر ہے"۔
(علامہ عبدالخالق، خانیوال)

☆ ۔ہمارا قائد بھی نورانی ہے اور ہمارا دستور بھی نورانی"۔
(حضرت پیر بابا ولی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔اہل سنت کو مولانا شاہ احمد نورانی جیسا قائد کبھی نہیں ملے گا"۔
(رئیس القلم علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ۔الحمد للہ! اپنے قائد مولانا شاہ احمد نورانی کی سیاسی بصیرت کو دیکھ کر ذہن 14 سو سال پیچھے چلا جاتا ہے"۔ (حضرت علامہ مفتی شجاعت علی قادری، کراچی)

☆ ۔نورانی قائد کی قیادت میں صاف اور کھرا آدمی چل سکتا ہے، دوغلے آدمی کی یہاں گنجائش نہیں"۔ (علامہ محمد حسن حقانی، کراچی)

☆ ۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے سچے جانشین ہیں"۔ (علامہ مفتی محمد ہدایت اللہ پسروری)

☆ ۔علامہ نورانی کی قیادت میں شک کرنے والے خودشکی ہیں"۔

(علامہ عبدالوحید ربانی، ملتان)

☆ ۔قبلہ مبلغ اعظم علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری گئے نہیں بلکہ قائد نورانی کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں"۔ (علامہ شبیر احمد اظہری، کراچی)

☆ ۔قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی اہل سنت کے سچے نقیب ہیں"۔

(علامہ عبدالرشید جھنگوی)

☆ ۔قائد اہل سنت اس صدی کی مذہبی سیاست کے موجد ہیں"۔

(علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی، کراچی)

☆ ۔حضرت نورانی میاں محبت رسول اور عشق مصطفی ﷺ کی تفسیر ہیں"۔

(حضرت سید مسعود الحسن چن پیر گیلانی، بہاولپور)

☆ مولانا نورانی صدیقی نے مقام مصطفی ﷺ اور محبت رسول کریم ﷺ سے دلوں کو زندہ کردیا"۔ (علامہ محمد اشرف، پھالیہ)

☆ ۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی ترجمان امتِ مصطفی ﷺ ہیں جن کی بے لوث قیادت میں نفاذ نظام مصطفی ﷺ کی منزل واضح نظر آرہی ہے"۔

(مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری)

☆ ۔قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی ولی کامل اور معجزہ مصطفی ﷺ ہیں"۔

(مفتی محمد اشرف نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ، لاہور، متوفی 11 دسمبر 2005)

☆ ۔قائد اہل سنت امام نورانی برہان اسلام اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت و آواز ہیں"۔

(صاحبزادہ علامہ محمد عبدالرؤف نورانی، ناظم تعلیمات و مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ، لاہور)

(یہ اقوال ماہنامہ "کنز الایمان" دہلی، ندائے اہل سنت لاہور اور نورانی قیادت از علامہ محمد بشیر القادری نورانی سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری)) ۔

انیسواں باب

آخرویات اِمام نورانی رحمۃ اللہ علیہ

قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر مذہبی سیاسی تبلیغی تحفظ مقام مصطفی ﷺ نفاذ نظام مصطفی ﷺ اور اتحاد بین المسلمین کے حوالے سے خدمات انجام دیں لیکن کچھ امور ایسے ہیں جو آپ کی زندگی کے آخری معمولات کے طور پہ پیش کیے جاسکتے ہیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں

آخری نماز جمعہ حیدرآباد میں پڑھائی:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ باقاعدہ خطیب کی حیثیت سے کراچی میں خدمات انجام دیتے تھے۔حیدرآباد سندھ میں آپ کے عقیدتمندوں، مریدین اور احباب کی خاصی تعداد موجود ہے۔ 1977ء میں آپ حیدرآباد کے ایک حلقہ سے قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تھے لیکن بعد میں پاکستان قومی اتحاد کی طرف سے اسمبلی کا بائیکاٹ کرکے تحریک نظام مصطفی ﷺ شروع کی گئی تھی۔کراچی اور حیدرآباد میں مشہور لسانی اور انسان دشمن تنظیم ایم کیو ایم کی مار دھاڑ، گھیراؤ جلاؤ اور قتل وغارت کے غلغلہ کے بعد امام نورانی نے حیدرآباد سے تین بار الیکشن میں حصہ لیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ایم کیو ایم کا سیلاب تھمنے کے بعد جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی صدر جناب ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر الوری صاحب کو متحدہ مجلس عمل کی طرف سے حیدرآباد سندھ کے ایک حلقہ سے قومی اسمبلی کا ٹکٹ دیا گیا جس میں انہیں بھاری اکثریت سے کامیابی ہوئی۔حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر الوری صاحب ایم این اے کی خواہش پر 4 دسمبر 2004ء کو ان کے صاحبزادگان کی شادی خانہ آبادی میں شرکت کے لیے امام نورانی صدیقی کراچی سے حیدرآباد میں تشریف لائے اور 5 دسمبر 2003ء کو اپنی زندگی کی آخری "نماز جمعہ" جامع مسجد مدینہ، سرے گھاٹ حیدرآباد میں پڑھائی۔

(فیض الرسول رضا نورانی، صاحبزادہ: یادوں کے نقوش، ص ۵۷)

زندگی کی آخری نماز فجر ادا کی:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول 11 دسمبر 2003ء کو صبح 4 بجے بیدار ہوئے نماز تہجد ادا کی، دلائل الخیرات، حزب البحر، تلاوت قرآن پاک اور دیگر اوراد سلسلہ عالیہ علیمیہ رضویہ پڑھے۔ وقت ہونے پر نماز فجر باجماعت ادا کی جو آپ کی زندگی کی آخری نماز ثابت ہوئی کیونکہ نماز ظہر کا وقت شروع ہونے سے پہلے آپ پروردگار کے حضور لبیک کہہ گئے تھے۔

آخری رمضان المبارک:

مبلغ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی 15 رمضان المبارک مطابق 3 اپریل 1892ء میں جبکہ قائد ملت اسلامیہ امام نورانی 17 رمضان المبارک 1344ھ مطابق 31 مارچ 1926ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ گویا والد گرامی کی طرح آپ کو بھی ماہ رمضان المبارک کے ساتھ پیدائشی تعلق ہے۔ آپ ہر سال تمام معمولات و مصروفیات کو ترک کر کے کراچی میں جلوہ افروز ہو کر نماز تراویح، نماز تہجد اور محفل شبینہ میں باقاعدگی سے قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کرتے۔ اپنی زندگی کے آخری رمضان المبارک 1424ھ مطابق 2003ء میں بھی حسب معمول آپ نے نماز تراویح، نماز تہجد اور محفل شبینہ میں ذوق وشوق سے قرآن پاک سنانے کا اعزاز حاصل کیا۔

آخری اخباری بیان غلبہ اسلام اور نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے حوالے سے جاری کیا:

قائد ملت اسلامیہ امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا آخری اخباری بیان وصال مبارک سے ایک روز قبل جاری کیا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ: موجودہ صدی اسلام کے غلبہ کی ہے، اسلام کی کرنوں سے سارا عالم چمکے گا"۔ بیان کا متن مندرجہ ذیل ہے:

متحدہ مجلس عمل کے صدر اور سینٹ میں قائد حزب اختلاف مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے انتقال سے ایک روز قبل حیدرآباد میں انجمن طلباء اسلام سندھ کے سابق جنرل سیکرٹری عبدالقادر چندریگر نورانی کی رہائش گاہ پر مریدین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور

اس کے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے محبت رسول ﷺ سے اپنے قلبوں کو منور کرنا ہوگا۔ اور اس راہ پر چلنے کے لیے اولیاء کا دامن تھامنا ضروری ہے۔ اپنے آخری بیان میں انہوں نے کہا کہ رب العالمین کی طرف سے امت محمدیہ ﷺ کے لیے بیش بہا نعمتوں اور رحمتوں کی بارش ہوئی ہے اور امت محمدیہ کے لیے انعام ہی انعام کی بشارت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ صراط مستقیم کے راستے کو اختیار کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ صدی اسلام کے غلبے کی صدی ہے، اس کی کرنوں سے تمام عالم ضرور چمکے گا اور ارض مقدس میں نظام مصطفی ﷺ کی بہاریں آئیں گی"۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی: مورخہ ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء)

آخری ملاقات حضرت پیر عتیق الرحمان صاحب سے کی:

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی کی آخری ملاقات حضرت پیر عتیق الرحمان صاحب سربراہ جمعیت علماء جموں کشمیر سے کی۔

(روزنامہ صحافت، اسلام آباد) مولانا شاہ احمد نورانی نے زندگی کی آخری ملاقات جمعیت علماء جموں کشمیر کے صدر پیر عتیق الرحمان سے کی۔ بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب یہاں نورانی کی رہائش گاہ پر ہونے والی ملاقات 11 سے 1 بجے تک جاری رہی جس میں ملک کی سیاسی صورتحال اور دیگر امور زیر بحث آئے"۔

آخری تبلیغی دورہ:

محسن ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی سیاسی مصروفیات کے باوجود زندگی کا آخری غیر ملکی تبلیغی دورہ اگست 2003ء کو آئیرلینڈ کا کیا جس کا دورانیہ ڈیڑھ ہفتہ کا تھا۔ اس دورہ کے دوران آپ نے متعدد کانفرنسوں کی صدارت کی اور قیام پاکستان و یوم آزادی کے حوالے سے پروگراموں میں شرکت کی اور خطاب کیا۔

(محمد امین نورانی، مولانا: عہد دوراں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۴۹)

آخری نمازِ عید:

قائدِ ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے یکم شوال المکرم 1424ھ کو اپنی زندگی کی آخری نمازِ عید ادا کی، اپنی والدہ محترمہ کے مزار پر حاضری دی اور اپنی قبر کے لیے جگہ کا تعین کیا۔

(روز نامہ نوائے وقت، کراچی) متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور روحانی پیشوا علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی قبر کی جگہ کا تعین حالیہ عید الفطر کے موقع پر کر دیا تھا جہاں دو برس قبل ان کی والدہ کی تدفین ہوئی تھی۔ مولانا نورانی کا یہ معمول تھا کہ ہر عید الفطر کی نماز کے بعد والدہ کی قبر پر فاتحہ خوانی کر کے اپنے گھر آتے تھے۔ حالیہ عید الفطر کی نماز بھی میمن مسجد میں ادا کرنے کے بعد حسب معمول اپنی والدہ کی قبر پر گئے اور فاتحہ پڑھی اور اپنے عصا سے اپنی والدہ کی قبر پر قدموں کی جانب اشارہ کر کے کہا میرے لیے یہ جگہ مناسب ہوگی"۔

متحدہ مجلس عمل کے سربراہی اجلاس سے آخری خطاب:

قائدِ ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے چند روز قبل متحدہ مجلس عمل کے سربراہی اجلاس سے آخری خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ہم وردی کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے اور نہ ہی اس حوالے سے کسی کو آئین میں کوئی ترمیم کرنے دیں گے۔ اس کے علاوہ اگر ترمیمی بل جمہوریت کے حق میں نہ ہوا تو وہ اور پوری ایم ایم اے اس کی تائید نہیں کرے گی اور نہ ہی صدر مشرف کو اعتماد کا ووٹ دے گی"۔

زندگی کی آخری دو آرزوئیں:

قائدِ ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو زندگی کی آخری دو آرزوئیں تھیں جن کا ذکر اپنی نجی مجالس میں کیا کرتے تھے۔ ☆ امام کعبہ کی ذمہ داری سنبھالنا اور ☆ حج سیزن کے بعد عمرہ کی ادائیگی۔

(روز نامہ پاکستان، اسلام آباد) انتہائی ذمہ دار ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی دلی تمنا امامِ کعبہ کی ذمہ داری سنبھالنے کی تھی۔ یورپ سمیت دنیا کے تمام خطوں میں اسلام کی تبلیغ اور لیکچر دیتے رہے۔ اپنی خواہش کا اظہار اپنی انتہائی نجی محفلوں میں اکثر کرتے تھے۔ تاہم لیبیا کے کرنل قذافی اور عراق کے سابق صدر صدام حسین کے ساتھ ذاتی تعلقات ہونے کی بنا پر انہیں یہ موقع نہ مل سکا۔

(روز نامہ پاکستان، اسلام آباد: مورخہ ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء)

(روز نامہ نوائے وقت، لاہور) مولانا شاہ احمد نورانی کے ترجمان حسنات احمد قادری نے طیارے میں نوائے وقت کو بتایا کہ مولانا نورانی پندرہ سال کے بعد اس بار حج سیزن کے بعد عمرے اور زیارت روضہ اقدس ﷺ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حجاز مقدس جانے والے تھے مگر موت نے انہیں مہلت نہ دی۔ وہ اپنے سسر مولانا فضل الرحمان مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے موقع پر بھی مدینہ منورہ نہ جا سکے تھے۔

آخری سفر نظام مصطفی ﷺ کے لیے کیا:

قائدِ ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک محفل میں یوں دعا کی تھی کہ الٰہی! ہمیں نظام مصطفی ﷺ کی جدوجہد میں شہادت کی موت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ نے متحدہ مجلس عمل کے سربراہ اور سینٹ میں قائد حزب اختلاف ہونے کی حیثیت سے سینٹ کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے کراچی سے اسلام آباد کی طرف زندگی کا آخری سفر کیا اور یوں نظام مصطفی ﷺ کی جدوجہد میں انتقال فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

آخری روحانی انٹرویو:

حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مجدد سیاست شرعیہ تھے اور شیخ طریقت بھی۔ جناب پروفیسر خالد پرویز صاحب نے آپ کے وصال سے ایک دن قبل آپ سے ایک روحانی انٹرویو کیا جو سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

یہ موسم سرما کی یخ بستہ رات ہے۔ چاروں طرف گہرا سناٹا ہے۔ جوان بوڑھے، بچے، مرد، عورتیں سبھی سردی کے مارے کمروں میں چھپے، دروازوں کے کواڑ بند کئے لحافوں میں دبکے سو رہے ہیں۔ سڑکیں سنسان اور گلیاں ویران ہیں۔ اک ہو کا عالم طاری ہے، میں خراماں خراماں چلا جا رہا ہوں۔ یکا یک گلی کی ایک نکڑ پر مجھے اک روشنی نظر آتی ہے۔ میں اسی جانب رخ کر لیتا ہوں قریب ہوں پہنچتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ سردی کے اس عالم میں چند بزرگ زمین پر چادر بچھائے بیٹھے ہیں۔ اور بقول شاعر

کہیں سو سو، کہیں سی سی تو کہیں سیٹی ہے
گرد سب بیٹھے ہیں، بیچ میں انگیٹھی ہے

میں ان سے پوچھتا ہوں کہ مجھے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی رہائش گاہ پہنچنا ہے۔ وہ کہتے ہیں: میاں! کنوئیں کے پاس بھی پہنچ کر پوچھتے ہو کہ کنواں کہاں ہے! یہی دروازہ تو ان کی رہائش گاہ کا ہے جس کے باہر ہم بیٹھے ہیں"۔

یہ بات ہو رہی تھی کہ مکان کا دروازہ یک لخت کھلتا ہے اور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب مجھے اشارے سے بلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: "بیٹا ادھر آؤ میں تو تمہارا ہی انتظار کر رہا ہوں" میں لپک کر ان کے پاس پہنچتا ہوں۔ وہ بڑھ کر مجھے گلے لگا لیتے ہیں۔ مجھے اندر لے جاتے ہیں اور خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ہاں! تم کہہ رہے تھے کہ تم نے کچھ سوالات مجھ سے پوچھنا ہیں۔ تو پھر پوچھو، میں تیار ہوں"

میں کہتا ہوں:

حضرت جی! یہ فرمائیے کہ عقل اور عشق میں کیا فرق ہے؟

فرماتے ہیں:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

میں پوچھتا ہوں:

خدا کی پہچان کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ — جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا، اس نے خدا کو پہچان لیا۔

میں دریافت کرتا ہوں:

اعلیٰ حضرت! یہ فرمائیے کہ آپ کی زندگی کا مشن کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

پاکستان میں نظام مصطفی ﷺ کا اصلی اور عملی شکل میں نفاذ۔

میں پوچھتا ہوں:

معیار محبت رسول ﷺ کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ — اے محبوب فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوست بنا لے گا۔

بقول شاعر

جب تک نہ کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

میں درخواست کرتا ہوں:

پیر معظم! یہ فرمائیے کہ عقیدت کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

وہ امام اہل دیں، ہے شیخ احمد جن کا نام
کہتے ہیں جن کو مجدد الف ثانی خاص و عام
نسبت عالی سے ان کی تو مجھے کر فیض یاب
اس گل باغ یقیں، شمع ہدیٰ کے واسطے

میں پوچھتا ہوں:

اعلیٰ حضرت! فرمائیے ذکر کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ   اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون حاصل ہوتا ہے

میں دریافت کرتا ہوں:

رہبر شریعت! فرمائیے فکر کیا ہے؟

فرماتے ہیں:

میرا ذکر بھی تو، میرا فکر بھی تو، میری روح بھی تو، جسد جان بھی تو
جے یار فرید قبول کرے، سردار بھی تو، سلطان بھی تو

میں عرض کرتا ہوں:

عالی مرتبت! ملکی و ملی حالات پر کچھ روشنی ڈالیے!

فرماتے ہیں:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک   ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک   کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک!
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں   کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

میں درخواست کرتا ہوں:

پیر طریقت! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے گا!

فرماتے ہیں:

اگر تو اپنی نسبت باقی کے ساتھ رکھے گا تو باقی رہے گا اور اگر تیری نسبت فانی کے ساتھ ہوگی تو ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے گا۔ یاد رکھ! فنا سے نسبت اٹھا کر بقا سے لگا لے۔ تیرے لیے سب کچھ آسان تر ہو جائے گا۔

میں درخواست پذیر ہوتا ہوں:

آپ کی کوئی خواہش، آرزو یا تمنا؟

فرماتے ہیں:

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے   دل مرتضیٰ، سوز صدیق دے

تمنا کو سینوں میں بیدار کر   نگاہ مسلمان کو تلوار کر

ایک لمحہ رکنے کے بعد فرماتے ہیں:

اس طرف اوج پہ میری تشنہ لبی   اس طرف جوش پہ تیری دریا ولی
تو سراپا کرم، سید محترم ﷺ   میں طلب ہی طلب، تو عطا ہی عطا
جل رہے ہیں جدائی کی دوپہر میں   جی رہے ہیں مگر عرصہ دہر میں
ایک نظر یا نبی ﷺ اس طرف بھی کبھی   پریشان و ویران ہے میرے مریدوں کا یہ قافلہ

میں التجا کرتا ہوں:

پیر کامل! میرے حق میں دعا فرمائیے:

آپ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ دعا ختم ہوتی ہے تو میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں اور مجھے سینے سے لگا کر چمٹا لیتے ہیں کہ میری آنکھ کھل جاتی ہے اور میرے منہ سے بے اختیار نکلتا ہے:

مروت کا، محبت کا، شرافت کا، سخاوت کا   ہر اک پہلو ہے تابندہ مرے حضرت کی سیرت کا
کرشمہ دیکھ لیں اہل نظر شانِ ولایت کا   دلوں پر آج بھی سکہ رواں ہے ان کی عظمت کا
خدا شاہد! خدا شاہد! رہے گا حشر تک چرچا   میرے پیرِ طریقت کا، میرے پیرِ طریقت کا

(پروفیسر خالد پرویز: ماہنامہ "الحامد" ملتان، شمارہ جنوری، فروری ۲۰۰۴ء، ص ۱۳۔۹)

خونِ مسلم کی حرمت اور فکرِ نورانی

مسلمان کو مسلمان کا خون بہانا حرام ہے۔ جو مسلمان دوسرے مسلمان کا خون بہاتا ہے وہ جہنمی ہے۔ مسلمان کے خون کی عزت میرے آقا سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ ہے کہ "مسلمان کا قتل کرنے والا جہنمی ہے۔ مسلمان کے خون کی حرمت کعبۃ اللہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔"

(حلقہ لانڈھی ایریا کراچی میں یوم بدر کے موقع پر افطار پارٹی سے مولانا شاہ احمد نورانی کا خطاب)
(ہفت روزہ احوال، اپریل ۱۹۹۰ئ، صفحہ ۱۲، ۱۳)

بیسواں باب

وصال امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ

(سفرِ آخرت)

نشانِ مردِ مومن با تو گویم　چوں مرگ آید تبسم برلبِ اوست

ساٹھ سال سے زائد عرصہ مذہبی و تبلیغی اور نصف صدی تک تاریخ ساز قومی و سیاسی خدمات انجام دینے کے بعد سفیر اسلام، مجدد سیاست شرعیہ، قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی 80 سال کی عمر میں 16 شوال المکرم 1424ھ مطابق 11 دسمبر 2003ء کو بروز جمعرات بوقت ساڑھے گیارہ بجے دوپہر اسلام آباد میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے خالق حقیقی سے جاملے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر، متحدہ مجلس عمل کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات ونشریات اور قائد ملت اسلامیہ کے معتمد رفیق حضرت پیر اعجاز احمد ہاشمی صاحب آپ کے آخرت لمحات اور وصال کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

میرا ان (امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ) سے ایک عمر کا قریبی تعلق ہے اور ان کا پیار، محبت میرے لیے متاعِ حیات ہے۔ بدھ کو ان سے آخری ملاقات ہوئی۔ میں اسلام آباد سے واپس (لاہور) آرہا تھا فرمانے لگے کہ ڈاکٹروں کے فون دے جاؤ۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تو فرمانے لگے میرا خیال ہے کہ کل ان سے چیک اپ کراؤں۔ ڈاکٹر سعید رانا ہمارے مشترکہ معالج تھے۔ اور جب میں رخصت ہونے لگا تو تین بار گلے لگا کر مجھے بوسہ دیا۔ جب وہ باہر آئے تو میں نے عرض کی کہ حضرت آپ کیوں تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ فرمانے لگے آپ جا رہے ہیں۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ میری آخری ملاقات ہے۔ اگلے روز جمعرات کو مجھے

گیارہ بجکر بیس منٹ (20:11) پر فون آیا کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہے۔ میں نے ڈاکٹر سعید رانا سے فون پر رابطہ کیا، اور کہا حضرت صاحب سے فوراً رابطہ کر کے ان کا معائنہ کریں اور ساتھ ہی قاضی حسین احمد سے موبائل پر رابطہ کیا، وہ اس وقت پشاور میں تھے۔ میرے فون پر اطلاع سن کر پریشان ہو گئے اور کہا کہ میں اسلام آباد روانہ ہو رہا ہوں۔ ایک خاتون نے لکھا ہے کہ قاضی صاحب اس وقت اسلام آباد میں تھے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا جب مولانا غسل خانے میں تھے، یہ بات بالکل غلط ہے۔ قاضی صاحب پشاور تھے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا سینٹ کے اجلاس میں شرکت کے لیے جانے کے لیے تیار تھے اور کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت سینہ پر کچھ بوجھ سا محسوس ہوا، ملازم سے کہنے لگے کہ چائے کا ایک کپ لے آؤ، چائے پی کر بوجھ کم ہو جائے گا۔ اس کے بعد تکلیف بڑھ گئی اور صرف بیس منٹ بعد حضرت ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جب کوئی آدمی دنیا سے جاتا ہے تو بیانات اور مضامین میں لکھ دیا جاتا ہے کہ ان کی وفات سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے جو پر نہیں ہو گا لیکن حضرت شاہ احمد نورانی کی موت سے جو خلاء پیدا ہوا ہے صدیوں پر نہیں ہو گا۔

(سید اعجاز احمد ہاشمی، پیر: نورانی افکار ص ۲)

قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کی خبر تازہ پھولوں کی خوشبو کی طرح فوراً دنیا بھر کے کونے کونے میں پھیل گئی۔ آپ کا آخری دیدار اور نماز جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے جمعرات کو ہی دنیا بھر سے لوگ آنا شروع ہو گئے تھے۔

اسلام آباد سے بذریعہ ہوائی جہاز جسد نورانی کو بروز جمعرات کراچی لایا گیا۔ صاحبزادگان اور عزیز و اقارب نے باہمی معاونت سے غسل و تکفین کی خدمات انجام دیں اور رہائش گاہ بیت الرضوان کلفٹن، کراچی میں رات نو بجے رکھ دیا گیا۔ رات بھر بلکہ دوسرے دن تا نماز جمعۃ المبارک عزیز و اقارب، مریدین، معتقدین اور دیگر لوگ زیارت کا شرف حاصل کرتے رہے۔ ساتھ ہی درود و سلام، تلاوت قرآن، ورد کلمہ طیبہ اور نعت خوانی کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اخبارات وغیرہ کے ذریعے بعد نماز جمعہ چار بجے نشتر پارک گراؤنڈ، کراچی میں نماز جنازہ

ادا کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔حسب پروگرام نماز جمعہ کے بعد 2:45 پر بیت الرضوان کلفٹن ،کراچی سے نورانی جنازہ اٹھایا گیا۔ 2:53 پر سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ کی بڑی ایمبولینس نمبر H.417WWY پر رکھا گیا اور ایمبولینس پر جمعیت علماء پاکستان کے دو جھنڈے لگائے گئے تھے۔صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی، دونوں داماد آفاق و ناصر، بہنوئی محمد احمد صدیقی ،شوکت قادری اور برادر نسبتی محمد رضوان بھی ایمبولینس کے ساتھ تھے۔رہائش گاہ سے لیکر نشتر پارک تک دس میل کا راستہ جلوس جنازہ سے پر تھا۔ 2:59 پر نورانی جنازہ نشتر پارک کی طرف روانہ ہوا جبکہ 3:41 پر وہاں پہنچا۔نشتر پارک کے چاروں گیٹوں میں سے ایک گیٹ کو وی آئی پی شخصیات کے لیے مختص کر دیا گیا تھا جس پر سکیورٹی کا قبضہ تھا اور اس گیٹ سے متصل اندرونی حصہ میں پندرہ ہزار وی آئی پی شخصیات کے لیے نشان زدہ صفیں بنائی گئی تھیں۔لوگوں کی کثرت کے باعث سندھ کے آئی جی سید کمال شاہ کی بھاری نفری کے باوجود سکیورٹی کا نظام مکمل طور پر مفلوج ہو گیا تھا۔چالیس منٹ نورانی جنازہ رکھنے کی جگہ کا تعین نہ ہو سکا، تین بار جگہ تبدیل کرنا پڑی۔ 4:0 بجے تک وسیع وعریض ہونے کے باوجود نشتر پارک، کراچی اپنی تنگ دامنی کا احساس دلا رہا تھا۔جگہ کی قلت کے سبب ہزاروں لوگ نماز جنازہ کی سعادت سے محروم رہے۔صاحبزادہ محمد انس نورانی نے نماز جنازہ پڑھائی۔نماز جنازہ شروع کرنے سے قبل انہوں نے عوام کو نماز جنازہ ادا کرنے کا طریقہ بتایا۔ 4:47 پر حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی نے نورانی نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کہی جبکہ 4:29 پر آخری تکبیر اور سلام کے ساتھ نماز جنازہ مکمل کی۔ 4:34 پر نورانی جنازہ والی ایمبولینس واپسی کے لیے سٹارٹ کی گئی۔لوگوں کے بے پناہ ہجوم کے سبب صرف نشتر پارک سے بیرونی گیٹ پر آنے تک 20 منٹ لگ گئے۔ہزاروں کاروں، موٹر سائیکلوں اور بسوں وغیرہ کے جلوس میں مقررہ روٹ پر نورانی جنازہ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس کی طرف روانہ ہوا جبکہ 5:00 بجے وہاں پہنچا۔ 05:05 پر جسد نورانی ایمبولینس سے اتار کر احاطہ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ میں رکھ دیا گیا۔نورانی قبر مبارک ساڑھے سات فٹ گہری اور دو فٹ چوڑی تیار کی گئی تھی۔یہ نورانی قبر امام نورانی کی خواہش اور نشاندہی کے مطابق حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ اور

والدہ محترمہ کے قدموں میں بنائی گئی تھی۔ 5:10 پر امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار کرایا گیا۔ 5:17 پر جسد نورانی ہچکیوں اور سسکیوں کے ساتھ لحد میں (جو درحقیقت جنت کا ٹکڑا ہے) میں اتار دیا گیا۔اس موقع پر جسد نورانی کو سرہانے کی طرف سے ہاشم صدیقی نے، پائنتی کی طرف سے شوکت قادری اور مصباح الرحمان نے اور درمیان سے حافظ اویس اور شبیر ابوطالب نے تھام رکھا تھا جبکہ حضرت صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی اور دونوں داماد آفاق و ناصر بھی پاس موجود تھے۔ 5:20 منٹ پر نورانی قبر کو ڈھانپ دیا گیا۔درود وسلام کے بعد نورانی قبر پر آذان پڑھی گئی۔ 5:40 منٹ پر ڈاکٹر محمد رضوان صاحب نے دعائے مغفرت کرائی جو 5:55 منٹ تک جاری رہی۔ 5:57 پر مزار حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ کے باہر حضرت صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی دامت برکاتہم العالیہ نے دعائے مغفرت کرائی۔

اللہ اللہ! موت کو کس نے مسیحا کر دیا
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را
بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدند

سیاسی ومذہبی جماعتوں کے قائدین، وفاقی وصوبائی وزراء، ارکان اسمبلی وسینٹ، متحدہ مجلس عمل کے قائدین، کارکنوں، قومی اخبارات کے ایڈیٹروں، اخبار نویسوں، صحافیوں، علماء ومشائخ، جمعیت علماء پاکستان کے راہنماؤں، کارکنوں، عقیدتمندوں، مریدین، انجمن طلباء اسلام، ورلڈ اسلامک مشن، انجمن نوجوانان اسلام، انجمن فدایان ختم نبوت کے راہنماؤں، امام مسجد اقصیٰ فضیلت الشیخ محمد صیام اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے نورانی جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شمولیت کرنے والوں کا کہنا ہے کہ قائد ملت اسلامیہ کا جنازہ، قائداعظم کے جنازہ سے بڑا تھا۔ایک محتاط اندازے کے مطابق شرکاء نماز جنازہ کی تعداد آٹھ لاکھ (800000) سے زائد تھی۔

(ماخوذ از ماہنامہ "ندائے اہل سنت" لاہور شمارہ دسمبر، جنوری ۲۰۰۴ء، ص ۲۰۔۱۳ نورانی قیادت از علامہ محمد بشیر القادری نورانی، کراچی (قصوری))

باسمہ سبحانہ

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات

زبدۂ خُلق عظیم المرتبت حضرت **شاہ احمد نورانی** نوراللہ مرقدہ

وصال ۱۶ شوال المکرم ۱۴۲۴ء، بمطابق 11 دسمبر 2003ء بروز جمعرات

رخصت طالب محمد (صلو اعلیہ وآلہ)

۱۴۲۴ھ

تحریر لوح مزار قائد ملت اسلامیہ امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاۗءِ

وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

مرکزِ تجلیات

مجدد عصر، قائدِ ملت اسلامیہ، قائد اہلسنت حافظ وقاری

حضرت علامہ مولانا امام **الشاہ احمد نورانی صدیقی القادری** نوراللہ مرقدہٗ

His Eminence Maulana Shah Ahmad Noorani Siddiqui

فرزند ارجمند وجانشین

مبلغ اعظم، سفیرِ اسلام، سیاح عالم، حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد عبدالعلیم صدیقی القادری مدنی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش: ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۴۶ھ بمطابق: یکم اپریل ۱۹۲۶ء

تاریخ وصال: ۱۶ شوال المکرم ۱۴۲۴ھ بمطابق: ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء

بروز جمعرات، وقت ۱۲ بجکر ۳۷ منٹ دوپہر، بمقام: اسلام آباد عمر مبارک ۷۸ سال

شہا! دیدہ ودل میں ہے ترے جو جلوہ فرمائی — وہ ہے دراصل محبوب خدا کا حسن لاثانی

یہ تیری خوش نصیبی ہے یہ تجھ پر فضل ربانی — رہا تجھ پر سدا ہی سایہ محبوب ﷺ سبحانی

رہا بیزار کفر و شرک سے تازیست تو واللہ — پڑھایا تجھ کو فطرت ہی نے یہ درس مسلمانی

وظیفہ تھا ترا آٹھوں پہر اسم محمد ﷺ کا — ودیعت حق نے فرمایا تجھے یہ نور عرفانی

تری عظمت کے چرچے آج ہیں عرب وعجم میں جو — یہ سب کیا ہے، نبی ﷺ کے عشق کا اعجاز لافانی

بشر، خیر البشر ﷺ کی کر سکے کیا اے فدا مدحت — ہے خالق اپنی خلقت کی بجا فرما گیا مدحت

رشحات: ابوالطاہر فدا حسین فداؔ

قطعہ تاریخ وفات

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

۱۴۲۴ھ

عالم ربانی حضرت **مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی** رحمۃ اللہ علیہ

شاہ احمد بُود مرد باکمال — از وفاتش چوں مرا آمد خیال

پنجشنبہ شانزادہ ماہِ شوال — ارتحالش ہست ایں بے قیل وقال

بیں سر عنوان ہجری سال را — داد ہاتف ایں ندا سال وصال

گل گلاب فضیلت شرعی — ہست سال عیسوی اے خوش خصال

استخراج: حضرت پیر سید گل حسین شاہ صاحب۔ چھوکر کلاں، ضلع گجرات

نظام مصطفی ﷺ کا پاسبان

خدا نے دین نورانی دیا قرآن نورانی — امام انبیاء کی مومنو! ہے شان نورانی

مسلمانوں کے سینے میں ہے روشن نور کی مشعل — خدا نے خوب بخشا ہے ہمیں سلطان نورانی

یہ ہے صدیق کا بیٹا اس سے بس وفا ڈھونڈو — حیا و حلم کا پیکر سخی انسان نورانی

جوانمردی دلیری میں یہ بالکل پیر تو نہ ہیں — فدا اس پر جی جان ہاں ایمان نورانی

قسم اس نور ازلی کی مجدد ہے سیاست کا — اسی کے کام نورانی اسی کی آن نورانی

نظام مصطفی ﷺ کا پاسبان بیباک رکھوالا — زہے حق وصداقت کا نشاں پہچان نورانی

کوئی مانے نہ مانے عشق کا پیغام کہہ انور — ہے محسن ملک وملت کا عجب ذیشان نورانی

(محمد انور پروفیسر لکی مروت صوبہ سندھ)

قائد اسلامیانِ دہر، امام انقلاب امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

وقار زندگی، شان قیادت۔ شاہ نورانی   جمالِ آگہی، اعزازِ ملت، شاہ نورانی
وہ جس کا عزم راسخ تھا پہاڑوں سے بھی بالاتر   کمالِ زیست تھا، حسن سیادت، شاہ نورانی
ہراک آمر کے آگے صورتِ ضربِ یداللہی   پیام فکر تھا، شانِ صداقت، شاہ نورانی
لٹیروں غاصبوں کے بالمقابل سد اسکندر   تھی خائف جس سے ہراک آمریت، شاہ نورانی
جو اپنی سادگی میں فقیر بوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نمونہ تھا   تھی جس کے فقر میں شاہی کی سطوت، شاہ نورانی
جو اعدائے نبوت کے لیے قہر الٰہی تھا   اور اپنوں کے لیے الطاف و رحمت شاہ نورانی
کرایہ کے مکان میں، عالم اسلام کا رہبر   ہے حیراں جس پہ اب تک بزم فطرت، شاہ نورانی
ہاں ناموس نبی ﷺ کا پاسدار خوش ادا تھا وہ   تھی غداروں کے دل پہ جس کی ہیبت، شاہ نورانی
اسے اپنے پرائے قافلہ سالار کہتے تھے   جہاں پر تھی مسلم جس کی جراءت، شاہ نورانی
وہ عالم تھا، وہ فاضل تھا، مبلغ اور مفسر تھا   ہمارے حق میں تھا اللہ کی رحمت، شاہ نورانی
امام انقلاب دین، فخر اہل سنت تھا   جہاں پہ نقش ہے جس کی امامت، شاہ نورانی
سرے افکار کی زینت اسی کا نام نامی ہے   دلوں کا حکمراں، نور عبادت، شاہ نورانی
تھی سیرت اس کی روشن اور صورت بھی منور تھی   اسے کہتے ہیں سب بہر عقیدت، شاہ نورانی
وہ زیب منبر و محراب، علم دین کا پیکر   یہ اس کے ساتھ تھا فخر سیاست، شاہ نورانی
وہ بچھڑا تو ہراک جانب ہی سیل اشک جاری تھا   تھی جس کی منتظر خوشبوئے جنت، شاہ نورانی
مری آنکھوں سے، جوئے اشک جاری ہے مسلسل ہی   لگا پائے نہ آمر جس کی قیمت، شاہ نورانی
رضا میری دعا ہے خالق کونین سے ہر پل   بہار خلد کی بن جائے زینت، شاہ نورانی

(پروفیسر محمد اکرم رضا: انوار رضا امام نورانی نمبر ص ۲۵۴)

رجل عظیم

سپاس عقیدت

بخدمت قائد اہل سنت بطل حریت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ نورانی میاں، شمع رسالت کی ضیا   آبروئے اہل سنت مظہر نور رضا

پیکر علم و عمل اس دور میں اس کا وجود   حق پرستوں کے لیے اک متاع بے بہا
امتزاج سیرت و صورت نمونہ سلف   جس نے ارباب وفا کا نام روشن کر دیا
خوبیٔ گفتار وہ جس پر فدا حسن کلام!   وہ خطیب عصر حاضر قائد شعلہ نوا
وہ مقام مصطفی ﷺ کی فکر کا درد آشنا   جو سیاست تھی عبارت بس فریب و مکر سے
اس کے ایوانوں میں گونجی ہے صداقت کی صدا   قافلے نے پالیا گم گشتہ منزل کا چراغ
خوش نصیبی سے ملا ہے وہ مثالی رہنما   ہم ظہوری آج ہیں بیدار اس کے کام سے
جگمگائے گی سدا تاریخ اس کے نام پر

نتیجہ فکر: (جناب الحاج محمد علی ظہوری قصوری رحمۃ اللہ علیہ)

اقبال ربانی کا سلام امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

آپ کی نورانی صورت کو سلام   آپ کی نورانی سیرت کو سلام
آپ کی اعلیٰ قیادت کو سلام   آپ کی ارفع امامت کو سلام
کشتۂ عشق رسول اللہ ﷺ تھے   عاشق عشق رسالت کو سلام
وہ رسول اللہ ﷺ کے سچے جانشیں   بلبل باغ رسالت کو سلام
تھی غذا ذکر رسول اللہ ﷺ سدا   پیکر عشق و محبت کو سلام
رحمت حق تھے نورانی میاں   مخزن عشق رسالت کو سلام
اے مقام مصطفی ﷺ کے پاسباں   پاسبان دین و ملت کو سلام
آپ کا نعرہ نظام مصطفی ﷺ   آپ کے نعرہ کی شہرت کو سلام
فاتح تحریک ختم المرسلیں   اے نورانی تیری جرائت کو سلام
زلزلہ تھے قادیان و نجد پر   تیری طاقت اور شجاعت کو سلام
یارسول اللہ نعرہ آپ کا   آپ کی نعرے کی شہرت کو سلام
مشن تھا جن کا نظام مصطفی   آپ کی فہم و فراست کو سلام
مقام مصطفی ﷺ کے محافظ تھے آپ   آپ کی اعلیٰ سیاست کو سلام
آفتاب جرائت و ہمت تھے آپ   تیری شوکت تیری ہیبت کو سلام

جھک گئے اپنے اور بیگانے سب　　تیری ہیبت تیری جرائت کو سلام
کرتے تھے اعداء بھی جن کا احترام　　آپ کی فہم و فراست کو سلام
تھے ضعیفی میں جوانوں کی طرح　　آپ کی روحانی طاقت کو سلام
چہرہ تھا بس آپ کا مثل گلاب　　آپ کے چہرے کی زینت کو سلام
گفتگو میں تھی شیرینی اور مزہ　　اس فصاحت اور بلاغت کو سلام
میلاد ہو یا ہو سنی کانفرنس　　اس کی رونق اور برکت کو سلام
جلسہ ہائے دستارِ فضیلت میں گئے　　تیری رونق تیری برکت کو سلام
محفلوں کی رونقیں بس آپ تھے　　عزو نازِ اہلسنت کو سلام
آپ نے تبلیغی دورے جو کیے　　اس سفر کی ہر صعوبت کو سلام
غیر مسلم کو مسلماں کر دیا　　اس مبلغ کی کرامت کو سلام
کافر لاکھوں ہی مسلماں ہو گئے　　آپ کی پرُنور سیرت کو سلام
کیا کروں میں تذکرے بس آپ کے　　آپ کی بے حد عنایت کو سلام
نجیب الطرفین نسباً آپ تھے　　صدیق اکبر سے قرابت کو سلام
سیدی بوبکر کے اے نورِ عین　　بوبکر سے تیری نسبت کو سلام
تیری ایڑی پر نشانِ اژدھا　　اس شہادت پر شہادت کو سلام
احمد سعید کاظمی کے یارِ غار　　آپ کی لاثانی رفاقت کو سلام
سیدی و مرشدی نورانی حضور　　آپ کی ہر اک عنایت کو سلام
افتخارِ اہل سنت آپ ہیں　　مظہرِ عشق رسالت کو سلام
دم جو نکلا تو زباں پر ذکر تھا　　پیکرِ عشق رسالت کو سلام
تیرا جانا ایسے جیسے روح گئی　　جانے والے کی کرامت کو سلام
تیرے جانے کا جو سب کو غم ہوا　　جانے والے تیری ہجرت کو سلام
ہر زباں یہ کہہ رہی ہے برملا　　رہبر راہِ ہدایت کو سلام
حافظِ قرآں کی عظمت کو سلام　　قاریٔ قرآں کی رفعت کو سلام

زینت القراء میں نورانی میاں　　آپ کی عمدہ تلاوت کو سلام
فخرِ قراء آپ کی کیا شان ہے　　افتخارِ اہل سنت کو سلام
رات دن جو پڑھتے تھے قرآن پاک　　عاشق قرآں کی عظمت کو سلام
حافظ قرآن میں نورانی میاں　　قاریٔ قرآں کی عظمت کو سلام
سبعہ عشرہ پر مکمل تھا عبور　　آپ کی بے لوث خدمت کو سلام
والدہ سنتی تھیں پورے شوق سے　　قاری بیٹے کی قرائت کو سلام
داد دیتی تھیں ہمیشہ آپ کو　　نورانی بیٹے کی قرائت کو سلام
لحن داؤدی تھا یا کہ سحر تھا　　جھومنے والوں کی سماعت کو سلام
چمکا جس کی گود میں نورانی چاند　　والدہ کے بخت و عزت کو سلام
کرتے تھے وہ والدہ کا احترام　　جذبہ خدمت کی عظمتوں کو سلام
کہہ ربانی تو بھی پورے شوق سے　　تاجدارِ اہل سنت کو سلام

(محمد اقبال ربانی ہمدمی، مولانا: گلہائے عقیدت ص ۱۱۔۸)

اولاد امجاد:

قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی اولاد لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں افراد پر مشتمل ہے لیکن نسبی و حقیقی اولاد دو صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ہیں۔ صاحبزادگان کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت صاحبزادہ علامہ شاہ محمد انس نورانی صاحب دامت برکاتہم

انہوں نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کے علاوہ لیبیائی یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ وہ عظیم باپ کے عظیم بیٹے، مبلغ ابن مبلغ اور ریاست و مذہب میں والد گرامی امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و جانشین ہیں۔ آپ جمعیت علماء پاکستان کے قائد اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے عالمی تبلیغی سرگرمیاں سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عمر خضری عطا فرمائے۔ آمین!

☆ جناب صاحبزادہ شاہ اویس نورانی صاحب دامت برکاتہم

آپ چھوٹے صاحبزادے ہیں اور والد گرامی کے سیاسی جانشین بھی۔ جمعیت علماء پاکستان کے نائب صدر ہونے کی حیثیت سے سیاسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ساز قومی وسیاسی خدمات کے اعتراف میں 1973ء کے آئین (جس کی تمام اسلامی دفعات آپ کی مرتب کردہ ہیں)، قومی اسمبلی کی لائبریری اور متعلقہ مین سڑک کو آپ کے نام سے موسوم کیا جائے۔ جمعیت علماء پاکستان کے کارکنوں، آپ کے مریدین، عقیدتمندوں اور دینی جذبہ سے سرشار نوجوانوں سے بھی اپیل ہے کہ تحریک نفاذ نظام مصطفی ﷺ کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ حصول فیضان وخیر وبرکت اور اظہار عقیدت کے لیے اپنے علاقہ کی مساجد، لائبریریوں، تعلیمی اداروں، سڑکوں، چوکوں، آبادیوں اور کاروباری مراکز کو حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم کریں۔

ایک اسلامی فلاحی ریاست کا تصور اور مولانا نورانی

ہمارے منشور کی بنیادی بات نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ ہے۔ آج کے نظام میں تبدیلی کیسے آئے گی یہ ہمارا منشور بتاتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کے لئے اسلامی فلاحی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاحی ریاست تو مغربی ممالک ناروے، سویڈن، ڈنمارک، انگلینڈ میں بھی ہے۔ میرے خیال میں وہاں کچھ باتیں ضرور ہیں لیکن اخلاقی ومعاشرتی حالت درست نہیں ہے۔ ہماری مراد فلاحی ریاست سے یہ ہے کہ پرائمری سے یونیورسٹی تک تعلیم مفت ہو، صحت وعلاج کی سہولتیں، دواخانے، ہسپتال قائم ہوں، ایسا طرز زندگی جو دنیاوی وروحانی پہلو سے مکمل ہو ہم مکمل قسم کا مادی وروحانی سکون قائم کرنا چاہتے ہیں۔ دنیاوی زندگی کی ہر سہولت عوام کو میسر ہو۔

(ایوان وقت میں نامور صحافی سید ارشاد احمد عارف سے مولانا نورانی کی گفتگو)

(ہفت روزہ احوال، اکتوبر ۱۹۹۰ء، صفحہ ۲۲ تا ۲۴)

اکیسواں باب

ممتاز علماء کرام اور مشاہیر

ملت کا خراجِ عقیدت

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ہمہ پہلو شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی مذہبی وسیاسی خدمات کے اعتراف میں ممتاز علماء کرام اور اہم شخصیات نے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ اس حوالے سے چند ایک تاثرات مندرجہ ذیل ہیں:

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت سے سیاسی ومذہبی خلا پیدا ہوگیا ہے وہ پر ہونا ناممکن ہے"۔ (پروفیسر سید شاہ فرید الحق، قائد جمعیت علماء پاکستان)

☆ دوسری جماعتوں کے پاس وسائل زیادہ ہیں، ہماری جماعت کے پاس مولانا نورانی کی شکل میں راہنما ولیڈر تھے۔ ان کو پاکستان میں زبردست سیاسی رسوخ حاصل تھا لیکن انہوں نے سیاسی اثرات سے کبھی خود ذاتی فائدہ حاصل نہیں کیا تھا۔ نہ ہی اپنے اہل خاندان کو کسی طرح کا فائدہ اٹھانے دیا"۔ (علامہ حفیظ الرحمان چشتی)

☆ قائد اہل سنت امام نورانی نے ہمیشہ سیاست کو شریعت کے تابع رکھا۔ نیز وہ اپنے کارکنوں سے بے حد محبت فرماتے تھے"۔ (علامہ محمد حنیف خاکی)

☆ حضرت امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے عالمی سطح پر اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے جو کوششیں کیں ماضی قریب میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ وہ غیر مسلموں میں بھی دعوت وتبلیغ کا کام منفرد طور پر کرتے رہے"۔ (علامہ پیر امداد حسین)

☆ پاکستان میں تحریک ختم نبوت کو منطقی انجام تک مولانا نورانی نے پہنچایا۔ اور اپنی جرات، سیاسی بصیرت اور عزم واستقلال سے آپ نے قادنیت کی کمر توڑ دی۔ اس تحریک

کے دوران آپ کو کروڑوں روپے کی پیشکش ہوئی لیکن عشق مصطفی ﷺ سے سرشار اس مجاہد نے دولت دنیا کو ٹھوکر مار کر سنت صدیقی کو زندہ رکھا"۔ (علامہ قاضی عبدالعزیز چشتی)

☆۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو خیر کثیر سے نواز اتھا۔ وہ حکمت و دانش کے امام تھے۔ سیاسی حکمت و بصیرت میں پاکستان میں ان کا ثانی نہیں تھا"۔ (مفتی گل رحمان قادری)

☆۔ مختلف ادوار میں حکومتوں نے انہیں بڑے بڑے عہدوں کی پیشکش کی لیکن قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی ضمیر کا سودا نہیں کیا"۔ (علامہ خواجہ بشیر احمد چشتی)

☆۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کا وقار بلند کیا۔ وہ اسلامی سیاست کا ایک اہم ستون تھے"۔ (علامہ محمد اسلم بندیالوی)

☆۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ہمہ گیر خوبیوں کے مالک تھے۔ ہمارے یہاں قائدین کا ایک ہجوم ہے لیکن ان میں کوئی مولانا نورانی کا ہم پلہ قائد نظر نہیں آتا، وہ مختلف کمالات کے جامع بیکر تھے"۔ (علامہ محمد نواز ہزاروی)

☆۔ شیخ الاسلام، قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی ہمہ جہت اور ہشت پہلو شخصیت کے مالک تھے کہ جن میں زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے صاحب فن کو متاثر و مانوس کرنے کی زبردست صلاحیت موجود تھی، وہ سیاست کے کارزار کے سپہ سالار تھے۔ عابد شب زندہ دار تھے۔ عالم باعمل تھے، مناظر اسلام تھے، خطیب خوش نوا تھے، قاری قرآن تھے، محب وطن طبقات کے عظیم راہنما تھے اور عاشق مصطفی ﷺ تھے"۔

(امیر اہل سنت، حضرت پیر عبدالخالق قادری)

☆۔ حضرت مولانا میرٹھی کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی، راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز (م۔ 1966ء) اور برادر بزرگ حضرت مولانا مفتی مظفر احمد علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۷۱ئ) سے خاص تعلق و محبت رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نے حضرت مولانا میرٹھی علیہ الرحمہ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے عوامی

سطح پر مسلمانوں میں بیداری پیدا کی اور اسلام کا شعور بخشا، انہوں نے دنیا کے بیشتر ممالک کا دورہ کیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف با اسلام کیا اور اپنے حلقہ ارادت میں داخل کیا، تحریک ختم نبوت (م۔ 1973ء) اور تحریک نظام مصطفی ﷺ (م۔ 1977ء) میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

"نظام مصطفی" کا نعرہ انہوں نے دیا۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے ہر دل کی آواز بن گیا تاریخ پاکستان میں اس کی نظیر نہیں ملتی ۔۔۔۔ وہ ایک باوقار لیکن بیباک سیاستدان ہیں، ان کی جرات و بیباکی کے واقعات ان کی سیاسی مخالفین نے بیان کئے ہیں ۔۔۔۔ 1958ء میں جب وہ روس کے دورے پر تشریف لے گئے تو لینن کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا، اسی طرح 1971ء میں جب ڈھاکہ میں یحییٰ خاں سے ملاقات ہوئی تو وہ شراب پی رہا تھا، بقول شورش کاشمیری یہ منظر دیکھ کر مولانا نورانی نے فرمایا:

"یحییٰ! شراب بند کرو، ورنہ ہم جا رہے ہیں۔ آخر کار اس کو شراب اٹھانا پڑی"۔

سچ ہے:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مولانا شاہ احمد نورانی نے 1977ء میں قید و بند کی صعوبتیں خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔ جس طرح 1922ء میں ان کے والد ماجد حضرت مولانا میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ نے برداشت کی تھیں"۔ (پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب خلفاء محدث بریلوی 140)

☆۔ مجھے اپنے والدین کے وصال پر اتنا صدمہ نہیں ہوا جتنا قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ہوا۔ کیوں کہ والدین کا صدمہ میری ذات تک محدود تھا جبکہ قائد اہل سنت کا انتقال پوری ملت اسلامیہ کا نقصان اور صدمہ ہے"۔

(مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری)

☆۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل، فہم و دانش، عبادت و ریاضت، عزم و استقلال کا پیکر بن کر زندہ رہے۔ (علامہ قاری صادق ضیاء)

☆۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے راہنما کی رحلت سے قومیں یتیم ہو جاتی

ہیں۔ان کے وصال سے علم و ہدایت کی انجمن سونی ہوگئی ہے۔(علامہ قاری رضاء المصطفیٰ)

☆۔حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول ﷺ تھے۔نعت شریف کی محفلوں میں ان پر وجد و مستی کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔وہ شریعت و طریقت کے بھی راہنما تھے۔(علامہ محمد اسماعیل خان مصباحی)

☆۔حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت کی سیاسی و مذہبی قیادت کا حق ادا فرما کر ہمارے سروں کو فخر سے بلند کردیا"۔(علامہ حافظ فضل احمد قادری)

☆۔میں نے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں تقریباً 29 سال کا عرصہ گزارا۔دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغی دوروں میں ان کے ساتھ رہا۔مولانا نورانی اپنی سیاسی بصیرت اور جماعتی و تنظیمی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اپنی ذاتی زندگی میں انتہائی متقی و پرہیز گار شخصیت کے مالک تھے"۔

(علامہ قمر الزمان اعظمی،مرکزی جنرل سیکرٹری ورلڈ اسلامک مشن)

☆۔ہم نے ان کی علمی جلالت کو وہاں دیکھا کہ لوگ مختلف زبانوں میں ان سے سوالات کررہے تھے اور وہ ہر ایک کا جواب اس کی زبان میں دے رہے تھے۔عربی،اردو،فارسی،انگریزی،فرانسیسی وغیرہ۔وہ ایک ایسے قائد تھے جس پر ہمیں فخر ہے۔اور ان کی قائدانہ صلاحیتوں کو ہم خراج عقیدت پیش کرتے ہیں"۔(علامہ غلام رسول زرتانی)

☆۔قائد اہل سنت ایسی قد آور شخصیت تھے کہ جن کا سراپا ہر آئینے میں دیکھا جاسکتا ہے۔علمی وقار کے لحاظ سے وہ ایک بالغ نظر محقق تھے۔لسان عربی کے اعتبار سے وہ بہت اچھے ادیب تھے۔فقہی جزئیات اور حدیث کا استحضار اس قدر تھا کہ جب بھی کوئی بات کی جائے فوری کسی حدیث کا نفس متن بیان فرمادیا۔عصری مسائل کے حوالے سے بھی بہت کشادہ نظر تھے۔قاری قرآن کے لحاظ سے تو اپنا جواب آپ تھے۔اس قدر خوش کن لب و لہجہ میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے کہ دل جھوم جھوم جاتا۔سیاسی منظرنامے میں تو وہ سرخیل کارواں تھے۔مگر اس کے باوجود سیاسی عمل کا جو اقدار پہلو ہے اس سے وہ بالکل بے داغ تھے"۔

(علامہ قمر الحسن بستی مصباحی)

☆۔مولانا نورانی نے اپنی قیادت کا لوہا منوایا"۔

(مولانا اجمل خاں قادری،جمعیت علماء اسلام)

☆۔مولانا نورانی میرے لیڈر اور راہنما تھے،ان کی موت کا غم میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔مولانا کا انتقال میرا ذاتی نقصان بھی ہے کیونکہ مولانا سے ہمیں بڑی راہنمائی ملتی تھی۔اور ایم ایم اے کے سربراہ کی حیثیت سے ان کی قیادت بے مثال تھی"۔

(قاضی حسین احمد،امیر جماعت اسلامی)

☆۔میں جب بھی مولانا نورانی صدیقی کے لیے اظہار عقیدت کا ارادہ کرتا ہوں تو اپنی کم مائیگی کا احساس ہوتا ہے۔بات بڑی اور منہ چھوٹا۔یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی ابھی ان کی دنیائے فانی سے رخصت ہونے کی اطلاع آئی ہے۔ایک بار پھر پریشان ہوکر رہ جاتا ہوں کہ وہ مرد قلندر کیوں ہم سے جدائی کا راستہ اختیار کرگیا۔ابھی تو بہت سے کام ان کے کرنے کے تھے۔اللہ کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط ان کی زندگی کا ایک ہی واضح مقصد تھا کہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بٹی امت کو اتحاد و اتفاق نصیب ہو۔وہ فروعی اختلافات میں پھنسی اور ذاتی مفادات کے گرداب گھری پوری امّت کو ایک ہی کلمہ طیبہ کے سائے تلے اکٹھا کرنا چاہتے تھے۔وہ جانتے تھے کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

اس مقصد کے حصول کے لیے مولانا شاہ احمد نورانی نے ہر دور میں ہر فقہ کے علماء کو اپنی علمی قابلیت اور غیر متنازعہ شخصیت کی سپہ سالاری میں اکٹھا کرکے ہر اسلام دشمن سازشش کا مقابلہ کرنے کے لیے وقف کررکھا تھا،انہوں نے ایک ایسے گھرانے میں جنم لیا جس کا سرمایہ افتخار ہی حب رسول ﷺ ہے۔مکتب کی یہی کرامت تھی کہ جس نے مولانا شاہ احمد نورانی کو ہمیشہ آئین کی پاسداری کے لیے صف اول کا مجاہد بنائے رکھا تھا۔"تحریک نظام مصطفیٰ" کے لیے ہر طرح کے ظلم سے عشق بلالی کی سنت ادا کرتے رہے۔1953ء کی ختم نبوت کی تحریک کو اپنے خون سے رنگ دیا اور آخرکار قادیانیوں کو قومی اسمبلی سے اپنی عملی قابلیت اور غلامی رسول کی برکت سے غیر مسلم قرار دلوا کر آئین پاکستان کا حصہ بنوانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔یہی وجہ ہے کہ جب

بھی آئین آمریت کی زد میں آ کر روندا جاتا تو وہ اپنے اس وقت کے ساتھیوں کی تلاش میں نکل جاتے اور انہیں دعوت فکر دیتے کہ آؤ پھر متحدہ جدو جہد سے ایسا عمل کر جائیں جو روز قیامت نبی آخر الزماں ﷺ کی شفاعت کا سبب بن جائے۔ وہ تو ہمیشہ تمام مکاتب فکر کے علماء کو ایسے عمل کا سبق دیتے رہے جس کی سمت ٹھیک رکھنے سے پل صراط کا سفر آسان نظر آتا تھا۔ وہ ہمیشہ درود و سلام کے ساتھ دربار مصطفی ﷺ میں اپنی آرزو پیش کرتے رہے۔

آقا پل سے گزارو کہ راہگزر کو خبر نہ ہو جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

علمی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ وہ کسی جگہ اور کسی وقت بھی بطور مبلغ اسلام یہود اور عیسائی مذاہب پر دین اسلام کی سچائی ثابت کرنے کے لیے تیار رہتے۔ قرآن مجید کے حوالوں سے تورات اور زبور کا علم رکھنے والوں کو راہ راست پر ڈال دیتے۔ تبلیغ اسلام کے سلسلے میں بیرونی ممالک میں بہت سے مناظر بھی کیے۔ مناظرے کے لیے آنے والوں کو صداقت کا سبق سکھا کر حلقہ بگوش اسلام کیا۔ وہ عالم باعمل تھے اور ساری زندگی شریعت اور سنت کے زریں اصولوں پر گزار گئے۔ حق گوئی اس مرد قلندر کی پہچان تھی۔ ان کا سینہ قرآن کے علم اور غلامی رسول سے منور تھا۔ میرٹھ (انڈیا) سے آنے والے اس خاندان کی مقصدیت میں یہ شامل تھا کہ اس خطہ میں نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی تحریک شروع کی جائے۔ آج مرحوم اپنے دل میں یہ ارمان لیے ہوئے چل بسے، انہوں نے ساری عمر کرائے کے مکان میں گزاری اور اپنے گھر "پاکستان" کے لیے ٹھنڈک کا سامان ڈھونڈتے رہے"۔ (کیپٹن (ر) محمد صفدر)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نابغہ عصر تھے۔ وہ علم و عمل کا پیکر جمیل تھے۔ وہ امام ابوحنیفہ کے تدبر کا نشان تھے۔ وہ اسلام کے بے لوث سپاہی تھے۔ وہ صاحب فکر و نظر تھے۔ وہ دیدہ ور تھے۔ وہ راہ نور و شوق تھے۔ وہ عظمت کردار کی علامت تھے۔ وہ امت مسلمہ کا اجتماعی اثاثہ تھے۔ ان کا وجود باعث برکت و رحمت تھا۔ وہ اہل سنت کے عالمی ترجمان تھے۔ ان کا وجود آیۃ من آیات اللہ تھا۔ وہ ان قدسی نفوس میں سے تھے جو معاشروں اور قوموں کو انعام الٰہی کے طور پر عطا کیے جاتے ہیں۔ ان کی دینی، قومی، ملی اور تبلیغی خدمات کبھی فراموش نہیں کی جاسکیں گی۔ ہم ان کے سانحہ ارتحال کے موقع پر عہد کرتے ہیں کہ ان کے مشن کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہونے

دیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ان کے مزار پر ہزاروں رحمتیں نازل کرے"۔

(علامہ قمر الزمان اعظمی)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب علم، صاحب عمل، صاحب کردار، صاحب بصیرت، صاحب درد، صاحب کمال، صاحب محبت، صاحب استقامت، صاحب عزیمت انسان تھے۔ انہوں نے زندگی کی ہر ساعت اور ہر گھڑی حضور ﷺ کی محبتوں کی سوغات تقسیم کرتے ہوئے گزاری۔ وہ فکر رضا کے علمبردار تھے۔ انہوں نے سیاست میں رہتے ہوئے بھی عقیدے اور نظریے کے معاملے میں کبھی سمجھوتہ نہیں کیا اور کبھی مصلحت کا شکار نہیں ہوئے۔ انہوں نے زندگی کی آخری سانس تک اسلام دشمن طاقتوں اور دین بیزار عناصر کے خلاف غیر مصالحانہ جنگ جاری رکھی۔ (علامہ شاہد رضا نعیمی)

☆ مولانا شاہ احمد نورانی کا وجود مایوسیوں کے اندھیروں میں امید کی کرن تھا۔ وہ غیر معمولی انسان تھے۔ ان کی بے شمار خوبیوں اور لاتعداد کمالات میں متانت، سنجیدگی، بردباری، معاملہ فہمی، بصیرت اور جراءت نمایاں تھی"۔ (صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کا وجود مسعود اہل سنت کے لیے بہت ہی قیمتی سرمایہ تھا۔ ان کی سحر انگیز اور جذباتی تقاریر عوام پر اثر انداز ہو کر انہیں شعائر اسلام پر عمل کرنے کا درس دیتی تھیں۔ ان کی دینی خدمات نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہیں۔ ان کا کردار مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے"۔ (مفتی عبدالرسول منصور الازہری)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنی ساری زندگی دین حق کی سربلندی اور حفاظت کے لیے وقف کر دی، وہ بلاشبہ ولی کامل تھے۔ ان کی وفات سے مسلمانوں کے سر سے ایک عظیم سایہ چھن گیا ہے۔ وہ سیرت و کردار کے روشن مینار تھے۔ وہ جہاں علم اور روحانیت کی دنیا میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے وہاں وہ میدان سیاست کے بھی شہسوار تھے۔ انہوں نے ملک میں اٹھنے والی ہر ملی، دینی و سیاسی تحریک کی قیادت کی۔ علامہ نورانی نے قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں کلیدی کردار ادا کیا اور مسلمان کی تعریف آئین پاکستان میں شامل کروائی"۔ (علامہ ریاض احمد صمدانی)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی جدید اور قدیم علوم میں مہارت رکھنے والے ایک انتہائی باصلاحیت اور گوناگوں خوبیوں اور کمالات کے مالک تھے۔ انہوں نے زندگی بھر قرآن اور صاحب قرآن سے اپنا ناطہ جوڑے رکھا۔ وہ راست فکر اور راست گو انسان تھے۔ وہ عالمی سطح پر اہل سنت کی پہچان تھے۔ وہ بڑھاپے میں بھی نوجوانوں کی طرح متحرک اور مستعد دکھائی دیتے تھے۔ انہوں نے سیاست میں کبھی اصولوں پر سودے بازی کی روش اختیار نہیں کی۔ صاحب طرز علامہ نے اپنے ڈھب کی نرالی زندگی گزاری۔ وہ انتہائی نفیس انسان تھے۔ ان کا طرز عمل منفرد اور اچھوتا تھا اور ان کے سراپا میں ایک سحر تھا۔ انہوں نے ورلڈ اسلامک مشن کے پلیٹ فارم پر جدید دور کے تقاضوں کے مطابق تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ مولانا نورانی عالمی اور قومی حالات پر گہری نظر اور امت مسلمہ کے مسائل کا شعور رکھتے تھے"۔ (علامہ ثاقب شامی)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی بلاشبہ ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ وہ محض ایک فرد نہیں بلکہ اپنی ذات میں ایک ادارہ اور تحریک تھے۔ میں اگر ان کو اسلام کی حقانیت کا مظہر کہوں تو غلط نہ ہوگا۔ وہ اہل ایمان کے دل کا چین تھے۔ انہوں نے جدو جہد اور تگ و تاز سے بھری ہوئی ایک مجاہدانہ زندگی گزاری۔ وہ فقر غیور کا نمونہ تھے۔ انہوں نے پاکستان کے آمر حکمرانوں کے خلاف تاریخی جدو جہد کی۔ تاریخ گواہ ہے کہ علامہ نورانی نے کئی بار اعلیٰ حکومتی منصب کی پیشکشیں ادائے بے نیازی سے مسترد کر دیں کیونکہ ان کی منزل اقتدار نہیں تھا بلکہ نظام مصطفی ﷺ کو اقتدار میں لانا تھا"۔ (علامہ نیاز احمد صدیقی)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی سوز و ساز رومی اور پیچ و تاب رازی کی کیفیتوں اور عشق رسول ﷺ کی سرشاریوں اور بے قراریوں میں رہنے والے صوفی منش شخصیت تھے۔ وہ قلندرانہ مزاج رکھتے تھے وہ حلقہ یاراں میں بریشم کی طرح نرم اور رزم حق و باطل میں فولاد بن جاتے تھے"۔ (علامہ فروغ القادری)

☆ حضرت قائد ملت اسلامیہ کے تاریخ ساز تجدیدی کارناموں اور خدمات کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ نائب رسول اور قائد امت محمدیہ ہونے کی حیثیت سے حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کو علوم و فنون، قیادت و سیادت، نظم و ضبط، ذہانت و فطانت، تحریک و

روحانیت اور ذہن سازی کے اصول و قواعد سکھا کر دنیا میں بھیجا گیا تھا۔
(مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری)

☆ علامہ شاہ احمد نورانی کی ہر ہر ادا سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ جنت کے باشندے ہیں کیونکہ ان کے عمل پر محبت رسول ﷺ اور شریعت الٰہیہ کی چھاپ لگی ہوئی تھی۔ وہ ایک ہمہ جہت اور جامع الصفات شخصیت تھے۔ انہوں نے وطن عزیز پاکستان میں تحریک نظام مصطفی ﷺ تحریک ختم نبوت اور تحریک بحالی جمہوریت کے دوران قائدانہ کردار ادا کیا اور انتہائی جراءت و استقامت کے ساتھ حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کر کے اپنے حق پرست اسلاف کی یاد تازہ کر دی۔ شاید بہت کم لوگوں کو علم ہوگا کہ ایران عراق جنگ ختم کرانے میں مولانا نورانی نے بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ یہ کارنامہ ان کے عالمی اثر و رسوخ کی غمازی کرتا ہے"۔
(علامہ قاری عبدالرؤف نقشبندی)

☆ وہ اسلام و سنیت اور جمہوریت کے عظیم راہنما تھے، دنیائے کفر اور ایوان باطل میں ان کی للکار زلزلہ برپا کیے رکھتی تھی۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفر کے طاغوتی سیلاب کے آگے وہ سد سکندری کی حیثیت رکھتے تھے"۔ (علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

☆ مولانا شاہ احمد نورانی کی پرعزم قیادت میں "نورانی سیاست" کا آغاز ہوا۔ آپ نے ملکی و ملی وقار و عظمت کے لیے بے لوث کردار ادا کیا۔ 1973ء کے آئین کی تیاری میں بنیادی کردار ادا کیا۔ 1977ء میں بھٹو فسطائیت کے خلاف پی این اے کی تشکیل اور دھاندلیوں کے خلاف چلائی جانے والی "تحریک نظام مصطفی ﷺ" کی قیادت آپ کے سیاسی کردار کی شاہد و امین ہے۔ بھٹو دور حکومت میں آپ کو راستے میں ہٹانے کے لیے قاتلانہ حملے کرائے گئے۔ بھٹو سب سے زیادہ آپ سے خائف رہتے تھے۔ جنرل ضیاء الحق کے طویل ترین دور آمریت میں بھی مولانا نورانی، آپ کے رفقاء نے تاریخی جدو جہد کی۔ وزارتوں اور گورنریوں کے لالچ دیے گئے گویا کہ ہر طرح سے جمعیت کی قیادت کو دام تزویر میں پھانسنے کی کوشش کی گئی مگر یہ بوریا نشین مجالس کے قابو میں آنے والے تھے۔ 1978ء کی کل پاکستان "سنی کانفرنس" اور 1979ء کی "میلاد مصطفی ﷺ کانفرنس" نے تو حکمرانوں کی نیندیں حرام کر دیں۔

یہی وہ زمانہ ہے جب بزرگ مسلم لیگی راہنما میاں ممتاز دولتانہ نے کہا تھا: اب مولانا نورانی کی وہی پوزیشن ہے جو 1970ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی تھی۔

ضیاء الحق نے سندھ میں لسانیت کا بیج بویا تو صوبے کا امن وامان تباہ ہو گیا۔ نفرت کی آگ میں سب کچھ جل کر بھسم ہو گیا۔ بڑے بڑے قومی راہنما اپنی جانیں بچا کر کراچی اور حیدرآباد سے نکل گئے، کچھ وطن کی حرمت پر قربان ہو گئے لیکن مولانا نورانی نے اس جلتے ہوئے الاؤ میں تنہا کھڑے ہو کر قومی سالمیت کا تحفظ کیا۔ آپ شاید واحد راہنما ہیں جو کبھی بھی "نائن زیرو" نہیں گئے۔ فرقہ واریت کا "جن" سب کو نگلنے کے لیے درپے تھا کہ مولانا نورانی کی قیادت میں تمام دینی قوتیں متحد ہو گئیں اور پھر چند ہی دنوں ایک دوسرے کی جان کے دشمن باہم شیر و شکر ہو گئے۔ گزشتہ انتخابات سے قبل علامہ نورانی نے بکھری ہوئی دینی قوتوں کو "متحدہ مجلس عمل" کے پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے تاریخ ساز کامیابی حاصل کی"۔

(سردار محمد اکرم، روزنامہ پاکستان 23 جنوری 2004ء)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کا وجود عالم اسلام کے لیے ایک نعمت سے کم نہیں تھا۔ ایسی نابغہ روزگار شخصیت صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں"۔ (علامہ سید ظفر اللہ شاہ)

☆ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ نسبی تعلق رکھنے والے مولانا شاہ احمد نورانی گفتار اور کردار میں اللہ کی برہان تھے۔ وہ مومنانہ صفات سے مالا مال تھے۔ انہوں نے انتہائی اجلی، پاکیزہ اور صاف ستھری زندگی گزاری۔ انہوں نے تادم آخر بااصول، مشرقی اور بامقصد سیاست کا جھنڈا بلند رکھا۔ اپنوں کے علاوہ غیر بھی ان کے حسن کردار اور حق گوئی و بے باکی کی گواہی دیتے ہیں"۔ (علامہ بوستان القادری)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی سچے عاشق رسول اور صاحب بصیرت عالمی لیڈر تھے۔ تبلیغ اسلام کے لیے ان کی خدمات آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ دین اسلام کی خدمت سے عبارت تھا۔ ایک بااصول سیاسی لیڈر کی حیثیت سے انہوں نے پاکستانی سیاست میں جو تاریخ ساز کردار ادا کیا اسے کبھی بھلایا نہیں جا سکے گا۔ ان کا تذکرہ ہمیشہ زبانوں پر اور ان کی یاد دلوں میں روشن رہے گی۔ ان کی کرشماتی شخصیت کا سحر تادیر قائم رہے گا اور ان کی

مذہبی، سیاسی اور تبلیغی کارنامے تاریخ کے صفحات پر جگمگاتے رہیں گے"۔

(علامہ حفیظ الرحمن چشتی)

☆ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی غلبہ اسلام کے لیے سرگرم عمل، انقلابی تحریکوں کے سرخیل تھے۔ انہوں نے اپنے تبلیغی دوروں کے ذریعے اسلام کا آفاقی پیغام دنیا کے ہر براعظم اور ہر خطے میں پہنچایا۔ اور فرزندان اسلام کی تعلیم و تربیت کے لیے کئی ممالک میں دینی ادارے قائم کیے۔ انہوں نے اپنے اثر انگیز خطابات میں گمراہ لوگوں کو راہ راست پر گامزن کر کے سچا مسلمان بنا دیا۔ ان کی زبان سے تلاوت قرآن سن کر دل جھوم جھوم جاتے تھے اور روح پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ان کی گفتگو کا میٹھا اور شبنمی انداز دل موہ لیتا تھا"۔

(علامہ جمشید سعیدی)

☆ مولانا نورانی کے قرآن سے شغف کا یہ عالم تھا کہ پیرانہ سالی کے باوجود آخر تک قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہے"۔ (ڈاکٹر اسرار احمد۔ تنظیم اسلامی)

☆ (دست بوسی کرتے ہوئے کہا:) قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی میرے قائد اور مخدوم ہیں۔ میں مولانا نورانی کا سب سے بڑا مخالف تھا مگر انہیں قریب سے دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں۔ وہ بہت ہی عظیم انسان ہیں۔ وہ پاکستان کا واحد لیڈر رہے جس کا جو نظریہ 1970ء میں تھا اب بھی اسی پر جما ہوا ہے"۔ (مولانا ضیاء القاسمی۔ سپاہ صحابہ)

☆ مولانا نورانی کی وفات سے ملک کے دینی، تعلیمی اور سیاسی حلقوں میں جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ بڑی مشکل سے پر ہو سکے گا۔ ملک ایک اہم سیاستدان، مذہبی سکالر اور مدبر سے محروم ہو گیا۔ ان کا خلاء آسانی سے پر نہیں کیا جا سکے گا"۔ (صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف)

☆ ان کی شرافت اور معاملہ فہمی کو دیر تک یاد رکھا جائے گا۔ مولانا نورانی نے ہمیشہ دیانتداری کو اپنا شعار بنایا اور ملکی خدمت و محبت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ ان کی وفات سے ملک معروف عالم دین اور ممتاز پارلیمنٹرین سے محروم ہو گیا۔ مرحوم نے اندرون اور بیرون ملک دینی تعلیم اور ملک میں سیاسی مفاہمت کے لیے گرانقدر خدمات سرانجام دیں"۔

(سابق وزیر اعظم پاکستان میر ظفر اللہ جمالی)

☆ ۔علامہ شاہ احمد نورانی کا شمار ممتاز علماء دین اور جید علماء کرام میں ہوتا تھا۔انہوں نے ہمیشہ شرافت کی سیاست کی ،ان کی وفات سے پاکستان کا بڑا نقصان ہوا۔مولانا شاہ احمد نورانی برداشت کی سیاست کی قائل تھے،انہوں نے کبھی سیاست میں انتہا پسندانہ رویہ اختیار نہیں کیا"۔
(سابق صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری ،سربراہ ملت پارٹی)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی امت مسلمہ کے عظیم راہنما تھے۔ان کے انتقال سے پوری امت مسلمہ کو نقصان ہوا ہے"۔(امر موسیٰ ،سیکرٹری جنرل عرب لیگ)

☆ ۔مولانا نورانی اعلیٰ پائے کے دینی اسکالر اور سیاسی مفکر تھے۔امت مسلمہ کو بیداری اور اتحاد بین المسلمین کے لیے ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا"۔

(حامد الغامدی،او،آر،سی)

☆ ۔مولانا نورانی کے انتقال سے پورے عالم اسلام کو شدید دھچکا لگا ہے۔پاکستان ایک عظیم دینی سکالر اور محب وطن راہنما سے محروم ہو گیا"۔(میاں نواز شریف ۔مسلم لیگ)

☆ ۔علامہ شاہ احمد نورانی ایسے لیڈر تھے جو دوسروں کی رائے کو سنتے تھے اور اپنی رائے دوسروں پر مسلط نہیں کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی خوبی عطا کی تھی کہ وہ بہت سختی سے لیکن تہذیب کے دائرے میں رہ کر مخالفت کرتے تھے۔ان کی وفات سے دلی رنج ہوا۔
(محترمہ بے نظیر بھٹو ،پیپلز پارٹی)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات سے ناقابل تلافی نقصان ہوا،مرحوم آئین پاکستان کے بانی تھے،موجودہ بحران میں ان کی سخت ضرورت تھی"۔(آصف زرداری)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات کی خبر سن کر سکتہ سا طاری ہو گیا ہے۔ملت اسلامیہ عظیم نقصان سے دوچار ہو گئی ہے"۔(میاں شہباز شریف)

☆ ۔مولانا نورانی ساری زندگی پاکستان میں اسلام،دینی اقدار اور بحالی جمہوریت کی تحریکوں میں نمایاں طور پر جدوجہد کرتے رہے۔ان کی اعتدال پسندی،رواداری اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے وہ ہمیشہ قوم کے شفیق راہنماؤں میں شامل رہیں گے۔اور انہیں تاریخ کے انمٹ باب کی حیثیت حاصل رہے گی"۔(چوہدری شجاعت حسین)

☆ ۔مولانا نورانی نے دینی اور سیاسی میدان میں جو خدمات انجام دی ہیں،قوم انہیں کبھی فراموش نہیں کرے گی۔مولانا نے خاص طور پر فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیں۔ان کی سیاسی اور دینی خدمات کی وجہ سے قوم انہیں ہمیشہ یاد رکھے گی"۔(چوہدری پرویز الٰہی)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی ایک عظیم مذہبی سکالر اور تجربہ کار سیاستدان تھے جن کی اسلام اور پاکستان کے لیے خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا"۔(خالد مقبول،گورنر پنجاب)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیشہ بلند مقاصد کے لیے سیاست کی،وہ ایک محب وطن تحمل مزاج ،اور عظیم راہنما تھے جنہوں نے شرافت کی سیاست کو فروغ دیا"۔(مخدوم امین فہیم)

☆ ۔مولانا نورانی کے انتقال سے مجلس بے سہارا ہو گئی۔وہ ایک حوصلہ مند اور جدید سیاستدان تھے۔"(پروفیسر ساجد میر جمعیت اہل حدیث)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی کی بہت ضرورت تھی،پوری قوم افسردہ ہے،پوری قوم کو تعزیت کرنی چاہیے"۔(پروفیسر غفور احمد،جماعت اسلامی،کراچی)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی امت محمدیہ میں اتحاد کے داعی تھے اور معاشرے کو فرقہ وارانہ رجحانات سے پاک کرنے میں ان کا نمایاں کردار ہے"۔(میاں محمد اظہر،مسلم لیگ)

☆ ۔پاکستان میں جمہوریت کی بحالی اور مسلمانوں میں تحمل ورواداری کے جذبات کو مضبوط بنانے میں ان کا کردار اہم ہے"۔(غلام مصطفیٰ کھر،سابق وزیر اعلیٰ پنجاب)

☆ ۔مولانا نورانی ایک باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔وہ بلا مبالغہ دنیا کی نو زبانوں پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ان کی موت سے سیاسی اور دینی حلقوں میں زبردست خلا پیدا ہوا ہے"۔(حیدر فاروق مودودی)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی نے بیرون ملک یورپ جا کر اللہ کے دین کی تبلیغ کے لیے مثالی کام کیا،وہ ایک ممتاز مذہبی شخصیت تھے"۔(مولانا محمد اجمل قادری)

☆ ۔مولانا شاہ احمد نورانی کی اسلام اور جمہوریت کے لیے خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔آپ 1973ء کے آئین کی تشکیل میں میرے والد کے ساتھ مل کر بے انتہاء

کوششیں کیں۔ مولانا نورانی کو اردو، انگریزی اور عربی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ وسیع مطالعہ نے ان کی شخصیت کو اعلیٰ مقام پر فائز کیا۔ نورانی شجر سایہ دار تھے۔ وہ زندگی بھر محبتیں بانٹتے رہے اور نفرتیں مٹاتے رہے"۔ (خورشید محمود قصوری، وزیر خارجہ پاکستان)

☆۔ مولانا نورانی کا نام ہی نورانی نہیں، ان کی داڑھی بھی نورانی ہے اور ان کا چہرہ بھی"۔ (چوہدری فضل الٰہی، سابق صدر پاکستان)

☆۔ میں نے مولانا نورانی کی قیادت میں برسوں قومی اسمبلی میں کام کیا ہے۔ 1973ء کا دستور بنانے، اسلامی آئین اور قانون کی بالا دستی کے لیے جو کام مولانا نورانی اور ان کی پارٹی نے کیا ہے وہ قابل تحسین ہے"۔ (پروفیسر غفور احمد، جماعت اسلامی)

☆۔ جناب شاہ احمد نورانی قوت فیصلہ اور قوت کار سے بہرہ ور ہیں۔ بعض مواقع پر انہوں نے فیصلہ کن قدم اٹھایا اور تنظیم کو بکھرنے سے بچالیا۔ دن کے وقت بھی کام کرتے ہیں مگر شب بیداری ان کی سیاسی زندگی کا لازمی جز بن گئی ہے۔ اچھے تعلقات کی آبیاری ان کا سب سے بڑا وصف ہے شیریں گفتار ہونے کی وجہ سے ان کا معاشرتی دائرہ بڑا وسیع ہے۔ باصلاحیت افراد بالخصوص نوجوانوں کو اپنی جماعت سے وابستہ کرنے کی تدبیریں سوچتے رہتے ہیں۔ محبت کرنا جانتے ہیں اور محاذ آرائی بھی۔ قومی مسائل پر سیاسی نقطہ نظر سے غور وفکر کرتے ہیں پارلیمانی مباحث نے ان کے جوہر نکھار دیے ہیں"۔ (ممتاز صحافی الطاف حسین قریشی)

☆۔ پروقار اور نکتہ سنج طبیعت میں مزاح اور شوخی مگر اظہار بوقت ضرورت۔ قومی اسمبلی میں ان کی کارکردگی اور حاضر جوابی سے حزب اقتدار اتنی تنگ ہوتی تھی کہ ایک دفعہ پیر زادہ کی مدد کے لیے وزیر اعظم (سابق) ذوالفقار علی بھٹو کو خود آنا پڑا تھا۔ سیاست میں کمسن ہونے کے باوجود بڑے بڑوں کے کان کترے ہیں۔ اپنے اور پرائے سب ان کی عزت کرتے ہیں اور ان سے ہوشیار باش رہتے ہیں"۔ (رفیق ڈوگر)

☆۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے نہایت بالا قد شخصیت ہیں۔ ان کی قابلیت کی طرح دین محمدی ﷺ سے آپ کا عشق بھی مسلمہ ہے۔ اس طرح وہ خدمات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں جو آپ نے اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی

سربلندی کے لیے انجام دیں"۔ (سید نظر زیدی)

☆۔ میں جماعت اسلامی کو کوئی جماعت نہیں سمجھتا یہ ایک بے معنیٰ جماعت ہے۔ اس کے برعکس مولانا شاہ احمد نورانی ایک عظیم دینی شخصیت ہیں۔ وہ پڑھے لکھے انسان ہیں اور معاملات کو سمجھنے میں انہیں عبور حاصل ہے"۔

(جنرل نواب زادہ شیر علی خاں۔ سابق مرکزی وزیر اطلاعات)

☆۔ مولانا نورانی کے والد علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی نے تبلیغ کے لیے دنیا بھر کے لیے چکر لگائے اور مسلم اتحاد کی جدوجہد میں شریک رہے۔ مولانا نورانی بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں"۔

(ڈاکٹر اسرار احمد۔ بانی وامیر تنظیم اسلامی)

ہمیں من حیث الجماعت ہمیشہ اس بات کا قلق رہے گا کہ ہم مولانا نورانی کی قیادت میں نظام مصطفی ﷺ کی منزل حاصل نہ کر سکے۔

(محمد صلاح الدین سعیدی ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن پوسٹ بکس 2206، لاہور)

(یہ تاثرات ماہنامہ "سنی ٹائمز" بریڈفورڈ، روزنامہ جنگ لاہور، نوائے وقت لاہور اور ماہنامہ "ندائے اہل سنت" لاہور سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری))

مرزائیوں اور یہودیوں میں عملی مماثلت

پاکستان میں مرزائیوں نے یہاں کی اقتصادیات، پریس اور بیوروکریسی پر قبضہ کرنے کے لئے وہی طریقے اختیار کئے جو یہودیوں نے امریکہ میں اپنائے تھے جن کے بل بوتے پر وہ امریکہ کی تجارت، صنعت، سیاست اور پریس پر قابض ہوگئے۔ امریکہ میں یہودی اس قدر بااثر ہیں کہ تمام بینکوں اور انشورنس کمپنیوں پر ان کا قبضہ ہے۔ بڑے بڑے اخبارات ان کے قبضے میں ہیں۔ اسلحہ کی صنعت پر ان کی اجارہ داری ہے۔ تجارتی مراکز اور تمام سرمایہ کاری کے ذرائع ان کی تحویل میں ہیں۔ امریکی سینٹ کے اراکین حتیٰ کہ صدر امریکہ بھی ان کی حمایت کے بغیر منتخب نہیں ہوسکتے۔

(مولانا شاہ احمد نورانی ؒ کا عراق اور صدر سید صدام حسین کاظمی کے حوالے سے موقف)

(ہفت روزہ احوال، فروری 1991ء، صفحہ 26 تا 27)

بائیسواں باب

امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ تجدید و احیاء دین

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی، حضرت علامہ امام ملا علی قاری، حضرت علامہ بدرالدین ابدال اور دیگر محدثین و مفسرین اور علماء ربانی رحمہم اللہ نے "حدیث مجدد" کی تشریح و توضیح میں ایک مجدد برحق کی جو شرائط و علامات بیان کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ جس صدی کا وہ مجدد ہے اس صدی کی ابتداء میں موجود ہو۔

☆ جس صدی میں وہ پیدا ہوا ہو اسی صدی میں مشہور بھی ہوا ہو اور دین اسلام کے استحکام کا باعث بنا ہو۔

☆ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عملی تفسیر ہو۔

☆ وہ اپنے زمانہ کے حق گو اور ممتاز علماء و مشائخ کا مرجع و محور ہو۔

☆ وہ ماحی سنت اور قاطع بدعت ہو۔

☆ وہ علوم ظاہری و باطنی کا جامع ہو۔

☆ وہ جس صدی کا مجدد ہو اس صدی کے ممتاز علماء، مشائخ اور باشعور عوام نے اسے مجدد تسلیم کیا ہو۔ باہمی مشاورت یا فیصلہ کی بجائے منجانب اللہ لوگوں کے دلوں میں اس کی شان مجددیت کا تصور اجاگر ہوا ہو۔

☆ وہ جس صدی کا مجدد ہو، اس میں دین اسلام کے حوالے سے اس کی تجدیدی، تبلیغی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات قابل تحسین و تقلید ہوں۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ بالا شرائط و اوصاف کے جامع تھے۔ آپ کی مذہبی و سیاسی، قیام مدارس و تعمیر مساجد، آئینی و دستوری، تحریری و تبلیغی، حق گوئی و حقانیت پسندی، عالمی سطح پر تبلیغی و اشاعتی، عالم کفر کے مقابلہ میں عالم اسلام کو متحد کرنا اور

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا وغیرہ ایسی تاریخ ساز خدمات جلیلہ اور کارنامے ہیں جو آپ کی مجددیت کے ثبوت کے لیے کافی ہیں، جن کی تفصیل سابقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔

آپ کے ہمعصر ممتاز علماء کرام اور مشائخ نظام نے آپ کی قیادت و امامت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ نورانی قیادت میں کام کرنا سعادت تصور کرتے تھے۔ امام المناطقہ، ملک المدرسین حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: علامہ نورانی شرعی امام کی تمام شرائط و اوصاف کے جامع ہیں"۔ غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے اللہ! میری عمر بھی علامہ نورانی کو عطا فرما دے۔ علامہ نورانی میرے قائد ہیں اور میں آپ کا ادنیٰ سپاہی ہوں"۔

مفسر قرآن حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے "سنی کانفرنس" ملتان کے موقع پر امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا قائد دیا ہے، جس کی دیانت، خلوص اور پاکدامنی کی قسم کھائی جا سکتی ہے"۔

مفکر اسلام، مفسر قرآن حضرت علامہ پروفیسر سید شاہ فرید الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی مجددیت اور تجدیدی کارناموں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ وہ (امام شاہ احمد نورانی صدیقی رہ) ایک مجدد وقت کی تمام صفات رکھتے تھے، ان کے تجدیدی کارنامے بے شمار ہیں جن کا ذکر ان کے احوال و آثار پر لکھی گئی کتب و رسائل میں موجود ہے۔ کبھی موقعہ ملا تو فقیر بھی ان کے تجدیدی کارناموں پر مشتمل تحریر سامنے لانے کی سعادت حاصل کرے گا"۔

(اقتباس از تقریظ، بر تذکرہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ)

شرف اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں:

"یوں تو جو بھی پیدا ہوتا ہے اس نے ایک نہ ایک دن ضرور موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور دنیا میں ہر روز ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ موت کے سفر پر روانہ ہوتے ہیں، ان میں امراء و غرباء، علماء و مشائخ، شاہ و گدا ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، میں نے جب سے ہوش سنبھالا

ہے اس وقت سے لے کر آج تک کسی بڑی سے بڑی علمی، روحانی یا سیاسی شخصیت کی وفات پر پاکستان کیا دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس طرح افسردہ، غمزدہ اور صدمے سے دوچار نہیں دیکھا جس طرح مولانا شاہ احمد نورانی کی وفات پر دیکھا۔ عوام و خواص، ارباب سیاست، اصحاب صحافت، حزب اختلاف، حزب اقتدار، اہل سنت و جماعت اور دوسرے مسالک کے لوگوں نے بلا امتیاز ان کی وفات کو قومی اور بین الاقوامی سانحہ قرار دیا۔

تحریک نظام مصطفی ﷺ کے دوران علامہ شاہ احمد نورانی کو گرفتار کر کے بلوچستان کے دور دراز علاقے گوٹھی خیرو کی حوالات کے ایک جیل میں قید کیا جس میں پنکھا تک نہیں تھا، اوپر سے آدھی چھت غائب تھی، گوٹھی خیرو ایسی جگہ ہے جہاں بعض اوقات درجہ حرارت 113 فارن ہیٹ ڈگری سے بھی بڑھ جاتا تھا، کہتے ہیں کہ وہاں سورج کی تپش سے پانی یوں ابلنے لگتا تھا کہ اس میں پتی ڈال کر چائے تیار کی جا سکتی تھی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مولانا نورانی کی بے لاگ تنقیدوں نے مزاج شاہی کو کس قدر برہم کر رکھا تھا۔

مولانا نورانی جیسے ناز و نعم میں پلے ہوئے لطیف اور نازک مزاج شخص کا اپنے مؤقف میں لچک دکھائے بغیر سب کچھ کمال استقامت کے ساتھ برداشت کر جانا انہیں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی صف میں کھڑا کر دیتا ہے۔"

(مقالات شرف قلمی جلد دوم ص 125)

ممتاز مذہبی سکالر جناب علامہ نور احمد شاہتاز صاحب نے حال ہی میں قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات تجدید و احیاء دین کے حوالے سے پر مغز اور تحقیقی مقالہ تحریر کیا ہے جس میں انہوں نے عقلی و نقلی دلائل کی روشنی میں امام نورانی کو پندرھویں صدی کا "مجدد" ثابت کیا ہے۔ علامہ نور احمد شاہتاز صاحب حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات تجدید و احیاء دین کے حوالے سے دیگر اہم اور ممتاز شخصیات سے موازنہ کراتے ہوئے خوبصورت انداز میں لکھتے ہیں:

مولانا شاہ احمد نورانی کی تجدید و احیاء دین کے حوالے سے خدمات کا موازنہ ماضی قریب کے راہنمایان دین سے کیا جائے تو قریب قریب کوئی شخصیت ایسی نہیں ملتی جس کی

خدمات اتنی ہمہ گیر ہوں جتنی کہ قائد اہل سنت کی ہیں۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے گو تجدید و احیاء دین کے حوالہ سے اپنے دور میں نہایت گراں قدر خدمات انجام دیں مگر ان کی یہ خدمات برصغیر کی حد تک محدود تھیں۔ انہوں نے انگریزی اقتدار کی غلامی سے ہندوستان کے مسلمانوں کو نجات دلانے اور اسلامی اقتدار کی بحالی کی خاطر بے پناہ محنت و مشقت سے کام لیا۔ انگریز کے خلاف فتویٰ دینے اور بغاوت پر اکسانے کے جرم میں انہیں قید و بند کی اذیت سے دوچار کیا گیا، چنانچہ اسیری کے عالم میں انہوں نے جزائر انڈیمان کے عقوبت خانہ ہی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اللہ رب العزت انہیں اجر جزیل سے سرفراز فرمائے۔ ان کی مساعی کا دائرہ ہندوستان کو انگریز کی غلامی سے نجات دلانے کی حد تک محدود تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک تجدید و احیائے دین کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں وسعت ہمہ گیری ہے۔ مولانا نورانی کی خدمات جلیلہ کا موازنہ جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات سے کیا جائے تو حسب ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ موازنہ محض حالات واقعات کا ہے شخصیات کا نہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت بلا شبہ اپنے دور کی بے مثل و بے مثال شخصیت ہے، کسی کو ان کا ہم سر قرار دیا جا سکتا ہے نہ برابری کا کوئی تصور قائم کرنا مقصود ہے، مقصد اس موازنہ سے صرف کار تجدید و احیائے دین میں کسی قدر مماثلت کو تلاش کرنا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کو اکبری اور رافضی فتنہ سے مقابلہ درپیش تھا جبکہ مولانا نورانی کو بیک وقت کئی فتنوں کا سامنا تھا جن میں قادیانی فتنہ اور سوشلزم کا الحادی و اشتراکی فتنہ سر فہرست ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اکبری سے پھیلنے والے الحاد کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ جبکہ مولانا نورانی نے سوشلزم کے الحادی نعرہ کے خلاف تحریک چلائی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے رافضی فتنہ کے خلاف جہاد کر کے ناموس صحابہ کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔

مولانا نورانی نے قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کر کے ناموس رسالت کے تحفظ کی

تاریخ رقم کی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اکبری فتنہ کی سرکوبی کے لیے اس وقت شاہی محل میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے جب اکبر کا الحادی دین مکمل طور پر نافذ ہو چکا تھا اور اکبر کے انتقال کے بعد جہانگیر کے ذریعہ اکبری فتنہ کے تسلسل کا آغاز ہو رہا تھا۔

مولانا نورانی نے اس وقت ایوان (پارلیمنٹ) میں قدم رکھا جب الحاد کی بنیاد رکھنے کے لیے الحادی قوتیں مجتمع ہو رہی تھیں اور اس ملک میں سوشلزم نافذ کرنے کی اسکیم 1973ء کے دستور کے ذریعہ مرتب کی جا رہی تھی۔ مولانا نورانی نے مذہبی قوتوں کو جمع کر کے آئین سے وہ تمام شقیں ختم کرائیں جن کے ذریعہ سوشلزم کو تحفظ دیا جانا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے فتنہ اکبری کے خلاف آواز بلند کی اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے جب تک اس کی باقیات ختم نہیں ہو گئیں۔

مولانا نورانی قادیانی فتنہ کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں اترے اور اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک اس فتنہ کی سرکوبی کر کے اس کے پیروکاروں کو غیر مسلم قرار نہیں دلوایا۔

قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی کو اس مطالبہ (قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے) سے دستبردار ہونے کے لیے بھاری بھرکم پیش کشیں کی گئیں حتیٰ کہ قادیانی لاہوری گروپ نے خفیہ ملاقات کر کے پچاس لاکھ (ایک روایت کے مطابق ایک کروڑ) روپے نقد پیش کرنے کی جسارت بھی کی جسے قائد اہل سنت نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ حکومت اور اپوزیشن سب کے لیے یہ بڑا امتحان تھا اور اس سے زیادہ کڑا امتحان مولانا شاہ احمد نورانی کے لیے تھا جو تجدید دین کی شمع لیے جان ہتھیلی پر رکھے قریہ قریہ، گاؤں گاؤں بغیر حفاظتی دستہ و گارڈز کے جا رہا تھا تاکہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے بیداری پیدا کی جا سکے۔ تائید ربانی مولانا کی دستگیر ہوئی اور 7 ستمبر 1974ء کو مسلم امہ نے یہ خبر نہایت مسرت سے سنی کہ نبوت کے جھوٹے دعویدار غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ خود مولانا نورانی کے بیان کے مطابق اس تاریخ ساز فیصلہ کے اعلان کے بعد کوئی پچاس ہزار قادیانیوں نے دنیا بھر

میں قادیانیت سے توبہ کی اور اسلام میں داخل ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا یہ کارنامہ انہیں مجدد قرار دینے کے لیے تنہا ہی کافی ہے لیکن ابھی مزید کارہائے نمایاں اس مرد درویش کے بیان ہونا باقی ہیں"۔ (نور احمد شاہتاز، علامہ: پندرھویں صدی کا مجدد کون؟ ص ۲۷۔۲۲)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے مخالفین کی کوششوں سے گوالیار کے قلعہ میں نظر بند کیا گیا۔ مورخین نے لکھا ہے کہ مخالفین نے جہانگیر کو باور کرایا کہ آپ کے مکاتیب دراصل بادشاہ کے خلاف بغاوت ہیں، اور مکاتیب کا غلط مفہوم بیان کیا۔ پھر درباری علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور قتل کا مشورہ دیا۔ بادشاہ نے قتل کی بجائے گوالیار میں نظر بند کیا۔ معاصر درباری علماء کی آپ سے دشمنی دراصل تجدید و احیائے دین کی تحریک برپا کرنے، قوم کو راہ راست بتانے اور وقت کے حکام کو نصیحت کرنے کی بناء پر تھی جن میں روافض پیش پیش تھے۔ آپ ایک سال تک گوالیار میں اور تین سال دس ماہ تک شاہی فوج میں نظر بند رہے۔

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، شاہ ابوالحسن زید فاروقی)

مولانا نورانی کو تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے دوران متعدد بار قید اور نظر بند کیا گیا اور گڑھی خیرو جیسی بدنام زمانہ جیل میں پابند سلاسل کیا گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے قید و بند اور دیگر مالی نقصانات کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی اور قید میں قرآن کریم حفظ کرنے کے علاوہ کئی قیدیوں کو دین کی دولت سے مالا مال کیا۔ اس قید و بند کا حال حضرت مجدد نے اپنے برادر طریقت خواجہ حسام الدین کو اس طرح لکھا:۔۔۔

یہاں کے فقراء کی کیفیت اور حال شایانِ حمد و شکر ہے کہ بلا میں ہوتے ہوئے ان کو عافیت اور تفرقہ میں رہتے ہوئے ان کو جمعیت حاصل ہے۔ برخورداران اور رفقاء میں سے جو بھی ساتھ ہیں ان سب کو وابستگی حاصل ہے۔ اور ان کے احوال میں ترقی ہے۔ ان کے واسطے یہ چھاؤنی گویا کہ خانقاہ بن گئی ہے۔ فوجیوں کی تلوینات میں ان کو تمکین نصیب ہے وہ ایسی جگہ رہتے ہوئے جہاں طرح طرح کی گرفتاریاں ہیں، صرف ایک مطلب کے گرفتار ہو کر رہ گئے ہیں یعنی صرف اپنے مولیٰ کے طلبگار ہیں۔ البتہ ان کا اختیار ان سے مسلوب ہے اور وہ قید و بند کی نعمت میں گرفتار ہیں۔ کیا ہی قید و بند ہے کہ اس سے رہائی ایک پائی کے بدلے میں حاصل نہ کی جائے۔

اس نعمت اور تمام نعمتوں پر اللہ کے لیے حمد وستائش ہے۔

(حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، شاہ ابو الحسن زید فاروقی)

مولانا نورانی نے قید وبند کو اپنے لیے کوئی آفت خیال کرنے کی بجائے سنت انبیاء و صالحین پر عمل کا موقع سمجھا، آپ حافظ قرآن تھے، آپ نے قید وبند میں تلاوت قرآن کریم سے خوب حظ اٹھایا اور دیگر اوراد ووظائف بھی جاری رکھے۔ جب آپ کو گڑھی خیرو سے خیر پور لایا گیا اور پھر خیر پور سے کراچی منتقل کیا گیا تو ایک اخباری نمائندہ نے سوال کیا: آپ کو بے حد تکلیف دی گئی جس کی وجہ سے آپ کی صحت بھی گر گئی ہے، اس پر آپ نے اس کے سوالوں کے جواب میں فرمایا:

پہلے مجھے گڑھی خیرو رکھا گیا بعد میں مجھے خیر پور لایا گیا دونوں علاقوں کے نام میں خیر کا لفظ موجود ہے اس لیے آپ یہی سمجھیں کہ جو کچھ ہونا تھا خیر سے ہوگیا۔ کافی عرصہ سے نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے جدوجہد میں مصروفیت اس قدر تھی کہ پوری یکسوئی کے ساتھ ذکر وفکر کا موقع نہیں ملا تھا الحمد للہ! گڑھی خیرو میں یہ موقع ملا۔ اور گڑھی خیرو میں میرے ساتھ جو سلوک کیا گیا مجھے اس پر کوئی شکوہ بھی نہیں کہ نظام مصطفی ﷺ جیسے ارفع واعلیٰ نصب العین کے لیے یہ کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کو بادشاہ کی طرف سے شراکت اقتدار ومناصب عالیہ کی پیش کش ہوئی مگر آپ نے قبول نہ کی۔

مولانا نورانی کو بھی شراکت اقتدار کی بارہا پیش کش کی گئی مگر آپ نے مشن چھوڑ کر اقتدار ومناصب کی پیش کش کو ہمیشہ پائے حقارت سے ٹھکرایا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک موقع پر بے خوف وخطر فرمایا

پادشاہ بے دین است اعتبارے ندارد

(بادشاہ بے دین ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں)

حضرت مجدد الف ثانی نے یہ جملہ عید کے چاند میں اختلاف کے موقع پر بادشاہ کے مقربین کے سامنے فرمایا تھا۔

مولانا نورانی نے ہمیشہ وقت کے بے دین حکمرانوں کو براہ راست للکارا، آپ نے قومی اسمبلی میں خطاب کرتے ہوئے کہا: یورپ میں کسی شرابی کو ڈرائیونگ لائسنس نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی شراب پی کر ڈرائیونگ کرے تو اس کا لائسنس منسوخ کر دیا جاتا ہے لیکن ہمارے ایک شرابی نے شراب کی بوتل پر آدھا ملک توڑ دیا اور دنیا کی بہترین فوج کو ذلیل فوجوں میں شمار کروایا۔ گاڑی شرابی کے ہاتھ میں ہے اس لیے آگے چلنا محال ہے ملک کا ڈرائیور شرابی ہوگا تو ملک کو تباہ کر دے گا۔

اصلاح احوال کے لیے حضرت مجدد الف ثانی نے تمام شاہی امراء کو خطوط لکھے اور راہ راست کی طرف متوجہ کیا۔ بقول مولانا منظور احمد نعمانی آپ نے جہانگیر کے تخت نشیں ہوتے ہی یہ سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی، مولانا منظور احمد نعمانی)

مولانا نورانی نے اپنے کھلے خطوط میں حکام کو راہ راست کی طرف متوجہ کیا۔ اور ان کی غلط روش پر انہیں سخت تنبیہ کی۔ صدر ورلڈ اسلامک مشن اور ملی یک جہتی کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے حکمرانوں کے نام آپ نے اپنے ایک کھلے خط میں لکھا:

"۔۔۔۔۔ہم متنبہ کرنا اپنا دینی وملی فریضہ سمجھتے ہیں کہ آئین کی مسلمہ اسلامی دفعات کو معطل رکھنے کی بجائے ہمہ وقت نافذ العمل اور ناقابل تنسیخ قرار دے کر پی سی او کا لازمی حصہ بنایا جائے۔ ابھی تک ہم ناصح اور مشفق کا رول ادا کر رہے ہیں، ہم نے نرم سے نرم الفاظ میں حب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر اپنی آواز اہل اقتدار تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ ہم بانگ دہل اہل اقتدار کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے آئین کی اسلامی دفعات کو پی سی او کا مؤثر حصہ نہ بنایا، قانون توہین رسالت میں ترمیم کا فیصلہ واپس نہ لیا تو 1974ء کی تحریک ختم نبوت اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا احیاء بہت جلد عمل میں آئے گا اور کراچی سے خیبر اور واہگہ سے چمن تک پورا ملک متحدہ ومنظم ہو کر سراپا احتجاج بنے گا اور اس سیلاب بلاخیز کے آگے سدراہ بننے والی ہر قوت خس وخاشاک کی طرح بہہ جائے گی۔"

مولانا شاہ احمد نورانی کی تحریک تجدید واحیائے دین نے مختلف ادوار دیکھے اور مختلف حکمرانوں سے آپ کو سابقہ پڑا۔ آپ کی اس تحریک کو بسا اوقات انتہائی نازک مراحل سے گزرنا

پڑا۔اور ایسا بھی ہوا کہ آپ کے تحریکی ساتھی اس جہد مسلسل سے تنگ آ کر الگ ہو گئے مگر آپ نے نہایت ثابت قدمی سے تا حیات تحریک کو جاری و ساری رکھا۔

رب العالمین حضرت کی مساعی کو قبول فرما کر بلندی درجات نصیب فرمائے۔ (آمین)

میں نہ تو مولانا شاہ احمد نورانی کا مرید ہوں نہ ان کی جماعت کا رکن، میری نہ تو مولانا نورانی سے کوئی عزیز داری ہے اور نہ ان کے خاندان کے کسی فرد سے کوئی رشتہ داری، میرا ان سے کوئی کاروباری تعلق ہے نہ کسی قسم کی مالی معاملہ داری، میں نے ان سے کبھی ان کی زندگی میں کوئی مفاد حاصل کیا نہ ان کے انتقال کے بعد ان کے متعلقین سے اس کی کوئی خواہش ہے۔

مجددیت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اپنے مقالہ کے ابتدائی تصور، تحریک اور خلاصہ کلام کے طور پر علامہ نور احمد شاہ تاز صاحب فیصلہ کن انداز میں لکھتے ہیں:

آج سے کوئی سال ڈیڑھ سال پہلے کراچی کے در و دیوار پر ایک سوال درج تھا۔

..........اس صدی کا مجدد کون؟

میرے متعدد کرم فرما علماء کرام سے یہ سوال ہوا اور چند باریش نوجوان وقتاً فوقتاً ایک ایک کر کے میرے پاس بھی آتے رہے اور یہ سوال پوچھتے رہے کہ حضرت آپ کے خیال میں اس صدی کا مجدد کون ہے؟ میں لاعلمی کا اظہار کرتا رہا، مگر جب قائد اہل سنت و قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کا وصال ہوا تو مجلہ "کاروان قمر" کا امام نورانی نمبر شائع کرنے کا پروگرام بنا، برادرم مولانا محمد صحبت خان کوہاٹی صاحب سلمہ ربہ نے مجھے بھی حضرت کے حوالے سے کچھ لکھنے کو کہا چنانچہ میں نے مختلف علماء اور حضرت کے قریبی ساتھیوں کی صدری معلومات پر اکتفا کرنے کی بجائے حضرت کی حیات و خدمات پر شائع ہونے والی متعدد کتب اس عرصہ میں دیکھ ڈالیں۔ان کی احیائے دین کی تحریک اور مجددانہ خدمات ایک ایک کر کے نظروں کے سامنے گھومنے لگیں۔میں نے بہت دور تک دیکھا اور سوچا حقیقت یہ ہے کہ معاصر علماء و مشائخ میں، ان کی ہمہ جہت شخصیت کا، مجھے کوئی ہم پلہ نظر نہیں آیا۔

یوں امام نورانی کے مجدد ہونے کا خیال میرے ذہن میں روز بروز پختہ ہوتا گیا تا آنکہ میں نے چاہا کہ میں اپنے اس خیال کا ذکر اوروں سے بھی کروں مگر چھوٹا منہ بڑی بات کے مصداق اپنی حیثیت کو دیکھتے ہوئے ڈر لگتا تھا۔پھر مجھ سے رہا نہ گیا اور بالآخر میں نے علامہ شاہ احمد نورانی کے پہلے عرس کے موقع پر انجمن طلبہ اسلام کے ایک نورانی سیمینار میں یہ بات مجمع عام میں کہہ ڈالی۔جب سے اب تک اصرار تھا کہ میں اس پر تفصیلی مضمون لکھوں چنانچہ چند معروضات پیش خدمت ہیں اگر میرا خیال درست ہے تو یہ حق و صواب کی توفیق من جانب اللہ ہے اور اگر درست نہیں تو اللہ تعالیٰ مجھے اس جسارت پر معاف فرمائے، پھر اس صدی کا جو مجدد ہوگا، لوگ اس سے آگاہ ہو جائیں گے۔مگر میں نے اس خیال سے بھی اپنے خیال کا جلد اظہار مناسب جانا کہ آج کل ہر طرف حرص و ہوس کا دور دورہ ہے، دنیا پرست علماء اور جہلاء کو اپنے ناموں کے ساتھ بڑے بڑے القابات لگانے کا بہت شوق ہے۔کوئی خود ساختہ فقیہ امت ہے تو کوئی از خود محدث اعظم بن بیٹھا ہے، القابات و خطابات کی اس بندر بانٹ اور چھینا جھپٹی میں خطرہ ہے کہ کہیں کوئی بندۂ حرص و ہوس یا جاہل متصوف کل کلاں مجدد ہونے کا دعویدار نہ بن بیٹھے۔سو حق بہ حق دار رسید کے مصداق اگر مولانا نورانی کو معاصر علماء اس منصب کے لائق سمجھیں تو انہیں ان کا حق مل جائے گا۔اور جہلاء کے دعویٰ کا راستہ بھی بند ہو جائے گا۔میں دعویٰ سے کہتا ہوں اس وقت جتنے علماء و مشائخ موجود ہیں کوئی مجدد ہونے کا دعویدار نہیں اور نہ ماضی قریب کے علماء و مشائخ میں سے کسی نے اس کا اشارہ یا عندیہ دیا ہے۔

اگر کوئی شخص خود کو مولانا شاہ احمد نورانی کی تمام صفات و کمالات کا مالک سمجھتا ہے یا خود کو ہر لحاظ سے ان سے بہتر خیال کرتا ہے اور اس کے ذہن میں مجددیت کے دعویٰ کی کوئی چنگاری سلگ رہی ہے یا کوئی امنگ انگڑائی لے رہی ہے تو وہ میدان میں آئے، اپنی ہمہ جہت تجدید و احیائے دین کی خدمات پیش کرے اور اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کرے۔یا اپنے آباء و مشائخ میں سے کسی کو پیش کرے جو اس منصب کے لائق ہوں ورنہ ہمارا دعویٰ درست ہے۔کہ اس صدی کے مجدد (مجدد مائتہ حاضرہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی ہیں)۔

مضت الدھور وما اتین بمثلہ

ولقد اتی فعجزن عن نظراءہ

(نور احمد شاہتاز، علامہ: پندرھویں صدی کا مجدد کون؟ ص ۲۷_۲۹)

ممکن ہے کہ کچھ علماء کرام اور مشائخ عظام ہمارے نظریہ پندرھویں صدی کے "مجدد" امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ سے متفق نہ ہوں لیکن حق گو علمائے حقیقت پسند مشائخ اور دیگر باشعور لوگ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی تاریخ ساز خدمات جلیلہ اور قابل رشک تجدیدی کارناموں کے پیش نظر مستقبل قریب میں آپ کی مجددیت کو تسلیم کر لیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

اسماء گرامی مجددین اسلام علیہم الرحمۃ

سطور ذیل میں دور حاضر تک کے مجددین اسلام کے اسماء گرامی کی فہرست پیش کی جاتی ہے:

پہلی صدی: حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ (المتوفی ۱۰۱ھ/719ء)
دوسری صدی: (۱) امام محمد بن ادریس شافعی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۲۰۴ھ/819ء)
(۲) امام حسن بن زیاد علیہ الرحمۃ (المتوفی ۲۰۴ھ/819ء)
تیسری صدی: (۱) امام ابو الحسن اشعری علیہ الرحمۃ (المتوفی ۳۳۰ھ/941ء)
(۲) امام ابو منصور ماتریدی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۳۳۳ھ/944ء)
چوتھی صدی: امام ابو حامد الاسفرائنی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۴۷۱ھ/1080ء)
پانچویں صدی: حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۵۰۵ھ/1111ء)
چھٹی صدی: امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۶۰۶ھ/1208ء)
ساتویں صدی: امام تقی الدین بن دقیق العید علیہ الرحمۃ (المتوفی ۷۰۶ھ/1302ء)
آٹھویں صدی: حافظ زین الدین عراقی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۸۰۲ھ/1402ء)
نویں صدی: خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۹۱۱ھ/1505ء)
دسویں صدی: محدث کبیر علامہ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۰۱۴ھ/1606ء)

گیارہویں صدی: (۱) حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۰۳۴ھ/1606ء)

آپ نہ صرف دوسرے ہزار سال کے مجدد ہیں بلکہ امام مجددین اسلام اور مجدد اعظم بھی ہیں۔

(۲) خاتم المحققین شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۰۵۲ھ/1643ء)
بارھویں صدی: سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۱۱۸ھ/1706ء)
تیرھویں صدی: شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۲۳۹ھ/1824ء)
چودھویں صدی: امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۳۴۰ھ/1921ء)
پندرھویں صدی: امام شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۶ شوال ۱۴۲۴ھ 11 دسمبر 2003ء)

اعلیٰ حضرت امام رضا بریلوی علیہ الرحمۃ تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع کے مجدد ہیں جبکہ قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ چودھویں صدی کے آخر اور پندرھویں صدی کے شروع کے مجدد ہیں۔

حضور قائد اہل سنت سے پہلی ملاقات

جب پہلی مرتبہ ۱۹۹۱ء میں گیا تو ظہر کے بعد کا وقت تھا مجھے محترم اقبال مجددی صاحب نے بتایا کہ یہ تو حضرت کے آرام کا وقت ہے مغرب کے وقت مل سکیں گے کیونکہ نماز عصر کے بعد وہ قرآن کریم کا دور کرتے ہیں میں نے گلدستۂ پھول ان کو دے دیئے کہ لاہور سے طاہر ہوں حضرت کو پیش کر دیں اس وقت میری خالہ اور ماموں ساتھ تھے وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے کہ آج یہاں آپ کا پہلا روزہ ہے گھر پر چلو وہاں میں نے افطار کیا۔ عشاء کو جب میں تراویح پڑھنے گیا اور نماز کے بعد حضرت سے ملا تو آپ نے جو کمال شفقت فرمائی وہ مجھے ہرگز نہیں بھولتی۔ مجھے دیکھ کر دونوں ہاتھ پھیلا کر بڑی شفقت سے فرمایا کہ طاہر بھائی! آپ کہاں چلے گئے تھے؟ ہم افطار میں آپ کا انتظار کرتے رہے۔ (محمد طاہر فاروق نورانی) (سہ ماہی انوار رضا، تعمیر ملت اور جے یو پی ص ۲۴۱)

ں باب

ارشادات و تعلیمات قائد ملت اسلامیہ رحمۃ اللہ علیہ

بلا شبہ امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ مایوسیوں کی تاریک دنیا میں امیدوں کا چراغ تھے۔ آپ اپنی ذات میں ایک عالمگیر تحریک اور روشنی کا مینار تھے جس کی نورانی کرنیں تاقیامت مسلمانوں کے دلوں کو مستنیر کرتی رہیں گی۔

قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات درحقیقت قرآن، حدیث، آثار صحابہ اور تعلیمات اولیاء کرام ہے۔ آپ کا ہر قول مذہب و سیاست ہر دو میدانوں میں مستقل قانون و اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ عقیدتمندوں اور عوام الناس کے استفادہ کے لیے سطور ذیل میں آپ کے چند ارشادات عالیہ پیش کیے جاتے ہیں:

☆۔ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں۔ دینی مدارس کے خلاف ہر حکومتی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔

☆۔ نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ پ ... کی تقدیر ہے، لوگ سیاست کے فرعونوں سے تنگ آ چکے ہیں۔ حکمرانوں کی شاہ خرچیوں سے وطن ... ز کنگال ہو گیا ہے۔

☆۔ پاکستان میں انصاف کو سولی پر ...ھا دیا گیا ہے اور پورا ملک لاقانونیت کی لپیٹ میں ہے۔

☆۔ پاکستان کا الیکٹرانک میڈیا یہودی کلچر کا علمبردار بنا ہوا ہے۔ عوام عالمی مالیاتی اداروں کے غلام حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے میدان میں نکل آئیں۔ یزید کے پیروکار حاکموں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر مسلمان میں جذبہ حسینیت کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔

☆۔ ہم مذہب کے منافی سیاست پر یقین نہیں رکھتے، ہماری جدوجہد نظام مصطفی ﷺ کے لیے ہے۔

☆۔ دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء صرف مسجد تک محدود ہونے کی بجائے اسلام کے انقلابی پیغام کو پھیلانے کے لیے سیاسی بصیرت حاصل کریں۔

☆۔ فروغ علم کے لیے جدوجہد کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ اسلامی ثقافت کے فروغ کے لیے ہمیں کھلے ذہن کے ساتھ قدم آگے بڑھانا چاہیے۔ علم و تحقیق سے ہی جہالت کا خاتمہ ممکن ہے۔

☆۔ عالم اسلام کے خلاف امریکہ اور اسرائیل کی سازشیں دم توڑ رہی ہیں جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ آج اسلام امریکہ کی سرزمین پر ایک قوت بن کر ابھر رہا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ سپر طاقت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

☆۔ خانقاہی نظام درحقیقت اسلام کی پریکٹیکل لائف کی مکمل جھلک پیش کرتا ہے۔

☆۔ پاکستان میں ثقافت کے نام پر کثافت پھیلایا جا رہا ہے۔ جو نمائش ٹی۔وی پر ہو رہی ہے اس سے شرم و حیا کے خلاف اعلان جنگ کا تصور ہوتا ہے۔ جمعیت کے کارکنوں کو چاہیے کہ وہ ماضی کا مرثیہ پڑھنے کی بجائے موجودہ حالات میں جراءت مندانہ سیاسی کردار ادا کرنے کے لیے اپنے اسلاف کے جذبے سے میدان میں آئین اور نظریاتی فضا پیدا کریں۔

☆۔ قرآن شریف امت مسلمہ کے لیے خدا کا خاص انعام ہے یہ صرف ہمیں ملا ہے، فرشتوں کو بھی نہیں ملا۔ فرشتوں کو تسبیح ملی ہے۔ کسی کو سجدہ کی نعمت عطا ہوئی، کبھی مسلسل قیام میں ہیں لیکن اللہ نے اس امت جو کہ خیر امت ہے، کو قرآن شریف عطا کیا ہے۔ اس کی قدر کریں تا کہ اللہ کا انعام مزید بڑھے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا اس کی مزید برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

☆۔ فرانس میں چالیس لاکھ (40,00000)، برطانیہ میں بیس لاکھ (20,00000)، کینیڈا میں پچاس لاکھ (50,00000) اور امریکہ میں پچاس لاکھ (50,00000) مسلمان بستے ہیں۔ کیا پاکستان کی موجودہ حکومت ان مسلمان اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دلا سکتی ہے؟ اگر ایسا ممکن نہیں تو پھر پاکستان میں کس قانون اور ضابطے کے تحت اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دیا جا رہا ہے؟

☆۔ دینی مدارس کی اسناد کی قانونی حیثیت کو ختم نہیں ہونے دیں گے۔مدارس کے خلاف ہر حکومتی سازش کی شدید مزاحمت کریں گے۔

☆۔ فتح ہمیشہ حق کی ہوئی ہے اور باطل ہمیشہ شکست سے دوچار ہوتا چلا آرہا ہے۔باطل قوتیں ایک بار پھر ہمارے سامنے آ کھڑی ہوئی ہیں جو بوسنیا اور فلسطین کے بعد اب سرزمین کشمیر میں اپنا کام دکھارہی ہیں۔اس وقت کشمیر میں مجاہدین کے گرد سات لاکھ (7,00000) بھارتی فوجیوں کا حصار ہے،خوشی تو اس بات کی ہے کہ مجاہدین اسلام قوتِ ایمانی سے حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

☆۔ دشمنوں کو شاید معلوم نہیں کہ ہم ہی تو ہیں جو تاجدارِ مدینہ کے غلام ہیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ،حضرت امام حسین ؓ،حضرت صلاح الدین ایوبی،حضرت محمد بن قاسم اور حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے جذبوں کے امین ہیں۔

☆۔ گستاخ رسول جس روپ میں بھی ہو وہ واجب القتل ہے،اس کی سزائے موت کو عمر قید،یا جرمانہ یا کسی دوسری سزا میں ہرگز تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

☆۔ علماء کرام متحد ہو کر لادینی قوتوں اور دہشت گردوں کا مقابلہ کریں۔کسووو میں مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا جارہا ہے اور مسلمان حکمران بے غیرتی کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔محمد بن قاسم ایک مسلمان بیٹی کی آواز پر لشکر لے کر آیا اور وہی پاکستان کی بنیاد بنا،لیکن آج کشمیر، کسووو،بوسنیا میں بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں لوٹی جارہی ہیں اور حکمران قوم کو ناچ گانے دکھانے میں مصروف ہیں۔

☆۔ سراج الامت،حضرت امام اعظم ابوحنیفہ،امام آزادی مولانا فضل حق خیرآبادی اور فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی رحمہم اللہ تعالیٰ ایک ہی منزل کے مسافر اور ایک ہی مشن کے سفیر تھے۔آج دینی مدارس اور علماء وطلباء کو ان کے مشن کی تکمیل کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

☆۔ خواتین کے لیے دینی تعلیم انتہائی ضروری ہے کہ وہ دینی تعلیم سے آراستہ ہوں گی تو اپنے پورے خاندان کی دینی خطوط پر تربیت کرسکیں گی اور اگر وہ خود قرآن کے علم سے بے بہرہ رہیں تو پورا معاشرہ تباہ ہوجائے گا۔خواتین اسلام کے لیے امہات المؤمنین اور خاتون

جنت کا اسوہ حسنہ مشعل راہ ہے۔

☆۔ عالم اسلام پر موجودہ ابتلاء علم وعمل سے دوری کا نتیجہ ہے،اس سے نجات کے لیے لٹریچر اور افراد سازی پر خاص توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔نظام مصطفی ﷺ کے لیے تنظیم سازی مسائل کا واحد حل ہے۔

☆۔ قرآن حضور ﷺ کا زندہ و جاوید معجزہ ہے اور یہ مسلمانوں کے لیے نظام زندگی اور نظام بندگی ہے۔اسے نافذ کیے بغیر ہماری مشکلات کا حل ممکن نہیں۔ہم معاشی بحران کا شکار ہیں اور سودی نظامِ معیشت نے ملک کا بیڑہ غرق کردیا ہے۔

☆۔ جمعیت علماء پاکستان،نظام مصطفی ﷺ کے لیے عملی جدوجہد میں مصروف ہے،اسی کے کارکن ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر خدا اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول میں مصروف ہیں۔دنیا کا لالچ اور خوف انہیں راہ حق سے ہٹا نہیں سکتا۔کارکن آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے جدوجہد تیز کردیں۔

☆۔ اس وقت اقوام متحدہ میں 170 ممالک شریک ہیں لیکن ویٹو پاور صرف پانچ ممالک کو حاصل ہے۔اب تک اسرائیل کی بالادستی کے لیے امریکہ نے 158 مرتبہ ویٹو کا حق استعمال کیا ہے،عالم اسلام کی سیاسی قیادت میں سے کوئی بھی نہیں جو امریکہ کی اس غنڈہ گردی کو روک سکے۔مسلمان اپنی دینی غیرت کھو بیٹھا ہے،جراءت نہیں کرتا ورنہ امریکہ کوئی چیز نہیں ہے، آج صومالیہ کی مثال ہمارے سامنے ہے اس کی آبادی ساٹھ،ستر لاکھ ہے،غریب ہے دھوتی اور بنیان میں نماز پڑھتا ہے لیکن اس نے اپنے ملک میں مداخلت کرنے پر امریکہ کو ذلیل و رسواء کر کے اپنے ملک سے نکالا۔

☆۔ اولیاء کرام کی زندگیاں سنت نبوی ﷺ کے نور سے منور و معطر ہوتی ہیں،ان کی قربت میں رہنے والے بھی ظلمت سے نجات پالیتے ہیں۔صحبت اولیاء قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔خانقاہوں پر مدارس کا قیام ہی ہمارے مستقبل کو محفوظ کرسکتا ہے۔مشائخ عظام،دینی مدارس کے قیام اور ان کی سرپرستی کی طرف متوجہ ہوں۔

☆۔ امریکہ دنیا میں سب سے بڑا غنڈہ اور عالمی دہشت گرد ہے۔این۔جی۔اوز کے

ذریعے وہ اسلامی ممالک میں دہشت گردی کرواتا ہے۔ انڈونیشیا میں عیسائیوں کی قلیل تعداد کی این۔ جی۔ اوز کے ذریعہ عیسائیوں کی ریاست قائم کروائی، جنوبی سوڈان میں امریکہ یہی گھناؤنی سازش کر رہا ہے۔ امریکہ اور یورپی ممالک قادیانیوں اور این۔ جی۔ اوز کے ذریعہ پاکستان میں انتشار اور سازشیں کرواتے رہتے ہیں۔

☆۔ اسلام آباد میں اسلام کی بجائے بدبو پھیل رہی ہے اور قومی اسمبلی میں چور، لٹیرے، سمگلر اور شرابی اکٹھے ہو گئے ہیں۔ ان حالات میں غلامانِ نبی ﷺ اور عاشقانِ پاکستان متحد ہو کر نظام مصطفی ﷺ کے کارواں کو مضبوط بنائیں۔

☆۔ میلاد مصطفی ﷺ کانفرنس بلانے کا مقصد یہ تھا کہ ہم آپ کو بتائیں کہ آج کی اس تاریخ میں آپ کو فیصلہ کن کردار ادا کرنا ہے۔ کس حیثیت سے؟ غلام مصطفی ﷺ کی حیثیت سے تاریخی کردار ادا کرنے کے لیے آگے بڑھنا ہے۔ جب آپ یہاں (مصطفی آباد۔ رائے ونڈ) سے پلٹیں گے تو انشاء اللہ آپ کے ہر قدم پر تاریخ کا ایک ورق مرتب ہو رہا ہوگا۔

☆۔ ہم نے میلاد مصطفی ﷺ کانفرنس کو منعقد کیا ہے کہ ہمیں آپ کو یہ بتانا تھا کہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں۔ جب نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں تو یہ بتانا تھا کہ امتیاز آپ کو کیا کرنا ہوگا؟ نعرہ تکبیر سب بلند کرتے ہیں۔ نعرہ تکبیر بلند کیجیے، میں کہتا ہوں نعرہ تکبیر بھی بلند کیجیے اور ساتھ ساتھ نعرہ رسالت بھی بلند کیجیے۔ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں معنیٰ یہ ہے کہ ہم دونوں کو مانتے ہیں، جو دونوں کو مانتا ہے وہی ہمارا ہے۔ جو صرف ایک کو مانتا ہے وہ ہمارا نہیں ہے۔ یہ ہے میلاد مصطفی ﷺ کانفرنس کا مقصد۔

☆۔ ہم کبھی مایوس نہیں ہوتے، کیوں نہیں ہوتے؟ بعض سنی حضرات ہم سے یہ کہتے، کبھی کبھی کہتے ہیں، پہلے بار بار کہتے تھے۔ کیا ہوگا؟ یارسول اللہ ﷺ کہنے والوں پر بظاہر زمین تنگ ہو رہی ہے۔ میں کہتا ہوں زمین تنگ نہیں ہو رہی جوں جوں "یارسول اللہ ﷺ" کہتے جاؤ گے زمین پھیلتی جائے گی۔ اور تم دیکھو گے کہ زمین سے لیکر ہواؤں تک، ہواؤں سے لیکر فضاؤں تک اور فضاؤں سے لیکر عرش بریں تک صدائیں پہنچ رہی ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوگا۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ وقت آئے گا کہ نعرہ رسالت "یارسول اللہ ﷺ" نہیں

کہنے دیا جائے گا۔ آج مصطفی آباد (رائے ونڈ) میں ہم یہ بتانے کے لیے آئے ہیں کہ سن لیں! پاکستان کے بھی سب (مخالفین) سن لیں! پاکستان کے باہر کے بھی جو لوگ کوششیں کر رہے ہیں وہ سن لیں کہ اگر نعرہ رسالت لگانا جرم ہے تو یہ جرم ہم سو بار کریں گے، سر بازار کریں گے اور جب وقت پڑے گا تو برسر دار کریں گے۔

☆۔ ہم نے یہ طے کرلیا ہے، رسول اللہ ﷺ کے دیوانوں نے یہ طے کرلیا ہے کہ زندگی بھر نعرہ ہوگا: "یارسول اللہ ﷺ" اُٹھتے بیٹھتے نعرہ ہوگا: "یارسول اللہ ﷺ" کا۔ قبر میں بھی یہی نعرہ ہوگا اور جب عادت پڑ جائے گی تو حشر میں بھی یہی نعرہ ہوگا۔

☆۔ اگر کوئی دیکھنا چاہے تو دیکھ لے کہ میلاد مصطفی ﷺ کی یہ کانفرنس صرف یہیں نہیں ہو رہی ہے، جس کی آنکھیں اللہ کو دیکھ سکتی ہیں دیکھ لے جتنا بڑا مجمع یہاں بیٹھا ہوا ہے اس سے کہیں بڑا مجمع اس سے اوپر بیٹھا ہوا ہے کہ میلاد مصطفی ﷺ ہو رہا ہے۔ اور یہ دیکھ لو ہر طرف زمین میں میلاد کی محفلیں ہو رہی ہیں، عرش پر ہو رہی ہیں، پہاڑوں پر ہو رہی ہیں، غاروں میں ہو رہی ہیں، ملائکہ میں میلاد مصطفی ﷺ کا چرچا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر کسی کو سمجھنے کی توفیق دے تو وہ سمجھ لے کہ خود اللہ تعالیٰ بھی میلاد مصطفی ﷺ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میلاد مصطفی ﷺ کی محفل منعقد کی۔

☆۔ جب بات عظمت و ناموس مصطفی ﷺ کی آئے گی جو ہاتھ اور جو قلم عظمت مصطفی ﷺ تک گستاخی کے لیے بڑھیں گے ان شاء اللہ آپ کے قائدین کی وہاں گردن کٹ جائے گی مگر عظمت مصطفی ﷺ پر اور ناموس مصطفی ﷺ پر آنچ نہیں آئے گی، خون گر جائے گا، جان قربان ہو جائے گی کملی والے آقا کا ذکر ہمیشہ بلند رہے گا۔

☆۔ ہمارا سودا بار بار نہیں ہوتا، ہم بارگاہ مصطفی ﷺ میں بک چکے ہیں ہمارا کوئی خریدار نہیں، بارگاہ مصطفی ﷺ میں جو ایک بار بک چکا اس کی کوئی بولی نہیں لگا سکتا۔

☆۔ ہم بڑی خاموشی کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہیں اور حضور ﷺ کے محبت بھرے مشن نظام مصطفی ﷺ کو لے کر چل رہے ہیں۔

☆۔ اولیاء کا مشن محبت کا مشن ہے۔ اللہ کا پیغام محبت کا پیغام ہے۔ جس تاریخ کو اللہ کی

زمین پر، جس تاریخ کو برصغیر میں سلطان الہند ولی الہند حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے قدم رکھا، اس دن سے یہاں سنیت کا بول بالا ہے اور رہے گا۔

☆۔ سلطان الہند ولی الہند خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی، حضرت امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حضرت ابوالحسن علی ہجویری داتا گنج بخش، شیخ الاسلام حضرت فرید شکر گنج، حضرت مخدوم غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور خواجہ رکن عالم رحمہم اللہ تعالیٰ کا پیغام محبت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی محبت کا پیغام ہے۔ اس کی تکمیل جس کے لیے وہ زندہ رہے وہی ہمارا مشن ہے۔

☆۔ اگر حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری، اگر محمد بن قاسم کا مشن فرقہ وارانہ تھا تو ہمارا بھی فرقہ وارانہ ہے اگر ان کا مشن فرقہ وارانہ نہیں تھا اور یقیناً نہیں تھا تو ہمارا مشن بھی فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ فرقہ وارانہ ان لوگوں کا مشن ہے جو اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری کو زنا کے برابر کہتے ہیں، ہمارا مشن فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ جو اللہ والوں کے دامن سے وابستہ ہیں وہ فرقہ نہیں ہیں فرقہ وہ ہیں جو اللہ والوں سے کٹ گئے ہیں۔ آج چور کہہ رہا ہے چور، چور، چور اس لیے کہ گھر والا سنی بیدار ہو گیا ہے۔

☆۔ "دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنا" فرقہ واریت ہے تو ہم اسے قبول کرتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہمارا مشن دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کرنا اور جو اسے فرقہ وارانہ کہتے ہیں انہیں اپنا راستہ مبارک ہمیں اپنا راستہ مبارک۔

☆۔ آپ کو اب زندگی رسول ﷺ کے پاکیزہ نظام کے لیے گزارنی ہے، آج جب ملتان کی سنی کانفرنس سے جائیں تو تم میں ایسی تبدیلی ہونا چاہیے کہ دیکھنے والے کہیں کہ یہ کون لوگ جا رہے ہیں تو آپ کے کردار سے، آپ کی گفتار سے، آپ کی رفتار سے اندازہ لگا کر کہنے والا خود کہہ سکے کہ یہ محمد ﷺ کے دیوانے جا رہے ہیں، مصطفی ﷺ کے غلام جا رہے ہیں۔

☆۔ آپ یہاں (سنی کانفرنس، ملتان) سے جا کر اپنے مال و متاع، اپنے اہل خانہ اور سب سے زیادہ اپنے دین اور ایمان کی حفاظت کیجیے تاکہ مقام مصطفی ﷺ کا تحفظ ہو سکے۔ اپنے گھر میں، اپنے محلہ میں، اپنی بستی میں نظام مصطفی ﷺ نافذ کر دیجیے اور اس سرزمین

پاکستان کو رسول اللہ ﷺ کے نظام سے آراستہ کرنے کا عہد کر لیجیے کہ:

اے اللہ! جب تک پاکستان میں اہل سنت زندہ کملی والے آقا حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے دیوانے موجود ہیں یہاں مقام مصطفی ﷺ کی مخالفت کرنے والا کوئی مائی کا لال پیدا نہیں ہو سکتا۔ جب تک عوام اہل سنت زندہ ہیں انشاء اللہ العزیز پاکستان کی سرزمین پر نظام مصطفی ﷺ نافذ ہو کر رہے گا۔

☆۔ پہلا کام سنی کانفرنس (ملتان) کے بعد اور آج کی تاریخ میں یہ ہے:

۱۔ آج کی تاریخ سے پنج وقتہ نمازوں میں سے آپ کی کوئی بھی نماز قضا نہیں ہوگی۔

عہد کیجیے ہاتھ اٹھا کر عہد کیجیے، کہیے:

اے اللہ! اے اللہ! ہم عہد کرتے ہیں کہ آج کی تاریخ سے پانچوں وقت کی فرض نمازوں کی پابندی کریں گے۔ اے اللہ! آج ہم عہد کرتے ہیں کہ جتنی حرام چیزیں اور حرام کام ہیں سب سے سے بچیں گے۔ اے اللہ! ہمیں اس عہد کی پابندی کی توفیق دے۔

اگر اس عہد سے ذرہ برابر بھی انحراف کریں گے تو قیامت کے دن آپ سے پوچھا جائے گا۔ عہد پورا کیجیے۔ انشاء اللہ۔

۲۔ دوسرا عہد:

باہر جانے کے بعد اگر استطاعت ہو تو اتنی قربانی دیجیے کہ اہل سنت کے جتنے بھی رسائل، ماہنامے، ہفت روزے اور کتابیں اسٹالوں پر موجود ہیں ان میں سے ایک بھی باقی بچنا نہیں چاہیے۔ (لوگوں نے عہد کیا)

۳۔ تیسرا عہد:

واپس جانے کے بعد آپ کا ہفتے میں کم از کم ایک دن ضرور علماء اہل سنت کے ساتھ رابطہ رہے گا۔ روز ہو تو سبحان اللہ، دوسرے دن ہو تو سبحان اللہ، دن رات ہو تو ماشاء اللہ مگر کم از کم ہفتہ میں ایک دن رابطہ ضروری ہے۔

☆۔ بھٹو صاحب! اگر کوئی آدمی وہاڑی میں کھڑا ہو کر یہ کہے کہ بھٹو صاحب کے ہوتے

ہوئے میں بھی وزیر اعظم ہوں، تو بتاؤ کیا حکومت حرکت میں نہیں آئے گی؟ ضرور آئے گی۔ حکومت کی سی۔آئی۔ڈی اور یہ چالیس چالیس، پچاس پچاس روپے کے نوکر، سکیورٹی فورس، ان کی بندوقیں اور ان کے ڈنڈے سب حرکت میں آجائیں گے اور کہا جائے گا کہ پکڑو اس لیے کہ اس آدمی نے حکومت کی موجودگی میں اپنی حکومت کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ مجرم ہے، یہ غدار ہے اس لیے کہ بھٹو صاحب کی صورت میں ملک کا آئینی، دستوری، قانونی اور عوامی وزیر اعظم موجود ہے لہٰذا اس کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص وزیر اعظم ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ تو بتاؤ! محمد رسول اللہ ﷺ کی آئینی، دستوری، الٰہی، قرآنی ختم نبوت ﷺ کے ہوتے ہوئے کوئی شخص یہ دعویٰ کیسے کر سکتا ہے کہ میں نبی ہوں اور ایسے میں اگر کوئی بدبخت یہ دعویٰ نبوت کرتا ہے تو حکومت کا قانون کیوں حرکت میں نہیں آتا؟

☆۔ پاکستان اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جو برصغیر کے مسلمانوں کو اللہ جل جلالہ نے حضور پرنور ﷺ کے صدقے میں عطا فرمائی۔ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے یہ بہت بڑا احسان واکرام اور انعام ہے۔ اس نعمت کا اللہ تعالیٰ کے حضور جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ پاکستان کو قائم ہوئے 45 سال گزر گئے، اس سے پہلے نو سو سال تک برصغیر پر مسلمانوں کی حکومت رہی اور عرب کی سرزمین پر چودہ سو سال مسلمانوں نے حکومت کی۔

☆۔ جاہلیت کے اس معاشرے میں سو عورتوں کو گھر میں رکھنا ایک عام سی بات تھی۔ جس سردار کے گھر جتنی زیادہ عورتیں ہوتیں، وہ اتنا بڑا آدمی کہلاتا تھا۔ کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے اور لوگ ان کی پوجا کرتے تھے۔ بے حیائی اتنی عام تھی کہ عورتیں خانہ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتی تھیں۔ گویا بے حیائی، عریانیت، فحاشی اور بدکرداری عام تھی۔ جاہلی معاشرے کا یہ مختصر نقشہ ہے، جو تاریخ کی کتابوں میں نظر آتا ہے۔ ایسے بگڑے ہوئے جاہلیت کے معاشرے کو بدلنا بہت مشکل کام تھا لیکن میرے اور آپ کے آقا حضور پرنور ﷺ نے اس معاشرے کو تبلیغ حکمت اور بصیرت سے کام لے کر بدل دیا اور ایسا بدل دیا کہ زمانہ جاہلیت کے نشانات یکسر مٹ گئے۔

☆۔ آج آپ اور میں جس ماحول میں رہ رہے ہیں، یہ ماحول اسلام سے قبل کے عہد

جاہلیت کا نقشہ تو پیش نہیں کرتا اور الحمدللہ! یہاں مشرکین بھی نہیں رہتے اور اس معاشرے میں شراب، جوا، بدی اور زنا اس طرح عام بھی نہیں جس طرح اس سوسائٹی میں تھا لیکن اس معاشرے میں اس جیسی برائیاں ضرور ہیں، جن کی روک تھام ہمارے فرائض میں داخل ہے۔ اگرچہ ان برائیوں کو حسنات میں تبدیل کرنا بڑا مشکل کام ہے لیکن جدوجہد کے نتائج ضرور نکلتے ہیں۔

☆۔ ہر باشعور آدمی جانتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی عہد میں حضور ﷺ نے حکومت قائم کی اور یقیناً قائم کی تو پھر تو سیاست اور مذہب ایک ہو گئے یعنی حضور ﷺ نے اپنے ذریعہ سے یہ دلیل فراہم کر دی کہ "سیاست اور مذہب دونوں ساتھ ساتھ چلیں گے"۔

سیاست اگر قرآن کے تابع ہے تو عبادت ہے اگر سیاست قرآن سے جدا ہے، مسجد سے جدا ہے تو پھر وہ سیاست نہیں خباثت ہے، یزیدیت ہے، آمریت ہے لیکن حسینیت نہیں ہے۔

☆۔ آج وقت کی ضرورت ہے علماء حسینی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وطن عزیز میں لیٹرے اور یزید کے جانشین حاکموں کو ان کی بداعمالیوں سے آگاہ کرنے کی خاطر پوری جراءت سے میدان سیاست میں اتریں اور مفاد پرست سیاست دانوں کا راستہ روک کر نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی تحریک کے پرچم کو سب پرچموں سے بلند کر دیں۔

☆۔ لوگ ہمیں نصیحت کرتے ہیں کہ او جی سیاسی بات نہ کریں، سیاست سے کوئی تعلق نہ رکھیں اور سیاست نہ کریں گویا یہ شجرہ ممنوعہ ہے۔

تو بتاؤ پھر کیا کیجیے؟ کہو! پھر کیا کریں؟

بتاؤ! وطن عزیز میں قرآن وسنت کا نفاذ کیسے ہو گا؟

بتاؤ! برائیوں کی اصلاح کیسے ہو گی؟

بتاؤ! لوگوں کو انصاف، امن وسکون اور خوشحالی کیسے نصیب ہو گی؟

بتاؤ! دین کا پرچم کیسے بلند ہو گا؟

بتاؤ! جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کیسے کہا جائے گا؟

بتاؤ! دولت کی منصفانہ تقسیم کیسے ہوگی؟

بتاؤ! نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ کیسے ہوگا؟

اگر شرابی، زانی اور بدکار لوگ جنہوں نے اس پورے ملک کے نظام کو تباہ کر دیا ہے، جنہوں نے ملک کے تمام وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے، جو غریبوں کا خون نچوڑ رہے ہیں، کسانوں پر ظلم کر رہے ہیں، کمزوروں کے حقوق غصب کر رہے ہیں، ہاریوں کو ظلم کی چکی میں پیس رہے ہیں۔ ملک کو فحاشی، عریانی اور بے حیائی کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔

بتاؤ! ایسے حاکموں کا راستہ کون روکے گا؟

بتاؤ! اصلاح کی کوشش کرنا جرم ہے؟

بتاؤ! ملک کی بقاء وسلامتی کا ذمہ دار کون ہوگا؟

☆۔ ایسی حکومت جو قوم کی امانت یعنی خزانوں کی خود لوٹ رہی ہو، ایسی حکومت جو سود کا کاروبار کر رہی ہو، حرام کا کاروبار کر رہی ہو، کیا ایسی حکومت کو اسلامی کہا جا سکتا ہے؟ ایسی حکومت ہرگز ہرگز اسلام کی نمائندہ حکومت کہلانے کی حقدار نہیں ہے۔ ایسی حکومت تو یزید کی جانشین حکومت ہے۔

☆۔ اگر حسینی و مجدد الف ثانی کردار معیوب نہیں ہے تو مکتب میں اور مسجد میں، میدان جنگ میں اور ایوان حکومت میں اس کی اہمیت اجاگر کرنا ضرور ہے۔ یہی کچھ ہم کر رہے ہیں، اگر آپ اس کو سیاست کہتے ہیں تو ہمیں فخر ہے کہ ہم ایسی سیاست کے نمائندہ ہیں۔ خلفاء راشدین اور امام حسین و مجدد الف ثانی بھی یہی کردار ادا کر رہے تھے، ہم بھی یہی کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے اندر اصلاح کی کوشش کرنا اور اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون اور مصطفی کریم ﷺ کی شریعت کا نفاذ ہماری منزل مقصود ہے۔ ہمارے اکابر نے اس راہ پر چل کر ہمارے لیے راہ عمل چھوڑ دیا ہے، ان کا اسوہ قیامت تک تاریک راہوں میں روشنی کا نشان ثابت ہوتا رہے گا۔

☆۔ یہ سب محلات اور قصور، بڑی بڑی کوٹھیاں اور بنگلے گلبرگ میں، ڈیفنس میں اور کراچی میں اور پاکستان کے مختلف شہروں میں ان سب کا حساب دینا ہوگا یعنی لوگ اعلیٰ قسم کے بڑے خوبصورت بنگلے تعمیر کرتے ہیں لیکن خوبصورت قبر کی اور جنت میں خوبصورت مکان کی فکر نہیں

کرتے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔

☆۔ اب لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آج علماء کو کیا ہو گیا ہے کہ علماء سیاست کی طرف آ گئے ہیں؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ نورانی میاں بڑے اچھے آدمی تھے لیکن وہ سیاست میں آ گئے ہیں، اور ہو یہ تو بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں فلاں بزرگ اللہ کے ولی تھے لیکن اب وہ سیاسی ہو گئے ہیں۔

میرے عزیز! کیا تم امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے کردار سے واقف نہیں ہو؟ وہ سرہند کے چھوٹے سے قصبے کی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے لیکن حالات کا تقاضا ہوا تو وہ اکبر (بادشاہ) کے مقابلے پر آ گئے۔ جہانگیر کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آپ نے شاہوں کے سامنے جراءت ایمانی سے کام لے کر یوں کلمہ حق بلند کیا کہ آج تک باطل لرز رہا ہے۔

☆۔ ایسے لگتا ہے کہ اگر یہ چودھویں صدی کا مرید حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوتا تو یقیناً انہیں مشورہ دیتا کہ حضرت اگر کوئی نیکی کرتا ہے کرتا رہے آپ کو اس سے کیا غرض؟ یہ سب لوگ آپ کے نانا جان کے امتی ہیں اور سب کے سب ہی آپ کے پاس آتے ہیں۔ نذرانے دیتے ہیں، ہاتھ چومتے ہیں، پاؤں دباتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ حضور! آپ کسی کی مخالفت نہ کریں بلکہ سب کے لیے دعا فرمائیں، آپ کو کیا کہ یزید شراب پیتا ہے کہ نہیں پیتا بس آپ خاموش رہیں، آپ کو کیا غرض کہ یزید بے وقت نماز پڑھتا ہے کہ بے وضو ہی پڑھتا ہے، یزید مسجد مین شراب پی کر ہی آتا ہے مگر آتا تو ہے، جمعہ کا خطبہ دیتا ہے چاہے حرام کاری کے بعد دیتا ہے۔ ابن زیاد بھی امتی ہے اور یزید بھی امتی ہے۔

☆۔ حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین بنے (تو ایک) رات کو بیٹھے ہوئے کام کر رہے تھے۔ چراغ جل رہا ہے دفتری کام ہو رہا ہو رہا تھا خلافت کے فرامین لکھ رہے تھے کہ اچانک ان کی زوجہ کمرے میں تشریف لے آئی۔ بیوی صاحبہ نے کہا کہ گھر کے اخراجات کے لیے آپ سے بات کرنی تھی، کچھ خرچہ زائد چاہیے۔ تو آپ نے پھونک مار کر چراغ بند (گل) کر دیا (اور) کہا اب بات کرو۔ کہا: یہ کیا کیا آپ نے؟ میں آپ سے بات کر رہی ہوں اور آپ نے چراغ بجھا دیا اندھیرا ہو گیا۔ کہا کہ دراصل بات یہ ہے کہ میں حکومت کا کام کر رہا تھا آپ گھر کی بات کر رہی تھیں۔ اب آپ سے گھر کی بات کرتے وقت چراغ جلتا رہتا تو اس کا حساب بھی مجھ

کو دینا پڑتا، اس لیے چراغ بند کر دیا اب آپ بات کریں۔

کہا کہ بات اصل میں یہ ہے کہ عید آ رہی ہے، بچوں کے کپڑے بنانے ہیں اور بھی کئی اشیاء ضرورت لینی ہیں، آپ ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی لے لیں پھر ہم آہستہ آہستہ اس کو ادا کرتے رہیں گے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ آپ لکھ کر دیں کہ میں ایک مہینہ تک زندہ رہوں گا؟ یہ ہے تقویٰ، یہ ہے ایمان اور یہ ہے قومی خزانے کی حفاظت۔

☆۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ایک دن حلوہ پکایا اور پیش کر دیا۔ فرمایا کہ حلوہ کیسے پکایا آپ نے فرمایا جتنی تنخواہ ہم کو ملتی ہے اس میں تو حلوہ نہیں پک سکتا؟ کہا کہ کچھ پیسے میں نے بچا لیے تھے، بچا بچا کر آج ان سے حلوہ پکایا ہے۔ فرمایا کہ اچھا اب ہر مہینے تم کو تنخواہ میں اتنے ہی پیسے کم ملیں گے، معلوم ہوا بچ سکتا ہے جو بچ سکتا ہے وہ گھر میں نہیں بلکہ قومی خزانے میں جمع ہونا چاہیے۔

☆۔ اب رات کے وقت یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ وقت لینے کا ہے یا دینے کا ہے؟ رات کا وقت تو دینے کا ہوتا ہے مگر اب کہا جائیں؟ معلوم ہوا کہ لاہور کے دروازے بند ہیں، دکانیں بند ہیں، ریسٹورنٹ بند، مکانات بند، سیکرٹریٹ بند، گورنر ہاؤس بند معلوم ہوا کہ ہر شے بند ہے۔ اب کدھر جائیں؟ سوچا کہ ذرا مزید آگے جائیں، آؤ آگے بڑھو اس دروازے پر چلو جو کھلا ہوا ہے۔ وہ آپ کے نبی ﷺ کا دروازہ ہے، دونوں جہان کے تاجدار کا دروازہ ہے۔

☆۔ یہ بات بہت سے لوگوں کو ناگوار گزرے گی 1988ء سے مولانا نورانی عورت کی حکمرانی کے خلاف ہیں اور اس کا ثبوت اخبارات ہیں جن کی فائلیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ میں نے ہزاروں کے اجتماعات میں یہ بات کہی ہے کہ یہ کھوٹے سکے ہیں لیکن جب کہا جائے کہ یہ کھوٹے سکے کے دو رخ ہیں پھر کہتے ہیں تم ایک رخ کی جانب جھک رہے ہو۔ ہم کیسے جھک سکتے ہیں کہ ہم پوری زندگی، جوانی اور اب بڑھاپے میں بھی نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ جو نظام مصطفی ﷺ کے لیے کام کر رہا ہو وہ کسی اور کے لیے کیا کام کرے گا؟۔

(آپ کے یہ ارشادات عالیہ خطبات نورانی از محبوب الرسول قادری نورانی تقریریں از محمد محبوب الرسول قادری، افکار نورانی از فیض الرسول نورانی، کتاب شاہ احمد نورانیاز بو داؤد محمد صادق قادری اور دیگر کتب و رسائل سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری))

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
جوہر آباد
سہ ماہی
انوارِ رضا
ملک محبوب الرسول قادری

قائد اہل سنت نمبر

حصہ سوم

زعماء جمعیت سے

انٹرویوز

۱۔ پیر اعجاز احمد ہاشمی (صدر، جمعیت علماء پاکستان)
ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری، رشید احمد رضوی

۲۔ صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی (سیکرٹری جنرل، جمعیت علماء پاکستان)
ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

۳۔ قاری محمد زوار بہادر (صوبائی صدر، جمعیت علماء پاکستان)
ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری، رشید احمد رضوی

مشمولات

نظامِ مصطفےٰ ﷺ کے قیام کے لیے ہمیں بہت کچھ کرنا ہوگا

اتحاد اہل سنت کے لئے میں قیادت چھوڑنے کو تیار ہوں

میں تو اتحاد اہل سنت ہی نہیں بلکہ اتحاد امت کی ضرورت محسوس کرتا ہوں

شیعہ اور دیوبندیوں کو مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک میز پر اکٹھا بٹھایا

سب جانتے ہیں کہ نیازی گروپ، فضل کریم گروپ کیسے بنے؟ ابوالخیر گروپ کا سیکرٹری جنرل ن لیگ کا ایم پی اے ہے

جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ اور قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے دیرینہ رفیق سفر

پیر اعجاز احمد ہاشمی

سے جماعتی امور پر ایک نشت

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری، رشید احمد رضوی

پیر اعجاز احمد ہاشمی کو ۱۹۷۲ء سے قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ نہایت قربت حاصل ہے وہ حضرت کے معتمد اور فکری و نظری ساتھی ہیں لاہور میں حضرت کے مستقل میزبانی کا شرف انہیں طویل مدت تک حاصل رہا۔ ان کے والد گرامی اور جد امجد خطے کے عظیم روحانی پیشوا تھے بلکہ جدامجد حضرت پیر ظفر حسین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ تو قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے۔ یوں پیر اعجاز احمد ہاشمی کو مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رفاقت خاندانی وراثت میں ملی۔ ۱۹۷۲ء کی سُنی کانفرنس (ٹوبہ ٹیک سنگھ) کے موقع پر مولانا نورانی سے ان کی پہلی ملاقات ہوئی اسی وقت آپ جمعیت میں شامل ہوئے اور پھر ساری زندگی جمعیت ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا سرد گرم ماحول اور سیاسی نشیب و فراز ان کے پائے استقلال میں لغزش وارتعاش پیدا نہیں کر سکے خاندانی نجابت و شرافت ان کے لہجے سے ٹپکتی ہے وہ جمعیت علماء پاکستان کے مختلف عہدوں پر فائز رہے پاکستان میں وہ اہل سنت کی ۳۳ سالہ سیاسی تاریخ کے عینی شاہد ہیں۔ اس وقت جمعیت علماء پاکستان کی صدارت کے منصب پر فائز ہیں۔ آیئے! ان کی باتیں انہی کی زبانی سنتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (ادارہ)

سوال صدر جمعیت کی حیثیت سے اپنی ڈیڑھ سالہ کارکردگی کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب جمعیت علما پاکستان کی مجلس شوریٰ نے صدارت کی ذمہ داری ڈیڑھ سال پہلے میرے کندھوں پر ڈالی۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم کی جماعت کا سربراہ ضرور ہوں۔ ان کا متبادل مجھ سمیت کوئی نظر نہیں آتا۔ میں قائد اہل سنت کا قریبی ساتھی اور پیروکار بھی ہوں۔ جمعیت کو ان کے بتائے طریقوں اور اصولوں کے مطابق چلانے کی کوشش بھی ضروری ہے۔ مگر غیر سیاسی، غیر تنظیمی اور غیر دستوری لوگوں کو جب مجلس شوریٰ نے تنظیم سے نکالا تو اس سے ہونے والے نقصانات کے ازالے کے لئے جے یو پی کو دوبارہ منظم کرنا پڑا۔ الحمد للہ! جمعیت علما پاکستان اب اس سٹیج پر آچکی ہے جہاں مولانا شاہ احمد نورانی چھوڑ کر گئے تھے۔ ہم نے تنظیمی اداروں کو مضبوط کیا ہے۔ فرد واحد نہیں بلکہ مشاورت سے ہماری تنظیم چل رہی ہے ہر سطح کی تنظیم تو مکمل ہو چکی ہے۔ صوبائی ورکرز کنونشن منعقد کئے گئے جبکہ ملکی سطح پر اہل

جمعیت علماء پاکستان کو جنرل ضیاء اور ماڈل ٹاؤن نے مل کر توڑا

سنت کا موقف واضح طور پر پیش کیا گیا۔ جس میں اسلام آباد میں جمہوری نظام کے خلاف ہونے والے دھرنے سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہوئے واضح کیا گیا کہ جمعیت علما پاکستان پُر امن سیاسی جدو جہد پر یقین رکھتی ہے نعروں کی سیاست پر نہیں۔ دہشت گردی کے خلاف ہونے والی کوریڈور کے سلسلہ میں منعقدہ دو مختلف آل پارٹیز کانفرنسوں میں میری قیادت میں جمعیت کے وفود شریک ہوئے اور اپنا موقف پیش کیا۔ یہ سیاسی سفر ابھی جاری ہے۔ نظام مصطفی ﷺ کے قیام کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ جس کے لئے ہمیں تیاری کرنا ہوگی۔ ہماری جمعیت کا پیغام ہر شخص تک پہنچانا ہوگا۔

سوال آپ جے یو پی میں کب شامل ہوئے اور کن کن عہدوں پر رہے؟

جواب حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی، حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی اور میرے جد اعلیٰ حضرت پیر ظفر حسین ہاشمی کا قریبی تعلق تھا اور گہرا دوستانہ تھا۔ حضرت

مولانا ضیاء الدین مدنی کے فرزند مولانا فضل الرحمن مدنی اس تعلق کی بناء پر پاکستان ہمارے ہاں تشریف لاتے تھے۔ ۱۹۷۲ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سُنی کانفرنس منعقد ہوئی تو مولانا فضل الرحمن مدنی اس میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور ہمارے ہاں مرید کے ہی میں قیام رکھا۔ ہم ان کے ساتھ ٹوبہ کانفرنس میں شرکت کے لئے گئے وہاں حضرت مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ سے میری پہلی ملاقات ہوئی اور اسی موقع پر میں جمعیت میں باقاعدہ طور پر شامل ہوا۔

سوال قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کے ساتھ اپنی طویل رفاقت کی یادیں ہمارے ساتھ شیئر کریں گے؟

جواب یہ ایسا سوال ہے جس کا جواب چند لفظوں میں بیان نہیں ہوسکتا کیونکہ ۱۹۷۲ء سے لے کر ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء تک ہمارا انتہائی قربت کا تعلق و رفاقت رہی جس کے بیان و اظہار کے لئے طویل وقت درکار ہے لہٰذا اس کے جواب کو میں کسی دوسرے وقت کے لئے مؤخر کرتا ہوں۔

اب تحریکوں کے بجائے قانون پر عمل داری اور تنظیم سازی کا دور ہے

سوال موجودہ ملکی سیاست میں آپ اتحاد اہل سنت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں یا..........؟

جواب میں صرف اتحاد اہل سنت ہی نہیں، اتحاد امت کی بھی ضرورت محسوس کرتا ہوں اس کے لئے جمعیت علما پاکستان نے ہمیشہ قائدانہ کردار ادا کیا ہے۔ اہل سنت پر امن اور معتدل مکتب ہے جسے پاکستان میں بسنے والے دوسرے تمام مکاتب فکر نے قبول کیا اور قیادت کے لئے منتخب بھی کیا ہے۔ مجھے کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ اہل تشیع اور دیوبندی مکاتب فکر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے کو تیار نہیں تھے۔ مگر اہل سنت نے دونوں کو اکٹھے ایک میز پر بٹھایا اور علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ کو ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل کی قیادت سونپی گئی۔ چونکہ سنی اکثریت میں ہے اور معتدل بھی۔ رہی بات اتحاد اہل سنت کی تو اس کی اس وقت شدید ضرورت ہے۔ سنی تو ہیں مگر کوئی سنی جماعت اس وقت پارلیمنٹ میں نمائندگی نہیں رکھتی۔ جس نے نظام

مصطفی ﷺ کے نفاذ کے نام پر ووٹ لئے ہوں۔

مسئلہ یہ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح، ذوالفقار علی بھٹو اور مولانا شاہ احمد نورانی اپنی اپنی طرز سیاست کے روشن مینار ہیں۔ ان کی جماعتوں مسلم لیگ، پیپلز پارٹی اور جمعیت علما پاکستان کے پرکشش ناموں پر لوگوں نے اپنے گروپ تشکیل دیے اور ان کی جماعتوں کو ایجنسیوں نے توڑا۔ جمعیت علما پاکستان کو جنرل ضیا الحق اور ماڈل ٹاون والوں نے گروہوں میں تقسیم کر کے اہل سنت کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا۔ سب جانتے ہیں کہ نیازی گروپ اور فضل کریم گروپ کیسے بنے۔ اس وقت ابوالخیر گروپ کا سیکرٹری جنرل مسلم لیگ ن کا ایم پی اے ہے۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ اب اسی گروہ کا خود ساختہ صدر ملی یکجہتی کونسل کا عبوری سربراہ بھی ہے جبکہ اس کی بانی جماعتیں باہر بیٹھی ہیں۔ جمعیت علما پاکستان، مولانا سمیع الحق کی جے یو آئی اور نہ ہی پروفیسر ساجد میر کی مرکزی جمعیت اہل حدیث اس میں شامل ہیں۔

"تحریک حرمت رسول" کی قیادت اب بھی ہمارے سیکرٹری جنرل صاحبزادہ شاہ اویس نورانی کر رہے ہیں

سوال اتحاد اہل سنت کے لئے کوئی قابل عمل فارمولا آپ کے پاس ہے، جو سبھی کے لئے قابل قبول ہو۔

جواب دیکھئے اتحاد اہل سنت کے لئے میں قیادت چھوڑنے کو تیار ہوں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی بھی وجہ سے جے یو پی کے علیحدہ ہونے والے تمام گروہ غیر مشروط طور پر اصل جمعیت علما پاکستان میں واپس شامل ہو جائیں۔ اس کے آئین کو تسلیم کریں جو اصلی اور حقیقی آئین ہے۔ ان جماعتوں کے ادغام کے تین ماہ بعد جے یو پی کے انتخابات کروا دیے جائیں گے۔ دستور کے مطابق مجلس شوریٰ جسے صدر منتخب کرے تمام طبقات اس کی قیادت کو تسلیم کریں۔

سوال جمعیت 1953ء، 1974ء، 1977ء کا زمانہ پھر دیکھے گی یا اب مشکل ہے؟

جواب پہلی بات تو یہ ہے کہ فتنہ قادیانیت کے خلاف 1953ء میں مولانا ابوالحسنات

قادری کی قیادت میں جمعیت علما پاکستان نے جدوجہد کی۔ جس میں مولانا محمد عبد الستار خان نیازی مرحوم کی بھی بڑی خدمات ہیں۔ جبکہ 1974ء میں جے یو پی نے فتنہ قادیانیت کے خلاف قانون سازی کا عمل مکمل کروا کر قادیانیوں، مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ موجودہ دور اس قانون پر عملداری کا ہے۔ جس میں باوجود حکمرانوں کی خواہشات اور بیرونی دباو کے ابھی تک کسی کو ترمیم کی جرات نہیں ہوئی۔ 1977ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے خلاف قومی اتحاد کی نظام مصطفی ﷺ تحریک کا جے یو پی ایک اہم حصہ تھی۔ پھر اسی فعال کردار کی وجہ سے آمریت کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہوئے جنرل ضیا الحق نے جمعیت علما پاکستان کو توڑا جس کے لئے شاید کچھ لوگوں کو بھول گیا ہو کہ حاجی حنیف طیب کو وفاقی وزیر بنایا گیا جس کے بعد انجمن طلبا اسلام کے بھی ٹکڑے ہو گئے اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جتنے گروپ جے یو پی کے ہیں، اتنے ہی اب انجمن طلباء اسلام کے گروپ بن چکے ہیں۔ کیونکہ ایجنسیوں کا ہماری سیاست میں بڑا خوفناک کردار رہا ہے۔ اسی طرح متحدہ مجلس عمل اور ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل میں بھی جمعیت علما پاکستان نے اہم کردار ادا کیا مگر موقع پرستی دیکھیں کہ اس وقت سوائے علامہ ساجد علی نقوی اور لیاقت بلوچ کے باقی جماعتیں باہر ہیں جبکہ غیر دستوری چھوٹے گروپ اس میں موجود ہیں۔

دہشت گردوں کے خلاف فوج کے آپریشن ضرب عضب کو قوم کی بھرپور حمایت حاصل ہے

جیسے میں نے پہلے کہا کہ شیرازہ بکھرنے کے بعد ہم جمعیت کو وہاں لے آئے ہیں جہاں مولانا شاہ احمد نورانی چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔ اسے مزید بہتر بنانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ہر دور کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں۔ اب تحریکوں کا زمانہ نہیں، قانون پر عملداری اور تنظیم سازی کا دور ہے۔ ہم اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ گستاخانہ کارٹونز اور قرآن مجید جلانے کے خلاف جمعیت علما پاکستان نے احتجاجی تحریک چلائی، بلکہ اب تو تمام مسالک کی جماعتوں کے مشترکہ پلیٹ فارم تحریک تحفظ حرمت رسول کی قیادت بھی جے یو پی کے مرکزی سیکرٹری جنرل شاہ اویس نورانی کے پاس ہے۔

سوال مشائخ وعلماء کے ساتھ ساتھ تاجر برادری، وکلاء، صحافیوں اور معاشرے کے دوسرے طبقات کو جے یو پی میں شامل ومتحرک کرنے کے لئے آپ نے کوئی منصوبہ مرتب کیا؟ اس کے اثرات کیا ہیں؟

جواب مشائخ اور علما، جمعیت علما پاکستان میں موجود ہیں۔ تاجروں، وکلا، کسان، اور مزدور ونگز بھی موجود ہیں۔ صحافی میرے خیال میں غیر جانبدار ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں کسی جماعت کا ونگ نہیں بننا چاہیے۔ اس سے قومی سطح پر نقصان ہوگا۔ البتہ ہمارے اپنے ہم خیال صحافیوں سے روابط بھی ہیں اور دوستی بھی۔ حال ہی میں ہم نے جمعیت علما پاکستان کی رکنیت سازی مہم چلائی تھی۔ معاشرے کے تمام طبقات کو اس میں شمولیت اختیار کرنے کی دعوت دی گئی۔ ونگز کے علیحدہ علیحدہ کنونشن اور اجلاس منعقد کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا جائزہ لیں گے کہ ہم کس حد تک جاسکتے ہیں۔

فوج نے پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کو بے نقاب کر کے رکھ دیا ہے ان کی کھلی اس پر شاہد ہے

سوال لادین معاشرت کے مقابلے میں دینی قوتوں کی فکری یکسوئی از حد ضروری ہے آپ کے پیش نظر کوئی لائحہ عمل ہے؟

جواب معاشرے میں سیاسی اور مذہبی قوتیں گروہ بندی اور عصبیتوں کا شکار ہیں۔ دینی قوتوں کا اتحاد متحدہ مجلس عمل، پاکستان کی تاریخ کا اہم موڑ ہے۔ جس کے فوائد ہر سطح پر نظر آئے مگر افسوس کہ جماعت اسلامی اور جمعیت علما اسلام فضل الرحمان گروپ کی باہمی چپقلش کے باعث یہ اتحاد اب قصہ ماضی بن چکا ہے۔ اس وقت ملی یکجہتی کونسل میں سوائے علامہ ساجد علی نقوی اور لیاقت بلوچ کے باقی سب بانی جماعتوں کے چھوٹے گروپ موجود ہیں یا ان کے مخالف گروپ شامل کئے گئے ہیں البتہ ایک خلاء ہے کہ حکومت کے خلاف اس وقت سیاسی اور مذہبی جماعتوں کا کوئی اتحاد موجود نہیں اس لئے حکمرانوں کو کوئی خطرہ بھی نہیں۔ اسلام آباد میں دھرنا دینے والوں کا مقصد نظام کو درہم برہم کرنا تھا۔ پارلیمنٹ کی قوت کے سامنے وہ بھی ناکام رہے۔ اس لئے اب عوام کی صحیح نمائندگی اور ترجمانی کے لئے ضروری ہے کہ سیاسی مذہبی جماعتوں کا اتحاد تشکیل پائے جو آئندہ انتخابات میں مشترکہ پلیٹ

فارم سے انتخابات بھی لڑے اور سیاسی جدوجہد بھی کرے، تاکہ حکومت کو راہ راست پر رکھا جاسکے کیونکہ ہر سال بجٹ کے نام پر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی پالیسیاں مسلط کر دی جاتی ہیں۔ کسان، مزدور، اساتذہ، ڈاکٹر، نرسیں، نابینا افراد اور طلبا سڑکوں پر اپنے حقوق کے لئے احتجاج کرتے نظر آتے ہیں۔ کوئی بھی شخص اس حکومت سے خوش نہیں۔ لاہور کا مال روڈ احتجاج روڈ بن چکی ہے۔ جہاں ہر روز احتجاج کر کے اور ٹریفک کو بلاک کر کے لوگ دھرنے دیتے ہیں، جو بعض اوقات تو ہفتوں تک جاری رہتے ہیں، پھر کہیں حکمران ان سے مذاکرات کرتے ہیں مگر مسئلہ پھر بھی حل نہیں کرتے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم میدان میں نکل کر قائدانہ کردار ادا کریں اور مذہبی قوتوں کو ساتھ لے کر چلیں۔ تاکہ سیکولرازم کا مقابلہ کیا جاسکے۔

جے یو پی توڑنے کے صلے میں حاجی حنیف طیب کو وفاقی وزیر بنایا گیا تھا

سوال شریف برادران کے ساتھ آپ کے خاندانی مراسم ہیں مگر جب سے سربراہ جمعیت کے منصب پر آتے ہیں تب سے اب تک جے یو پی اور مسلم لیگ ن میں فاصلے کم نہیں ہوسکے اور کوئی سیاسی تبدیلی جس کے امکانات تھے معرض وجود میں نہیں آئی کیا وجہ ہے؟

جواب کوئی شک نہیں کہ وزیراعظم میاں نواز شریف کے ساتھ میرے خاندانی مراسم ہیں مگر واضح رہے کہ میری سیاست کا پلیٹ فارم جمعیت علما پاکستان ہے۔ جے یو پی اصولوں کی سیاست کرتی ہے۔ کسی جماعت کا دم چھلہ بن کر نہیں رہ سکتی۔ 2013ء کے انتخابات سے پہلے ہماری ملاقات میاں نواز شریف سے بھی ہوئی تھی کہ دونوں جماعتوں کا اتحاد تشکیل دیا جائے، مگر کوئی بات حتمی طور پر طے نہ ہوسکی کیونکہ شریف برادران کو وہ لوگ پسند ہیں جو ان کا ونگ بن کر رہیں۔ اس لئے انہوں نے ایک فرد پر مشتمل جے یو پی کو ایم پی اے کا ٹکٹ دے دیا اور ہماری بات ختم ہوگئی۔ آج کل وہ رکن پنجاب اسمبلی، جمعیت علما پاکستان کا نام استعمال کرنے والے ایک دوسرے گروہ کا مرکزی سیکرٹری جنرل ہے تو اس سے آپ حیثیت کا اندازہ کرلیں۔ اس سے پہلے ایک اور گروپ مسلم لیگ ن کا سنی ونگ بن کر جلسے کرتا رہا اور قومی اسمبلی کا الیکشن لڑتا رہا پھر ان کے اختلافات پیدا ہوگئے۔ ہم اپنی علیحدہ حیثیت میں وقار کے ساتھ کام کر رہے ہیں، کسی جماعت

کا جمعیت علما پاکستان کو ونگ نہیں بننے دیں گے۔ اتحاد کریں گے تو برابری کی بنیاد پر اور ایجنڈے اور منشور پر۔ میرے نزدیک کسی جماعت کا حصہ بننے سے اپوزیشن میں وقار کے ساتھ بیٹھنا بہتر ہے۔ اسی لئے میں تو کہتا ہوں کہ ضیاالحق اور ماڈل ٹاون نے جے یو پی کو توڑا ہے اس کا اظہار ہم نے میاں نواز شریف سے گذشتہ سال اسلام آباد میں ہونے والی ملاقات میں بڑا واضح انداز میں کر دیا تھا۔

سوال داعش نے عرب دنیا کا ناطقہ بند کر دیا ہے اور اس کے اثرات عجم کے حکمرانوں پر بھی ظاہر ہو رہے ہیں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب داعش امریکی پراڈکٹ ہے، جسے مسلمانوں کو کمزور کرنے اور اسلام کا چہرہ مسخ کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے ان جاہلوں نے انبیا علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کو مسمار کرنے کی گستاخیاں کی ہیں۔ کوئی محض داڑھی رکھنے سے مسلمان نہیں ہو جاتا۔ یہ تکفیری گروہ اپنے سوا سب فرقوں کو کافر سمجھتا ہے اور مسلمانوں کے گلے کاٹتا ہے۔ اسی گروہ نے سعودی عرب اور کویت میں مساجد میں خودکش حملے کر کے نمازیوں کو شہید کیا۔ ابھی عراق اور ترکی میں بھی دھماکے کر کے درندگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

ایران اور سعودی عرب مل کر تکفیری گروہ کے خلاف لائحہ عمل مرتب کریں

پاکستان میں بھی داعش کے حامیوں کی موجودگی کے آثار تو میڈیا کے ذریعے نظر آئے ہیں مگر حکومت خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ داعش کے خلاف امت کے اتحاد کی ضرورت ہے۔ اس لئے میرا مشورہ ہے کہ سعودی عرب اور ایران کو مشترکہ اقدامات کرنے چاہییں۔ بہتر ہو گا کہ دونوں اسلامی ممالک کی قیادت اکٹھے ہو کر دہشت گرد تکفیری گروہ کے خلاف لائحہ عمل کا اعلان اور ان سے اظہار لاتعلقی کرے باہمی اختلافات کو سفارتکاری اور مذاکرات سے حل کریں یہی ان کے قومی مفاد میں ہو گا۔

سوال پاکستان کے ترقیاتی منصوبوں میں ترکی اور چین کا عمل دخل بڑھتا جا رہا ہے ہمسایہ ممالک اس پر تشویش میں مبتلا ہو رہے ہیں آپ اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر کیا کہیں گے؟

جواب پاکستان میں ہونے والی ترقی میں ترکی اور چین کے عمل دخل سے ہماری خودمختاری کو کوئی خطرہ نہیں، فائدہ ہی ہے۔ دونوں آزمائے ہوئے دیرینہ دوست ممالک ہیں۔ ایران کے چھ عالمی طاقتوں سے ایٹمی معاہدے کے بعد برادر اسلامی ملک سے پاکستان کے معاہدوں میں رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی جس کے بعد اس کے ساتھ بھی تجارتی حجم بڑھے گا، دوطرفہ تعلقات میں بہتری آئے گی۔ افغانستان کی موجودہ حکومت نے بھی پاکستان کے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھایا ہے حتیٰ کہ طالبان سے ہونے والے مذاکرات میں بھی پاکستانی حکومت سہولت کار کے طور پر موجود ہے تو باقی رہا ہمارا پڑوسی ملک انڈیا جس سے ہمارے اختلافات پرانے ہیں اور شاید ابھی مزید چلیں گے۔ کیونکہ بھارت کشمیریوں کے حق خودارادیت سے مسلسل پہلوتہی کرتا چلا آ رہا ہے۔ ابھی تو مقبوضہ کشمیر میں کلمہ طیبہ والے پرچم کو جلانے کا گستاخانہ واقعہ بھی پیش آیا ہے۔ جس کے باعث حالات کشیدہ مزید ہیں۔ اس لئے انڈیا کے ساتھ تعلقات کشمیر کا مسئلہ حل کئے بغیر بہتر ہوں گے اور نہ ہی اس سے ایران، ترکی اور چین جیسی تجارت ہو سکے گی۔ میرے خیال میں تو اس کے تحفظات کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

پاکستان میں داعش کے حامی موجود ہیں مگر حکومت ابھی خاموش ہے

سوال پوری دنیا میں مسلمانوں پر جب بھی کہیں ظلم ہوا مولانا شاہ احمد نورانی ان کی حمایت میں ہمیشہ پیش پیش نظر آئے اور امت کو متحد کر کے عالمی افق پر اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا۔ پاکستان کے ایک وقت کے محسن ملک برما میں مسلم سوسائٹی روہنگیا مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے مگر اس وقت تک جمعیت علماء پاکستان نے ان کے لئے کیا کیا؟

جواب جمعیت علما پاکستان مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا اثاثہ اور ان کی نشانی ہے۔ ہم مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر کبھی بھی خاموش نہیں رہے۔ برما کے مسلمانوں کی نسل کشی کے خلاف جے یو پی نے احتجاجی مظاہرے کئے، رابطہ کر کے حکومت کی بھی توجہ مبذول کروائی۔ جس کے بعد پاکستان کی طرف سے امداد بھی گئی اور سفارتی تعلقات کو بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اب صورت حال بہتری کی طرف جا رہی ہے۔ اگرچہ اقوام متحدہ، عرب لیگ، او آئی سی اور انسانی

حقوق کی نام نہاد عالمی تنظیموں کو اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ روہنگیا کے مسلمانوں کا مسئلہ مستقل بنیادوں پر حل ہونا چاہیے اور یہ اقوام متحدہ اور خود عالم اسلام کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ جہاں بے حسی اور بے حمیتی کے بادل چھائے ہوئے ہیں۔

نواز شریف سے میرے خاندانی مراسم ہیں مگر میرا سیاسی پلیٹ فارم جمعیت علماء پاکستان ہے

سوال فتنہ قادیانیت دوبارہ سر اٹھا رہا ہے ان کی سرگرمیاں بڑھتی جا رہی ہیں حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیشہ ان کے خلاف موثر اور نتیجہ خیز جدوجہد کی۔ جمعیت ہمیشہ متحرک رہی اب آپ کیا کر رہے ہیں اور جمعیت کیا کر رہی ہے؟

جواب میرا خیال ہے کہ قادیانیت اب گالی بن چکا ہے۔ پاکستان میں انہیں ایسی گمنامی نصیب ہوئی ہے کہ کوئی اپنے شناختی کارڈ کے فارم میں لکھتا ہے اور نہ سرعام قادیانی ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں جس کا سہرا جمعیت علما پاکستان کے سر ہے۔ فتنہ قادیانیت کے خلاف قانون سازی کے بعد اب ضرورت ہے کہ ہم اس قانون کی حفاظت کریں اور اس پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں تاکہ اس سے کوئی انحراف نہ ہو۔ اس حوالے سے خدانخواستہ کچھ ہوا تو پوری امت اٹھ کھڑی ہوگی۔ جس کی قیادت جے یو پی کرے گی۔

سوال ضرب عضب پاکستان آرمی کا جرأت مندانہ اقدام ہے اور تقریباً دہشت گردوں کا قلع قمع کیا جا چکا ہے تاہم ابھی تک ختم نہیں ہوئے آپ کے خیال میں پاکستان آرمی کی کارکردگی اور دہشت گردوں کا صفایا کب تک ممکن ہے؟

انوار رضا اور نورانی ڈائری کا تسلسل ہماری قومی تاریخ کو محفوظ کرنے کی عمدہ کوشش ہے اسے ہمیشہ سراہا جائے گا

جواب دہشت گردوں کے خلاف فوج کے آپریشن ضرب عضب کو قوم کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ فوج قوم کی توقعات پر پورا اتری ہے۔ اب گلیوں اور بازاروں سے خوف کے سائے چھٹنا شروع ہوئے ہیں۔ انٹیلی جنس ایجنسیوں کے درمیان

تعاون سے کئی واقعات کارونما ہونے سے پہلے ہی بندوبست کر لیا گیا اور ملک بڑی تباہیوں سے بچ گیا۔ پہلے ہی دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ جس پر فوج اور ایجنسیاں مبارکباد کی مستحق ہیں۔ دہشت گردی سے خوفزدہ پاکستانی عوام نے اب مارکیٹوں اور پارکوں کا رخ کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس کی وجہ دہشت گردوں کا قلع قمع ہے اور اس کا کریڈٹ بہرحال چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل شریف کو جاتا ہے۔ جن پر قوم اور سیاسی جماعتیں بھی اعتماد کرتی ہیں۔ ان کی وجہ سے اداروں کی کارکردگی بہتر ہوگئی ہے۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ چھت صاف ہو تو پرنالے سے پانی بھی صاف ہی آتا ہے۔ جنرل راحیل خود متحرک ہیں تو ان کی فوج بھی فعال کردار ادا کر رہی ہے۔

قادیانیت اب ایک گالی ہے گمنامی ان کا مقدر ہے اور اب تو وہ شناختی کارڈ پر بھی یہ نہیں لکھتے

صرف دہشت گردی ہی نہیں جنرل راحیل کی قیادت میں رینجرز نے کراچی میں قومی اہمیت کے بڑے کام کئے ہیں۔ ایم کیو ایم کے کرتوت جس طرح سے سامنے لائے جا رہے ہیں اور پیپلز پارٹی کی کرپشن بے نقاب ہو رہی ہے اس کا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سندھ کی دونوں بڑی جماعتوں میں کھلبلی مچی ہوئی ہے، جس پر قوم فوج کی شکرگزار بھی ہے۔

داعش امریکی پراڈکٹ ہے یہ تکفیری گروہ اسلام کا چہرہ مسخ کر رہی ہے

فوج کا ان دنوں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں بھی کردار قابل تعریف ہے کہ لوگوں کو گھروں سے نکالنے اور ان کو اشیا ضرورت کی فراہمی اور ان کی آبادکاری کا کام اچھے طریقے سے انجام پا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آرمی کی کارکردگی بہترین ہے اور دہشت گردوں کا صفایا جلد ہو جائے گا البتہ اب شہروں میں بھی دہشت گردوں کا پیچھا کیا جانا چاہیے جبکہ نام بدل کر کام کرنے والی دہشت گرد جماعتوں کا بھی نوٹس لیا جائے۔

سوال دینی طبقات کی وحدت لادین قوتوں کے لئے پریشانی کا باعث ہوتی ہے آپ کسی دینی اتحاد کی طرف کب اور کیسے بڑھیں گے؟

جواب اس سوال کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں لیکن پھر بھی بتا دیتا ہوں کہ دینی

جماعتوں کا سیاسی اتحاد تشکیل دینے کا ہم عزم کر چکے ہیں۔ بہت جلد جمعیت علما پاکستان کی مجلس شوریٰ میں اس کی جزئیات پر بحث کر کے فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ حکومت کے خلاف اس وقت سیاسی اور مذہبی جماعتوں کا کوئی اتحاد موجود نہیں۔ یہ خلا ہے جسے جلد پُر ہونا چاہیے۔

انوارِ رضا نے اہل سنت کے ماضی، حال اور مستقبل کو یکجا کر دیا

سوال سہ ماہی انوارِ رضا جوہر آباد ہر سال مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے خصوصی اشاعت کا اہتمام کرتا ہے اور ہر سال نورانی ڈائری شائع کی جاتی ہے اس حوالے سے آپ کا تاثر اور پیغام کیا ہے۔

جواب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ اتنا بڑا کام ہے کہ جس کی اہمیت کا ادراک صرف باشعور طبقے کو ہے۔ اس سے آپ کی آواز آنے والی نسلوں تک منتقل ہو رہی آپ نے اپنی اس جدوجہد کے ذریعے سے اہل سنت کے ماضی، حال اور مستقبل کو محفوظ کر دیا ہے۔ میں نہایت دیانت داری سے یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پُورے ادارے کا کام ہے جو اللہ پاک آپ اور آپ کی ٹیم سے لے رہا ہے یہ غیبی مدد اور غیبی قوت ہی ہے جس نے آپ کو اس مشن پر متعین کر دیا ہے۔ حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مشن کے ساتھ آپ کی محبت و وابستگی کا جو تقاضا تھا وہ آپ نے ماشاء اللہ پورا کیا ہے میں تو حیران ہوتا ہوں۔ آپ نہایت سرعت اور اعلیٰ معیار کے ساتھ اس نہایت مشکل مرحلے کو پے درپے عبور کرتے جا رہے ہیں میرے دل میں اس کی بے پناہ قدر ہے اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت و قوت عطا کرے۔ صحت کاملہ نصیب کرے اور تاثیر کی نعمت سے سرفراز فرمائے اہل سنت کی تاریخ میں انوارِ رضا کی تمام اشاعتیں اور نورانی ڈائری کا خوبصورت تسلسل منفرد اور مفید نوعیت کا علمی کام ہے جسے ہر دور میں سراہا جائے گا اور تشنگانِ علم اس سے برکت وفیض حاصل کرتے رہیں گے۔

نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کی تحریک میں سمجھوتہ نہیں ہوسکتا ہے

جمعیت علماء پاکستان کے تحت ہونے والی موجودہ سرگرمیاں گزشتہ دس سال کا کفارہ ہیں

رابطے کے فقدان اور تعلقات کی واضح کمی نے جمعیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا

دینی جماعتوں نے اپنے مقام و کردار کو سیاسی جماعتوں کی گود میں ڈال دیا ہے

قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اصغر اور سیاسی جانشین

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل

صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی

سے تنظیمی و تحریکی امور پر مفصل انٹرویو

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری

صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی حضرت شیخ الاسلام قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اصغر اور سیاسی جانشین ہیں۔ تحفظِ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قابل رشک تحریکی جذبہ وشوق کے حامل ہیں اللہ رب العالمین نے ان کو اپنے والد گرامی، جد امجد اور صدیقی نسب کا صحیح وارث بنایا ہے۔ جہد مسلسل کے عقیدے پر پختگی سے یقین رکھتے ہیں اور اسی فکر کے حامل وعامل ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل ہیں ملکی و بیرون ممالک دوروں میں ہمہ وقت مستعد رہتے ہیں۔ تمام مسالک کی ترجمان "تحریک حرمت رسول" کے سربراہ اور مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے سرپرست کی حیثیت میں بھی دینی، مِلّی اور قومی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارہویں سالانہ عرس مبارک کی مناسبت سے سہ ماہی "انوارِ رضا" جوہر آباد کی اشاعت خاص بعنوان "قائد اہل سنت نمبر" کے موقع پر آپ سے ایک خصوصی انٹرویو کیا گیا۔ جو نذر قارئین ہے۔۔۔۔۔۔۔۔(ادارہ)

سوال حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند و سیاسی جانشین کی حیثیت سے آپ اپنے سیاسی سفر کے آغاز اور اب تک کی جدوجہد کے حوالے سے کچھ بتائیں گے؟

> مسلسل جدوجہد ہمیں، جمعیت علماء پاکستان اور حضرت کی تمام جماعتوں کو ملک پاکستان کی سیاست و مذہب میں سب سے بلند مقام پر لے آئے گی

جواب حضرت قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی کے فرزند کی حیثیت سے حضرت قائد اہل سنت کے سیاسی و مذہبی مشن کو جاری رکھنے کی بھاری ذمہ داری ہم پر ہے مگر حضرت قائد اہل سنت کے روحانی فرزند اور محبین بھی نظام مصطفی ﷺ کے اس مشن میں ہمارے ساتھ اور بعض ہم سے بھی آگے اپنے منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ اپنے سیاسی سفر کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ جب جمعیت علماء پاکستان کی عملی سیاست و ذمہ داری کا آغاز کیا تو اس وقت جمعیت میں مخصوص افراد کی بالادستی قائم تھی، جمعیت کی مذہبی و تنظیمی ذمہ داریوں سے بے حسی رواں تھی، تنظیمی و سیاسی حالات ابر آلود تھے، مختلف جماعتوں سے تعلقات استوار نہ تھے یا پھر مسلسل خاموشی نے تعلقات پر گرد ڈال دی تھی، جمعیت کے انفرادی و اجتماعی تشخص کے حوالے سے مرکزی اور صوبائی طور پر خاموشی ولا پرواہی نے عوام اہل سنت اور خادمین و مریدین میں مایوسی کی لہر پیدا کر دی تھی اور حضرت کی چالیس سالہ سیاسی زندگی کی کاوشوں کو پس دیوار فریم کر کے لگا دیا گیا۔ ایسے حالات میں جماعت کے خارجہ امور تو ایک طرف، جمعیت کے

> حضرت قائد اہل سنت نے در پردہ طور پر شعب ابی طالب کی گھاٹی قبول کر کے روشن مستقبل کو قبول کیا

اندرونی معاملات بھی خلفشار کا شکار تھے، بعض اضلاع میں مخصوص ذہن کے حامل افراد حضرت قائد اہل سنت کے نام اور کردار سے اپنے ذاتی معاملات استوار کر رہے تھے، ایسے حالات میں خود میرے لئے بھی مشکلات اور پروپیگنڈے کا جال بچھایا گیا، برادر علامہ شاہ انس نورانی صدیقی کو مختلف طریقوں سے اختلافات میں الجھایا گیا۔ مگر الحمدللہ والد صاحب حضرت قائد اہل سنت کے فیض بابرکت سے ہم دونوں بھائیوں کے درمیان قائم محبت واخوت کے رشتے نے ہمیں کبھی

ایک دوسرے سے الگ نہ ہونے دیا۔ مئی 2013 کے الیکشن سے قریب ایک سال پہلے پنجاب کے چھتیس اضلاع کا تفصیلی و تنظیمی دورہ، جو کہ صوبہ پنجاب سطح پر تقریباً دس سال بعد کیا گیا اس دورے سے ملکی سیاسی افق پر جمعیت کی نقل و حرکت پر خوب توجہ دی گئی، پھر صوبہ سندھ اور خیبر پختونخواہ میں تنظیمی سرگرمیوں کے حوالے سے مسلسل سفر کی وجہ سے جمعیت علماء پاکستان دس سال بعد اس پوزیشن پر آگئی جہاں مسلم لیگ ن نے ہمیں پنجاب میں انتخابی سیاست میں اتحاد کی

> ملک میں ہر جماعت کا قائد، قائد اعظم ثانی کا لقب اختیار کر رہا ہے

پیشکش کی، سندھ سطح پر جمعیت علماء پاکستان دس جماعتی اتحاد کے قائم کرنے اور پیپلز پارٹی و ایم کیو ایم کے خلاف صوبہ سندھ کی تاریخ کا اہم ترین اتحاد بنانے میں سب سے آگے رہی، مختلف چھوٹی بڑی سیاسی جماعتوں کے آپس کے اختلاف کی وجہ سے جمعیت علماء پاکستان تمام جماعتوں میں ایک برج اور متفقہ پلیٹ فارم کا کردار ادا کرتی رہی، الیکشن میں جب ایجنسیوں کی جانب سے لوٹا کریسی اور آٹو کریسی کی آواز جب لگائی گئی اور ایک عام سی سیاسی جماعت جس کا پورے ملک کے ایک حلقے میں بھی مکمل ووٹ بینک نہیں تھا اسے ملک کی تیسری طاقت کے طور پر پیش کیا گیا اور ملک میں لبرل و سیکولر جماعتیں ایک طرف، پرانے سیاسی گنہگار ایک طرف، مسلم لیگ

> دینی جماعتوں میں اس وقت غیر سنجیدہ قیادتیں فعال ہیں

ن ایک طرف، مذہبی جماعتوں میں دو واضح تفریق اور گھمبیر سیاسی و انتخابی حالات میں بھی جمعیت علماء پاکستان سے منفرد اور اپنے تاریخی کردار میں کہیں جھول نہ آنے دیا اور تیسری طاقت کے خلاف آواز حق بلند کر کے، ٹوٹے ہوئے مذہبی جماعت کے دھارے کو سنجیدہ کرنے، لبرل و سیکولر جماعتوں کے خلاف منظم کوشش، مسلم لیگ ن کی مکارانہ کردار کو یکسر مسترد کرتے ہوئے عمدہ انداز میں اپنے سیاسی موقف کی وضاحت کی اور پوری قوت سے الیکشن کے میدان

> جمعیت علماء پاکستان ایک جمہوری و آئینی جماعت ہے

میں اتری، ملکی الیکشن کے دوران اور الیکشن کے بعد جمعیت میں پیش آنے والی اندرونی کشمکش اور اختلافات نے جمعیت کے تنظیمی و جماعتی معاملات کو کچھ عرصے تک پریشان رکھا، ایسے

حالات میں جب کہ پورے ملک میں ہمارے خلاف پروپیگنڈا اور غیر ملکی سازشں کے تحت جماعت کو ممکنہ طور پر دو حصوں میں تقسیم کیئے جانے کی سازش کی جانے لگی تو جماعت کے حوالے سے جماعت کے سینئر ذمہ داران اور حضرت کے بہترین تربیت یافتہ لوگوں نے حضرت کے مشن سے وفاداری اور اخلاص کا وہ عظیم کردار ادا کیا کہ پاکستان کی کسی جماعت میں اور تاریخ کے کسی دہرائے پر ایسے پرخلوص اور باکردار و باصفا اشخاص نہیں ملیں گیا۔ سنگین حالات میں علماء

> حضرت قائد اہل سنت ملکی سیاسی و مذہبی اتحادوں میں ہمیشہ اہم اور مرکزی حیثیت رکھتے تھے

مشائخ و اکابرین جمعیت علماء پاکستان، امیر اہل سنت پیر میاں عبدالخالق بھرچونڈی شریف، برادر و جانشین قائد اہل سنت علامہ شاہ انس نورانی صدیقی، مرکزی صدر پیر باصفا پیر اعجاز احمد ہاشمی صاحب، جانشین تاجدار ملتان مولانا حامد علی خان رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاری احمد میاں خان صاحب، شیر جمعیت علامہ قاری محمد زوار بہادر صاحب، بانی انجمن طلبہ اسلام علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی، پیر میاں عبدالباقی ہمایوں شریف، قائد کشمیر پیر عتیق الرحمن فیض پوری، مفتی اعظم سندھ مفتی محمد جان نعیمی، فدایان ختم نبوت ﷺ کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالحلیم ہزاروی، مفتی محمد ابراہیم قادری، علامہ شفیق احمد قادری، ڈاکٹر جاوید اختر، علامہ نور احمد سیال صاحب، صوفی محمد اسماعیل صاحب، محترم

> اتحاد اہل سنت کا خواب اس وقت شرمندہ تعبیر ہوگا جب اہل خیر اپنے کردار پر غور و فکر کریں گے

فیاض خان، علامہ معراج الدین سرکانی، عبدالمجید جتک، علامہ عبدالحکیم انقلابی، جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ، صوبہ پنجاب، صوبہ خیبر پختونخواہ، صوبہ بلوچستان، جمعیت علماء جموں وکشمیر، مرکزی جماعت اہل سنت صوبہ سندھ، صوبہ پنجاب، صوبہ خیبر پختونخواہ، صوبہ بلوچستان، مرکزی جماعت جموں وکشمیر، انجمن نوجوانان اسلام، انجمن طلبہ اسلام، فدایان ختم نبوت ﷺ کا پورے ملک میں حضرت کے گھرانے پر اعتماد اور حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کے کردار،

> اتحاد اہل سنت کے حوالے سے ہمیں گزشتہ چند سالوں کے پس منظر پر پھر سے نظر ڈالنی پڑے گی

گھرانے اور ان کی سیاسی جدوجہد اور کارناموں کے خلاف ہونے سازش کے خلاف یکجا ہو کر اتحاد و اتفاق کے ساتھ پورے ملک میں حضرت قائد اہل سنت سے وابستہ تمام جماعتوں میں

شورش کو پروان نہ چڑھنے دینا اور نظام مصطفی ﷺ کے مشن کو داغدار نہ ہونے دینا بلاشبہ ایک کارنامہ ہے، جمعیت علماء پاکستان کے نئے الیکشن اور مختلف تنظیمی، مذہبی و سیاسی سرگرمیاں جو کہ دس سال کے زائد عرصے تک محدود یا معدوم کردی گئیں تھیں انہیں پھر سے اجاگر کرنا اور عوام اہل سنت کو پھر سے جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ و منسلک کرنا مشکل کام تھے، مگر الحمدللہ جمعیت علماء پاکستان کے تحت ہونے والی موجودہ سرگرمیاں گزشتہ دس سال کا کفارہ ہیں اور یہ کفارہ بھی

> علامہ شاہ تراب الحق صاحب، بستر علالت پر حضرت قائد اہل سنت کے حوالے سے اپنی غلطیوں کو اقرار کر رہے تھے

کئی سال تک جاری رہے گا۔ حضرت قائد اہل سنت کے وصال کے بعد اور خصوصی طور پر 2007ء کے بعد سے لے کر 2010ء ان تین سال کے عرصے میں جمعیت کو بیس سال پیچھے دھکیل دیا گیا، رابطے کے فقدان اور تعلقات کی واضح کمی نے جمعیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، میرے اور اکابرین کے ذمے جماعت کے الیکشن، اندرانی معاملات، بیرانی تعلقات، خادمین و کارکنان سے ٹوٹا ہوا سلسلہ جوڑنا اور ملک بھر میں جمعیت علماء پاکستان کو فعال بنانے جیسی اہم ذمہ داریاں تھیں۔ گزشتہ دنوں کراچی میں سندھ بھر کی چالیس سے زیادہ مذہبی، سیاسی، سماجی

> کراچی، حیدرآباد اور سندھ کے شہری علاقوں میں خود ہمارے ہی سنی برادران نے جمعیت علماء پاکستان کے امیدواروں کے خلاف الیکشن لڑا

جماعتوں کے ساتھ ساتھ سندھ کی تمام قوم پرست جماعتوں اور صحافی برادری کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اے پی سی ہوئی جو کہ حضرت قائد اہل سنت کی رہائش گاہ بیت الرضوان پر منعقد ہوئی، جس کی صدارت جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے میں نے اور قومی عوامی پارٹی کے ایاز پلیجو نے کی، اس اجلاس میں ایم کیو ایم حقیقی کے سربراہ آفاق احمد، جماعت

> اپنوں کی "مہربانی" سے ہمارا ووٹ بینک بڑی تعداد میں تقسیم ہوا

اسلامی، عوامی نیشنل پارٹی، قومی عوامی پارٹی، جسقم، مسلم لیگ ن، مسلم لیگ ق، آل پاکستان مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، پیپلز پارٹی شہید بھٹو، سنی اتحاد کونسل، سنی تحریک، پاکستان سنی تحریک اور

دیگر جماعتوں نے شرکت کی، سندھ کی تاریخ میں اس سطح کی اے پی سی ایم کیو ایم کے خلاف اور سندھ کے امن کے لئے بہت کم منعقد کی گئی ہے۔ اس اے پی سی نے وفاقی حکومت اور رینجرز پر سیاسی دباؤ کے ساتھ ساتھ مکمل اعتماد کا موقع دیا۔ اور اسی اے پی سی کی وجہ سے ہم آج کراچی آپریشن کو بہتر نتائج کے ساتھ دیکھ رہے ہیں، علاوہ ازیں ہماری رفتار، قوت اور حکمت عملی عین حضرت قائد اہل سنت کے مطابق تو نہیں مگر ان کی تربیت وفیض کے مطابق ضرور ہے، ہمارا اٹل ارادہ اور مسلسل جدوجہد ہمیں ان شاء اللہ جمعیت علماء پاکستان اور حضرت کی تمام جماعتوں کو ملک پاکستان کی سیاست ومذہب میں سب سے بلند مقام پر لے آئے گی۔

ہم اس وقت بھی اتحاد اہل سنت کا فارمولہ دینے کو تیار ہے

سوال ملک کے سیاسی افق پر جمعیت علماء پاکستان کی موجودہ سیاسی حیثیت کا تعین کرینگے؟

جواب ملک کے سیاسی افق پر اس وقت الیکشن 2013 کی گرد آہستہ آہستہ بیٹھ رہی ہے، جو معاملات الیکشن سے پہلے ہوئے اور بعد میں ہوئے اب طے پا رہے ہیں، کسی جماعت کی حتمی سیاسی حیثیت 2016 کے وسط سے پہلے واضح نہیں ہوگی۔ پاکستان ایک واضح سیاسی ومعاشرتی تبدیلی سے گزر رہا ہے، لوگوں کی خواہشات ونظریات میں تبدیلی، فطری انداز میں تبدیلی اور باہر ممالک کی پاکستان میں سرمایہ کاری کا آغاز، حالیہ سپریم کورٹ کی جوائنٹ انویسٹی گیشن رپورٹ جس میں تحریک انصاف کے تمام دعوے غلط ثابت ہو گئے، پیپلز پارٹی کے آدھے سے زیادہ وزیر دبئی وبرطانیہ کی سیر کر رہے ہیں، آپریشن ضرب عضب ستر فیصد تک مکمل ہو چکا ہے، پاکستان کی ملٹری لائن ولینتھ میں واضح تبدیلی، آرمی تھنک ٹینک میں فوجی سوچ بچار کا پیدا ہونا، ایجنسیوں

کیا اہل سنت کی ایک بھی جماعت ایسی ہے جو کسی بھی طور پر کسی دوسری جماعت یا کسی اہم شخصیت کی سرپرستی میں کام کر سکے؟

میں ملک سیاست وجمہوریت کو نہ چھیڑنے والی پالیسی کا رواج، بھارت کی مسلسل جارحیت اور کشمیر ایشو کا پھر سے اٹھ جانا، یہ سب معاملات کسی بڑی تبدیلی اور سیاسی پس منظر کا پیش خیمہ

ہیں، ایسے میں عین ممکن ہے کہ اگلے الیکشن میں کچھ جماعتیں کسی بھی سطح کے الیکشن کا حصہ نہ ہوں، ملک میں دائیں اور بائیں بازو کی سیاست یکسر ختم ہوتی جا رہی ہے، ملکی سیاست میں نظریہ ضرورت کارفرما ہے، عین ممکن ہے کہ اب مذہبی اتحاد نہ ہو بلکہ مذہبی وماڈریٹ جماعتوں کا اتحاد ہو، لیکن ایک بات بلکل واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ سندھ کے شہری علاقوں میں اسٹیبلشمنٹ اور ایجنسیوں کی جانب سے جمعیت علماء پاکستان کے خلاف دہشت گرد گروہ اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے، بعض مذہبی جماعتوں کا کردار آئینی وجمہوری طرز عمل سے ہٹ چکا ہے، ملکی سطح پر جمعیت علماء پاکستان کی مخالفت میں بنائی جانے والی ہر جماعت اپنے اختتام پر پہنچ چکی ہے، حضرت قائد اہل سنت نے در پردہ طور پر شعب ابی طالب کی گھاٹی قبول کر کے روشن مستقبل کو قبول کیا، جمعیت علماء پاکستان کے راستے سے آہنی، سیاسی وغیر سیاسی، ملکی وغیر ملکی ایجنسیوں کی رکاوٹیں ہٹ رہی ہیں اور اکثر ہٹ چکی ہیں، جمعیت علماء پاکستان اب ایک نئے دور سے گزر رہی ہے اور جمعیت کے خادمین کی سنجیدہ کاوش ومحنت جمعیت علماء پاکستان کو ملک کی سب سے بڑی مذہبی جماعت بنا سکتی ہے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے۔

گزشتہ دنوں کراچی میں اے پی سی حضرت قائد اہل سنت کی رہائش گاہ بیت الرضوان میں منعقد ہوئی

سوال دینی قوتوں کی وحدت کے لئے کونسی تدبیر کارگر ثابت ہو سکتی ہے؟

جواب دینی وحدت سے پہلے دینی غیرت وحمیت کی بات زیادہ مناسب ہے، دینی جماعتوں نے اپنے مقام وکردار کو سیاسی جماعتوں کی گود میں ڈال دیا ہے، ہر مذہبی جماعت کسی نہ کسی سیاسی جماعت سے مفادات کی بنیاد پر اتحاد بھی کر رہی ہے اور اپنے منشور ودستور کو بھی

اسی "اے پی سی" کی وجہ سے ہم آج کراچی آپریشن کو بہتر نتائج کے ساتھ دیکھ رہے ہیں

نیلام کر رہی ہے، ملک میں فحاشی، عریانی، زناء، شراب، جوا، اور دیگر اخلاق سوز ومعاشرتی اقدار کے منافی اڈے قائم ہو رہے ہیں، مگر مذہبی جماعتیں اس بارے میں کسی بھی طرح

سنجیدہ نہیں ہونا چاہ رہی ہیں، مغربی کلچر اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہے مگر ہم ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کے خول میں بند ہیں اور ملک میں ہر جماعت کا قائد، قائد اعظم ثانی کا لقب اختیار کر رہا ہے، جناح کے بعد قائد ملت اور اقبال کی تصویر سے پہلے جماعت کے قائد کی تصویر لگائی جا رہی ہے، دینی وحدت صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ جب تمام دینی جماعتیں اپنی وابستگیاں، مفادات اور وقتی فائدے کو چھوڑ کر اپنا رشتہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور قرآن کریم سے جوڑ لیں۔

سوال اس وقت ایم ایم اے کی طرز پر کسی دینی محاذ کے قائم ہونے کا امکان ہے؟

جواب دینی جماعتوں میں اس وقت غیر سنجیدہ قیادتیں فعال ہیں، موجودہ حالات میں کسی بھی بڑے مذہبی اتحاد کی امید نہیں کی جا سکتی ہے، اگر اتحاد ہوا بھی تو آئندہ مذہبی اتحاد عین ممکن ہے کہ کسی ملے جلے سیاسی اتحاد کا منظر پیش کرے۔

> میں اس دن اپنی کارکردگی سے مطمئن ہوں گا جس دن جمعیت علماء پاکستان کے اُمیدوار قومی وصوبائی نشستوں پر اسمبلی فلور پر براجمان ہونگے

سوال مولانا شاہ احمد نورانی ملکی سیاسی اتحادوں میں نہایت اہمیت کی حامل شخصیت تھے سیاسی جوڑ توڑ ان کی جدوجہد کا اہم حصہ تھا آپ اس حوالے سے کہاں کھڑے ہیں؟

جواب جمعیت علماء پاکستان ایک جمہوری و آئینی جماعت ہے، ہماری سیاست مخصوص لوگوں تک محدود نہیں ہے، نظام مصطفی ﷺ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، حضرت قائد اہل سنت ملکی سیاسی ومذہبی اتحادوں میں ہمیشہ اہم اور مرکزی حیثیت رکھتے تھے، ان کی سیاسی جدوجہد میں سیاسی جوڑ توڑ ان کے طرز سیاست کا ہنر تھا، ایک بڑی وجہ حضرت کی قد آور شخصیت اور عالمگیر معاملات پر گہری نظر بھی تھی، ہم نے حضرت قائد اہل سنت کے سیاسی کردار کی پیروی کرتے

> جمعیت علماء پاکستان ملک کی واحد ایسی جماعت ہے جو موروثی سیاست سے پاک ہے

ہوئے ہر جماعت سے ملاقات کی، ہر شخص سے رابطہ رکھا ہے، ہر مذہبی و سیاسی جماعت، ادارے، ملکی شخصیات اور ہر طرح کے سماجی، سیاسی ومذہبی لوگوں سے رابطہ رکھا ہے، سوائے ان

کے جن سے حضرت قائد اہل سنت نے بھی کبھی رابطہ نہیں رکھا۔

سوال اتحاد اہل سنت کا خواب کب شرمندہ تعبیر ہوگا؟

جواب اتحاد اہل سنت کا خواب اس وقت شرمندہ خواب ہوگا جب اہل سنت کے وہ با وسائل لوگ جو کہ ذاتی مفادات کی وجہ سے ہمارے علماء کو لفافہ کلچر، عزت نفس سے عاری رسومات، تعصب سے بھرپور پیری مریدی اور علماء و مدرسین کو مساجد و مدارس کی جنگ میں مبتلا کر رہے ہیں وہ اپنے کردار پر غور وفکر کریں اور اپنی زکوۃ، خیرات وعطیات کو اپنی طرف سے دی گئی تنخواہ نہ بنائیں۔ اتحاد اہل سنت کے حوالے سے ہمیں گزشتہ چند سالوں کے پس منظر پر پھر سے نظر ڈالنی پڑے گی، 2011 سے مسلسل میں اور دیگر اکابرین جمعیت علماء پاکستان ان تمام لوگوں سے رابطے استوار کر رہی ہے جو کسی نہ کسی زمانے میں جمعیت کو چھوڑ چکے تھے، یا جمعیت کے مخالف ہیں یا پھر

> خادمین کی سنجیدہ کاوش ومحنت جمعیت علماء پاکستان کو ملک کی سب سے بڑی مذہبی جماعت بنا سکتی ہے

دیگر سنی جماعتوں کا حصہ ہیں۔ بلکہ ہم نے تمام سنی جماعتوں سے برادرانہ تعلقات کو پھر سے اجاگر کیا۔ کسی زمانے میں ایک صاحب نے تقریر کی تھی میں مولانا نورانی کو جیلوں میں گھسیٹوں گا، مگر جب وہ خود جیل میں گئے تو ہم نے پورے ملک میں ان کا دفاع کیا اور میڈیا ٹرائل میں بھی ان کا دفاع کیا، جماعت اہل سنت کے امیر مظہر سعید کاظمی صاحب سے جمعیت کے مرکزی رہنماؤں نے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا، فضل کریم صاحب کا انتقال ہوا تو اس وقت جمعیت علماء پاکستان خود بھی سوگ کے عالم میں تھی، ہم نے ان کے صاحبزادے حامد رضا سے فضل کریم صاحب کی طرح سے تعلق رکھا، پاکستان سنی تحریک کا اس وقت جو حال ہے وہ ساری دنیا کے سامنے ہے، ہم

> ہم نے ستائیس سال کی آئینی وجمہوری جنگ میں مسلسل لازوال قربانی دی ہے

نے کبھی بھی پاکستان سنی تحریک کو بے سروسامانی کے عالم میں نہیں چھوڑا، سنی تحریک کے سربراہ بلال سلیم قادری سے بھی جمعیت علماء پاکستان رابطے استوار رکھے، علامہ شاہ تراب الحق صاحب بستر علالت پر تھے، مجھے رات چار بجے کال آئی میں اسی وقت ہسپتال پہنچا اور سخت علالت میں وہ

حضرت قائد اہل سنت کے حوالے سے اپنی غلطیوں کا اقرار کررہے تھے۔ میں ان کے پاس کافی دیر بیٹھا رہا، پھر وہ ٹھیک ہوئے تو کراچی کے ایک جلسے میں جماعت اہل سنت کو ایک کرنے کی بات میں بھرے جلسے میں کی، ہم نے باقاعدہ ایک وفد کو بھی بھیجا مگر وہ بے نتیجہ ہو کر واپس آگیا کیوں کہ انہیں وہاں سے خاطر خواہ جواب نہیں ملا اور جب مئی 2013 کے قومی الیکشن کا وقت آیا تو ہماری سنی جماعتوں میں سے کسی نے مجلس وحدت المسلمین سے اتحاد کیا، کسی نے پیپلز پارٹی سے اتحاد کر کے پورے ملک میں پیپلز پارٹی کے حق میں اپنے تمام امیدوار دست بردار کر دیے، کچھ پیر صاحبان نے معاملات دیکھ کر مسلم لیگ ن، مسلم لیگ ق، اور دیگر جماعتوں کے ٹکٹ پر الیکشن لڑے۔ معاملہ یہاں تک رہا کہ کراچی، حیدر آباد اور سندھ کے شہری علاقوں میں خود ہمارے ہی سنی برادران نے جمعیت علماء پاکستان کے امیدواروں کے خلاف الیکشن لڑے اور بعض علاقوں میں ہمارا ووٹ بینک بڑی تعداد میں تقسیم ہوا۔ ایسے حالات میں کوئی اتحاد اہل سنت کے خواب کو کیسے شرمندہ تعبیر کرسکتا ہے؟

> حکومت کو چاہیے تھا کہ طاہر القادری کو پہلے دن سے ہی آڑے ہاتھوں لیتی

سوال اتحاد اہل سنت کے لئے آپ کے پاس کوئی ایسا فارمولا ہے جو اہل سنت کے تمام طبقات کے لئے قابل قبول ہو؟

جواب مگر جمعیت علماء پاکستان ہر دور میں خلفشار کا شکار مسلک اہل سنت کی پاسبانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اتحاد اہل سنت کا فارمولہ دینے کو تیار ہے اگر آج بھی ساری جماعتیں متفق ہو جائیں تو عظیم مقصد کے حصول اور امت کی فلاح و خیر کے لئے ایک شوری تشکیل دی جاسکتی

> چینی سرمایہ کاری حکومتی کارنامہ نہیں ہے بلکہ چین کی ضرورت ہے

ہے جس میں ہر جماعت کے نمائندے ہوں اور ایک چارٹر آف یونیٹی۔ یعنی میثاق اتحاد بنایا جا سکتا ہے، اور وہ شوری چاہے تو کسی کو الیکشن کے ذریعے مخصوص مدت کے لئے اہل سنت کا سربراہ بھی منتخب کرسکتی ہے۔ اسی شوری کے تحت اہل سنت کو مختلف شعبہ جات میں تقسیم کر کے مذہبی و دینی سرگرمیاں، سیاسی وسماجی سرگرمیاں، تعلیمی و تربیتی سرگرمیاں اور دیگر امور پر مختلف طریقوں

سے عمل کیا جاسکتا ہے۔ مگر کیا حقیقی معنوں میں اہل سنت کی ایک بھی جماعت ایسی ہے جو کسی

> فرانسیسی سرمایہ کاری میں ملکی اداروں کا کردار نہیں ہے بلکہ فرانس کے اپنے مفادات ہیں

بھی طور پر کسی دوسری جماعت یا کسی اہم شخصیت کی سرپرستی میں کام کرسکے؟ مگر جمعیت علماء پاکستان ایسے کسی بھی معاملے میں سب سے آگے ہوگی۔

سوال تقریباً ڈیڑھ برس سے آپ کے پاس جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی نظامت ہے اب تک، کی آپ کی جماعتی جدوجہد کیا ہے آپ اپنے کام سے مطمئن ہیں؟

> مسلم لیگ کا ستارہ اس وقت صحیح سمت میں جارہا ہے اور ہر اچھا اتفاق مسلم لیگ کے حق میں ہو رہا ہے، مگر قسمت اور اتفاق مسلم لیگ کے کردار کو سدھار نہیں سکتے ہیں

جواب میرے اور اکابرین کے ذمے جماعت کے الیکشن، اندرونی معاملات، بیرونی تعلقات، خادمین و کارکنان سے ٹوٹا ہوا سلسلہ جوڑنا اور ملک بھر میں جمعیت علماء پاکستان کو فعال بنانے جیسی اہم ذمہ داریاں تھیں۔ گزشتہ دنوں کراچی میں سندھ بھر کی چالیس سے زیادہ مذہبی، سیاسی، سماجی جماعتوں کے ساتھ ساتھ سندھ کی تمام قوم پرست جماعتوں اور صحافی برادری کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اے پی سی ہوئی جو کہ حضرت قائد اہل سنت کی رہائش گاہ بیت الرضوان پر منعقد ہوئی، جس کی صدارت جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے میں نے اور قومی عوامی پارٹی کے ایاز پلیجو نے کی، اس اجلاس میں ایم کیو ایم حقیقی کے سربراہ آفاق احمد، جماعت اسلامی، عوامی نیشنل پارٹی، قومی عوامی پارٹی، جسقم، مسلم لیگ ن، مسلم لیگ ق،

> تین سو بڑے خاندانوں سے جو ٹیکس وصول نہیں کیا جاسکا ہے وہ نئے سال کی ابتداء میں بجٹ کے بہانے عوام سے وصول کیا جاتا ہے

آل پاکستان مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، پیپلز پارٹی شہید بھٹو، سنی اتحاد کونسل، سنی تحریک، پاکستان سنی تحریک اور دیگر جماعتوں نے شرکت کی، سندھ کی تاریخ اس سطح کی اے پی سی ایم کیو ایم کے خلاف اور سندھ کے امن کے لئے۔ بہت کم منعقد کی گئی ہے۔ اس اے پی سی نے وفاقی حکومت اور رینجرز پر سیاسی دباؤ کے ساتھ ساتھ مکمل اعتماد کا موقع دیا۔ اور اسی اے پی سی کی وجہ سے ہم

آج کراچی آپریشن کو بہتر نتائج کے ساتھ دیکھ رہے ہیں، علاوہ ازیں ہماری رفتار، قوت اور حکمت عملی عین حضرت قائد اہل سنت کے مطابق تو نہیں مگر ان کی تربیت وفیض کے مطابق ضرور ہے، ہمارا اٹل ارادہ اور مسلسل جدو جہد ہمیں انشاء اللہ جمعیت علماء پاکستان اور حضرت کی تمام جماعتوں کو ملک پاکستان کی سیاست ومذہب میں سب سے بلند مقام پر لے آئے گی، جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب، بلوچستان، خیبر پختونخواہ اور سندھ میں گزشتہ ڈھیر سال میں مسلسل کانفرنسیں، کنونشن اور دیگر سرگرمیوں میں مصروف عمل ہے، حال میں مرکزی سطح پر ملک بھر کے تمام اضلاع کے خادمین کے لئے ایوان اقبال لاہور میں تاریخ ساز کنونشن منعقد کیا گیا جس میں تمام صوبے بشمول کشمیر سے خادمین، مریدین اور محبین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ میں اصل میں اس دن اپنی کارکردگی سے مطمئن ہوسکوں گا جس دن جمعیت علماء پاکستان کے امیدوار قومی و صوبائی نشستوں پر اسمبلی فلور پر براجمان ہونگے۔

عوام کی رگوں سے خون کا آخری قطرہ تک چوس لینا اس مسلم لیگ کی حکومت کا طرۂ امتیاز ہے

سوال جے یو پی کی تاریخ میں کبھی موروثی تصور عملاً نافذ العمل نہیں ہوا آپ اس وقت جمعیت کے کلیدی منصب پر ہیں کیا محسوس کرتے ہیں؟

جواب یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جمعیت علماء پاکستان ایک جمہوری و آئینی جماعت ہے اور پاکستان کی واحد ایسی جماعت ہے جو موروثی سیاست سے پاک ہے، یہاں قائد کا بیٹا قائد نہیں ہے، پیر کا بیٹا پیر نہیں ہے، سربراہ کا بیٹا سربراہ نہیں ہے، یہ صرف اور صرف حسن اتفاق ہے کہ حضرت قائد اہل سنت کے وصال کے بعد برادر علامہ شاہ انس نورانی صدیقی صدر جمعیت بنائے گئے مگر بعد میں ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب صدر بنائے گئے اور دوسری بار بھی منتخب ہوئے، ڈاکٹر صاحب تو حضرت کے مرید بھی نہیں تھے، مگر کسی نے ان کی صدارت پر اعتراض

جمعیت علماء پاکستان الیکشن لڑے گی، بلکہ ٹف ٹائم دے گی۔

نہیں کیا اور آج بھی موجودہ مرکزی صدر اور قائد جمعیت پیر اعجاز ہاشمی صاحب ہیں، مرکزی سنئیر نائب صدر قاری احمد میاں خان صاحب ہیں، جے یو پی کی سپریم کونسل کے چیئرمین بانی

انجمن طلبہ اسلام علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب ہیں اور یہ خادم جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل ہے، ہوسکتا ہے کہ آئندہ جماعت کے انتخابات میں مجھے ضلع، ڈویژن، صوبے یا مرکز میں کوئی بھی ذمہ داری ملے تو کیا میں نظام مصطفی ﷺ کا کام اس لئے چھوڑ دونگا کہ مجھے کسی اہم عہدے پر کیوں نہیں لایا گیا؟ ایسا نہیں، بلکہ ان شاء اللہ مجھے جمعیت کے خادمین کی جانب سے جو بھی ذمہ داری سونپی گئی تو میں خوش اسلوبی سے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی سعی کرونگا۔

سوال سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جے یو پی میں 1977ء والا زمانہ لوٹ آئے گا۔

ایوان اقبال لاہور میں "تاریخ ساز نظام مصطفے ﷺ ورکرز کنونشن" جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے طاقت کا اظہار تھا

جواب ایک بات بالکل واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ سندھ کے شہری علاقوں میں اسٹیبلشمنٹ اور ایجنسیوں کی جانب سے جمعیت علماء پاکستان کے خلاف دہشت گرد گروہ اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے، بعض مذہبی جماعتوں کا کردار آئینی و جمہوری طرز عمل سے ہٹ چکا ہے، مسلکی سطح پر جمعیت علماء پاکستان کی مخالفت میں بنائی جانے والی ہر جماعت اپنے اختتام کو پہنچ چکی ہے، جمعیت علماء پاکستان اب ایک نئے دور سے گزر رہی ہے اور جمعیت کے خادمین کی سنجیدہ کاوش

ادارہ صراط مستقیم ہمارے ذیلی ادارے کی طرح سے ہے

ومحنت جمعیت علماء پاکستان کو ملک کی سب سے بڑی مذہبی جماعت بنا سکتی ہے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے، جمعیت علماء پاکستان کا مستقبل روز روشن کی طرح تابناک ہے، ہم نے تائیس سال کی آئینی وجمہوری جنگ میں مسلسل قربانیاں دی ہیں، ہم نے وہ لازوال قربانی دی ہے جس کا ثمر ملنے کا اب وقت آرہا ہے، جمعیت علماء پاکستان عنقریب اس ملک کے مستقبل کا پاسبان بن کر ابھرے گی۔

سوال مسلم لیگ ن کو اب کی بار اقتدار میں آئے دو برس ہو چکے حکومت کی کارکردگی کو آپ

کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب مسلم لیگ کی حکومت کو اگر آپ دیکھیں تو پہلے انہوں نے ماڈل ٹاؤن کے معاملے کو بگاڑا، پھر انہوں نے دھرنے کو ہوا دی، دھرنے کے معاملے میں حکومتی رویہ سنجیدہ نہیں تھا، تحریک انصاف تو اسمبلیوں میں تھی، وہ قانونی تقاضے کسی حد تو پورے کر رہے تھے، مگر حکومت کو چاہیے تھا کہ طاہر القادری کو پہلے دن سے ہی آڑے ہاتھوں لیتی اور کسی بھی غیر ملکی ایجنڈے کے تحت عوامی تحریک کو عوامی لیگ نہ بننے دیتی۔ خیر حکومتی کارکردگی بہتر نہیں ہے بلکہ بدتر ہے، چینی سرمایہ کاری حکومتی کارنامہ نہیں ہے بلکہ چین کی ضرورت ہے، فرانسیسی سرمایہ کاری میں اداروں کا کردار نہیں ہے بلکہ فرانس کے اپنے مفادات ہیں، تیل کی قیمتیں حکومت نے کم نہیں کی ہیں بلکہ عالمی منڈیوں میں کم ہوئی ہیں، سونے کے قیمت اور مہنگائی میں ہونے والی کمی بھی عالمی

جمعیت علماء پاکستان کے کارکن و ذمہ داران تنظیمی و سیاسی اور فکری طور پر مضبوط ہیں

منڈی کے اتار چڑھاؤ کی وجہ سے ہے، یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ مسلم لیگ کا ستارہ اس وقت صحیح سمت میں جا رہا ہے اور ہر اچھا اتفاق مسلم لیگ کے حق میں ہو رہا ہے، مگر قسمت اور اتفاق مسلم لیگ کے کردار کو سدھار نہیں سکتے ہیں۔ اس وقت زیریں پنجاب، اندرون سندھ، فاٹا اور بلوچستان میں صرف وعدے کئے گئے ہیں عملی طور پر کوئی کام نہیں ہوا ہے، مہنگے بجلی کے پلانٹ تو لگائے جا رہے ہیں مگر ڈیم بنانے پر کوئی توجہ نہیں ہے۔ دو سال میں ہونے والے جتنے بھی نقصانات ہیں اور ملک کے تین سو بڑے خاندانوں سے جو ٹیکس وصول نہیں کیا جا سکا ہے وہ نئے

معاشرے کے مختلف طبقات کے افراد جمعیت علماء پاکستان کی طرف راغب ہو رہے ہیں

سال کی ابتداء میں بجٹ میں عوام سے وصول کیا جاتا ہے، عوام کی رگوں سے خون کا آخری قطرہ تک چوس لینا مسلم لیگ کی حکومت کا طرۂ امتیاز ہے، بھارت سے تجارت اور وسطی ایشیا سے تجارت میں خود شریف خاندان کی تجارتی فرم اور کاروباری افراد کا نام آ رہا ہے۔

سوال بلدیاتی انتخابات دو صوبوں میں ہو گئے وہاں آپ کی جماعتی پوزیشن کیا ہے؟ باقی دو صوبوں میں آپ کی جماعت کی حکمت عملی کیا ہو گی؟ کوئی اتحاد بنائیں گے۔ الیکشن اکیلے لڑیں

گے یا نہیں لڑیں گے؟

صرف جمعیت علماء پاکستان کے پاس ہی پاکستان کی ترقی اور فلاح کا فارمولا ہے

جواب صوبہ سندھ اور پنجاب میں ہماری پوزیشن قدرے بہتر ہے، اندرون سندھ اور پنجاب میں بعض اضلاع میں مضبوط اور مستحکم ووٹ بینک اور پرانی تنظیمیں موجود ہیں، جمعیت علماء پاکستان ان شاء اللہ بالکل الیکشن لڑے گی، بلکہ ٹف ٹائم دے گی۔ پنجاب سطح پر ہم نے اس بار اوپن معاملہ رکھا ہے، اضلاع کی سیاسی صورتحال کو دیکھتے ہوئے ہم ہر جماعت سے اتحاد کرینگے اور سیاسی جوڑ توڑ کے حوالے سے عمدگی سے معاملات دیکھیں گے۔ صوبہ سندھ کی سطح پر ایم کیو ایم اور پیپلز پارٹی کے سوا ہم ہر جماعت سے اتحاد کرینگے۔

دو سال سے جمعیت علماء پاکستان کا ترجمان ماہنامہ احوال شائع کیا جا رہا ہے

سوال جمعیت علماء پاکستان نے گذشتہ کافی عرصہ سے کوئی قابل ذکر بڑا اجتماع نہیں کیا جبکہ آپ مرکزی جماعت اہل سنّت اور ادارہ صراط مستقیم کے مرکزی اجتماعات میں کلیدی حیثیت سے شرکت کرتے ہیں کیا آپ کے اس رویے سے جے یو پی کے کارکنوں کا غیر محسوس انداز میں لاشعوری طور پر ان اداروں کی طرف رجحان نہیں بنے گا؟

رینجرز کے آپریشن سے سٹریٹ کرائم اور چھوٹی دکانوں سے بھتے میں کمی آئی ہے

جواب جمعیت علماء پاکستان نے گزشتہ دنوں میں ایوان اقبال لاہور میں "تاریخ ساز نظام مصطفی ﷺ ورکرز کنونشن" منعقد کیا، جس میں چاروں صوبے بشمول کشمیر سے اکثر و بیشتر تمام اضلاع کی شرکت تھی اور اس کنونشن نے ملک کے طول و عرض میں جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے طاقت کا اظہار کیا تھا، ہمارے اگلا ہدف مینار پاکستان لاہور میں دو روزہ خادمین تربیتی کنونشن منعقد کرنا ہے۔ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے نگران اعلیٰ کی حیثیت سے مرکزی جماعت کے تقریباً اکثر پروگرامات میں میری صدارت یا امیر اہل سنت پیر میاں عبد الخالق بھرچونڈی شریف کی صدارت ہوتی ہے، تنظیمی ذمہ داری کے تحت مجھے مرکزی جماعت اہل سنت کے اکثر پروگرامات میں شرکت کرنی ہوتی ہے۔ ادارہ صراط مستقیم ہمارے ذیلی

ادارے کی طرح سے ہے کیوں کہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے مرکزی نائب ناظم اعلیٰ ہیں۔ ویسے بھی ادارہ صراط مستقیم کا کام تحریکی اور عقیدے کے حوالے سے تربیتی ہے، سیاست اور مذہبی قیادت کے طور پر ادارہ صراط مستقیم کا ارادہ نہیں ہے۔ میں جب بھی ان پروگرامات میں گیا ہوں تو جمعیت علماء پاکستان کے ذمہ دار کی حیثیت سے گیا

> جب تک صنعتوں اور کارخانوں سے بھتہ ختم نہیں کیا جاتا تب تک رینجرز آپریشن صفر ہے

ہوں۔ جمعیت علماء پاکستان کے کارکن و ذمہ داران تنظیمی و سیاسی اور فکری طور پر مضبوط ہیں۔ انہیں اس بات کا اندازہ ہے کہ ملک میں نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی جدو جہد امام انقلاب امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی جماعت، جمعیت علماء پاکستان کر رہی ہے اور دیگر برادر جماعت سے ہمارے برادرانہ تعلقات تو ہو سکتے ہیں مگر نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی تحریک میں سمجھوتہ نہیں ہو سکتا ہے۔

> پیپلز پارٹی اپنے گنہگار بھائیوں کے تحفظ کے لئے رینجرز اور سیکورٹی اداروں کے خلاف ہر روز ایک نئی سازش کر رہی ہے

سوال کافی عرصہ سے جمعیت علماء پاکستان میں معاشرے کے موثر طبقات کی شمولیت کا رجحان ختم ہو کر رہ گیا ہے اس کا سبب کیا ہے اور جماعتی زندگی و بقاء کے لئے اس رجحان کو کیسے از سر نو فروغ دیا جا سکے گا؟

جواب گزشتہ دس سال کی کمزوریوں اور غفلتوں کی وجہ سے ایسا ضرور ہوا ہے مگر اب الحمد اللہ ملک بھر میں مختلف مقامات پر پھر سے معاشرے کے مختلف طبقات کے افراد جمعیت علماء پاکستان کی طرف راغب ہو رہے ہیں اور وہ یہ سمجھ چکے ہیں کہ حقیقی معنوں میں صرف جمعیت علماء پاکستان ہی پاکستان کے تمام مسائل کا حل اور مشکلات کا تدارک کر سکتی ہے۔ صرف جمعیت علماء پاکستان کے پاس ہی پاکستان کی ترقی اور فلاح کا فارمولہ ہے۔ ان شاء اللہ اگلے قومی الیکشن میں جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے پورے میں بہترین امیدوار اپنے اپنے حلقہ انتخاب سے الیکشن لڑیں گے۔

سوال تحریک پاکستان، تحریک نظام مصطفیٰ، تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے والے اگرچہ آہستہ آہستہ اگلا جہان سدھار گئے ان تحاریک میں ہمارا کلیدی کردار رہا۔ جماعتی سطح پر اس تاریخ کو محفوظ کرنے کی بھی کوئی فکر یا عمل کیا گیا؟

> صرف ایم کیو ایم پر رینجرز کے چھاپے نہیں بلکہ ہر طرح کے جرائم پیشہ گروہوں پر چھاپے پڑ رہے ہیں

جواب جمعیت علماء پاکستان کے شعبہ تصنیف و تالیف، شعبہ تحقیق، شعبہ نشر و اشاعت اور مکتبہ جمعیت علماء پاکستان میں کمزوری واضح ہے۔ مگر ہم محدود وسائل کے باوجود اس طرف توجہ دینے کو مکمل سعی کر رہے ہیں۔ گزشتہ دو سال سے جمعیت علماء پاکستان کا ترجمان ماہنامہ احوال شائع کیا جا رہا ہے، طباعت کے حوالے سے بعض کمی و خامیاں ہیں مگر ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ایک مکمل نظام بنایا جائے۔ جمعیت علماء پاکستان کے سالانہ مجلہ کے حوالے سے مشورہ ابھی زیر بحث ہے کہ جس میں جمعیت علماء پاکستان کی ملک بھر کی سرگرمیوں، سیاسی حالات، کارکردگی، تنظیمی ساتھیوں کے تعارف، ملک بھر میں تنظیمی، مذہبی، سیاسی، سماجی، رفاہی، اور دیگر معاملات پر سنجیدگی سے قلم اٹھایا جائے اور مکمل طور پر اسے رائج کیا جائے۔

> ان گنت جرائم پیشہ افراد نے رینجرز کے سامنے اقبال جرم کیا ہے بلکہ غیر قانونی اسلحہ اور دیگر مجرموں کی مخبریاں بھی کی ہیں

سوال کراچی میں دہشت گردی کے خاتمے اور قیام امن کے لئے رینجرز کی جدو جہد کو آپ کس طرح لیتے ہیں؟

جواب کراچی میں رینجرز آپریشن اور امن کے قیام کے لئے سب سے زیادہ کاوشیں اور جدو جہد جمعیت علماء پاکستان نے کی۔ ہم نے رینجرز کے خلاف ہونے والی ہر سازش کے خلاف آواز بلند کی اور بعض شر پسند عناصر کو ہم نے ممکن طور پر دبائے رکھا، رینجرز کا موجودہ کردار قابل تحسین ہے مگر اس وقت آپریشن ہو رہا ہے، ابھی نتائج اخذ نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ آپریشن کے

مکمل ہونے کے کچھ عرصے بعد نتائج ابھریں گے۔ایک بات واضح کرنا چاہوں گا کہ اس آپریشن سے صرف اور صرف اسٹریٹ کرائم اور چھوٹی دکانوں سے بھتے میں کمی آئی ہے مگر حقیقت میں کراچی کے تمام بڑے بیوپاری، تجارت پیشہ افراد، کارخانوں، گوداموں اور کمپنیوں سے لاکھوں کروڑوں روپے کا بھتہ وصول کیا گیا ہے، جب تک صنعتوں اور کارخانوں سے بھتہ ختم نہیں کیا جاتا تب تک رینجرز آپریشن صفر ہے۔رینجرز نے ابھی مذہبی جماعتوں کے دہشت گردوں اور مسلح ونگ پر ہاتھ نہیں رکھا ہے، متحدہ کے اصل ٹارگٹ کلرز بھاگے ہوئے ہیں اب تک صرف دس فیصد جرائم پیشہ افراد پر ہاتھ رکھا گیا ہے، اکثر ضمانتوں پر آزاد ہیں۔پیپلز پارٹی اپنے گنہگار بھائیوں کے تحفظ کے لئے رینجرز اور سیکورٹی اداروں کے خلاف ہر روز ایک نئی سازش کر رہی ہے۔

> ایم کیو ایم کا لیڈر اس وقت ملک کا سب سے بڑا لٹیرا اور قاتل ہے ایم کیو ایم جلد
> ایک قصہ پارینہ بن جائے گی

سوال ایم کیو ایم آجکل بہت جذباتی ہے کیا واقعی انکے خلاف یکطرفہ آپریشن کیا جا رہا ہے؟

جواب اول بات یہ ہے کہ آپریشن جرم اور جرائم پیشہ افراد کے خلاف ہو رہا ہے، پھر جمعیت علماء پاکستان کے علاوہ کراچی اور سندھ کی اکثر و بیشتر سیاسی و مذہبی جماعتوں میں جرائم پیشہ افراد موجود ہیں اور ان کی گرفتاریاں ہوئی ہیں، صرف ایم کیو ایم پر رینجرز کے چھاپے نہیں پڑ رہے ہیں بلکہ ہر طرح کے جرائم پیشہ گروہوں پر چھاپے پڑ رہے ہیں۔مگر ناقابل فہم بات یہ ہے کہ کسی بھی سیاسی و مذہبی جماعت نے ایسا واویلہ نہیں مچایا ہے جیسا کہ ایم کیو ایم کر رہی ہے، یہ بھی ایک غور طلب بات ہے کہ سندھ بھر میں سب سے زیادہ جرائم پیشہ اور قاتل افراد ایم کیو ایم کے مرکزی، دفاتر اور پناہ گاہوں سے نکلیں جن میں سے ہر شخص پر کئی کئی قتل و جرائم کی ایف آئی آر تھیں، صولت

> ملک کی تاریخ کی سب سے بڑی پر امن جماعت صرف
> جمعیت علماء پاکستان ہے

مرزا کے اقبالی بیان سب کے سامنے ہے، کے ٹو لنگڑا وغیرہ اور اس طرح کے ان گنت جرائم پیشہ

افراد نے رینجرز کے سامنے اقبالِ جرم کیا ہے بلکہ غیر قانونی اسلحہ اور دیگر مجرموں کی مخبریاں بھی کی ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ جب سے ایم کیو ایم پر چھاپے پڑے ہیں۔شہر میں جرائم، قتل، ڈکیتی، اور اغواء برائے تعاوان جیسے جرائم کی شرح میں ستر فیصد تبدیلی آئی ہے۔ایم کیو ایم ایک فاسٹ اور دہشت گرد جماعت ہے اور ان کا لیڈر اس ملک کا سب سے بڑا لٹیرا اور قاتل ہے۔ایم کیو ایم جلد ایک قصہ پارینہ بن چکی ہوگی۔

سوال حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے پیغام، روحانی سلسلہ اور مشن کے فروغ و ابلاغ کے لئے آپ اپنی خدمات کا آئینہ دکھائیں گے؟

جواب اس سوال کے جواب کا اکثر حصہ پہلے اور دوسرے سوال کے جواب میں موجود ہے، مگر حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ رحمہ کے تبلیغ و اشاعت کے سلسلے، خانقاہ، روحانی سلسلے، تبلیغی مشن، نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفی ﷺ کے تحفظ کے مشن اور ان کی آئینی، جمہوری، ملکی اور عالمگیر تحریکوں، خدمات اور دیگر معاملات کو حضرت قائد اہل سنت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان شاء اللہ ہر سطح اور ہر ممکنہ حد تک آگے لے جائیں گے۔

> ملک کے وزیر اعظم کا جمعیت علماء پاکستان کو اے پی سی میں دعوت دینا خود ان کی بھی
> ضرورت اور وقت کا تقاضا تھا

سوال ان دنوں چونکہ آپ دو مرتبہ وزیر اعظم کی اے پی سی میں شریک ہو چکے ہیں جو بعض حلقوں کے لئے ناگواری کا سبب ہے اس حوالے سے آپ کا موقف کیا ہے؟

جواب اس ملک میں گنتی کی بڑی جماعتیں ہیں، مسلم لیگ ن، پیپلز پارٹی اور حالیہ انتخابی نتائج

> ادارہ "انوار رضا" اور ملک محبوب الرسول قادری نورانی کو میری جانب سے
> سلام اور مبارک باد

کے مطابق تحریک انصاف کو بھی کچھ حد تک بڑی جماعت کہا جا سکتا ہے اور ملک کی تمام سیاسی و مذہبی جماعتیں، اسٹیبلشمنٹ اور ادارے بھی یہ بات جانتے ہیں کہ ملک پاکستان میں حقیقی معنوں

میں اہل سنت و جماعت کی واحد نمائندہ سیاسی ومذہبی جماعت اور ترجمان مسلک اہل سنت اور بین المسالک اتحاد کی سب بڑی داعی اور ملک کی تاریخ کی سب سے بڑی پر امن جماعت اور اس ملک کی فلاح وبقا کی ضامن صرف اور صرف جمعیت علماء پاکستان ہے تو ایسی صورت میں ملک کے وزیر اعظم کے لئے جمعیت علماء پاکستان کو دعوت دینا خود ان کی بھی ضرورت اور وقت کا تقاضا تھا۔ کسی کو یہ بات بری لگی تو اس لگی یہ وجہ ہے کہ ان کی اپنی کوئی سیاسی و جماعتی حیثیت نہیں ہے۔

سوال انوار رضا جوہر آباد ہر سال حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک پر خصوصی اشاعت کا اہتمام کرتا ہے۔ اس کیلئے آپ کا تاثر اور پیغام کیا ہے؟

ادارہ "انوار رضا" جوہر آباد سے حضرت قائد اہل سنت اور ہم دونوں بھائیوں کی خصوصی یادیں وابستہ ہیں

جواب انوار رضا جوہر آباد سے حضرت قائد اہل سنت اور ہم دونوں بھائیوں کی خصوصی یادیں وابستہ ہیں، انوار رضا نے حقیقی معنوں میں امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی اور امامِ انقلاب امام شاہ احمد نورانی صدیقی کے پیغام کی ترویج، مسلک اہل سنت کو بلند سوچ، پاک ومنزہ، پاکستان میں امام ربانی مجدد الف ثانی، امام اہل سنت، امام انقلاب، آل انڈیا سنی کانفرنس اور جمعیت علماء پاکستان، مرکزی جماعت اہل سنت، انجمن طلبہ اسلام، انجمن نوجوانان اسلام، فدایان ختم نبوت ﷺ اور اکابرین جمعیت علماء پاکستان، امام نورانی کے رفقاء، نظام مصطفی ﷺ کے مشن کے قافلہ باوفا وباصفا، عظمت و بلندی اور پیکر اخلاص کے خوگر رسول اللہ ﷺ کے غازی، شہید اور مجاہدین کی خبر گیری کرنے اور تاریخ کے اوراق میں زندہ وجاوید کرنے والے انوار رضا اور ملک محبوب رسول قادری نورانی کو میری جانب سلام اور مبارک باد

مولانا نورانی کے بعد "اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی"

فتویٰ باز مولوی نظام مصطفےٰ ﷺ کے لیے مولانا نورانی کے خلاف فتویٰ بازی کے جوہر دکھاتے رہے

پنجاب میں جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی صدر اور نامور عالم وخطیب

قاری محمد زوار بہادر

سے جماعتی امور پر ایک نشست

ملاقات: ملک محبوب الرسول قادری، رشید احمد رضوی

جمعیت علماء پاکستان اور قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا جب بھی ذکر ہو تو زبان پر ایک اور نام ضرور ابھرتا ہے اور وہ ہے علامہ قاری محمد زوار بہادر کا۔ جنہوں نے اپنی کم سنی سے ہی جمعیت علماء پاکستان کو اپنے دل ودماغ کے گوشوں میں رچائے بسائے رکھا۔ انہوں نے جمعیت علماء پاکستان کے سیاسی ادوار کے ہر مرحلے کو اپنی نوجوانی کے زمانے سے دیکھنا شروع کیا اور انتہائی اخلاص کے ساتھ امام شاہ احمد نورانی اور نظام مصطفےٰ ﷺ کے سپاہی کی حیثیت سے جے یو پی کے ہراول دستے میں رہے۔ قاری زوار بہادر نے ابتدائی یونٹ سے کام شروع کیا جماعت اہل سنت کے مختلف عہدوں اور جمعیت علماء پاکستان کے ضلعی، صوبائی عہدوں سے ہوتے ہوئے امام نورانی کے انتہائی مخلص دوست، ریٹائرڈ جنرل کے ایم اظہر کے بعد جے یو پی کے مرکزی سیکرٹری جنرل کے عہدے پر دو مرتبہ منتخب ہوئے۔ جمعیت علماء پاکستان کے لئے ان کی خدمات اہلسنت کے کسی فرد سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اس وقت جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی دفتر ان ہی کے دارالعلوم جامعہ محمدیہ رضویہ گلبرگ لاہور میں قائم ہے۔ جو حضرت امام شاہ احمد نورانی کی زندگی میں یہاں منتقل ہو گیا تھا۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی میں دوریوں کا خاتمہ اسی دارالعلوم میں جے یو پی کے مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں ہوا۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے جے یو پی کی صدارت سے استعفیٰ بھی اسی دارالعلوم میں دیا اور ایک دوسرے ایک مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں واپس لیا۔ یوں تو ان کے جے یو پی سے محبت کے بے شمار واقعات ہیں مگر ان کی اپنی جماعت سے وابستگی لازوال ہے۔ اس وقت قاری زوار بہادر جمعیت علماء پاکستان پنجاب کے صدر ہیں "انوار رضا" کے قائد اہلسنت نمبر کے لئے ہم نے ان سے موجودہ جماعتی حالات پر گفتگو کی جو قارئین کے لئے حاضر ہے۔۔۔ (ادارہ)

سوال قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ اپنی طویل رفاقت کی یادیں ہمارے ساتھ شیئر کریں گے؟

سوال جمعیت علماء پاکستان کو صوبہ میں منظم و متحرک کرنے کے لئے آپ نے اپنے نئے تنظیمی سیشن میں ڈیڑھ سال کے دوران کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

جواب سب سے پہلے انوار رضا کی پوری ٹیم کو بہت مبارک کہ آپ مسلسل قائد ملت اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کو اجاگر کرنے کے لئے جدو جہد کر رہے ہیں اللہ پاک آپ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید ہمت و استقامت عطا فرمائے۔ جمعیت علماء پاکستان کو صوبہ بھر میں منظم اور متحرک کرنے کے لئے ہمارے سینئر نائب صدر علامہ نور احمد سیال، ڈاکٹر جاوید اختر بھرپور محنت کر رہے ہیں جہاں مجھے حکم فرماتے ہیں میں بھی حاضر ہو جاتا ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ میں اپنی صحت کے مسائل کی وجہ سے بہت زیادہ وقت نہیں دے سکا۔

اپنے آپ کو ثانی قائد ملت اسلامیہ سمجھنے والے شخص نے جے یو پی کو بہت نقصان پہنچایا

سوال جماعتی دائرہ سکڑتا جا رہا ہے یا یوں کہئے کہ اس میں وسعت پیدا نہیں ہو رہی، دعوت کا سلسلہ جمود کا شکار ہے ایسا کیوں؟

جواب مولانا شاہ احمد نورانی کے بعد جو خلا پیدا ہوا وہ مدتوں پورا نہیں ہو سکتا مولانا کے قریبی ساتھی مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی، مفکر اسلام پروفیسر شاہ فرید الحق، مجاہد اسلام جنرل کے ایم اظہر، علامہ شبیر احمد ہاشمی، علامہ محمد اقبال اظہری، صوفی محمد ایاز خاں نیازی بھی جلدی رخصت ہو گئے ان کے بعد جس شخص کو صدر بنایا گیا وہ ایک علاقائی تنظیم کا صدر بننے کا اہل بھی نہیں تھا بدقسمتی سے وہ اپنے آپ کو ثانی قائد ملت اسلامیہ سمجھتا تھا اس نے غیروں کا آلہ کار بن کر جماعت میں ایک نیا دھڑا بنا کر جماعت کو بہت نقصان پہنچایا۔

سوال قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کو دنیا سے گئے بارہ برس ہونے کو ہیں ان کی یادیں آج بھی تازہ ہیں آپ بھی اپنی رفاقت کی یادیں ہمارے ساتھ شیئر کریں۔

جواب حضرت مولانا شاہ احمد نورانی ایک عظیم مجاہد، وسیع النظر قائد اور ولی کامل تھے، ملکی بین الاقوامی حالات پہ ان کی بہت گہری نظر تھی تمام کارکنان پر یکساں شفقت ان کا خاصہ تھی بار بار دفعہ ملک اور بیرون ملک ان کے ساتھ سفر کی سعادت حاصل ہو۔ ان کی زندگی سرکار ﷺ کی سنّت مبارک کے عین مطابق تھی۔ وہ اپنی تقاریر اور عمل کے ذریعے بھرپور جدو جہد فرماتے رہے کہ اہلسنت علماء و مشائخ خانقاہوں اور حجروں سے نکل کر رسم شبیری ادا کریں نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی جدو جہد میں جمعیت کا ساتھ دیں لیکن بدقسمتی سے فتوی باز مولویوں نے ان کا ساتھ دینے کی بجائے عمر بھر ان کے خلاف فتویٰ بازی کے جوہر دکھائے۔ اس کے باوجود وہ کبھی مایوس نہیں ہوئے اور انہوں نے زندگی کی آخری سانس تک اپنا مشن جاری رکھا وہ اکثر فرماتے تھے ہم نظام مصطفیٰ ﷺ کے مؤذن ہیں ہمارا کام جدو جہد کرنا ہے مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ گزرے ہوئے ایام ہی زندگی کا حاصل ہیں ان کے بعد "اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی" والا معاملہ ہے۔

سوال سُنی اتحاد کے لیے ایسے پلیٹ فارم ہیں کہ ان کا صرف لیٹر پیڈ ہونا بھی ایک کام ہے لیکن کیا عملاً اتحاد اہل سنّت ممکن ہے؟ اگر ہے اس کے لئے تو آپ کے پاس سب کے لئے قابل عمل فارمولا کیا ہے؟

"ندائے اہل سنت" بہت جلد دوبارہ باطل قوتوں کے سامنے ڈٹے گا

جواب اتحاد اہلسنّت کے لئے کی گئی تمام کوششیں اب تک ناکامی سے دوچار ہوئی ہیں اس کی وجہ جھوٹی انا ہے جو افراد ابتدائی، علاقائی تنظیموں کی صدارت کے اہل نہیں ہیں وہ سارے عالم اسلام کی قیادت کے خواب دیکھتے ہیں سب گروپوں کے لیڈر صدر بننا چاہتے ہیں کوئی خادم بن کے کام نہیں کرنا چاہتا بدقسمتی سے کچھ گروپ باقاعدہ ایجنسیوں نے بنوائے ہوئے ہیں وہ کبھی اہلسنّت کو ایک نہیں ہونے دیں گے انہیں باقاعدہ اسی کام کی تنخواہ ملتی ہے اس کا قابل عمل حل صرف یہ ہے کہ اپنی اصلی اور حقیقی نمائندہ جماعت "جمعیت علماء پاکستان" کے ساتھ ہو جائیں گروپوں کو اہمیت نہ دیں۔

سوال صفہ یونیورسٹی کا پراجیکٹ حضرت مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے سنگ بنیاد سے اب تک کن

کن مراحل سے گذرا اور مستقبل میں کب تک تکمیل کو پہنچے گا؟

جواب الحمدللہ صفہ یونیورسٹی کا کام جاری ہے تقریباً اب تک 12 کروڑ روپے خرچ ہو چکے عظیم الشان مسجد جسکی چھت تلے ساڑھے چار ہزار افراد بیک وقت نماز پڑھ سکیں گے تکمیل کے آخری مراحل میں ہے گزشتہ سال انگلش میڈیم سکول شروع ہو چکا جس میں باقاعدہ حفظ قرآن کا انتظام ہے اس سال انشاء اللہ درس نظامی حفظ وتجدید کا سلسلہ بھی شروع ہو جائے گا یہ قائد اہلسنت کی عظیم الشان یادگار ہے یقین ہے کہ ہماری اس معمولی سی کاوش سے قائد ملت اسلامیہ کی روح یقیناً خوش ہوگی حضرت نے زندگی بھر ایسے ادارے بنائے چلائے اور ان کی سرپرستی فرمائی۔

> باقاعدہ تنخواہیں دے کر ایجنسیوں نے نئے نئے گروپ بنوائے۔

سوال جمعیت کی تاریخ کو محفوظ کرنا درحقیقت اہل سنت کی ملکی تاریخ کو محفوظ کرنے کے مترادف ہے اس سلسلہ میں آپ نے کوئی منصوبہ بندی کی ہے؟

جواب الحمدللہ جمعیت علماء پاکستان کی تاریخ پر مبنی بہت ساری کتابیں اور رسائل مارکیٹ میں موجود ہیں کچھ افراد نے جمعیت کی سیاست پر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں بھی حاصل کی ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خان نیازی پر بہت ساری کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو یقیناً جمعیت کی قابل فخر تاریخ ہے لیکن ابھی بہت سارا کام باقی ہے جسے جمع کر کے شائع کرنے کی ضرورت ہے۔

سوال مولانا نورانی کے تبلیغی و دینی مراکز کہاں کہاں ہیں اور حضرت کی رحلت کے بعد دنیا بھر میں ان اداروں کی کارکردگی کی صورت حال، اس وقت کیا ہے؟

> صفہ یونیورسٹی پر ۱۲ کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں یہ قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم یادگار ہے

جواب ورلڈ اسلامک مشن کے مراکز کی مکمل تفصیلات تو جانشین قائد ملت اسلامیہ حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی کے پاس ہیں کیونکہ وہ حضرت صاحب کے وصال کے بعد مسلسل تبلیغی دورے فرماتے رہتے ہیں اور ان اداروں کے جلسوں میں، میٹنگوں میں شرکت کرتے

رہتے ہیں۔

سوال مسلم لیگ ن کی حکومتی دو سالہ کارکردگی آپ کی نظر میں کیسی رہی؟

جواب مسلم لیگ کی دو سالہ کارکردگی سے خود ن لیگ کی قیادت اور کارکن بھی مطمئن نہیں ہیں اور لگتا ہے صرف اقتدار بظاہر ان کے پاس ہے اختیار لے لیا گیا ہے چیف آف آرمی سٹاف ہر محاذ پر سب سے آگے نظر آتے ہیں اگر وہ آپریشن ضرب عضب اور کراچی آپریشن کے ذریعے ملک کو دہشت گردی اور دہشت گردوں سے نجات دلانے میں کامیاب ہو گئے تو تاریخ میں ہمیشہ ایک بہادر، نڈر، محب وطن، دیانتدار جرنل کے طور پر یاد رکھے جائیں گے۔

> جب تک ہم خود نظام مصطفےٰ ﷺ کو نہ اپنائیں دوسروں کو دعوت دینے کا کیا مطلب؟

سوال آپ نے جماعتی نظم کو ابتدائی یونٹ سے بہت قریب سے دیکھا ہے اچھے کارکن کے لئے کن امور پر عمل درآمد ضروری ہے؟۔

جواب ابتداء سے لے کر مرکز تک کارکن اور لیڈر کے لئے ضروری ہے کہ اس کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو۔ کارکن اپنے آپ کو سرکار ﷺ کی سنت مبارک کے سانچے میں ڈھالیں جب تک ہم خود نظام مصطفیٰ پر عمل پیرا نہ ہوں ہمارا دوسروں کو دعوت دینا (چہ معنی دارد؟) ہماری نیچے سے لیکر اوپر تک سب سے بڑی کمزوری یہی ہے جس دن ہم نے اس پر قابو پالیا لوگوں میں ہماری دعوت کو پذیرائی ملے گی دس ہزار باعمل کارکن اور لیڈر میدان میں نکل آئیں تو نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کو کوئی طاقت نہیں روک سکے گی۔

> حکومت کی کارکردگی سے تو خود مسلم لیگ ن کی قیادت اور کارکن مطمئن نہیں

سوال آپ تحریک ختم نبوت 1974ء، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ 1977ء، ملین مارچ جیسے اہم ملکی تاریخی واقعات کے عینی شاہد ہیں کیا نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ یا تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ کے لئے اس نہج پر اب کوئی اہم کام سرانجام پا سکے گا؟ یہ کیسے ممکن ہوگا؟

جواب 1974ء اور 1977ء کی تحریکیں بے مثال تھیں لوگوں نے ختم نبوت اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے جانوں کے نذرانے پیش کیے ان تحریکوں میں شمولیت بڑی

سعادت ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی جیسی مخلص قیادت ہو تو عوام جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے اور دوسری طرف جب قیادت کا اپنا ارادہ صرف شہرت، عہدے اور دکھاوے تک ہو تو عوام بھی گھروں میں بیٹھ جاتے ہے۔ اب بھی علماء و مشائخ مخلص ہو کر اس کام کے لئے میدان میں نکل آئیں تو عوام تو کسی مسیحا کا رستہ دیکھ رہے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی مخلص قیادت ہو تو عوام جان دینے سے بھی گریز نہیں کرتے

سوال آپ نے ماہنامہ ندائے اہلسنت کا اجراء کب اور کیوں کیا؟ آپ کے وسیع حلقہ اثر، جمعیت کی بھاری افرادی قوت اور جریدہ کے شاندار ماضی کے باوجود ندائے اہلسنت کی بندش سمجھ سے باہر ہے موجودہ حالات میں اس کی نشاط ثانیہ کے کچھ امکانات باقی ہیں؟

جواب الحمد للہ ندائے اہلسنت نے اس دور میں جدوجہد کی جب چاروں طرف سے جمعیت علماء پاکستان اور امام شاہ احمد نورانی کے خلاف سازشوں کے جال بچھائے جا رہے تھے ان کا مردانہ وار مقابلہ کیا خطیب ختم نبوت رئیس التحریر حضرت علامہ سید شبیر احمد ہاشمی کے جانے سے بہت نقصان ہوا ان شاء اللہ العزیز جلد ندائے اہلسنت سیکولر اور باطل قوتوں کے خلاف میدان عمل میں ہوگا۔

سوال انوار رضا حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد مسلسل اشاعت خاص کا اہتمام کرتا ہے اور ہر سال علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان کی طرف سے نورانی ڈائری کا اجراء کیا جاتا ہے اس پر آپ کا تاثر کیا ہے؟ اور ہمارے ادارے اور قارئین کے لئے آپ کا پیغام؟

"ندائے اہل سنت" نے باطل قوتوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا

جواب نورانی ڈائری، سہ ماہی انوار رضا اور حضرت قائد اہلسنت پر مختلف کتابوں کی اشاعت جناب ملک محبوب الرسول قادری کا عظیم کارنامہ ہے اللہ کریم ان کو مزید ہمت و استقامت اور اہلسنت کو تعاون کی توفیق عطاء فرمائے۔

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
سہ ماہی
انوار رضا
ملک محبوب الرسول قادری

قائد اہل سنت نمبر

حصہ چہارم

منظومات (نذرِ عقیدت بحضور قائد اہل سنت)

مشمولات

السلام اے قائد فرخندہ خو
السلام اے رہبر رخشندہ رو

از صدائے نعرۂ مستانہ تو
شیطنت لرزندہ ما دیوانہ تو

السلام اے پیکر علم و عمل
چشمۂ فیض حبیب عزوجل

آمدی و مانند اسم آمدی
بسطۃً فی العلم والجسم آمدی

السلام اے کاشف رمز و نہاں
واقف راز درون خسروال

ناشر حق ناصر دین متین
حامئ دستور قرآن مبین

عبقری عصر فخر روزگار
کوہ استقلال بحر بے کنار

اے شہ روشن ضمیر مومنین
یک نگاہی بر فقیرؔ رہ نشین

نتیجۂ فکر: علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی

(بشکریہ: ماہنامہ "ترجمان اہلسنت" کراچی نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نمبر۔ اپریل مئی ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۴۳)

آپ میر کارواں ہیں قبلہ نورانی میاں
قوم کی روح رواں ہیں قبلہ نورانی میاں

افتخار ملک و ملت آبروئے اہلِ دیں
اہل حق کے پاسباں ہیں قبلہ نورانی میاں

عالم عالم پناہ ہیں داعئ ارشاد ہیں
رہبر پیر و جواں ہیں قبلہ نورانی میاں

بلبلیں باغ وطن کی گا رہی ہیں روز و شب
نو بہارِ بوستاں ہیں قبلہ نورانی میاں

اللہ اللہ پختگیٔ عزم و استقلال میں
غیرتِ کوہ گراں ہیں قبلہ نورانی میاں

ایک اک نقشِ کف پا زندہ و جاوید ہے
پائیدار و جاوداں ہیں قبلہ نورانی میاں

باخبر رہتے ہیں ہر دم دہر کے حالات سے
واقفِ سود و زیاں ہیں قبلہ نورانی میاں

اہلِ باطل سے وغا ہو شیطنت سے جنگ ہو
کامیاب و کامراں ہیں قبلہ نورانی میاں

آتش سیال بن جاتا ہے خونِ منجمد
واہ کیا شعلہ بیاں ہیں قبلہ نورانی میاں

تشنہ کامانِ محبت، مژدہ باد و مژدہ باد
فیض کے بحرِ رواں ہیں قبلہ نورانی میاں

اک زمانہ معترف ہے آپ کے اوصاف کا
رفعتوں کے آسماں میں قبلہ نورانی میاں

(علامہ صاجزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی، سجادہ نشین: شاہ والا شریف)

سید کون و مکاں کا بندۂ عالی مقام
پیر پیراں میر میراں شاہ جیلاں کا غلام

ترجمان بوحنیفہ عالم ذوالاحترام
میکدۂ عشق احمد کا چھلکتا ایک جام

آبتاؤں کون ہے؟ وہ نائب خیر الانام
شاہ نورانی ہے یاروعصر حاضر کا امام

جرأت اسلاف کا وہ آج بھی اعلام ہے
وہ حسینؓ کربلا کا اک پیام تام ہے

ایمان ہے ایقان ہے وہ عشق ہے اسلام ہے
پرچم دین ہدیٰ ہے سطوتوں کا بام ہے

عشق حسن لم یزل کے جس نے گاڑے ہیں خیام
شاہ نورانی ہے یاروعصر حاضر کا امام

وہ بہار حق ہے یارو دافع شر خزاں
ایک ہے ذات گرامی اے مگر پورا جہاں

دیکھئے بیٹھا چٹائی پر مگر فکر شہاں
وہ مجاہد وہ فدائے سرور کون و مکاں

وہ علو دین قسیم قصر اہل حق کا بام
شاہ نورانی ہے یاروعصر حاضر کا امام

چاہ اکتوبر کو تھا لاہور میں اس کا جہاں
کیا کروں الفاظ میں نورانی بستی کا بیاں

ہاں وہ کنونشن تھا لیکن ایک بحر بے کراں
دلربا و دلنشین و روح پرور دبستاں

حضرت زوار نے گاڑے تھے نورانی خیام
شاہ نورانی ہے یاروعصر حاضر کا امام

جے یو پی حق و صداقت جے یو پی بالا مقام
اس کی منزل ہے فقط محبوب داور کا نظام

جے یو پی صبح درخشاں نظم باطل ایک شام
جے یو پی خورشید حق ہے جے یو پی ماہ تمام

میکدۂ اہل حق میں کون چھلکا تا ہے جام؟
شاہ نورانی ہے یاروعصر حاضر کا امام

شاہ نورانی فدائے سید شبیر ہے
وہ رسول ہاشمی کے دین کی تنویر ہے

اہلسنت کی یقیناً آج وہ تقدیر ہے
اتحاد اہلسنت آپ کا ہے اذن عام
شاہ نورانی ہے یاروعصر حاضر کا امام

(علامہ شبیر احمد ہاشمی)

نورانی تو ہے دین محمد کی آبرو
تیرے خلوص و عزم کا چرچہ ہے چار سو

دنیا میں کر دیا ہے سُنیت کو سُرخرو
للکارسُن کے تیری ہراساں ہوا عدو

ملت کو ہر محاذ پر درسِ عمل دیا
انداز فکر قوم کا یکسر بدل دیا

فتنوں کو اپنے نعرۂ حق سے کچل دیا
دشمن کو جواب دیا برمحل دیا

زندہ کیا ہے دین رسالتِ مآب کو
پھیلا دیا ہے درسِ حدیث و کتاب کو

روکے اب ارض پاک میں اس انقلاب کو
یہ حوصلہ کہاں کسی خانہ خراب کو

اللہ رے یہ شان، یہ شوکت، یہ مرتبہ
صدیق کا سا عزم، عمر کا سا دبدبا

عثمان کا سا حلم، علی کا سا ولولہ
نعرہ ہے تیرے قصر ربوہ میں زلزلہ

اے حضرت علیم کے فرزند ارجمند!
پرچم مصطفی کو کیا ہے تو نے سربلند

ہر فعل تیرا دلنشیں، ہے ہر قول دل پسند
اے کاش تیرا نیز اقبال ہو بلند

ہر قلب مضطرب کی دعا تیرے ساتھ ہے
تائیدِ شاہ کرب بلا تیرے ساتھ ہے

سرکارِ دو جہاں کی رضا تیرے ساتھ ہے
اے رہنمائے قوم ربِ محمد تیرے ساتھ ہے

تو وارثِ شاہِ شریعتِ انعام ہے
اعلائے دین حق کی لگن صبح و شام ہے

نازاں ہے جس پہ قوم وہ عالی مقام ہے
جاجی کو تیری مدح میں پھر کیا کلام ہے

(علامہ شبیر احمد ہاشمی)

نورانی تیرے غم میں روتی ہے یہ خدائی
دیتی ہے مار ڈالے ہم کو تیری جدائی

علماءِ دین میں اونچا منصب ہے مقام تیرا
منصب کی لاج اپنے تو نے سدا نبھائی

بت ہوں عصبیت کے یا فرقہ واریت کے
کس پر ضرب نہ تو نے قائد میرے لگائی

سودا تیرا ہوا تھا بازار مصطفی ﷺ میں
ہرگز نہ کوئی طاقت تجھ کو خرید پائی

تو دین کا مبلغ ملت کا ایسا قائد
ناموسِ مصطفی ﷺ کا جانباز تو سپاہی

تیرے مشن کو پورا کر کے ہی سانس لیں گے   سامنے انس میاں کے ہم نے قسم ہے کھائی
یونس کو جانتے ہیں سب نام سے تمہارے   تھی حیثیت اس کی ورنہ کہ جیسے رائی

(عبدالوحید یونس)

پھولوں میں اک گلاب تھے، عطر وشمیم تھے   دنیا کے اس چمن میں وہ بادِ نسیم تھے
عالی نسب تھے آپ تو عالی صفت بھی تھے   دشمن کو اپنا کرتے تھے ایسے حلیم تھے
رہبر تھے رہنما تھے ہر اک خاص و عام کے   ہر شخص کہہ رہا ہے وہ قائد عظیم تھے
ان کا کلام نرم تھا لہجہ تھا دل نشین   دل میں اترتی بات تھی ایسے کلیم تھے
قرآن ان کو حفظ تھا، عالم تھے پائے کے   وہ انجمن تھے ذات میں پیارے غنیم تھے
لیتے تھے شاہ وقت بھی ان سے مشورے   وہ اہلِ علم، صاحبِ عقلِ سلیم تھے
اسرار اور رموز سے واقف تھے دین کے   قرآن اور حدیث کے دانا فہیم تھے
سنی کو راہ راست پر چلنے کا گر دیا   مسلک کے واسطے وہ عمدہ نعیم تھے
عشقِ رسولِ پاکؐ میں سرشار و شادماں   نورانی رہتے تھے کہ وہ جانِ حریم تھے
شاعرؔ! تھے ان کے پاس تصوف کے مرتبے   وہ جانتے تھے کشف کے عبدالعلیم تھے

(شاعر علی شاعرؔ)

آوازِ حق، اصنام شکن   اللہ کی قدرت، نورانی
دستورِ غلامی کا دشمن   جمہور کی قوت، نورانی
فقراؤں کی محفل میں تنہا   درویش طریقت، نورانی
جب خانقہی سے باہر ہو   سلطانِ شریعت، نورانی
ماضی کے سنہرے لمحوں کی   تعبیر خلافت، نورانی
اس لوٹ کھسوٹ کے عالم میں   اخلاص کی دولت، نورانی
اس پرآشوب زمانے میں   افکار کی عظمت، نورانی

اس عہد شکن روز و شب میں   پیمان شرافت، نورانی
وہ کملی والے کا شیدا   ولیوں کی نیابت، نورانی
وہ عاشق گنبد خضری کا   منشاء امامت، نورانی
ہو ذکرِ نبی تو لہجے میں   پھولوں کی نزاکت، نورانی
جب گستاخ کا ذکر چھڑے   شعلوں کی تمازت، نورانی
وہ تیغ عدو سر پر جب بھی   گویائے صداقت، نورانی
رہزن کی "جماعت" حیران ہے   سالار قیادت، نورانی
دشمن کی "جسارت" ششدر ہے   منزل کی ضمانت، نورانی
سرگرم عمل انسانوں میں   ایمان کی حرارت، نورانی
حق کہ بنائے ملت کی   مضبوط شہادت، نورانی

(ادیب رائے پوری)

انسان بے مثال تھے نورانی بالیقین
مرشد کے ہم خیال تھے نورانی بالیقین
تھا دل میں عشق خدا کے رسولؐ کا
خوش بخت و خوش خصال تھے نورانی بالیقین
مہر و وفا، خلوص سے لیتے تھے جیت دل
باوصف و باکمال تھے نورانی بالیقین
عالی نسب بیاض میں ان کا شمار تھا
عزت سے مالا مال تھے نورانی بالیقین
عشقِ رسولِ پاکؐ کی حاصل تھیں دولتیں
ہاں! صاحبِ منال تھے نورانی بالیقین
روشن وہ ماہتاب تھے ظلمت کی رات میں

ہاں! روشن جمال تھے نورانی بالیقین
دیکھنے سے آپ کو سب ہی گرویدہ ہوتے تھے
ہاں! ایسے پُر جمال تھے نورانی بالیقین
اصحاب مصطفی ﷺ سے جنہیں پیار تھا بہت
وہ عاشق بلال رضی اللہ عنہ تھے نورانی بالیقین
شاعرؔ! یزید وقت کو سجدہ نہیں کیا
وہ صاحب جلال تھے نورانی بالیقین

(شاعر علی شاعرؔ)

غازیِ ختم نبوت شاہ نورانی میاں   کر گئے دنیا سے رحلت شاہ نورانی میاں
مصطفیٰ ﷺ کے نام پر مرنا ہے اصل زندگی   کر گئے ہم کو ہدایت شاہ نورانی میاں
جو غلام مصطفیٰ ﷺ ہو مدح خوان اہلبیت   کرتے تھے ان کی حمایت شاہ نورانی میاں
دولت و حشمت کی خاطر جس نے چھوڑا آپ کو   آج ہے اس کو ندامت شاہ نورانی میاں
ماں کے قدموں اور غازی بابا کے سائے تلے   اب رہیں گے تا قیامت شاہ نورانی میاں
مسندِ نورانی پر ہیں جلوہ گر شاہ انس   ان پر ہو نظرِ عنایت شاہ نورانی میاں
میں خلیلؔ قاتلی کیا شان لکھوں آپ کی   میرے قائد میرے حضرت شاہ نورانی میاں

(صوفی خلیل الرحمن شاہ قادری قاتلی)

علوِ عظمت اسلام کی برہان نورانی   بظاہر ایک قاری ہے مگر قرآن نورانی
شرافت کا صداقت کا محبت امن عالم کا   اخوت، عشق و مستی کا ہے ایک پیمان نورانی
جلال دین قیم ہے اور جمال رحمت عالم   جناب عشق کے کرب و عمل کی جان نورانی
عدو سرورِ کونین پر ہے قہر فاروقی   جناب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی پہچان نورانی
یہ علم و فضل حیدر ہے حیا و حلم عثمانی   وقار دین قیم کا ہے اک عنوان نورانی

نشان قرن اول ہے یہ پرچم ہے صحابہؓ کا   ہے گویا ایک فیض حضرت نعمان نورانی
محمد بن حسن شیبانیؒ عصر رواں مجھو   ابو یوسف زفر قاری کا ہے فیضان نورانی
جناب شیخ اکبر کا فصوص الحکم ہے یارو   مجدد الف ثانی کا وجود آن نورانی
جناب غوث اعظم کی کرامت اور شہادت ہے   شبیہ احمد رضا خاں کی ہے عز و شان نورانی
فضائے جبر میں ہے بدر کی للکار نورانی   فضائے کیف میں عشق کی اک کان نورانی

رسول ہاشمیؐ کے دین قیم کی صداقت ہے
جناب سید شبیرؓ کی سمجھیں سیادت ہے

(علامہ شبیر احمد ہاشمی)

ندائے اہلسنت 31 جولائی 1992ء

وقار زندگی، شان قیادت، شاہِ نورانی   جمال آگہی، اعزاز ملت، شاہِ نورانی
وہ جس کا عزم راسخ تھا پہاڑوں سے بھی بالاتر   کمال زیست تھا، حسن سیادت، شاہِ نورانی
ہر اک آمر کے آگے صورت ضرب ید اللہی   پیام فکر تھا، شان صداقت، شاہِ نورانی
لٹیروں غاصبوں کے بالمقابل سد اسکندر   تھی خائف جس سے ہر اک آمریت، شاہِ نورانی
جو اپنی سادگی میں فقر بوذر کا نمونہ تھا   تھی جس کے فقر میں شاہی کی سطوت، شاہِ نورانی
جو اعدائے نبوت کے لئے قہر الہٰی تھا   اور اپنوں کے لئے الطاف و رحمت، شاہِ نورانی
کرایہ کے مکاں میں، عالم اسلام کا رہبر   ہے حیراں جس پہ اب تک بزم فطرت، شاہِ نورانی
ہاں ناموس نبی کا پاسدار، وخوش ادا تھا وہ   تھی غداروں کے دل پہ جس کی ہیبت، شاہِ نورانی
اسے اپنے پرائے قافلہ سالار کہتے تھے   جہاں پر تھی مسلم جس کی جرأت، شاہِ نورانی
وہ عالم تھا، وہ فاضل تھا، مبلغ اور مفسر تھا   ہمارے حق میں تھا اللہ کی رحمت، شاہِ نورانی
امام انقلاب دین، فخر اہل سنت تھا   جہاں پہ نقش ہے جس کی امامت، شاہِ نورانی
مرے افکار کی زینت اسی کا نام نامی ہے   دلوں کا حکمراں، نور عبادت، شاہِ نورانی
تھی سیرت اس کی روشن اور صورت بھی منور تھی   اسے کہتے ہیں سب بہر عقیدت، شاہِ نورانی

وہ زیبِ منبر و محراب. علمِ دین کا پیکر — یہ اس کے ساتھ تھا فخرِ سیاست. شاہ نورانی
وہ بچھڑا تو ہر اک جانب ہی سیل اشک جاری تھا — تھی جس کی منتظر خوشبوئے جنت. شاہ نورانی
میری آنکھوں سے جو اشک جاری ہے مسلسل ہی — لگا پائے نہ آمر جس کی قیمت. شاہ نورانی
رضا میری دعا ہے خالق کونین سے ہر پل — بہارِ خلد کی بن جائے زینت. شاہ نورانی

(پروفیسر محمد اکرم رضا)

آج بھی زندہ حقیقت ہے نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر زمانے کی ضرورت ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ — سب فسانے ہیں حقیقت ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ
سلب کر لیتا ہے ذہن و دل سے تحریکِ فساد — امنِ کامل کی ضمانت ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ
نفرتیں اغیار تک سے بھی روا رکھتا نہیں — بس محبت ہی محبت ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ
آج اپنا لو تو آجائیں بہاریں آج ہی — آج بھی زندہ حقیقت ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ
غیر اہم کوئی کسی عنوان رہ سکتا نہیں — اک اساسِ قدر و قیمت ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ
چاہتا ہے اور کیا فطرت سے صحرائے وجود — اک بہارِ رنگ و نکہت ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ
دستبردار اپنی عظمت سے نہ ہونا چاہیے — باعثِ اعزاز و عظمت ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ
درمیانِ خلق و خالق، کوئی بت رہتا نہیں — ایک عالمگیر وحدت ہے، نظامِ مصطفیٰ ﷺ
غیر فطری اشتراکیت پنپ سکتی نہیں — عین حق ہے عینِ فطرت ہے، نظامِ مصطفیٰ ﷺ
کیوں نہ ہو انسانیت کے واسطے وجہِ وقار — حسبِ منشائے مشیت ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ

(وقار صدیقی: کتاب شاہ احمد نورانی، حصہ دوم صفحہ ۹۶)

امت محمدیہ میں منفرد شان کی حامل ہستی، نواسۂ رسول، جگر گوشۂ مرتضےٰ و بتول
اخیٔ شہیدِ کربلا، جدِّ کریم غوث الوریٰ، سیّد الاسخیاء حضرت سیّدنا

امام حسن مجتبیٰ علیٰ جدہٖ و علیہ السلام

کی بارگاہِ عالی سے حصولِ فیض و برکت کا ایک **نادر موقع**

خانۂ خدا کے لیے ترغیب تعاون سنتِ رسول ہے

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: جو شخص مسجد بنائے اللہ کریم جنت میں اس کا گھر بناتا ہے

پنجاب کے سنگم جوھر آباد میں مسلکِ محبت رسول
(اھل سنت و جماعت بریلوی) کے ایک **دینی مرکز** کا آغاز

مسجد امام حسن مجتبیٰ

سیّدنا غوث اعظم سٹریٹ
نزد چونگی نمبر 1 راجا ٹاؤن جوہر آباد

آیئے! مل کر اس کی شروعات میں حصہ لیں

زرِ تعاون کے لیے
حبیب بنک لمیٹڈ جوہر آباد میں مشترکہ اکاؤنٹ
جوائنٹ اکاؤنٹ نمبر 01137901049203

ملک محمد محبوب الرسول قادری
0300 / 0313 / 0321 9429027

mahboobqadri787@gmail.com